وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اوضح القرآن

مسمّٰی بہ

تفسیر احمدی

مؤلفہ

حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب

قادری حنفی احمدی پریسیڈنٹ مجلس انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

و

ممبر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

مطبوعہ مطبع تضامی پریس آگرہ

اِطلاع

اِس تفسیر مین رکوع کے اوپر جو ہندسہ دیا ہوا ہے

وہ سورۃ کے حساب سے اور نیچے کا پارہ کے حساب سے ہے

اور جہان رکوع کے اوّل (پ) اور بعد (عٓ یا عٓ) ہی اس

پارہ اور رکوع مراد ہے ۔

اور (ت) سے تفسیر جس کے نیچے ہندسے لگے ہوئے

ہین۔ اس سے نمبر مضامین مراد ہین ۔

(میر فضل احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

اوضح القرآن

سورۂ فاتحہ

تمہید - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ سورہ فاتحہ داخل قرآن نہیں - مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کلام الٰہی نہ ہو یا تواتر میں اس کے فرق آتا ہو بلکہ یہ سورۃ قرآن شریف کا اصل متن ہے اور باقی حصہ آلٓمٓ سے وَالنَّاس تک اسکی شرح ہے - چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ [۱۵ع] اور قرآن فیض رحمانی کا نتیجہ ہے - جیسا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ [۲۷ع] وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ [۹ع] یہ سورہ شریف ایک دعا ہے جامع جس کا مقابلہ کوئی دعا نہیں کر سکتی -

ت - بسم اللہ - کی ب متعلق بفعل اقرأ ہے بمعنی استعانت - چنانچہ فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ [۱۲ع] اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد لے سکتے ہیں - اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ - پس با کو استعانت کے لئے تجویز کرنا جائز و خلاف ادب نہیں - **ت ۲** اللہ حقیقی معبود جس کے ہر آن ہم محتاج ہیں تمام کامل خوبیوں سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ یہ اسم اعظم ہمیشہ سب اسماء حسنیٰ کا موصوف ہی رہے گا - اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سات صفات کا بیان کیا ہے - (۱) اسم اعظم اللہ - (۲) الرحمٰن - (۳) رحیم (جو بسم اللہ میں ہے) (۴) رب العالمین - (۵) رحمٰن (۶) رحیم (یہ تکرار نہیں بہ اعتبار اپنے خواص و معانی دونوں کے) (۷) مالک یوم الدین - **ت** - رحمٰن محض فضل سے دینے والا بلا مبادلہ اعلیٰ سے اعلیٰ بخشنے والا جیسے کہ اس نے آسمان اور زمین و غیرہ کی چیزیں ہمارے لئے بنائیں - آیہ شریف اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ **ت ۴** - رحیم - اپنی فرمانبرداریوں پر عمدہ سے عمدہ نتائج دینے والا مثلاً ایمان سے راضی ہوتا ہے اعمال صالحہ سے آرام بخشتا ہے - سعی و کوشش کے عمدہ پھل دیتا ہے - **ت ۵** رب کے معنی پالنے والا - بتدریج ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جانیوالا - **ت ۶** - الْ کے معنی سب - عَالَم کے معنی جہان - عَالَمِیْن کے معنی بہت جہان - **ت ۷** مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ یوم کے معنی وقت دین کے معنی جزا اور سزا طریقہ تو قیامت دنیا میں بھی جزا و سزا ہوتی رہتی ہے - قبر میں بھی ہوگی پھر حشر میں پھر صراط پر - پھر جنت اور نار میں اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے - اور اس کی جزا اور سزا سمجھداروں کے لئے کھلے طور پر روز روشن کی طرح یہاں بھی ہو گی - مسئلہ جزا و سزا رحم پر مبنی ہے جو تکمیل نفس مقصود ہے **ت ۸** - اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ - چونکہ کلام تین قسم کا ہوتا ہے - پہلا عرضی نویس - اگر قانون کا ناواقف لکھدے تو نامقبول واقف لکھے تو مقبول ہو - دوسرا درخواست کنندہ خود ہی لکھدے - تیسرے حاکم خود لکھوا دے - قرآن مجید میں تینوں قسم کے کلام موجود ہیں - پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ - وہ عرضی ہے جو حاکم نے خود لکھدی - **ت** - اِهْدِنَا - ہدایت کے معنی قرآن شریف میں چار قسم کے آتے ہیں - پہلے فطری قویٰ کے موافق علم و آلہ کرنا اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی [۱۶ع] دوسرا نیک اعمال کے بعد اور نیکی کی توفیق بخشنا جیسے وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی تیسرے اپنی رضامندی کی راہوں کی طرف بلانا - مثلاً اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی [۳۰ع] چوتھے کسی کامیابی کی منزل پر پہنچانا - جیسے بہشتوں کا قول اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ [۸ع] اور ضلالت اس کے بالمقابل ہے - **ت** - انعمت علیہم قرآن کریم میں بکثرت اسی جماعت کا ذکر اور مفصلاً اسی ہی جماعت ہے اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ الخ [۵ع] وغیرہ وغیرہ - انبیاء - صدیقین - شہداء ایمان کی کارروائی اور اعمال میں فرق کی شان - انبیاء مثل حکم کے - شہیدین مانند گماشتہ دار کے - شہدا حضوری میں کام کرنے والے - صالحین - بہ آہستگی کام کرنے والے - کام کی صلاحیت رکھنے والے - **ت ۱۱** اَلْمَغْضُوْبِ کے - دو نشان ہیں - پہلے علم بلا عمل - دوسرے بغض

و حسد بھیجا یا اولیاء و دانشمند ۔ اصطلاح حدیث میں یہودی کہلاتے
ہیں۔ کسی فرقہ کے ہوں۔ ب۱۳ ضالین کے بھی دو نشان ہیں۔
پہلے الٰہیات کا علم نہیں۔ ما لھم بہ من علم ولا لآباءھم پ۱۵ سورہ
کہف۔ دوسرے بیجا محبت بزرگوں سے جیسے المسیح ابن اللہ پ۱۰
ضالین میں شدت ہے اس لئے ان کا زمانہ لمبا ہوگا۔ اور یہ اصطلاح
حدیث نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ تمام قرآن شریف میں انہی تین قوموں کا
ذکر ہے یہ تین جماعتیں دنیا میں ابتدا سے تا قیام قیامت و آخر دم تک
ہمیشہ رہتی ہیں۔ پہلے انعمت علیہم۔ دوسرے مغضوب۔ تیسرے
ضالین۔ انکی شرح حالات تمام قرآن مجید میں آتی رہے گی۔
جو خلاصۃً اس دعا میں مذکور ہیں۔ ب۱۴ آمین۔ یہ کلمہ داخل
قرآن نہیں۔ مگر بعد سورہ فاتحہ اس کا پڑھنا سنت ہے۔

الجزء ۱

سورۃ البقرۃ

ب - اعوذ باللہ قرآن مجید اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے
اوّل اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی اذا قرأت
القرآن فاستعذ باللہ ہے۔ ب - الٓمٓ یعنی انا اللہ
اعلم۔ حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و ابی ابن کعب حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہم نے یہی معنی کئے ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود نے بھی مجھے یقین ہے کہ انہوں نے
ابن عباسؓ و ابن مسعود کی تقلید سے یہ معنی نہیں کئے۔ بلکہ اپنے ذوق
و تحقیق سے بیان کئے۔ معنی یہ ہیں۔ میں اللہ بہت جاننے والا
انا کا پہلا حرف لیا۔ اللہ کا درمیانی اور اعلم کا آخری۔
مجموعی حیثیت سے لوگوں نے طبع آزمائیاں کی ہیں۔ دوسرے معانی
بھی اپنے ذوق کے مطابق بیان کئے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے
لکھا ہے کہ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اس سورہ میں آدمؑ
بنی اسرائیل اور ابراہیمؑ کا قصہ آئیگا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام صاحب الوحی والالہام نے مذکورہ بالا معنی یعنی انا اللہ اعلم
پر زور دینے کے لئے یہ معنی لئے ہیں کہ ہر ایک شئے کے لئے علل
اربعہ ہوا کرتے ہیں۔ یعنی (۱) علت غائی۔ (۲) علت صوری۔ (۳)
علت مادی (۴) علت فاعلی اس کے لئے ھدی للمتقین علت
غائی ہے اور لا ریب فیہ علت صوری ہے اور ذالک الکتاب
علت مادی ہے۔ اور انا اللہ اعلم علت فاعلی ہے۔ ف۔ قبل

نزول قرآن ہی زبان عربی میں مقطعات کا ثبوت پایا جاتا ہے۔
چنانچہ لسان العرب جلد (۱) میں یہ دو شعر موجود ہیں

نادیتھم ان الجموا الا ت
قالوا جمیعا کلھم الا ف
قلت لھا قفی فقالت ق

اوزان طبیہ میں اہل طب مکد بجائے من کل واحد کے
اور محدثین نے ثنا و ح اور زمانہ حال میں اہل یورپ نے
مقطعات کا استعمال حد سے زیادہ کیا ہے۔ ب۱۷ - الکتاب
کتاب مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں لکھنا۔ جمع کرنا۔ یہاں مفعول
کے معنی دیتا ہے۔ (کتاب بمعنی مکتوب) جیسے لباس بمعنی ملبوس
ب - ریب تہمت قلق رنج۔ ہلاکت شک و تردد۔ ب۱۸
ھدی للمتقین رہنما ہے۔ واسطے پرہیزگاروں کے متقی اور
پرہیزگاروں کی تشریح اور معنی پارہ (۲) رکوع (۶) میں لفظ لیس البر
ان تولوا سے ھم المتقون تک بیان ہوئے ہیں بغور ملاحظہ
ہوں۔ ب۱۹ - الغیب سے مراد قبل رویۃ العذاب یا الگ
یا تنہائی میں رہ کر یا بے دیکھے۔ ب۲۰ - یقیمون اقامۃ کسی
کسی شئے کو پورا پورا ادا کر دینا۔ ب - الصلوٰۃ سے مراد مطلق
دعا یا نماز اسلام۔ ب۲۲ - مما رزقنھم ینفقون ہمارے
دئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں یعنی بخل کی عادت نہیں ہے
اور مما رزقنھم میں ہر شئے جو انسان کو خدا نے عطا کی ہے
اس کو برمحل خرچ کرنا مراد ہے نہ صرف ایک مال ہی۔ ب
بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم
یوقنون ان جملوں میں آریہ و برہمو قوم کا رد ہے۔ قوم برہمو تو
کہتی ہے سابق اور حال میں الہام ہوا ہی نہیں۔ اور قوم آریہ
کہتی ہے کہ صرف زمانۂ سابق میں الہام ہوا تھا پھر الہام بند
ہوگیا۔ اسی طرح فیض سید المرسلینؐ کے منکر فیض پانے والے
اولیاء مقدسین کے الہام اور وحی مابعد رسولؐ کا انکار کرتے ہیں۔
اور کہتے ہیں کہ فیض بعد سید المرسلین کے قطعاً بند ہوگیا حالانکہ
دینی و دنیوی کل قوی علی حالہ غالب و شائق بہ قوتہا کو خود ہیں
تو کسطرح محبوب کی باتوں سے دل سیری اور عدم ضرورۃ ہو۔ ہاں ہم
بھی مانتے ہیں کہ اب براہ سید المرسلین خاتم النبیین سرتاج اولین
والآخرین کے در مبارک کے بغیر کوئی اس مقام میں جا نہیں سکتا
آپکی اتباع میں سب کچھ مل سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ حضور کے کمال

بھی مشتاقون کو ترستا چھوڑا۔ اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد
فی کل وقت وحین وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی
ملائکتک المقربین وعلی عباد الصالحین وعلی اھل طاعتک
اجمعین وارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ سـ ۵

آولین کے فیض تو سب رک گئے
ایک ہے دریا یہی جو ہے سدا

اس لئے ارشاد ہوا وبالآخرۃ ھم یوقنون اور وہ پچھلی آنے والی پر بھی یقین رکھتے ہین جو فیض محمدی سے مالامال ہین۔ سلسلۂ کلام نزول وحی مین ہے مطلب یہہ ہوا کہ وہ پہلی وحیون اور الہامون پر بھی ایمان رکھتے ہین اور جو خاتم النبیین پر اتری اس پر بھی اور جو اسکے کامل متبعین وخدامون پر آئی اور تا قیام قیامت آتی رہیگی۔ اس پر بھی یقین رکھتے ہین۔ اور وہ غیر مقلد یا وہابی یا برہمو وآریہ نہین ہین۔ پ - وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ متقی کی ابتدا تین باتون سے شروع ہوتی ہے۔ (۱) ایمان بالغیب رکھنا۔ (۲) نماز وعبادت مین وعملا تابالع عامل ہونا۔ (۳) کچھہ نہ کچھہ خدا کی راہ مین دینا۔ دوسرا مرتبہ متقی کی ترقی کا ہے۔ اب اور گذشتہ وبعد کی وحی اور الھام پر ایمان لانا اور مظفر ومنصور ہونا۔ یہ پہلی جماعت منعم علیہ کا حال ہے۔ پ ۲۵ - سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَ (ترجمہ) انذار وعدم انذار کو تیرے برابر سمجھا وہ کبھی ماننگے نہین۔ مغضوب کے (۳) نشان ہین۔ (۱) کلمہ راستی کا انکار۔ (۲) انذار وعدم انذار کو برابر سمجھنا (۳) غور نہین کرتا۔ گوش شنوا چشم حق بین نہ رکھنا۔ اور قلوب لاہیہ اور شقی رکھنا۔ اور فتوی الٰہی ان مغضوبون کی نسبت ختم اللہ علی قلوبھم الخ سے ہو رہا جبری ہے۔ یہ دوسری جماعت مغضوب یا یہود کا حال ہے۔ ع

پ ۲ - وَمِنَ النَّاسِ ضالین کے لئے دو رکوع ہین یہ اسکے شدومد کی وجہ سے ہے۔ منافق کی پہچان با مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام۔ اور صلح کل کا مدعی ہوتا ہے یا دل سے قائل ہوتا ہے عملا نہین کیونکہ مختلف صحبتون مین بیٹھنا پڑتا ہے اور وہ اپنے کو مصلح اور ہوشیار اور دوسرون کو سفیہ اور کم عقل سمجھتا ہی اور یہ تیسری جماعت ہے جو۔ اصطلاح حدیث نصاریٰ کہلاتی ہے۔ پ - لَا یَشْعُرُوْنَ شعور رکھتے ہین اس فہم کو جو حواس ظاہری سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے موٹی موٹی باتین نہ سمجھنے والے کو بے شعور کہتے ہین۔ یا بال برابر بھی عقل نہ رکھنے والا یشعر سے مشتق ہے۔ پ - فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُھُمْ۔ ضالین بڑے تاجر ہونگے مگر دینی و ابدی علی العموم جو کی نفع رسان اور بامراد نہ ہونگے جیسے کہ مذاہب عالم والے ملاحظہ مین آتے ہین کہ اس نفع سے بالکل بے بہرہ اور بے بضاعت ہین۔ سوائے اہل اسلام کے قلیل من عبادی الشکور کا رنگ رکھتے ہین اللھم اجعلنا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پ - کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا۔ منافقون کی دو قسمین ہین ایک اعتقادی دوسرے عملی پہلی مثال مین کفار منافق کو تشبیہ دی گئی ہے جسکی یعنی نار سے یہ اعتقادی ہین۔ اور دوسری یعنی او کصیب مین تشبیہ دی گئی ہے منافق مسلمان کو پانی سے۔ یہ عملی منافق ہین جو تمام رسم ورواجون مین شریک رہتے ہین۔ پ - یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ مشکلات کے وقت کانون پر ہاتھ دھرتے ہین۔ بجلی کی آواز سے ڈرنا بیکار ہے کیونکہ پہلے واقعہ ہو چکتا ہے۔ بعد آواز آتی ہے ع

پ ۳ - اُعْبُدُوْا۔ عبادۃ۔ طاعت۔ تذلل فرمانبرداری وہ اعتقاد اور باتین اور کام جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور وہ اسی کے حکم کے مطابق ہون۔ پ - اَلْاَرْضَ ارض مشتق ہے ارض سے وہ سیاہ چھوٹا کیڑا جو پانی پر دوڑتا پھرتا ہے اور اسی طرح ارض مھادا وغیرہ سے گردش زمین معلوم ہوتی ہے۔ محض جھولنا۔ گہوارہ بھی اسکے معنی ہین۔ پ ۳ - جَنّٰتٍ۔ عمدہ باغ۔ (۱) تعلیم نبوی۔ (۲) مدینہ طیبہ۔ (۳) فتوحات (۴) عراق عرب وعجم ومصر وشام (۵) قبر۔ (۶) محشر۔ (۷) آخرت کے باغ بہشت پ - بَعُوْضَۃً۔ بمعنی بعض۔ مطلب یہہ کہ اصل جنت کے بعض حصے کا بیان یا تبعیض یا تفصیل یا مدینہ طیبہ یا فتوحات شام وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ اجمالا بیان کرے تو [illegible] موجب ایمان ہے اور تفصیلا ہو۔ جب بھی موجب انشراح صدر ہے۔ مچھر کی مثال قرآن شریف مین کہین نہین آئی ہے۔ باب الاعتصام بالسنۃ مین ہمارے حضور سید المرسلین خاتم النبیین صاحب معراج نے فوش سے تشبیہ دی ہے اور اپنے کو انکا ناجی بنا یا ہے۔ بعض مفسرون نے کہا یہان بعوضہ سے پتنگون کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم بالصواب پ - سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمان یا سات تارے یا سات قسم کے تارے ہین اور دوسرے اعتبارات یعنی علم جغرافیہ اور ہیئت اور فلاحت اور روحانی اور عالم مثال اور عالم آخرت اور جنت ودوزخ کے اعتبار سے بھی سات سات آسمان ثابت ہین۔ اسی طرح زمین بھی ع

آیت ۲۹ - وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ - اب ہر سہ گروہ کا ذکر تمثیلی رنگ مین ہوتا ہے - سورۂ الحمد مین حسن و احسان کا بیان تھا حسن تام الحمد لِلّٰہِ رب العالمین سے بیان لیا گیا اور الرحمن الرحیم مٰلک یوم الدین مین احسان کامل کا ذکر تھا جس سے روح انسانی متاثر ہو کر ہمہ تن ہستی کے ساتھ اس جمیل و محسن حقیقی کے سامنے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہکر گر پڑی اور اس سے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی راہ منعم علیہ جماعات نے طلب کی تو خدا نے بعد اس سورۂ نمالی کے اس آیہ شریفہ مین ایک منعم علیہ کا ذکر فرمایا جو آدم ہے - اور آدم کے ساتھ اپنے فضل اور روحی و الہام اور اسکی اتباع اور اس کے ذریعے کامیابی کا بیان فرمایا اور اس کے مقابل اس کا مخالف جو مغضوب ہے ابلیس بتایا اور ہوئے بھلے راست باز معترضین اور سائلین کو فرشتون سے تشبیہ دی جو ایک قسم کی ضلالت رکھتے تھے یہ اس قسم کی ضلالت ہے جیسا کہ سورۂ والضحی مین وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى - عاشقانہ گمراہی اور دینداری کا جوش - یہان اور تمام قرآن مجید مین جب کبھی کسی مامور یا خلیفہ کا ذکر ہوگا تو وہان مراد ہمارے حضور سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین غالبًا ہون گے - اور آپکے مخالف ابلیس - ابوجہل - صاحب جہل مرکب اور سائلین و معترضین ضالین مراد ہونگے - کیا خوب کہا حضرت معنوی نے اپنی مثنوی مین سے

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران -

آیت ۳۰ - اِنِّیْٓ اَعْلَمُ کا ثبوت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ سے دیا یعنی ہمارے تعلیم یافتہ ہی ہمارے عرفی جانتے ہین - دوسرا انہین جانتا

آیت ۳۱ - اَنْۢبِــُٔوْنِیْ - مسمیات کو پیش کیا - صوفیون نے اسماء الٰہی لئے اور بعض مفسرون نے ہر چیز کا رب النوع لیا ہے - ع

آیت ۴۰ - یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ - رکوع (۵) مین یہ دوسرا تمثیلی بیان ہے یعنی بنی اسرائیل منعم علیہم تھے - خلاف مرضی کرنے سے مغضوب ہوگئے اور دائمی کامیابی کے وارث نہ ہوئے - اللہ ہر دیندار کو ان سے بچائے -

آیت ۴۰ - اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اللہ کا عہد پورا کرو فمن تبع ھدای اور جو اللہ کا عہد پورا کرے گا تو اوف بعہدکم تو اللہ اسکا عہد پورا کرے گا - یعنی لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کے مقام پر اسے پہنچا دے گا جو انبیاء اور اولیاء کا درجہ ہے - اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ -

آیت ۴۳ - وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ نماز کے ایک یہ بھی معنی ہین کہ انسان جو اقرار اپنے اللہ کے سامنے کرتا ہے اپنی حرکت و سکون سے - ان اقرارون پر قایم رہے جیسے ایاک نعبد و ایاک نستعین ایک اقرار ہے -

آیت ۴۳ - وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ یعنی جو رجوع بحق ہو رہے ہین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکے ساتھ تم بھی جھک جاؤ اور ساتھ ہو جاؤ -

آیت ۴۴ - اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ عقل کے معنی روکنے کے ہین عقل اسی قوت کا نام ہے جس کے ذریعے انسان اپنے آپ کو بدیون اور خطرات سے بچاتا ہے یہ لفظ عقال سے نکلا ہے جس کے معنی وہ رسیان ہین جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے -

آیت ۴۵ - بِالصَّبْرِ مصیبت کے وقت اپنے آپکو اطاعت پر جمائے رکھنا اور بدی سے یا معصیت سے روکے رکھنا -

آیت ۴۶ - یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ جس ظن کے بعد آن ہے اسکا ترجمہ یقین کا ہوگا - ع

آیت ۴۸ - لَا تَجْزِیْ جب مدینہ منورہ کے بنی اسرائیل کو کفار نے بہکایا تو جلاوطن ہوکر انکے کافر بہکانیوالے انکی کوئی مدد نہ کرسکے -

آیت ۵۶ - مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ - موت مرنے کے قریب پہنچ جانے کی حالت کو بھی کہتے ہین اور نیند کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مین ہے - جب بیدار ہوئے فرمایا الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا - والیہ البعث والنشور - دوسرا - لقنوا موتاکم یا سین یعنی اپنے مرنے والون کو لیسین سنایا کرو ظاہر ہے کہ جو مر چکا ہو وہ سمجھنے سے قاصر ہے ایسا حکم تکلیف مالا یطاق ہے - مطلب یہ ہوا کہ نیند اور قریب المرگ حالت کو بھی موت کہتے ہین لغت مین موت کے معنی دس بارہ سے زیادہ لکھے ہین - چنانچہ قوت نامیہ کے گم ہونے پر یحیی الارض بعد موتہا جھوٹ اول من مات ابلیس مصائب - یاتیہ الموت من کل مکان عدم کون پر جیسے کنتم امواتا فاحیاکم کفر و جہالت اذا دعاکم لما یحییکم وغیرہ وغیرہ اور بہ معنی جنگ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

آیت ۶۰ - اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ اس کے دو معنی ہین عصا پتھر پر مار دوسرے معنی پہاڑ پر اپنی جماعت کو لیجا - پیر پانی کا چشمہ کہین گیا - پامل گیا اور اللہ نے صاحب کشف کو بتلایا کہ یہان پانی کا سوتا یا حوض ہین -

آیت ۶۱ - یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ یقتلون کے ساتھ قتلا نہین ہے جس سے ذبح فعل قتل ثابت نہین - قتل اللہ فلانا اسے دفع شرہ (ترجمہ) فلانے کو اللہ نے قتل کیا یعنی اسکے شر کو دفع کردیا - ۲ اقتلوا الآخر اے فابطلوا دعوتہ دوسری خلافت یا مدعی سلطنت کو قتل کردو یعنی اس دوسرے کی دعوت کو باطل کردو اور اس دوسرے کو ایسا کچھ کردو کہ وہ مر گیا -

(کھایہ) ۳ قتلت فلانا اے ذللتہ (ترجمہ) مین نے فلانے
کو قتل کردیا یعنی ذلیل کردیا۔ مطلق سختی کے معنی بھی آئے ہین۔ ایک
صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بار بار ایک شخص کی
سفارش کی کہ یہ مومن آدمی ہے اس کو کچھ دو فرمایا اقتلا یا سعد
علاوہ برین قرأت متواترہ سے یہ بھی قراءت ہے کہ تقتلون
کے ق کے بعد الف پڑھا جائے یعنی تقاتلون پڑھین پھر کوئی اشکال
نہین۔ ع۔ پ ت ۵ ۔ تَرْدِھِمْ خَاسِئِیْنَ اس سے مراد یہ نہین
کہ انکی تبدیل نوع ہو گئی تھی بلکہ تبدیل روحانیت اور انکی ذلت کیطرف
اشارہ ہے کہ جیسے ذلیل بندر دوسرے کے نچانے سے ناچتا ہے
ویسے ہی یہ یہودی محروم عزت جسمانیہ اور روحانیہ سے کئے گئے اسکا
مفصل بیان مائدہ رکوع (۸) مین اور پارہ (۹) رکوع (۱۱) مین
موجود ہے۔ پ آ ۵ ۔ تَذْبَحُوا الْبَقَرَۃَ گائے کی پرستش ہو رہی
تھی فرعون وغیرہ گائے کی پوجا کر رہے تھے اسلئے ایک خاص گائے
کے ذبح کا حکم ہوا۔ بطور اعلائے کلمۃ اللہ کے کیونکہ توہین اگر انکی
منظورہ اور معبودہ چیزون کو خلاف مرضی انکے چھیڑا نہ جائے تو وہ
کبھی بیدار نہین ہوتین اور نہ مقابلہ و تحقیق کرتین ہین اور امور مذہبیہ
اور معتقدہ مین سے ہے کہ بعض چیزین رسوم مذہبیہ مین بہت
ہی سخت اور اہم سمجھی جاتی ہین۔ حالانکہ دوسرے گناہ اس سے بدتر
بھی ہوتے ہین مثلاً اگر مسلمان سے کہا جائے کہ تو قاتل ہے تو وہ
اتنا برا نہین مانے گا جتنا کہ اس سے کہا جائے کہ تو سؤر کھانیوالا
ہے۔ علی ہذا ہندو کو اگر کہا جائے کہ تو چور ہے تو اتنا برا نہین
منائے گا جتنا کہ اس کو کہا جائے کہ تو گائے خور ہے۔ یہ اسرار الٰہیہ
ہین مامورون پر کھولے جاتے ہین اور وہ حسب مصلحت الٰہی ان
باتون سے کسی کو چھیڑ دیتے ہین۔ اور پھر الحق او رالباطل کا جنگ
شروع ہو جاتا ہے۔ اور وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ نتیجہ ہوتا ہے۔
فرعون کا تاج بھی گائے کی تھا شاید اس کا یہ مطلب ہو گا کہ مین
گائے کو سر پر بٹھاتا ہون۔ اور تاج سر پر نقین رکھتا ہون۔ ع۔
پ ت ۵ ۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا ایک یہودی نے ایک مسلم عورت
کو مار دیا۔ وہ قریب الموت حالت مین بتا گئی کہ اسکا قاتل کون تھا
پس حکم ہوا اسکو مار دو۔ (فتح قدیم) جو مشہور ہے کہ گائے کا ٹکڑا ملنے
سے مقتول زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا گیا تھا اس کے ماننے سے ہمین
کوئی حرج نہین مگر تاریخی کوئی شہادت نہین ملتی۔ ہمارے معظم وقت
فرماتے ہین کہ اس سے مراد قتل عیسیٰ علیہ السلام ہے جس کی برات اللہ نے

ظاہر فرما دی ہمارے مرشد حضرت محمود احمد فرماتے ہین کہ اس سے مراد کعب
بن اشرف ہے۔ جو شریر فسادی یہودی تھا (فتح جابر)
پ ت ۵ ۔ اِضْرِبُوْہُ بِبَعْضِھَا یعنی ایک قاتل ہے یہی قتل کیا جائیگا
یا معلوم نہین کئے بار جرم کر چکا ہے اب کے پکڑا گیا۔ (۲) یعنی قصاص
لو یا اگر حرص بیجا ہو تو قناعت اختیار کرو۔ غضب بھڑکے تو حلم و نرمی
سے مقابلہ کرو۔ پ ت ۵ ۔ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ الخ مومن کی تین
حالتین ہونی چاہئین۔ پہلی حالت یہ ہے کہ اس سے علم و فوائد ظاہر ہون
دوسری حالت یہ ہے کہ کچھ تو سیکھے اور تیسری حالت یہ ہے کہ کچھ
ڈر ہی ڈر اللہ کا ہو۔ پ ت ۵ ۔ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ان سے
مراد قوم نصاریٰ ہے جنہون نے انجیل کو (۲) سو برسون مین
ترجمہ کر ڈالا۔ ع۔ پ ت ۵ ۔ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ (۱)
انکی سچی باتون کو سچا قرار دینا (۲) یا انکی پیش گوئیون کا مصداق
بیان کرنا (۳) یا ان کے دعوے پر دلائل قائم کرنا۔ پ ت ۵ ۔
فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ۔ جنگ یا میرے مرنے کی دعا کرو۔ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ
الْمَوْتَ ع۔ اس آیت مین موت کے معنی جنگ کے بھی آتے ہین۔
پ ت ۵ ۔ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ (۱) ہزار سال کی بڑی عمر (۲)
ایک یاجوج ماجوج کی پیش گوئی ہے کہ ہزار سال کے بعد ہو گی بعض
کہتے تھے کہ اتنا جیئیں تو پھر مان لین گے ارشاد ہوا یہ بات عذاب سے
نہین بچا سکتی۔ ع۔ پ ت ۵ ۔ قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ
جبرئیل کا ذکر دانیال ۸ آیت ۱۶ تا ۲۶ مین ہے یعنی جبرئیل [illegible]
اہل کتاب کا مقبول ہے اس سے عداوت رکھنا خدا سے عداوت ہے
پ ت ۵ ۔ وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ کل عیسائی اور بعض یہود سلیمان
علیہ السلام کو کافر سمجھتے تھے وجہ یہ تھی کہ علوم حقہ سے بے خبری
اور گندے علوم کا زور اور بڑے بڑے دلچسپ نظارے جمع ہو گئے
تھے۔ بابل سلطنت جس مین کثیر التعداد آدمی بستے تھے۔ اور وہ ایسے
علوم و فنون مین منہمک تھے جنہون نے قلوب کو واہیہ اور لاپرواہ بنا
دیا تھا یعنی ناول و ناٹک اور تماشے اور شعبدات وغیرہ انکی
کثرت سے پھیل گئے تھے اور رات دن وہ اسی مین لگے رہتے تھے
اور متقی اور پرہیزگارون کے منکر اور دشمن تھے۔ پ آ ۔
السِّحْرَ۔ دل فریب باتین۔ [illegible]۔ اور وہ امور جو خدا سے
دور کردین فریبون کے لاج کا نام جادو گر اب تک مشہور ہے
پ ت ۲ ۔ وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ یہ صورت مانے
تو معقول و ثابت موافق ترجمہ متن ہاروت ماروت فرشتون کے

نام جن کے ذریعہ یہودیون نے علم حاصل کرکے دشمنون پر فتح پائی تھی اب
ارشاد ہوا بمقابلہ سید المرسلینؐ یہ خفیہ کمیٹی بحکم الٰہی کامیاب نہین ہوسکتی
هَارُوتَ وَمَارُوتَ بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے
پہل انکو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا پھر جب شرارت پر کمر
باندہی تو فراعنہ کی نظر مین بہت ذلیل ہوئے مگر خدا نے رحم کیا
اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے انکو نجات ملی یہان تک کہ وہ
فاتح ہوگئے اور اپنے کو نحن ابناء اللہ واحباءہ سمجھنے
لگے۔ (وجودی بن گئے) جب انکی حالت تبدیل ہوگئی عجز و انکسار
جاتا رہا حرام کاری اور شرک اور زنا اور ظلم و تعدی غرض بہت
بدذاتیان پھیل گئین تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے انپر
مسلط کیا۔ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰىهُمَا الخ ۷۰ برس ذلت
کی بلا مین مبتلا رہے جب بابل مین دکھون کا زمانہ بہت لمبا ہوگیا
اور لوگ دنیا سے بیزار ہو کر صلحاء بن گئے۔ حتیٰ کہ دانیال اور
عزرا حزقیل ارمیا و نحمیاہ جیسے بزرگ برگزیدہ بندگان خدا
پیدا ہوئے اور انہون نے جناب الٰہی مین خشوع خضوع سے
دعائین کین انکو الہام ہوا کہ وہ نسل جس نے گناہ کیا تہا وہ تو ہلاک
ہوچکی اب ہم تمہاری خبر گیری کرتے ہین جو اصل کے قائم مقام ہو
تمہاری حیات و بقا اگلی پچھلی قوم کی حیات و بقا ہے۔ چونکہ
اللہ تعالیٰ کے کام دو طرح کے ہوتے ہین ایک تو وہ جسمین انسان
کو مطلق دخل نہو۔ مثلاً سردی مین آفتاب ہم سے دور چلا جاتا ہے
اور گرمی مین قریب آجاتا ہے۔ آگ مین حرارت پانی مین برودت
وغیرہ۔ دوسرے وہ کام جو اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی معرفت انکو
شرف دینے کے لئے کراتا ہے۔ چنانچہ دانیال وغیرہ برگزیدہ بندون
کو اللہ نے سمجھایا کہ یہ زبردست بادشاہ اب ہلاک ہونے والا ہی
(بخت نصر) پس تم میدو فارس کے بادشاہون سے تعلق پیدا
کرو کیونکہ یہ سفاک قوم و سلطنت تباہ ہو جائے گی۔ اللہ نے
دو فرشتے ہاروت و ماروت اس کام کے لئے نازل فرمائے
هَرْت زمین کے صاف کرنے کو کہتے ہین اور مَرْت زمین
کو بالکل چٹیل میدان بنا دینا گویا یہ امر ان فرشتون کے فرض
مین داخل تہا کہ ظالمون کو تباہ کردین۔ اور بنی اسرائیل کو انکی
ملک مین بسائین۔ پس ہاروت ماروت نبیون کی معرفت
ایسی باتین لوگون کو سکھاتے تھے جو کامیابی کا ذریعہ تہین ساتھ
ہی یہ ہدایت کرتے تھے کہ ان تجاویز کو بالکل مخفی رکھو یہانتک

کہ اپنی بی بیون کو بھی نہ بتاؤ۔ وجہ یہ کہ عورتین کمزور ہوتی ہین
اغلب ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کہدین۔ اسی طرف اشارہ ہے
مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ۔ یعنی وہ ایسا واقعہ یا راز تہا
جو میان بی بی کے اندر افتراق کرتا تہا۔ الحاصل جب یہ منصوبہ
پختہ ہوگیا اور میدو فارس کے ذریعہ بابل تباہ ہوگیا بنی اسرائیل
کو خدا نے بچایا نئی زندگی دی اور دشمنون کو جسقدر ضرر پہنچایا
گیا تو چونکہ وہ اللہ کے اذن سے تہا اسی واسطے نحمیاہ وغیرہ کامیاب
ہوئے قصہ کا تعلق ہمارے حضور سید المرسلین بہترین از اولین
و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ مین تشریف
لائے تو مکہ والون کو بڑا غیظ و غضب پیدا ہوا پس انہون نے
یہودیون سے دوستی گانٹھی یہودی خاندانی پرانا نسخہ استعمال کرنے
لگے کہ آؤ کسی سلطنت سے ملکر اس سلطان السلاطین محمد۔ احمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کا استیصال کردین۔ اسی لئے ایرانیون
سے توسل پیدا کیا۔ ایرانیون کے گورنر بعض عرب کے مضافات
مین بھی تھے انہون نے اپنے بعض آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجے مگر کچھہ کامیابی نہوئی۔ وجہ یہ ہوئی
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے یہودیو سابق مین تو تم اسوجہ سے
اس تدبیر مین کامیاب ہوئے کہ ہمارے حکم کے ماتحت کام کر رہے
تھے۔ اب چونکہ تم یہ نسخہ صاحب معراج اصفیاء کے سرتاج ہمارے
رسولؐ کے مقابلہ مین استعمال کرتے ہو اس لئے ہرگز کامیاب
نہوگے چنانچہ چند آدمی شاہ فارس کی طرف سے ہمارے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے آئے۔ سردار دوجہان نے
انکو فرمایا تمہاری درخواست کا مین کل جواب دونگا صبح دوسرے
دن ارشاد فرمایا کہ جس نے تمہین میری طرف بھیجا ہے اُس کے بیٹے نے
اُسے قتل کردیا ہے یہ بات سنکر بہت گھبرائے اور حیران ہوئے
اور خائب و خاسر واپس پھرے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اب یہ یہودی ایسی باتین سیکھتے ہین جو انکو مضر ہین ہرگز مفید
نہین اور اس کرتوت کا آخرت مین کوئی حصہ نہین یعنی یہ کارروائی
خدا کی مرضی کے تحت نہین قابل اجر نہین۔ ہاروت ماروت نے
جو سکھایا تہا وہ اس مین نبیون کے حکمون کی اطاعت تھی اللہ
کی مرضی کے موافق کارروائی تھی اس لئے کامیابی ہوئی تھی
لیکن اب چونکہ اس مین نبی کی نافرمانی ہے اور وہ کام کیا جاتا ہے
اسلئے کچھہ کام نہ دیگا کیا اچھا ہوتا کہ وہ ایسی بُری شئے کی بدلے

ہین اپنی جانون کو نہ بیچتے۔ بلکہ اب تو انکو یہ مناسب ہے کہ نبی پر ایمان لاکر متقی بن جائین۔ اللہ کے یہان بہت اجر پائین گے۔ اور بصورت نفی عطف یعنی ما کفر سلیمان وما انزل علی الملکین یعنی ایک پارٹی ہاروتی ماروتی نام والی اور دوسری آمد رجال اور لقش سلیمان والی جو اپنے کو فیض یافتہ سلیمان کہتی تھی اور پہلی اپنے کو فرشتون کی شاگرد عطاء الرحمن خدا داد فیض والی پارٹی بتلاتی تھی اور اپنے کو سلیمان کی طرف منسوب نہین کرتی تھی یہ دونون پارٹیون کا اللہ نے انکار فرمایا جیسا کہ حضرت سلیمان کے کفر کا۔ یعنی نہ سلیمان کافر تھا نہ دو پارٹیون پر جو سلیمان کے زمانہ مین مدعی بنی ہوئی تہین۔ خدا نے کچھ اتارا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ب ۳ - وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ کی تشریح الم تری الی الذین نھوا عن النجوی ش ۲۸ تا کامل یہ آیت ہین اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہے اور وہان بھی باذن اللہ کا لفظ موجود ہے ملاحظہ ہو۔ مقام مذکور لفظ نجوی کے تحت

ب ۴ ع ۱۲ - لا تقولوا راعنا۔ راعنا کے معنی ہین تو ہماری رعایت کر ہم تیری رعایت کرین چونکہ باب مفاعلہ ہے مشارکت کو چاہتا ہے۔ یہ خطاب اس سے ہو سکتا ہے جو اپنے مساوی ہو چونکہ یہود منکر تھے اسواسطے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مساوی سمجھکر یہ لفظ بولتے تھے انکا مقصد یہ تھا کہ مسلمان بھی یہی لفظ بولین اور عظمت نبوی انکے دلون سے ہٹ جائے پھر یہ بھی ایسی ہی جرات سے سوال اور بے ادبی کے مرتکب ہون جیسے یہود نے موسیٰ کے روبرو کیا اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو منع فرمایا اور اسی کے ہم رنگ یہ آیت ہی جو سورہ حجرات مین ہے یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ع ۱۳ اور دوسری یہ آیت جو سورہ نور مین ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔

ب ۵ ع ۱ - مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ۔ نسخ تغیر کر دینا جیسے یہود و نصاری کی حالت کو باطل کر دیا انکے کفر و فسق کے حالات جاتے رہے اور انکی کتاب عملاً منسوخ ہو گئی یعنی قرآن کی جامعیت کے سامنے جسکی تعریف ہے فیھا کتب قیمۃ ب ۳۰ حاجت نہ رہی۔ دوسرے نسخ کے معنی جھوٹ باتون اور کلام اور منصوبون کو مٹا دینا جیسا کہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطن فی امنیتہ ب ۱۷ ش ۶ یہ اصل نسخ ہے جو قرآن شریف مین ایک ہی جگہ آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چارون خلفاء رضوان اللہ علیہم سے نسخ قرآنی ثابت نہین مفسرون کا مطلب نسخ سے مجمل مفصل یا عام خاص ہوتا ہے ۔۔۔ ہین کے ناسخ اور منسوخ کہنے کا مطلب یہ ہی کہ ایک آیت مجمل کی دوسری آیت مفصل ۔۔۔ کی تو وہ اول کو منسوخ اور ثانی کو ناسخ کہین گے ۔۔۔ سے مراد شریعت یہود و نصاری ۔۔۔ قرآن سے منسوخ کیگئی قرآن کی آیات مراد نہین اور اگر قرآن کی آیات مراد ہون تو ۔۔۔ ثابت ہو گئی اور ہول آیات موجود فی القرآن بین الدفتین نہین۔ تفصیلاً ناسخ و منسوخ کا بیان ۔۔۔ ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن کریم مین ایک حصہ آیات کا وہ ہے جو کہ منسوخ ہے ایسی آیات کی تعداد (۵۰۰) سے لیکر چار تک لوگون نے پہنچائی ہے پھر انکی تعیین مین اختلاف ہی ایک آیت کو بعض منسوخ قرار دیتے اور دوسرے اسکو ناسخ قرار دیتے ہین ہمنے ان تمام منسوخ آیات مین غور کرکے دیکھا ہے انکے منسوخ کہنے کی وجہ سوائے اسکے اور کوئی معلوم نہین ہوئی کہ قائلین نسخ کو ایک آیت کے ایک معنی خیال مین آئے جو انہون نے دوسری آیت کے مخالف پائے۔ تطبیق دے نہین سکے پھر ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیا تاکہ اس تدبیر سے قرآن کو لو وجدوا فیہ اختلافا کثیرا کے عیب سے منزہ ٹھہرائین۔ اللہ تعالیٰ انکی نیک نیت کا انکو بدلہ نیک دے۔ ان منسوخ آیات کے متعلق کوئی روایت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین پائی جاتی کہ آپنے کسی آیت کو منسوخ قرار دیا ہو خلفاء اربعہ سے بھی یہ بات ثابت نہین کہ کوئی آیت منسوخ موجود فی القرآن ہو جیسا کہ مذکور ہوا طریق ان آیات کے متعلق جنکو منسوخ قرار دیا گیا یہ ہے کہ انکی تطبیق کی کوشش کیجائے جیسا کہ مفسرین عظام کا داب ہے چنانچہ یہ کام حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تمام منسوخ آیات کی تطبیق کر دی جن آیات سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ یہ آیات منسوخہ قرآن مین ہین۔ ان سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ آیت سے یہان مراد قرآن ہی کی عبارت و آیات ہین بلکہ لفظ آیت قرآن کریم مین وسیع ہے کہین تو معجزون کو اور انکے شواہد علی النبوۃ کو لفظ آیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت مین جو کہ ما ننسخ مین آیت ہے یہود کی شریعت کا نسخ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا ماقبل اور مابعد یہود کے حالات کے ساتھ متعلق ہے۔ اگر آیت کے معنی آیات قرآن ہی لئے جاوین تو واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ الآیہ ب ۱۴ بھی اسبات کی دلیل ہے کہ منسوخ تلاوتاً و حکماً مرتفع ہے۔ اور اسکی جگہ ناسخ نے لے لی ہے تو پھر ناسخ و منسوخ کا قضیہ ہی کیا رہا۔ اگر آیت کے وسیع معنی لئے لین جو معنی شان ہے تو پھر قرآن کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین رہتی۔ قرآن کی آیات کو منسوخ قرار دینا بڑی جرات کا کام ہے جب

کہ خود اللہ تعالیٰ یا اسکا رسول کسی آیت کو ناسخ منسوخ نہ فرماوین ہم
نہین کہہ سکتے کہ یہ منسوخ ہے یا ناسخ۔ بعض نے تو یہان تک جرات
کی ہے کہ آیاتِ احکام تو ایک طرف آیات مشتملہ علی الاخبار کو بھی منسوخ
قرار دیدیا۔ اللّٰھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ع ۱۳ ب ت
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا الخ۔ اے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جدہر تم توجہ
کروگے اُدہر اللہ مدد فرمائے گا ملک فتح ہو جائیگا۔ وحدۃ الوجودی غلطی
پر ہین ثبوت اصلی نہین دیسکتے اور فنائے نظری کو غلطی سے فنائے وجودی سمجھ
رہے ہین وھو الباطل بالشھود والوجود حقا۔ ع ۱۴ ب ت عَدْلٌ
رکوع ۱۴ مین پہلے تو شفاعۃ پہر عدل ہے اور یہان پہلے عدل ہے پہر لفظ
شفاعۃ ہے وجہ یہ کہ آدمی دو قسم کے ہین ایک تو پہلے شفاعت کی طرف
جھکتے ہین جب کام نہ نکلے تو جیانہ بہرتے پھرتے ہین دوسرے اس کے برعکس مین
یعنی معاوضہ سے کام نہ چلے تو شفاعت کراتے ہین۔ ب ت وَاِذِ ابْتَلٰی
اِبْرٰھٖمَ۔ ابتلی اظہار یوم تبلی السرائر۔ سیدنا عمرؓ کا ارشاد ہے
بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر۔ کہ ہم تکلیف مین
آزمائے گئے تو ہم نیکی پر جمے رہے اور بدی سے بچتے رہے۔ اور جب
آسایش سے آزمائے گئے تو نہ تھم سکے اور بہت بے قرار ہوئے۔
ب ت وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ ایمان لانے والون کی
قید پچھلے خوف سے حضرت ابراھیمؑ نے لگادی ہے کیونکہ وہ سُن چکے
تھے کہ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ مگر یہ قیاس ہی ٹھیک نہین
تھا کیونکہ ارشاد ہوا کہ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیْلًا الخ۔ ب ت
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ الخ۔ پندرہوین رکوع مین حضرت ابراہیمؑ
نے دعائین کین بلد اٰمنا ... ایک پھیرے مین اسی طرح سات
دعائین کین بطور یادگار اب بھی (۷) طواف ہین ع ۱۵

الجزء ۲

ت ۔ تمہید۔ ہر ایک قوم مین ایک فعل مختص ہوتا ہے جس کے
مقابل کوئی گناہ گناہ نہین معلوم ہوتا ہے جیسے ہندوؤن کے لئے گائے
کھانا اور مسلمانون کے لئے سور اسی طرح عرب کعبہ کی تعظیم کے دلدادہ تھے
اور تمام گناہ کرتے اس کی تعظیم مین تفرق کو گوارا نہین کرتے حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی بات یہود مین دیکھی تو تجویز کوئی
کے لئے تجویز قبلہ کی آرزو کی تاکہ مخلصین کا اجتماع و اتحاد ہو جائے
مگر رسم و رواج کے پابند یہودی کوتیان کرکے تفرق کا راستہ نکالنے لگے

اور اس اتحاد و راستی کی روح سے قالب بے جان کی طرح الگ کر دیئے
یا صراف بصیر کے سامنے کھوٹے نقد ملانے والے ٹھیر نہین سکتے اسیطرح
تحویل قبلہ کی مصلحت تھی کیونکہ اہل مذاہب دو قسم کے ہوتے ہین (۱)
ایک تو اپنے مذہب کی خوبیان بیان کرنے والے۔ (۲) غیر مذہب کی
عیب چینی کرنے والے۔ عیب چینی کرنے والے جھوٹے ہین اور بیت اللہ
کا ذکر یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۵ باب ۶۰ پیدایش ۲ باب
آیت ۸ لفظ بیت ایل مین ہے۔ ب ت وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ
عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا۔ شھداء نگران اور نمونہ نیک اور بمعنی بادشاہ
بھی آیا ہے چنانچہ حارث نے کہا ہے ھو الرب والشھید یوم
الحیارین والبلاء بلاء سبعہ معلقہ (آخری معلقہ)۔
ب ت ۔ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ اور فتح مکہ ہی بطور پیشین گوئی
کے برحق ہے۔ اور پیدایش باب ۱۲ آیۃ ۸ بیت ایل حضرت ابراہیمؑ
کے ذریعہ اسکا ظہور ہونا جس مین تحویل قبلہ کی طرف اشارہ ہے اور جہت
سجدہ کے لئے اصلاح برحق ہے۔ ب ت کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ اس پہچانت سے
زیادہ اگر آدمی تردد اور غور و فکر کرے تو شبہات کا دروازہ کہلتا ہے
اور حسن ظن مارا جاتا ہے تحقیقات کے لئے قرائن تو یہ کافی ہین زیادہ
تحقیقات مناسب نہین ع ۱۶ ب ت وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ایک توجہ سے
مراد پرستش اور دوسرے رد آوردن بہ طرفے کسی طرف متوجہ ہونا تو
یہان پرستش مراد نہین فقط توجہ مراد ہے۔ بنی کی طرف کعبہ مین نماز
پڑھنے والون کی خصوصاً حنفیون کی پشت رہتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ کسی کے پرستار نہین سوا اللہ کے اور صرف حکم الٰہی کی اطاعت کرتے
ہین۔ وہ کسی جہت مین ہون یا غیر جہت مین کیونکہ ایک مومن لیٹے بیٹھے
بھی اللہ کی یاد کرتا ہے دلی اور روحانی طور پر جیسا کہ نماز مین جہت
قبلہ کا مستقبل ہوتا ہے جسمانی طور پر حسب حکم الٰہی جہت کعبہ کا مستقبل ہوتا ہے
پس بعض ناواقفون کا یہ اعتراض بیجا ہے کہ تم بھی تو کعبہ یا مسجد کی عبادت کرتے ہو
ب ت وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ اتحاد کا لحاظ رکھا جزئیات
کی وجہ سے افتراق کرلیا۔ جزئیات مین تفرق کا قاعدہ موجب افتراق ہے
جو صحابہ مین نہ تھا مثلاً مصلون کا اختلاف جو قرون ثلثہ کے بعد کے [illegible]
مین ہوا۔ اور بیرون کعبہ تمام دنیا مین کہین نہ بنہ سکا اور نہ چل سکا مگر
بہ اعتبار توجہ سمت المسجد الحرام کی طرف متوجہ ہوتے ہین حسب ارشاد
الٰہی یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا (ریہ) ف۔ کما کے متعدد معنی ہین
(۱) اسی واسطے (۲) کیونکہ (۳) جیسا کہ ع ۱۸ ب ت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوا استعینوا۔ سخت سے سخت مشکلات سے نکلنے کا علاج اور ہر ایک چہوٹی
بڑی مطلب برآری کا طریقہ استعانت بالصبر والصلوٰۃ ہے یعنی نماز میں
اور دعا، صبر کے معنی جسقدر بدیان انسانمین موجود ہین اون سے بچنا
اور بچنے کی کوشش کرنا اور نیکیان جو موجود ہون اونپر دوام کرنا۔ صلوٰۃ
نماز کے ہر رکن کے بعد دعا کرنا خواہ حسب مدعا ماثورہ قرآن و حدیث سے
دعائیں ہے لو خواہ اپنی ہی زبان مین دعائین مانگ لو الیسون کے ساتھ
اللہ ہوتا ہے۔ اور یہ منعم علیہ کی صراط مستقیم ہے۔ جو انبیاء اولیاء مین
کامیابی کا مجرب بے خطا ہی نسخہ ہے کرورون نے آزمالیا ہے پ ۲
بَلْ اَحْيَاءٌ چونکہ مرضیات الٰہی کے تابع ہوکر انہون نے زندگی جاودانی
حاصل کی عوام غلط انکو مُردہ سمجھتے ہین۔ شہداء کی زندگی تین طرح ثابت
ایک محاورہ عرب کے مطابق کہ وہ ان مقتولون کو جن کا بدلہ لے لیا جائے
زندہ سمجھتے تھے اور جن کا بدلہ نہ لیا جائے انہین مُردہ۔ اور مسلمانون کے
مقتولون کا بدلہ ضرور لے لیا جائے گا۔ اور جس مقصد کے لئے انہون نے
جانین دی ہین وہ مقصد ہوکر رہے گا۔ اس محاورہ کا داخلہ دیکھنا چاہئے
حارث شاعر جاہلی کا شعر ہے:۔

اِن تبطشتم مابین ملحۃ فالصا
تب فیھا الاموات والاحیاء

دوسرا شرعی طور پر یہ کہ جو شہید ہوتا ہے۔ اسکی زندگی کی تمام عبادتین
روز قیامت تک لکہی جاتی ہین۔ تیسرا یہ کہ عند اللہ وہ اس زندگی سے
بہتر زندگی پائے ہوئے ہین اور انکو ہر ایکقسم کی نعمتین اور یہان کی
خبرین بھی ملتی ہین جسکا ذکر پارہ (۴) رکوع (۸) میں آتا ہے پ ۲
الجوع (۱) روزے (۲) حرام سے بچکر بہوکے رہنا۔ (۳) کم خوری اور ایثار
نقص من الاموال خرچ فی سبیل اللہ مال باطل نہ لینا زکوٰۃ چندہ
وغیرہ۔ پ ۲ راجعون جب ہم خود اسکے یہان جانیوالے ہین
تو کوئی چیز یا اولاد یا احباب وغیرہ کے فوت سے کیا فکر اور جانا سب کو ضروری ہے
پ ۲ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ صبر کے نیک نتائج سے ہے کہ بی بی ہاجرہ
کے صبر سے مکہ مرجع خلائق بنگیا اور اس کے نمونہ پر حاجیون کو اپنا نمونہ
بنانا پڑتا ہے جو دائمی یادگار ہے پ ۲ ع ۳ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
آسمان کی بناوٹ میں بڑے بڑے نشانات ہین اول ستارون کے نور سے
راستونکا پتہ جنگلون اور سمندرون مین ملتا ہے۔ دوسرا نور چاند کا
نور ہے اس چاند کے نور سے نباتات کا بڑہنا دودھ پڑنا۔ رات کو
روشنی۔ تیسرا سورج کا نور جو تمام نورون کا اصل ہے ان تینون کے بعد ایک

نور وجدان انسان مین رکہا گیا ہے۔ پھر نور عقل ہے پہر ملائک کا نور ہے پہر شریعت
کا نور ہے پہر اس شریعت سے قرب الٰہی کا نور ہے پہر سکانۂ الطبیہ ہے۔ ان
نورون سے انسان ایک اچہی راحت حاصل کرسکتا ہے۔ پ ۲ ع ۳ ـ
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ زمین و آسمان کے تعلقات سے ایک اور
چیز پیدا ہوتی ہے جسکو رات یا دن کہتے ہین۔ اختلاف لیل و نہار دو قسم
کا ہے طول بلد کے لحاظ سے مشرق و مغرب مین اختلاف ہوتا ہے اور عرض
بلد کے لحاظ سے شمال و جنوب مین اختلاف ہوتا ہے۔ اور ان دونون کے
تعلقات سے جب اختلاف ہوتا ہے تو تبادلہ فصول ہوتا ہے۔ سردی گرمی کی
ضرورتین پڑتی ہین وغیرہ وغیرہ فوائد پ ۲ وَالْفُلْكِ کشتیان یعنی
باہم ایک دوسرے ملک سے تبادلہ کے سامان بنائے۔ امام اعظم فخر عالم جو بڑے
رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ کے وقت بغداد مین چند دہریے تھے ایک
روز امام صاحب کے پاس آئے انہون نے متفکر صورت بنائی وہ بولے ہم تو
کچھ پوچھنے آئے تھے آپ کو کیا فکر ہے انہون نے فرمایا دیکھو بغداد مین
مختلف ۔۔اق کے لوگ رہتے ہین اور بندر پر سامان چلا آتا ہے۔ دہریون
نے کہا کہ ناخدا کشتیان موجود ہین پس امام صاحب نے لاجواب کرلیا کیونکہ
نقل و دلالت میکرد بر فاعلے نقش بر نقاش یعنی مرکب بالارادہ کام کررہا ہے
پ ۲ ع ۳ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ حضرت مولانا الاعظم خلیفۃ المسیح رضی اللہ
عنہ نے اپنا قصہ بیان کیا کہ عمل حب بتلانے والے نے یہی آیت مجھے بتائی
تھی کا مطلب اللہ نے یہ سمجھایا کہ اللہ ہی کی محبت چاہئے کل وظائف و
عملیات کا لحاظ رکہو۔ کہ وہ محبت الٰہی کی طرف کھینچتے ہین۔ اور وظیفہ خوانونکی
یہ آیت اپنے متکلم کی طرف پکارتی ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
یعنی ایک مومن سب سے بڑہکر اللہ سے محبت رکہتا ہے اور اگر کسی اور سے رکہتا
بہی ہے تو وہ بہی اللہ ہی کے لئے ہو ہر ایک محبت کا مقصود اللہ ہو جو حسن
و احسان کا جامع اور لازوال ہے اور دوسری چیزین سب فنا پذیر ہین جن
کی نسبت عاشقان الٰہی کہتے ہین۔ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ یعنی چہپنے والے
اور زوال پذیر چیزون کو پسند نہین کرتے دوست نہین رکہتے ع ۳
پ ۲ حَلَالًا طَيِّبًا۔ ہر ایک بدی سے بچنا اور ہر ایک نیکی کا کرنا فرض عین
ہے جس کی تفصیل قرآن و حدیث مین موجود ہے۔ اور وہی حلال طیب ہے
یعنی جو حکم الٰہی کے تابع ہو اور پہر طیب ہو یعنی عمدہ اور پاکیزہ شفا بخش
باسی و خراب دیر سے والا نہ ہو۔ پ ۲ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ
الشَّيْطَانِ خلاف شرع والے کی چال نہ چلو۔ شیطانی چال کے (۳) اصول
ہین انہین بہت برا ہے۔ ان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون الخ پ ۲

کہ جھوٹا خواب یا جھوٹا الہام بنائے یا حلال کو حرام یا حرام کو حلال تبلائے
دوسرے منسوب یعنی بدی تیسرے فحشا کھلم کھلا بدکاری جسکا اثر دوسرون پر
پڑے ت ۸۸ - یَنْعِقُ اس سے پہلے آیت مین کفار کو اللہ تعالیٰ کی نازل
کردہ شریعت کی طرف بلایا گیا ہی - جس کے بالمقابل انہون نے اپنی آبائی
تقلید کو ترجیح دی ہے - اس حال مین اگر کفار کو کچھ سمجھ بوجھ ہوتی تو وہ اللہ
کے مقابلہ مین انسان بلکہ مردہ انسانکو مقدم نکرتے پس وہ مومن جوان
کافرون کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور ان کافرون کی جو اسکی بات
کو نہین سمجھتے ایسی تمثیل ہے کہ یہ کافر مثل چارپایون کے آواز تو سنتے پر
سمجھتے نہین - اور انکو پکارنیوالا مومن گویا چارپایون کو کچھ کہہ رہا ہے
اس تمثیل سے کفار کی مذمت اور انکی بے عقلی کا اظہار مقصود ہے - امام
سیبویہ نے اپنی الکتاب مین اس آیت کی یون تفسیر کی ہے - مثل الذین
کفروا ومثل الذین کفروا گویا معطوف علیہ محذوف ہے جیسے ربنا
ولک الحمد مین ہے - ت ۸۹ - اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ - خلاصہ اس رکوع
کا یہ ہوا کہ حلال طیب کھاؤ جو اپنا ہو حلال ہو - مضر نہ ہو - شکر کرو - سورۂ نحل
منقول ہے بچو یعنی باپ دادا کی پیروی کا بہانہ اور جو تم بدی
کرتے ہین وہ خدا کی بتائی ہوئی اور کرائی ہے نہ کہو - یعنی تقلید بیجا نہو
ایسے کبھی نہ بنو کہ گوش حق شنوا اور چشم حق بین گم کر لو - ت ۹۰ -
حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ - اس رکوع کی پہلی آیت مین حلال طیب کھانیکا
حکم تھا اسکے بالمقابل فطرتاً سوال پیدا ہوتا تھا کہ حرام کیا ہین تو بیان
بطور کلیہ بیان فرمایا گیا کہ وہ سب چیزین جو قوی فطرتی یا دین یا اخلاق کی
مہلک ہون حرام ہین - انسان چار چیزون سے بنا ہے - (۱) جسم ۲ فطرتی
قوی - ۳ - اخلاق - ۴ - ارواح - عقائد فاسدہ روح مین اور اخلاق
فاسدہ قوی مین - اور طبعی طاقتین قوائے فطری ہمین رہتے ہین اور
صفائی اور موزونیت جسم مین میتہ کے کھانے سے خون فاسد اور اخلاق
بد پیدا ہوتے ہین خون مین ایسے زہر رہتے ہین جن سے انسان ہلاک ہوتا
ہے - جیسے بعض بیماریون مین اسوقت تک بیس قسم کے زہر ثابت ہوئے مین خون
کھانے والون کے اخلاق فاضلہ درست نہین رہتے انکے روحانی اور
جسمانی قوی خراب ہوجاتے ہین جن جانورون کے اخلاق خطرناک ہین انکا
کھانا بھی منع فرمایا مثلاً سور بہت ہی گندہ جانور ہے - تو ہلاکت بھی
کرتا ہے - بے حیا اور دیوث بھی ہوتا ہے حملہ آوری کے وقت نقصان
اندیشی بھی نہین - غضب اور شہوت کا مارا ہوا ہے - کتا بھی اسکا بھائی
ہے چوتھا درجہ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا ہے جس کا خاص اثر روح

پر پڑتا ہی - اور عقائد فاسدہ اور جہالت پیدا کرتا ہی - اس کے بعد
استثنا فرمایا ہے مضطرین کے لئے علاج بطور عجالۃ الوقت کے ہی کہ
باغی اور عادی نہون چار کا حصر غذائے عادیہ کے لئے ہی جو تمدن
بلاد مین ہو - دوسری چیزین جو حرام ہین وہ قاعدہ کے رنگ مین ہین جو
تحت مین ہونگی خبیث غیر طیب مضر مسکر اور صفت کے اعلیٰ ناجم لطیفہ
پیشہ کی قید سے چار کے حصر کا جواب دیا ہے - ت ۹۱ - اَلْبِرّ
ھکم کوئی مشرقی علوم سیکھتے ہین کوئی مغربی مگر جاوید کامیابی سیرت اللہ
ہی کو ہر کمال پر ترجیح کا موقعہ نہین - اور اس رکوع مین استرہ حکم ہین جسپر عمل
کرنے سے انسان کامیاب بامراد ہو جاتا ہے - ت ۹۲ - فِی الرِّقَابِ
قرض کی ادائی بھی اس مین شریک ہے اور غلامون کا آزاد کرنا - خصوصاً
ملکی تحریری طور پر اسلام کا فخر ہے - اور مؤلفۃ القلوب اور محصلین زکوٰۃ
کی تنخواہ جن کا ذکر پارہ (۱۰) مین ہے - وہ بھی اس مین داخل ہین
ت ۹۳ - اَلْوَصِیَّۃُ جس کا ذکر یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ مین ہے - یا انتظام
خانہ داری کی وصیت یا محروم الارث رشتہ دار ہون تو انکے لئے وصیت
کر دین - ت ۹۴ - بَدَّلَہٗ بَعْدَ مَا سَمِعَہٗ عورتون کے لئے حق
شرعی کی ضرور رعایت کی جائے بدلا نہ جائے نہین تو عذاب عظیم
ہوگا - پ ۲ ع ۱۴ عورتون کے لئے ان آیتون کا لحاظ رکھو - (۱) وَلَا تُمْسِکُوْ
ھُنَّ ضِرَارًا پ ۲ ع ۱۴ (۲) وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پ ۴ ع ۱۴ (۳)
وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ پ ۴ ع ۱۴ (۴) وَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ پ ۴ ع ۱۴ وَلَھُنَّ مِثْلُ
الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ پ ۲ ع ۱۲ ت ۹۵ - جَنَفًا نا واجب طرف
داری کرنا گناہ - ت ۹۶ - کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ یہ عام روزے
ہین - جو فضائل عامہ سے ہین یعنی نفلی اور مسنون جو نیت کے بعد
فرض ہو جاتے ہین - اختیاری ہین - دہائی مین ایک یا دو شنبہ و جمعہ
گویا سال مین چار ماہ کے روزے ہین تندرستون پر - سوائے بیمارون
وغیرہ کے ت ۹۷ - یُطِیْقُوْنَہٗ جو اچھی طرح رکھ سکے حرج نہو - حدیث
مین ہے اَیُّکُمْ یُطِیْقُ ذٰلِکَ - ت ۹۸ - فِدْیَۃٌ طَعَامُ
صدقۃ الفطر کی اشارہ ہی یا روزہ رکھ کر اپنا کھانا غریب کو کھلا دے
نفلی روزون مین یا شیخ فانی اور معذور عام روزون مین اپنا کھانا کھلا
روزہ کا ثواب مل جائیگا - ت ۹۹ - شَھْرُ رَمَضَانَ یہ خاص
روزے ہین جو فضائل عامہ کے بعد فضائل خاصہ سے ہین اور فرض
قطعی ہین سوائے بیمار وغیرہ کے - ماہ رمضان مین قرآن اترا یا
قرآن مین روزہ کا حکم آیا - حضور کو غار حرا مین بہ ماہ رمضان

سورہ اقرء۔ عنایت ہوئی قرآن کا اطلاق جزو کل دونون پر آتا ہے یہان
جزو مراد ہے۔ (ت ۱۰۰) دَعْوَةَ الدَّاعِ۔ الداع خاص دعا کرنے
والے پہلے رکوع۔ اسورہ انعام یعنی جو مانگو وہی ملنا مقصود نہین بلکہ اللہ کو
جو پسند ہو اور شرط ہے فرمان برداری الٰہی اور تقوی پر مگر رحمانیت کا تقاضا
فیض عام کا ہے ع آن لطف کرد یار کہ دشمن خدا گزیدہ۔ چونکہ کاملین کے نزدیک نفس آخرة جانے
اسلئے شعر ہے اس مصرع مین شیطان مراد ہے (ت ۱۰۱) وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی
دونون کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عورتین ساتھ رہنا چاہئے جیسا لباس
جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ یعنی بغیر عورت کے سفر ہے اور انکے حقوق کی رعایت
ہے ایسا ہو کہ جاڑے کشمیر مین ہو اور موسم گرما پنجاب مین بسر کیا جائے۔
(ت ۱۰۲) فَلَا تَقْرَبُوهَا۔ یہ کسی بیوقوف کے کہنے کا جواب ہے کہ
روزہ مین پانچ منٹ ادہر کیا اور پانچ منٹ ادہر کیا۔ یا ذرا سے فرق سے
کیا ہوتا ہے۔ یعنی خلاف حکم الٰہی ہرگز نہ کرنا (ت ۱۰۳)۔
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ رمضان کے متعلق انہون نے جب فضائل
سنے تو انہین شوق ہوا کہ اور مہینون کے متعلق ہم احکام معلوم کرین
(ت ۱۰۴) الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ مخالفون سے لڑو امام کے
ساتھ ہو کر ارشاد نبوی ہے۔ الامام جنة يقاتل من ورائه یعنی
امام ایک سپر ہے اسکے پیچھے ہو کر لڑا جاتا ہے۔ اور جنگ شرعی ہمیشہ
دفاعی ہوتا اور اصلاحی ہوتا ہے نہ ملک گیری اور غلبہ (ت ۱۰۵)
حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ منتہی آزادی ہو جائے البطال و اعدام مذاہب
مراد نہین۔ بلکہ امن قایم کرنا جبری اسلام نہین جہاد اسوقت تک ہے کہ مومن
فتنہ اور فساد سے کفار کے آزاد ہو جائین اور امن عام حاصل کر لین۔ اور
رسوم دینیہ مین مغلوب مجبور نہ ہون (ت ۱۰۶) وَاَنْفِقُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اس سے بخل سے روکنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے
سے سستی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر ان دونون کامون کا ترک ہو گا تو قومی زندگی
جاتی رہے گی۔ دینی کامون جہاد سیفی و قلمی مین اعانت مال کی سخت
ضرورت ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ مین ترقی دینی و دنیوی اور نجات
اخروی اور فتنہ و فساد و بلاؤن سے محفوظی مجرب و ثابت ہے۔ (ت ۱۰۷)
صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔ صیام سے مراد تین دن کے
روزے۔ صدقہ چھ مسکینونکو کھانا کھلانا نسک ایک بکری یا گوسفند کا
فدیہ ہے۔ ع (ت ۱۰۸) وَتَزَوَّدُوْا صاحب استطاعت
پر حج فرض ہے کیونکہ صاحب زاد سوال اور گناہ یعنی چوری وغیرہ سے
بچ جاتا ہے۔ زاد کا فائدہ سوال سے بچنا ہو گا۔ تو مانگ کر حج کو جانا

ناجائز ہے۔ (ت ۱۰۹) اِنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مال تجارت
کو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے تو وجہ اسکی زمانہ کے کم عقل صوفیون کی
تنبیہ کے لئے ہے جو قائل تقشف ہین بلکہ فضل رب ہے۔ (ت ۱۱۰)
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یہ دو غلط رسمون کا ازالہ ہے
(۱) عرفات سے آگے بڑھ کر ٹھہرنا (۲) مزدلفہ سے سویرے کوچ کرنا۔ دیکھو
(ت ۱۱۱) فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً حسنات الدنیا صحت۔ علم نافع
عمل صالح۔ عبادت۔ توفیق نیک۔ رزق طیب بقدر ضرورت
اولاد نیک۔ بی بی یا دوست نیک۔ ہمسایہ نیک۔ عمدہ مکان۔
سواری اچھی۔ خاتمہ بالخیر۔ اور آخرت کے لئے جو اللہ کا اور اسکے
رسول سید المرسلین اور سلف صالحین کا پسندیدہ ہو وہ ملے آمین
(ت ۱۱۲) اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ بدر کے
متعلق پیشگوئی ہے واذ یغشیکم النعاس کی طرف اشارہ ہے۔ سورہ
انفال رکوع ۱ و ۲ ملاحظہ ہو۔ اللہ کی تشریف فرمائی حمایت و مدد ربی
مراد ہے۔ ع۔ (ت ۱۱۳) اٰيَةٍ بَيِّنَةٍ بینة العلیہ دو قسم کے
ایک وہ جس مین انسان کا دخل نہین جیسے قوی انسانی وغیرہ دوسرے جس پر انسان
کو قدرت ہو یا دی گئی ہو۔ جیسے دونون کی مثال سطح زبان سے جبر
کی مثال یون ہے کہ خلاف مذوقہ کچھ نہین بتا سکتی اور اختیار واقعی چیز کے
اظہار مین ہے یہ اختیاری ہے۔ اور وہ مجبوری اسی زبان سے اچھے
کو برا کہو یا زبان کو روک تو نتیجہ یہ ہو گا کہ کوئی مجبور کہے تو کچھ نہین
کوئی مختار کہے تو کچھ نہین۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد
ہے لاجبر ولا قدر ولکن امر بین امرین۔ نہ مجبور بندہ نہ مختار ہے
میانہ روی یہان سزاوار ہے۔ (ت ۱۱۴) شَدِيْدُ الْعِقَابِ
عقاب عقب سے مشتق ہے جو گناہ کے عقب مین آتا ہے (ت ۱۱۵) زُيِّنَ
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا ایمان۔ زین کا فاعل شیطان ہے کیونکہ آتا ہے اذ زين
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ایضاً اور ایک جگہ کفار کو فاعل
ڈالا ہے۔ من المشرکین قتل اولادہم۔ ایمان کا مزین
اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهُ۔
(ت ۱۱۶) كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ اسکی تفسیر سورہ
یونس مین ہے۔ کان حرف ہے۔ یہ مطلب نہین کہ سب کافر یا سب مومن
بلکہ ایک جماعت ہی جیسے نئے الگ گھوڑے الگ۔ مطلب یہ کہ بعض آدمی
بے غیرت بن کر اچھے برے مین شریک ہو جاتے ہین اور برے کو بھی برا
نہ کہتے نہ اس سے بچتے ہین (ت ۱۱۷) بَغْيًا بَيْنَهُمْ دیکھو

مسیلمہ کے مرید کا قول اکذب بنی ہمارا احب الی من صادق مضر

(ت ۱۱۸) وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۔ یہ نہیں بلکہ سختی اور مشقت کا ترجمہ
ہے جیسے حملتہ امہ کرھا ۔ پ ۲۶ (ت ۱۱۹) عَنِ الشَّهْرِ
الْحَرَامِ ۔ یعنی رجب ذی قعدہ ۔ ذالحجہ ۔ محرم میں ۔ (ت ۱۲۰)
عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۔ ربط یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ
جنگ میں شراب اور جوئے کا رواج چلا آرہا ہے ہمیں کیا حکم ہے۔ پھر پوچھتے
ہیں مَاذَا يُنْفِقُونَ اور خرچ جنگ کہاں سے لائیں کیونکہ جوئے سے وصول
ہوتا تھا ۔ (ت ۱۲۱) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى چونکہ جہاد سیفی
کا نتیجہ یتامی بھی ہے اسلئے اسکا سوال بھی ہوا ۔ ع ۔ (ت ۱۲۲)
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۔ یعنی حیض کی حالت میں عورت سے صحبت
کریں یا نکریں ۔ یا انکے ساتھ رفت، اور لیٹنا ایک بسترے میں انکے ہاتھ کا پکا
ہوا کھانا وغیرہ سوائے جماع کے سنت رسول سے سب جائز معلوم ہوتا ہے ۔
(ت ۱۲۳) يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۔ معلوم ہوا لواطت سخت
منع ہے لواطت سے جو بچتے ہیں انکے لئے پ ۱۹ سورہ نمل رکوع ۴ میں
انهم اناس يتطهرون آیا ہے ۔ جو انکی فضیلت پر دال ہے ۔
(ت ۱۲۴) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ فِي أَيْمَانِكُمْ قسم لغو کی (۵)
صورتیں ہیں (۱) بلا قصد بطور عادت ۔ (۲) تحقیقی مگر غلط (۳) قسم کھا کر
بسہو مرتکب فعل ہو ۔ (۴) غضب کی حالت میں کھانے ۔ (۵) حلال چیز کو
بذریعہ قسم اپنے پر حرام کرلے ۔ ع (ت ۱۲۵) فَإِنْ طَلَّقَهَا ۔
حلالہ جائز نہیں دوسرا خاوند خوشی سے طلاق دے تو جائز ہے ۔ ع ۔
(ت ۱۲۶) وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ ۔ طلاق بھی ضمن جہاد کا مسئلہ
ہے کیونکہ عرب میں قریبی رشتہ دار باہم تھے جسکا اثر جہاد پر پڑتا تھا ۔
(ت ۱۲۷) وَالْوَالِدَاتُ ۔ بعض مطلقہ بچہ والی ہوتی ہیں اس لئے
حکم ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے بچہ کو دودہ پلانے کا حق حاصل ہے ۔ (ت ۱۲۸)
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۔ یہ عدت اس عورت کی ہے جو حاملہ نہ ہو اور جو
حاملہ ہو اسکی عدت وضع حمل ہے جسکا ذکر پارہ ۲۸ رکوع ۱ میں ہے ۔
(ت ۱۲۹) بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۔ یعنی نکاح کے بعد
عورت سے صحبت نہیں کی نہ مہر ٹھیرایا اور طلاق دیدی تو اپنی حیثیت
کے موافق کچھ سلوک کرے (ت ۱۳۰) وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى
ہر ایک نماز وسطی ہے ۔ خیر الامور اوسطہا چونکہ ہر کام میں اوسط اچھا ہوتا
ہے تو نمازوں میں بھی اس سے غفلت نہو ۔ اور اس قاعدہ کی رعایت
رہے کاروبار کی اثر القری میں وسطی یعنی نمازوں کی ضرور حفاظت کرنا

بعض نے کہا نماز ظہر اور بعض نے عصر بتلائی ہے ۔ اور نماز کی اہمیت
کی وجہ سے اسکو سباق اور سیاق کے وسط میں رکھا ہے (ت ۱۳۱)
مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ ۔ ایک سال تک خود نہ نکالے گو وہ (۱۰) دن ۴ ماہ بعد
اپنی مرضی سے خود نکل سکتی ہے ۔ اور اس وصیت کی یہ غرض ہے کہ وہ
عدۃ ہی گذار لیویں اور عدۃ گذرنے کے بعد اگر شوہر تو نہیں ملتا
اس واسطے باقی چاہیے انکو شوہر کی جستجو کیلئے موقع دیا جائے ۔ ع ۱۵
(ت ۱۳۲) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ دیکھو پارہ ۲۶ رکوع ۲ ۔
فَإِنَّهَا ھُمْ مدۃ وہ نافرمان مرگئے دوسرے پیدا ہوئے ۔ یہ موسیٰ
علیہ السلام کی بددعا سے خراب خستہ ہوئے ظلم و قتل فرعون سے بھاگے
تھے نافرمانی کی سزا ملی ۔ پھر بقیہ اولاد صالح نے ترقی حاصل کی ۔
(ت ۱۳۳) ۔ ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۔ ھُم کی ضمیر سے اصل ہی نہیں
بلکہ مثیل بھی مراد ہوتے ہیں اور مختلف صیغوں میں ۔ چنانچہ متکلم کی
مثال مَا نَتلنَا ھُمْنَا ہے (۲) مخاطب کی ۔ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى
پ ۱ (۳) غائب کی مثال وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ پ ۲۲ ۔ (ت ۱۳۴)
وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ ۔ اللہ تمہارے دیئے ہوئے کو لے کر بڑھاتا ہے
اور جب تم اسکے حضور جاؤ گے تو دیا ہوا پاؤ گے ۔ حدیث شریف میں
آتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے صدقہ کو لیتا ہے ۔ اور اسے ایسا بڑھاتا
ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے ۔
(ت ۱۳۵) مِنْ بَعْدِ مُوسَى یعنی موسیٰ کا قصہ پہلے تھا
یہ موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کی قوم ہے جو حضرت شمویل
کا زمانہ تھا ۔ سموئیل باب ۸ ۔ الکتاب اول ۔ (ت ۱۳۶) ابْعَثْ
لَنَا مَلِكًا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد امام کے ماتحت
ہوتا ہے بدون حکم امام کے جہاد نہیں کرنا چاہئے ۔ (ت ۱۳۷)
طَالُوتَ نام نہیں صفت ہے کیونکہ عربی میں طویل القامۃ کو کہتے ہیں
اس قوم نے بادشاہت طلب کیا مگر جب طالوت تجویز ہوا تو انہوں نے
انکار کر دیا اور اعتراض تو ہر مامور پر آدم سے ہندم تک ہوتا ہی رہتا ہے ۔ وہ کہتے
ہو افلان کیوں نہ ہوا ۔ (ت ۱۳۸) فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے خلیفہ
میں یہ ضروری نہیں کہ بہت سا اس کے پاس مال ہو چونکہ وہ قوم کا مدبر ہوتا ہے
اسلئے اس میں علم کی ضرورت ہے اور ایسی جسم کی جسکے ساتھ وہ ہر فرض کو نباہ
سکے جسم سے مراد یہ نہیں کہ وہ فیل تن ہو ۔ (ت ۱۳۹)
التَّابُوتُ ۔ القلب ذی ۔ شرح مسلم البخاری قرآن شریف میں ہے

فانزل السکینۃ فی قلوب المومنین ۲۶/۱۱ آیا ہے خلافت کا نشان یہ ہے کہ خلیفہ پر لوگوں کو اطمینان ہو جائے اور تسلی ہو جائے اور قوم کی افراتفری اور بیقراری اس سے مٹ جائے ۲۴/۱۴ (ت ۱۴۰) فلما فصل۔ شہر یا مقام گھر سے جدا ہوا۔ (ت ۱۴۱) بینھم۔ آسایش و آرام کر عنی ہیں جیسے ان المتقین فی جنت ونھر ۲۷/۱۰ یا ایک تدبیر پر تمہاری اندرونی حالت کا اظہار کرنا چاہتا ہے (ت ۱۴۲) فانہ منی اور حدیث لیسوا منی سے انت منی وانا منہ کے معنی بھی حل ہو جاتے ہیں (ت ۱۴۳) باذن اللہ پر وقف ہے یعنی پچھلا قصہ ختم ہو گیا۔ کسی دوسرے موقعہ پر حضرت داؤد نے بھی ایک جالوت کو قتل کیا تھا

الجزء ۳

(ت ۱۴۴) فضلنا۔ ہمنے فضیلت دی بہ اعتبار تعلقات روحانی و خدمات دینی کے فضیلت کا علم اللہ ہی کو ہے۔ مگر تفریق فی النبوۃ جائز نہیں جو ثانی ہو یا بڑا۔ جیسا کہ ارشاد ہی لا نفرق بین احد من رسلہ۔ تفریق اور تفضیل علحدہ علحدہ امر ہیں۔ نبوت اور رسالت ایک عہدہ کا نام ہے مثلاً بہ حیثیت ملازمت سرکاری ایک چپراسی سے لیکر صدر المہام اور مدار المہام تک ملازم کہلا سکتے ہیں۔ اور ہر ایک کو بہ اعتبار ملازمت ملازم سرکار کہہ سکتے ہیں۔ مگر بہ اعتبار درجہ اور فضیلت کے الگ الگ ہیں کیونکہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض موجود ہے اسطرح انبیاء ورسل بہ اعتبار عہدہ نبوت و رسالت کے بلا تفریق خدا کے نبی و رسول مانے جائیں اور بہ اعتبار فضیلت کے الگ الگ (ت ۱۴۵) من کلم اللہ۔ بعض سے اللہ نے بات کی۔ فقیر کا خیال ہے کہ کلام سے مراد وہ کلام ہے جو مشتمل بر شریعت جدیدہ ہو ورنہ کوئی ایسا رسول نہیں جس سے خدا نے کلام نہ کیا ہو ان بعض سے کلام اس لئے ہوا کہ وہ دنیا میں نئی شریعت جاری کریں اور بعض سے اس لئے کہ ان کے درجات کی ترقی ہو انکی عزت دنیا میں ظاہر ہو۔ نبیوں کی تین قسمیں ہیں ایک شریعت لانیوالے اور ایک شریعت کے مؤید اور تیسرا اور ایک نبی ہے جو امتی نبی کہلاتا ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر ہے۔ جسکو اکثر علماء اس آیت کا مصداق بتلاتے ہیں لیظھرہ علی الدین کلہ سورہ صف رکوع اوّل اور آخرین منھم لما یلحقوا بھم سورہ جمعہ رکوع اوّل۔ اسمیں حضور کی بعثت ثانی کا ذکر ہے۔ (ت ۱۴۶) عیسی ابن مریم۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔ یہود کے خلاف فضیلت مسیح علیہ السلام کا اظہار برموقع ہے۔ اور نصاریٰ کے لئے ہمارے مقابلہ میں موجب فخر نہیں۔ (ت ۱۴۷) البینت۔ واضح بیان اخلاقی و معجزات (ت ۱۴۸) روح القدس کلام پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام ہے۔ (ت ۱۴۹) ولو شاء اللہ اور اگر اللہ چاہتا تو جبر کر دے۔ انسان کے ایسے قویٰ بنائے ہیں۔ کہ وہ بعض کام اپنی قدرت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جبر نہیں کیا جب نیکی پر مجبور نہیں کیا تو بدی کا کیا ذکر ہے۔ ۲/۲ع (ت ۱۵۰) لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ۔ نہ وہاں خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ سفارش یہ تینوں عام نہیں بلکہ دوسری آیات سے مخصوص کئے گئے ہیں لا بیع سے اللہ تعالیٰ کی وہ بیع جو مومنوں سے جان اور مال خریدا اور اس کے بدلے میں جنت دیتا ہے۔ وہ مستثنیٰ ہے جیسے فاستبشروا ببیعکم ۱۱/۲۴ اور لا شفاعۃ سے شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع میں دیگر صلحاء کی شفاعت مستثنیٰ ہے جیسے لا یملکون من الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون۔ سورہ زخرف ۲۵/۱۲ اسی طرح لا خلۃ مومنین متقین کی دوستی مستثنیٰ ہے جیسے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین ۲۵/۱۲ لا جدال ولا فسوق میں تنوین نہیں اور وہ نفی جنس ہے اور لا بیع میں مشابہ بلیس ہے اور تنوین موجود ہے۔ پس دونوں کے الگ الگ محل ہیں۔ (ت ۱۵۱) کرسیہ۔ علمہ۔ بخاری۔ کتاب التفسیر۔ (ت ۱۵۲) لا اکراہ فی الدین۔ دین میں زبردستی نہیں۔ دین میں جبر نہیں۔ ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین ۱۱/۱۰۔ (ت ۱۵۳) الرشد واقعی بات کو پالینا حق معلوم کرلینا۔ (ت ۱۵۴) انفصام۔ ایک دانت سے دبائیں اور نشان پڑ جائے اس سے بڑھکر قصم اس سے بڑھکر فصم مطلب یہ کہ اس میں تو فصم بھی نہیں۔ (ت ۱۵۵) یخرجھم من الظلمت انہیں اندھیروں سے نکالتا ہے۔ ظلمات اقسام کی ہیں جس سے ایک مخلص صاحب دل کو اللہ نکالتا جائیگا بشرطیکہ طالب قاصد ہو نور کی طرف۔ اقسام ظلمات والدین کی ظلمت یعنی انکے اعتقادات و اعمال و اخلاق خلاف شریعت۔ استاد و مربی و مرشد بد و ریاکار ہوں بطور دوست بد رسم و بدعت و عادت بیجا محبت و بغض بیجا شہوت و حرص بیجا بخل و عجز و کسل ظلم و ستم خلاف سنت و نیابت

قرآنی عمل کرنا ہر م ظلمت بعضها فوق بعض ہین ۔ ع (ت ۱۵۶) یحیی و یمیت آباد و ویران کرتا ہے ۔ حقیقی معنی نہین ۔ موت کے ذیل سے کچہہ اور بہی معنی ہین جو سب کے سب یہان لگائے ہین ۔ (ت ۱۵۷) انا احی و امیت مین بہی آباد و ویران کرتا ہون انسان کو چاہیے کہ متکلم و مخاطب و قرینہ و موقع و محل کا لحاظ رکہہ کر بات کرے ۔ مثلاً موت کا لفظ موقع بموقع مختلف المعنی ہے اگر الفاظ کا مفہوم حسب غرض متکلم لیا جاوے تو ہرگز دقت پیش نہ آئے ۔ دیکہو یہان ابراہیم جیسا جلیل القدر موحد کہہ رہا ہے کہ ربی الذی یحیی و یمیت نادان امیر مجازی معنی سمجہہ رہا ہے اسلئے مباحث دانا نے مباحثہ کا رخ بدل دیا اور کہا میرا رب مشرق سے آفتاب چڑہاتا ہے تو مغرب سے چڑہا فبہت الذی کفر یعنی کافر مبہوت ہو گیا ۔

امام رازی کا ایک لطیفہ وہ کہتے ہین کہ اگر وہ کہہ دیتا کہ مین تو مشرق سے نکالتے ہین تو جنوب یا شمال سے پہلے نکال دے تو یہ ہم مغرب سے نکالین گے تو آگے بات چلتی مگر اللہ نے یون فرمایا کہ واللہ لا یہدی القوم الظلمین یہ حضرت امام کی حسن تعلیل ہے ورنہ اس کو یہ کہہ دینا کافی تہا کہ تمہارے پیدا ہونے سے پہلے ہی ایسا ہوتا تہا تو اس وقت بہی لا یہدی القوم الظلمین صادق آتا ہے ۔ (ت ۱۵۸) فان اللہ یاتی بالشمس ۔ اللہ آفتاب کو نکالتا ہے مشرق سے ۔ سورج کا پرستار رہتا خوب دلیل کی کہ ایک تو آفتاب سے سب چیزون کا وجود مانتے ہو یہ اپنی طرف منسوب کرتے ہو ۔ (ت ۱۵۹) الاحظہ ہو ——— حزقیل باب ۳۷ توریت اسی طرح ایک خواب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا جو انہون نے دیکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک منتشر ہین اور تعبیر اسکی تفقہ فی الدین تہی جو ان سے دنیا مین پہیلی ۔ (ت ۱۶۰) علی قریۃ سے مراد بیت المقدس ہے ۔ (ت ۱۶۱) فاماتہ اللہ ۔ اللہ نے مارا اور وہ مر گیا ۔ (ت ۱۶۲) مائۃ عام مفعول فیہ یہ ظرف ہے اس صدی مین مر گیا جب وہ قریہ ویران تہا ۔ (ت ۱۶۳) ثم بعثہ والمبعث بعد الموت حق عالم برزخ بہی مراد ہے ۔ (ت ۱۶۴) لبثت مائۃ عام سو برس کے بعد آبادی کی پیشین گوئی تہی ۔ (ت ۱۶۵) لم یتسنہ تازہ بتازہ اور جس پر برس نہین گذرا ——— (ت ۱۶۶) ولنجعلک آیۃ تجہے نشان بنائین گے مردہ بہی بہ اعتبار پیشین گوئی کے نشان ہو سکتا ہے فرعون کو بہی کہا لمن خلفک آیۃ ہے ۔ (ت ۱۶۷) نحی الموتی تو مردے کو کیسا زندہ کرتا ہے ۔ مردے یعنی شہدا و غیرہ ایمان تازہ ہے ۔ عرفان مین ترقی پاتا ہون ۔ (ت ۱۶۸) فصرھن الیک ہلالے انکو بخاری نے اس کے معنی امِل ھُنّ مائل کر لے انکو اپنی طرف جیسے پرندے ہلائے جاتے ہین سُدہے ہین ۔ اور فصرھن کے دوسرے معنی مشہور ہیجان رکہہ ایک معنی ہین کہ جُز ڈال قیمہ کر ڈال اور ان کو پراگندہ کر ڈال بعض کہتے ہین کہ ابراہیم نے نہین کیا کیونکہ عظمت الٰہی کا جلال تہا ۔ مجاہد نے کہا کیا ہے میرا ایمان ہے کہ ایکیف تحی الموتی کا جواب یعنی جہان مردے زندہ ہوتے ہین تو نظر کشفی سے دہان دکہا دیا ۔ (ت ۱۶۹) واللہ عزیز حکیم ۔ اللہ غالب حکمت والا ہے قصہ ہائے مذکورہ ضمن جہاد مین ویرانی اور تباہی اور موت اقربا موجب حزن نہ ہو کیونکہ اللہ غالب حکمت والا ہے ع ۲۵ (ت ۱۷۰) ینفقون اموالھم جو اپنے مال خرچ کرتے ہین انجیل متی باب ۵ ۴۲ آیت مین لکہا ہے کہ سائل جو سوال کرے دو یہ تعلیم کا حد سے بڑہا ہوا طریقہ ہے یہان کا خرچ بہی جہاد کے سلسلہ مین ہے ۔ (ت ۱۷۱) ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ۔ جو اپنے مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین ۔ چندے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ۔ (ت ۱۷۲) قول معروف بہلی بات کہہ دینا ۔ بہلی بات کہو اور استغفار کرے ۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ سائل کے دو حال ہین سچا مسکین یا زبردستی کا یعنی حریص ۔ اب معطی کے بہی دو حال ہین مخلص بے درم یا ریاکار بخیل دونون ذلت کی حالت مین ہین تو استغفار کرنا چاہیے ۔ اور دوسرے حقیقت استغفار کے قابل حالت رکہنے والے ہین ۔ (ت ۱۷۳) تثبیتا من انفسھم اپنی نیت ثابت رکہہ کر یعنی کسی کے کہنے سُننے یا فوری جوش سے نہو ۔ دلی خوشی اور ثبات اعتقاد (ت ۱۷۴) ضعفین تثنیہ کثرت کے لئے ہے یعنی بہت بہل دار ع ۲۶ (ت ۱۷۵) غنی بے پرواہ ہے یعنی تمہاری خیرات کا محتاج نہین حمید بڑا تعریف کیا گیا ہے یعنی اسے طیبات پسند تمہاری گندی سڑی خیرات کی چیزین ناپسند ہین ۔ (ت ۱۷۶) الشیطن بدچلن دنیادار بخیل اور مسرف بہی اس مین شریک ہین ۔ (ت ۱۷۷) لا یستطیعون الخ چل پہر نہین سکتے ۔ یعنی جو غریب لوگ رسول اللہ کی خدمت مین علم دین حاصل کرنے کو حاضر رہتے ہین کسی سے مانگتے نہین نہ کسی کی چیز پر نظر ڈالتے ہین ۔ (ت ۱۷۸) تعرفھم بسیمٰھم شرفاء کو قرائن و پیشانی سے پہچاننا چاہیے ۔ نہ سوال سے ۔ ع ۳۷ ——— (ت ۱۷۹) الذین یاکلون الربٰوا جو لوگ سود کہاتے ہین پہلے صدقہ کا ذکر کیا جس کی حقیقت یہ ہے کہ بلا مبادلہ اپنا مال دوسرے

کی ملک مین کرین اِس کے بعد حرمت ربا کا بیان کیا جسکی حقیقت یہ ہے کہ اپنا مال دوسرے کے سپرد اس شرط پر کرین کہ وہ مال مع شے زائد واپس ملے صدقہ اور ربا حقیقت مین متضاد ہین تو صدقہ کے قبول کر لینے سے سود کے ترک پر اطمینان ہو جاتا ہے۔ یہ ترتیب ہے اور سود کا ذکر اس لئے ہوا کہ وہ جہاد کی بڑا اسفر ہے ایک تاثیر ایسی ہوتی ہے کہ وہ قتل ہو جائے تو روپیہ ضایع ہونے کا ڈر ہے یا مقروض قرض کے ڈر سے کہین غازی کو شہید نکر دے کہ رقم بچے۔ علاوہ ازین سود خوار بخیل ہوتے ہین ہر وقت روپیہ کے حساب اور اسپر سود لگانے کے سوچ مین رہتے ہین یہان تک کہ بعض راستے مین چلتے ہوئے بھی مدہوشون کی طرح وہی شغل رکھتے ہین یعنی گنتی اور حساب جمع کی فکر مین منہمک رہتے ہین ــــ

(ت ۱۸۰) یمحق اللہ الربوا اللہ سود کو گھٹاتا ہے۔ بنیون کے یہان اسی لئے دیوالہ نکلتا ہے۔ انگریز سود دیتے مین لیتے نہین۔ سود کے عقلی نقصان یہ ہین کہ سود خوار سست ہوتے ہین۔ اخلاق بد رکھتے ہین حکومت نہین کر سکتے بیرونی بہت سی رقم دیدیتے ہین عجز و کسل مین مبتلا رہتے ہین اور قرض گیرندے قتل یا خود کے قتل کا بھی ڈر ہے اس لئے جہاد کے ضمن مین آیا ہے۔ اکثر ریاستین امرا کی سود خواری سے ڈوبین۔ ع (ت ۱۸۱) کاتب بالعدل۔ لکھنے والا انصاف سے۔ یعنی وہ تحریر کرنے والا جسکی تحریر عدالت مین بھی کام آسکے۔

(ت ۱۸۲) وان تفعلوا یعنی نقصان دوگے اور خلاف حکم الٰہی کرو گے جو منکر رہو چکے تو گناہ کی بات ہے۔ (ت ۱۸۳) فرھٰن مقبوضۃ قبضہ کردہ کا ہو جانا چاہئے۔ یعنی کوئی چیز گروی رکھ دو یا رکھ لو تو تمہارے قبضہ ع (ت ۱۸۴) للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے غلبہ یعنی تمام عرب اور اکثر حصہ دنیا پر قبضہ ہو جائیگا اور محاسبہ بھی ہوگا لو تکلیف ما لا یطاق نہین دیجائیگی۔ دعا مین کثرت سے کرتے رہنا یہ مضمون بھی ضمن جہاد ہے۔ (ت ۱۸۵) فیغفر لمن یشاء۔ بخشے گا جسے چاہے۔ اس سے مفلحین ہمیشہ مراد ہین و یعذب من یشاء سے کفروا سواء علیھم الخ (ا) رکوع (۱) مراد ہین۔ (ت ۱۸۶) غفرانک۔ تیری بخشش چاہتے ہین مصائب اور تکالیف مین کثرت استغفار ہونا چاہیئے اور ہمیشہ عسر و یسر مین اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر الرجال پڑھنا چاہئے۔ عجز کے معنی سامان بہم نہ پہنچانا۔ کسل کے معنی ہین سامان سے کام نہ لینا۔ (ت ۱۸۷) ربنا ولا تحمل علینا۔ اے ہمارے رب ہم پر نہ اٹھوا اتنا۔ ایسے ایسے عذاب جن سے تمام قوم ہلاک ہو جائے (ت ۱۸۸) اصراً کے معنی وہ کام جس کے بعد انسان سستی اور غفلت

مین مبتلا ہو جائے۔ جس کا ٹھیک ترجمہ ہے سہل انگاری اور کام ہین الجھن۔ من النساء۔ اور نقص عہد غیر پابندی وغیرہ ہین۔ (ت ۱۸۹) مولٰنا مَولیٰ اللہ کے لئے ہو تو۔ ترجمہ مالک ناصر۔ (ت ۱۹۰) فانصرنا الخ تو جہاد کی طرف اس مین اشارہ ہے کہ تمام مضامین جہاد کے متعلق تھے۔

سورۂ آلِ عمران

(ت ۱۹۱) تمہید۔ اس سورۃ مین کلام اللہ کو سمجھنے کے قواعد۔ یہودیون عیسائیون سے مناظرہ اور جہاد کے احکام ہین۔ (ت ۱۹۲) الٓمٓ یہ کلمہ چند سورتون کے اوّل مین آیا ہے۔ اسے مثیل موسیٰ۔ چونکہ ہمارے سردار دو جہان قرآن مجید مین مثیل موسیٰ مانے گئے ہین اس لئے اکثر قرآن موسیٰ کے حالات سے بھرا پڑا ہے۔ کیونکہ مثیل کے حالات اصل کی شرح کرتے ہین۔ (ت ۱۹۳) الحیّ۔ وہ ہمیشہ زندہ ہے عیسائیون کے مقابلہ مین فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے وہی ایک حیّ ہے اور توحید کا مضمون دینے کے لئے مضمون آیۃ الکرسی کا حصہ اس مین دیدیا۔ (ت ۱۹۴) ھُدًی۔ لوگونکی ہدایت کے لئے انجیل بھی ہمارے نبی کی بشارت دیچکی تھی یہان ھدی کے یہی معنی ہین۔ (ت ۱۹۵) الفرقان۔ یعنی یہ کتاب جس سے دشمن کی کمر ٹوٹ گئی۔ (ت ۱۹۶) یصورکم فی الارحام۔ وہی ہے جو تمہاری صورت بناتا ہے ماؤن کے پیٹون مین۔ یعنی اللہ باریک باریک کام سخت اندھیرے مین کرتا ہے جو کام کہ لوگ اجالے مین بھی نہین کر سکتے دیکھو مختلف صورتین۔ اور سب سے بڑھکر یہ بات کہ گر است بر آب صورتگری وحسنہ نطفہ صورتے چون پری۔ (ت ۱۹۷) اٰیٰت محکمٰت۔ وہ ہین جن مین اللہ تعالیٰ کے احکام ہین جیسے شرک نکرو قیامت کو مانو وغیرہ مضبوط آیتین۔ محکم جن مین حکم ہوتے ہین کھلے کھلے محکمات جو مدلل ہو چکے ہین وہ کل کتاب مین اصل اور جڑ ہین جو مختصراً سورہ فاتحہ مین بیان ہوئے ہین۔ (ت ۱۹۸) واخر متشٰبھٰت اور کچھ اور آیتین بھی ہین جو کئی طرف لگتی ہین یشبہ ڈالتی ہین۔ مصطلحہ پر سمجھ مین نہین آتین۔ احکام و کلام کا وہ حصہ جو آدمی کی سمجھ مین اچھی طرح آجائے محکمات مین سے ہے جسکو جملہ مفید کہتے ہین۔ کچھ حصہ متشابہ ہوتا ہے جس مین شبہ پڑتا ہے اس دوسرے حصہ کو اوّل کے تابع کرے اور معنی ایسے کرے جو محکمات کے خلاف نہون مثلاً ووجدک ضالاً متشابہ ہو تو ما ضل صاحبکم سے حل کرے کہ وہان مراد عاشقانہ اور وبندارانہ ضلالت ہے نہ گمراہی اور بدکاری حصول فہم قرآن کا ایک طریق ہے (۲) دعا کرے۔ (۳) آخرت سے ڈرے

بر کلام بکرے منتقی بنے کہ حصول فہم قرآن کا بڑا ذریعہ ہے۔ (ت ۱۹۹) تاویلہ تاویل کے معنی مطلب کی حقیقت یا حقیقت حال اور تاویل سیکہہ معنی لینا کربات کو اپنے مطلب پر کہنچین غلط ہے اسکو تسویل کہتے ہین اور یہ برا ہے اسکی حقیقت حال کو اللہ ہی جانتا ہے۔ (ت ۲۰۰) ومَا یعلم تاویلہ الا اللہ جس کا ماد اصل حقیقت ہی (ت ۲۰۱)۔ یقولون امنا بہ کہتے ہین کہ ہمنے اس کو مانا۔ مومن کے چہہ کام (۱) دعا۔ (۲) صبر عن المعصیۃ والصبر علی الطاعۃ (۳) سہا ستبازی (۴) عبادۃ اللہ (۵) کچہہ اللہ کی راہ مین خیرات (۶) استغفار۔ ع (ت ۲۰۲) لن تغنی کچہہ فائدہ نہ دیگا۔ بدر کی لڑائی کے بعد جو کافرون نے لڑنے کے واسطے روپیہ اور لشکر جمع کیا ہے۔ وہ ہرگز نہ بچائے گا۔ انکو کچہہ بہی اللہ کے عذاب سے (ت ۲۰۳) وقود النار آگ کا ایندہن۔ یا نار اللحم یہی مراد ہے (ت ۲۰۴) زین للناس۔ پسند آگئی اور مرغوب کردی گئی ہے لوگون کو یہ دنیا اور لوازم دنیا کا خلاصہ ہے جو موجب تفاخر اور زینت اور تکبر ہے سب سے پیچہے جو گناہ انسان کے دل سے ہٹتا ہے وہ تکبر اور شیخی ہے محققین صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے۔ (ت ۲۰۵) شہد اللہ اللہ گواہی دیتا ہے۔ اللہ کی گواہی چار قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تائیدات دوسری فطرت۔ تیسرے عقل۔ چوتہے وحی ع (ت ۲۰۶) ثم یتولی فریق منھم۔ پہر انمین کا ایک فریق منہ پہیر لیتا ہے۔ گو نصیحت اہل کتاب کو ہو رہی ہے مگر ہمارے زمانہ کے مسلمانون کی حالت بہت کمزور ہے کیونکہ باہم محبت اور اتفاق نہین حقوق زناشوی اچہے ادا نہین کئے جاتے خود غرضی و حرص و تکبر بڑہ گیا ہے۔ دین کی پابندی و تقوی کم ہو گیا ہے (ت ۲۰۷) ما کانوا یفترون۔ جو بنا لیا کرتے تہے۔ تراشیدہ اور بیہودہ قصے بے سود کرامتین جنکا دعا جاہل صوفی اور انکے معتقد کرتے ہین اور بزرگان سے بیجا عداوتین جوف۔ قبر پرستی اور دنیا جہر و بدعتی وغیرہ وغیرہ سب مراد ہین۔ (ت ۲۰۸) قل اللھم۔ کہہ دے اللہ۔ اعمال نیک کی توفیق دعاؤن سے ملتی ہے اسلئے بکثرت دعائین اور استغفار اور درود اور لاحول اور سورہ الحمد کی تلاوت معنی پر نظر رکھکر کرنا چاہئے۔ (ت ۲۰۹) تولج اللیل فی النھار۔ داخل کرتا ہے رات کو دن مین یعنی برے دن کو اچہا کرتا ہے۔ (ت ۲۱۰) وتولج النھار فی اللیل۔ اور داخل کرتا ہے دن کو رات مین۔ یعنی جنکے گہر جگمگا رہے تہے مارے خوشی کے وہان اندہیرا چہا گیا یعنی منکرون کے گہرون مین اور جہان اندہیرا تہا وہان اجالا ہو گیا۔ اس سے صحابہ اور انکے مخالفون کی حالت مراد ہے۔ (ت ۲۱۱) تخرج الحی من المیت زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ یعنی بے قوتون کو قوت دار کر دے۔ (ت ۲۱۲) وتخرج المیت من الحی۔ اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے یعنی قوت دار کو بے قوت کر دے۔ (ت ۲۱۳) ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اور ڈراتا ہے تمکو اللہ اپنی ذات سے۔ یعنی کسی کے کہنے سننے سے نہین خود ہی اختیار اپنے ارادہ اور خواہش سے ڈراتا ہے۔ ع (ت ۲۱۴) یحببکم اللہ۔ اللہ تمکو اپنا محبوب بنائے گا۔ اس آیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کیسی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی اتباع طالب کو مطلوب اور محب کو محبوب بنا دیتی ہے۔ (ت ۲۱۵) ان اللہ اصطفی آدم بیشک اللہ نے پسند فرما لیا ہے آدم کو الخ یہان سے اللہ تعالی نے مسیح اور انکی مان کی بریت الزامات یہود و خیالات نصاری سے شروع کی ہے پہلے یہ کہ انکو خاندانی ایسی حیثیت ہے کہ وہ اللہ تعالی کے برگزیدہ خاندان آل عمران سے ہین۔ اچہا خاندان ہی رذایل سے حاجب ہوتا ہے دوم یہ کہ مریم کی مان نے جب وہ ابہی پیدا ہی نہ ہوئی تو اسکے لئے دعائین شروع کین۔ علمائے مذاہب کا متفقہ اصل ہے۔ سوم زکریا نبی جو کہ عمر رسیدہ تہا اسکا سپرنٹنڈنٹ (منتظم) بنایا گیا۔ چہارم بچپن سے ہی مریم ایسی متقی تہی کہ خدا کو ہر وقت اپنے سامنے جانتی تہی اور ایسی معرفت رکہتی تہی کہ وسائط کو کچہہ سمجہتی نہ تہی۔ اسکی معرفت دیکہکر ہی حضرت زکریا کو ذریۂ طیبہ کا شوق پیدا ہوا۔ (ت ۲۱۶) اذ قالت امرات عمران عمرانیون کی ایک عورت نے کہا۔ وہ بی بی مراد نہین۔ (ت ۲۱۷) ولیس الذکر کالانثی۔ اللہ تعالی نے اگر یہ شکوے کے رنگ مین فرمایا تو یہ معنی ہونگے کہ اس لڑکی کے تو جیسا لڑکا نہو گا۔ (ت ۲۱۸) وانی اعیذھا بک اور مین اس لڑکی کو تیری پناہ مین دیتی ہون۔ کیا اچہا پاک طریق ہے سب دینداروں کو چاہئے کہ جماع سے پہلے مان باپ اور حمل سے پہلے مان یہ دعا پڑہا کرے۔ (ت ۲۱۹) قالت ھو من عند اللہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ مقامات متبرکہ مین مختلف چیزین نذر مین پیش ہوتی ہین جواب مین محبت الہی کی دلدادہ نے کیا خوب کہا کہ ھو من عند اللہ غیر موسمی میوے عجائب پرست مفسرین اور کلام و اعقلین ہے۔ (ت ۲۲۰) ھنالک دعا زکریا۔ وہین زکریا نے دعا مانگی یعنی محل اجابت دیکہکر زکریا نے دعا کی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ کشش الہی اور محل کو خوب پہچاننے والے ہوتے ہین۔ اسلئے دعا استجابت دعا کے محل احادیث ادعیہ مین بکثرت

مذکور ہین۔ اور وہ ایک بیماری کے مختلف نسخون کی طرح جو زمانے اختلاف
سے مفید ثابت ہوتے ہین مختلف ہین (ت ۲۲۱) ان اللہ یبشرک
بیشک اللہ تجھے بشارت دیتا ہے۔ یہ حضرت زکریا علیہ السلام پر الہام ہے
کسی نے کہا کہ وہ اولاد نا امید تھے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ لا تیئسوا من
روح اللہ رپ ۱۳ نبی تو کیا خاص ایماندار بھی رحمت اللہ سے کبھی ناامید
نہین ہوتے۔ (ت ۲۲۲) مصدقا۔ اللہ کی کلام سے ایک کا
مصدق ہوگا۔ (ت ۲۲۳) بکلمۃ من اللہ یعنی اسپر وحی آئیگی
صاحب الہام ہوگا۔ (ت ۲۲۴) واذکر ربک کثیرا۔ (اولاد
ہونے کا نسخہ) مرد اور عورت دونون بغیر تکلم تین شبانہ روز ذکر الٰہی مین
رہین کثرت استغفار لاحول درود شریف الحمد پابندی نماز تہجد بغیر امتحان الٰہی ع[۱]
(ت ۲۲۵) واصطفٰک۔ یہ یہود کے طعن کا جواب ہے۔
(ت ۲۲۶) واسجدی۔ یہودیون کی جماعت کی نماز مین رکوع
ہی ہوتا ہے سجدہ الگ کرتے تھے۔ اس لئے سجدہ کا پہلے حکم آیا ہے۔
(ت ۲۲۷) انباء الغیب۔ یہ ایک پیش گوئی ہے جیسے
زکریا کو بعد دعا کامیابی ہوئی۔ اسی طرح جماعت صحابہ اہل مکہ کو کہا کہ تم
بھی کامیاب ہوجاؤگے۔ اور یہ ملک آباد و قایم رہیگا اور یہان ایک
ہونہار بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ جو عروس مکہ کے لئے سو جب فخر ہوگا دیکھو
یسعیاہ باب ۵۴۔ (ت ۲۲۸) ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ
فرشتے کہتے ہین ہم تجھے اللہ کے کلام سے ایک بشارت سناتے ہین خود نہین کہتے
ہین۔ (ت ۲۲۹) وکہلا۔ یہ حضرت مریم کے لئے پیش گوئی ہے
تیرا بچہ گونگا نہوگا۔ بچپنے مین نہ مریگا۔ عمر رسیدہ ہوگا۔ (ت ۲۳۰)
یقول لہ کن فیکون۔ یہ امورات کونیہ مین سے ہے ہمیشہ کن فیکون والی
آئتیں امور کونیہ پر ہی آیا کرتی ہین اور حیات بعد وفات پر دال ہوتی ہین
جیسے ان مثل عیسٰی عند اللہ کی آیت مین خلقہ آتا ہے اور خلقہ کے
بعد کن فیکون۔ جس سے معلوم ہوا کہ تخلیق ہوچکی اور اس کے بعد اپنے
وقت پر موت کن فیکون کے حکم کے موافق ہوئی۔ (ت ۲۳۱) اخلق
تجویز کرتا ہون۔ بتاتا ہون جیسے تخلقون افکا پ۲۰ اور خلق لکم ما فی
الارض البحر نمبرا۔ ۳۴ وغیرہ بھی آگئے ہین۔ (ت ۲۳۲)
واحی الموتی احیا تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ساحران موسٰی اور دیگر
ساحرو نکا۔ (۲) اللہ پاک کا۔ (۳) انبیاء علیہم السلام کا۔ یہان تیسرا مراد ہے
جیسا کہ اذا دعاکم لما یحییکم پ۹ وغیرہ جو شان نبوت کے موافق ہو۔
(ت ۲۳۳) وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون۔ نبی بتاتا ہے

کہ کیا کہانا چاہئے اور کیا نہ کہانا چاہئے۔ تورات کے احکام یاد دلائے حرام
وحلال کے مسائل وغیرہ دعوی غیب دانی (ت ۲۳۴) ولاحل لکم
اے بنی اسرائیل بعض باتین جو تم مین حرام سمجھی جاتی ہین مین اس کے حلت
وجواز کی تجویز اللہ کے حکم سے بتاؤنگا۔ (ت ۲۳۵) متوفیک
ممیتک۔ ابن عباس بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورہ مائدہ جب لفظ
توفی باب تفعل سے ہو اور اللہ تعالٰی اسکا فاعل ہو انسان اسکا مفعول
ہو تو سوا قبض روح کے اس کے کوئی اور معنی نہین۔ قرآن واحادیث
واثار واشعار کسی مین اسکے خلاف نہین پایا جاتا۔ علاوہ برین اللہ تعالٰی نے
اپنے اس فعل توفی کے متعلق قرآن کریم مین یہ خود فرمایا ہے کہ یہ فعل یعنی
قبض روح یا عند النوم ہوتا ہے یا عند الموت ہوتا ہے۔ اس کے سوا
کوئی توفی نہین۔ دیکھو پارہ ۲۴۔ رکوع ۲۔ اللہ یتوفی الانفس الخ یہ آیت
یہودیون آریون دہریون سب پر حجت ہے کیونکہ اس مین وہ زبردست
پیش گوئی ہے جس کا ظہور سالہا سال سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ اور وہ
یہ ہے کہ مسیح کے متبع اس کے منکرون پر قیامت تک غالب رہینگے
اس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی سچائی بعد وید نبیون کا وجود ہستی باری
سب ثابت ہین۔ کسی نے کہا کہ صیغہ متوفی آیندہ پر دلالت کرتا ہے جو کبھی
ہوگا؟ جواب دیا گیا آیندہ ہونے والی بات بعد الوقوع آیندہ نہین رہتی
کسی نے کہا کہ تقدیم وتاخیر ہے جواب دیا گیا بلا ضرورت صحیحہ خلاف منشاء الٰہی
نص قرآنی کو الٹ پلٹ کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مورد بننا ہے
اپنے دل سے جب تک کہ مبحوث عنہ کی بعینہ نظیر دوسری آیت مین نہو قاعدہ
بتانا یا بے قاعدہ قاعدہ جاری کرنا داب لغوی کے خلاف ہے ہمارے سردار
دو جہان نے کسی سوال کے جواب مین فرمایا کہ وہین سے شروع کرو جہان
سے اللہ نے شروع فرمایا ان الصفا والمروۃ الخ پ۲ (ت ۲۳۶)
ورافعک۔ خاک بدہان دشمنان تو تو ملعون نہین مقبول الٰہی ہوگا
جیسا ارشاد ہے الی مرجعکم پ۳ اس مین رفع کے ساتھ مقبولیت
و بلندی درجات رکھی ہے۔ نہ صرف آسمان پر چلے جانا جو موسٰی علیہ السلام
کو بھی حاصل نہوا کیونکہ یہودیون کو جواب دیا جا رہا ہے۔ (ت ۲۳۷)
ان مثل عیسٰی عیسٰی اللہ کا بیٹا نہین نہ اللہ ہے اس سے مسلمانون اور
عیسائیون کا فیصلہ ہوجاتا ہے ابن آدم تو وہ مانتے ہین الوہیت کا وہ
ثبوت دین۔ (ت ۲۳۸) کمثل آدم نبوت مین اور بے باپ
ہونے مین آدمی سے بڑھ کر عیسٰی مین کوئی بات نہین (ت ۲۳۹)
کن فیکون خلق تو ہوچکا پس یہ کن موت کے بعد ہوگا اس سے بھی وفات

وفات مسیح ثابت ہے۔ (ت ۲۴۰) الحق من ربک یعنی یہ تمثیل آدمؑ اور عیسیٰؑ کے برابر ہونے اور مخلوق الٰہی ہونے میں سچ ہے۔ (ت ۲۴۱) ثم نبتھل۔ یہانتک یہود و نصاریٰ کے غلط خیالات کی تردید بہ دلائل قطعیہ کر دی ہے۔ اگر اب بھی نہ مانیں تو سوائے اسکے کیا علاج ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور مباہلہ سے کام لیا جائے اور گڑگڑا کر حق کے فیصلہ کی دعا کریں۔ (ت ۲۴۲) ھو العزیز الرحیم۔ یعنی میں غالب ہو جاؤنگا اور یہ سچی بات ہے۔ (ت ۲۴۳) فان تولوا یعنی میرے مقابلہ میں اگر دعا نہ کرینگے تو وہ عنداللہ مفسد سمجھے جائیں گے۔ ع (ت ۲۴۴) سواء بیننا وبینکم ان الدین عند اللہ الاسلام۔ فبھدٰھم اقتدہ ان الفاظ سے اسلام اپنی قدامت ثابت کرتا ہے اور حق بھی یہی ہے کہ ابتدائی درجے قریب قریب توحید کے ہی ہوتے ہیں اور پچھلے لوگ مقربان الٰہی کی زیادہ تعظیم و توقیر کرکے شرک کی آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ورنہ راہ حق سواء بیننا وبینکم ہے۔ اہل کتاب نصاریٰ میں چونکہ غلطی یہی تھی کہ انہوں نے توحید میں تثلیث کو داخل کر دیا تھا اس واسطے انکو اسی پر تنبیہ کی ہے اس سے یہ مقصد نہیں کہ ایمان بالرسالت کی طرف یا عام عقائد و اعمال اسلام کی طرف انکو دعوت نہ دیجائے یا بغیر اس کے ان کی نجات ہے کیونکہ قل کا مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اس حکم کی تعمیل کی ہے کسی مسلم کو اس سے ادھر ادھر ہٹنا ضلال بعید ہے اور آپکا طریق اس آیت کے ساتھ اہل کتاب کو دعوت کرنے کا آپ کے مراسلات سے ظاہر ہے جن کا عنوان بدین الفاظ ہوتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ

محمد اللہ کے بندہ اور اسکے رسول کی طرف سے ہرقل روم کے رئیس کو معلوم ہو

عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ

سید ہے رستے پر چلے اسکو سلام اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کے کلمے کی طرف بلاتا ہوں

اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْاَرِیْسِیِّیْنَ

مسلمان ہو جا تو بچ جائے گا اللہ تجھکو دہرا ثواب دیگا پھر اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا گناہ

وَیٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ

کتاب والو اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے کہ اللہ کے سوا

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا

کسی کو نہ پوجیں اور اسکا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔۔۔۔

پھر اگر وہ نہ مانیں تو تم ان سے کہدو گواہ رہنا ہم تو تابعدار ہیں۔ بخاری شریف پارۂ اوّل جلد اوّل باب (۱) کیف کان بدء الوحی۔ وھکذا فی الکتاب التفسیر بہ تفسیر آیت ہذا پارۂ ۱۸۔ (ت ۲۴۵) واللہ ولی المومنین۔ اسکی دوستی کی علامت یہ ہے کہ یخرجھم من الظلمٰت الی النور ۳ ع۔ (ت ۲۴۶) وقالت طائفۃ من اھل الکتٰب۔ طبائع مختلف ہوتے ہیں شریف اور نجیب اور بدتر بدترین مخلوق یہ اس قسم کے ہوتے ہیں جو رات دن اسی فکر میں غلطان پیچان رہتے ہیں کہ کسی اعلیٰ درجہ کی بات کو کسی ڈھب سے بگاڑ دیں یا کسی بڑے کارخانہ و سلطنت کو کسی ڈھب سے صدمہ پہنچا دیں۔ (ت ۲۴۷) اٰمنوا دنیاسازی کے طور پر شرارت سے۔ (ت ۲۴۸) لعلھم یرجعون یعنی زمانہ سازی سے ہم انکو بنالیں شاید وہ مذہب چھوڑکر ہماری طرف واپس چلے آویں۔ (ت ۲۴۹) ولا تومنوا الا الخ (ترجمہ) اور کہتے ہیں کہ کسی کا اعتبار نہ کرنا تم مگر اسی کا جو چلے تمہارے دین کی چال تم کہہ دو (کسی کی چال کچھہ کام کی نہیں ہاں) ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے (اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نہ مانو یہ بات) کہ کسی کو دیا جاوے جیسا تمکو دیا گیا ہے یا وہ تمسے جھگڑ سکیں تمہارے رب کے سامنے تم جواب دو بیشک فضل تو اللہ ہی کے ہاتھہ میں ہے وہ فضل کر دیتا ہے جس پر چاہتا ہے۔ (یعنی اب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل ہو رہا ہے (ت ۲۵۰) ان یوتی احد مثل ما اوتیتم۔ ہدایت یہ ہے کہ دیا جائے جیسے موسیٰ کو دیا گیا تھا بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ غالب آجائے۔ (ت ۲۵۱) او یحاجوکم آؤ یعنی بلکہ (ت ۲۵۲) یختص برحمتہ یعنی اب محمد ہی پر سب کمالات ختم ہو چکے (ت ۲۵۳) واللہ ذو الفضل العظیم۔ محمد پر سب نبیوں سے بڑھکر فضل کریگا۔ (ت ۲۵۴) وان منھم لفریقا (تفسیر بالرائے سے کیا مراد ہے) یہود میں یہ عادت تھی کہ توریت کو اس کے حقیقی مطلب کے خلاف لوگوں کے بہکانے کے لئے اپنی رائے کے تابع کرتے اور ایسی کوشش کرتے کہ اس مدعائے باطل کو الفاظ کتاب سے ثابت کر دیں جیسا علمائے حال مسیحؑ کی حیات کے اثبات میں ایسی کوشش کرتے ہیں۔ تفسیر بیان کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی تفسیر بیان کی جائے جو کہ قرآن کی کسی آیت کے خلاف نہو نہ کسی حدیث صحیح کے خلاف ہو نہ قواعد عربیہ اور لغت کے خلاف ہو جو اس کے خلاف پر جرأت کریگا اس نے تفسیر بالرائے کی گویا تقول علی اللہ کیا ایسے لوگ ایک مطلب پہلے اپنے

دل مین بنا لیتے پہر اسکو قرآن کی کسی آیت سے ثابت کرنا چاہتے پہر قرآن کو موڑ توڑ کر اس مطلب مین ڈہال لاتے ہین جیسے کوئی شخص اپنے دل مین یہ خیال کرلے کہ مسلمان بنانے کے لئے صرف اللہ کو منوا دینا کافی ہے - اور کسی عقیدہ کی اسلام مین داخل کرنے کے لئے ضرورت نہین اور اس خیال باطل کو وہ یون ثابت کرے قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون کہ اللہ کہہ کر یعنی اللہ منوا کر انکو چہوڑ دے - حالانکہ قل اللہ جواب ہے من انزل الکتب الذی جاء بہ موسیٰ کے سوال کا قرآن کے ماقبل کو بالائے طاق رکہا - اور اپنا مدعا آیت کے ایک حصہ کو کاٹ کر ثابت کیا ہے یہ تفسیر بالرائے کی مثال ہے - نیازمند نے حضرت مسیح موعود علیہ الف الف تحیۃ وسلام سے اس حدیث کے معنی پوچہے من فسر القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطا حضور نے فرمایا کہ جو بات خدا اور رسول کے منشا کے خلاف ہوگی وہ تفسیر بالرائے ہے چنانچہ یہ شعر تفسیر بالرائے کا مجسم نمونہ ہے

لاتقربوا الصلوٰۃ زحکیم بجا طراست

دا ز امر یاد ماند کلوا و اشربوا مرا

شاعر کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مین انسان کے لئے دو طرح کی باتین ہین امر و نواہی پس نواہی مین سے تو مین نے لاتقربوا الصلوٰۃ والی آیت لے لی ہے اور امر مین سے کلوا واشربوا گویا ایک قسم کی تضحیک کلام الٰہی کی کی گئی ہے نعوذ باللہ اور اسی قسم کی بات تفسیر بالرائے ہوتی ہے

(ت ۲۵۵) یقولون علی اللہ الکذب - یعنی اللہ نے کسکی حال کہا جائیگا زبردستی حکم نہین دیا - ع (ت ۲۵۶) ءاقررتم و اخذتم علی ذالکم اصری - یعنی اللہ کو گواہ کیا اور اللہ کی قسم کہائی - (ت ۲۵۷) لعنۃ اللہ - اللہ کی لعنت سے مراد تعلق الٰہی منقطع ہو جانا اور در بدری اور ذلت ہونا - والملئکۃ فرشتوں کی لعنت سے مراد نیکی کی توفیق چہین جانا جب یہ چہن جاتی ہے تو تحریک نیک نہین ہوتی والناس دین داروں کی نظر مین حقیر ہو جاتا ہے - (ت ۲۵۸) لن تقبل توبتہم یعنی انہین توفیق ہی نہ ملے گی توبہ کی ع ۹

الجزء ۴

(ت ۲۵۹) مما تحبون - ہر ایک مرغوب چیز اور مال ہی ہوتا ہے انہ لحب الخیر لشدید - آناہی تکالیف و صدمات کے بعد خیرات خلوص سے حصہ کم رکہتی ہے کیونکہ غرض اور شرط اسمین پائی جاتی ہے

(ت ۲۶۰) فان اللہ بہ علیم یعنی اللہ کی راہ مین دیا ہوا ضائع نہین ہوگا - (ت ۲۶۱) کل الطعام - مسلمان جو چیزین کہاتے ہین کل الطعام اور کل طعام مین فرق ہے - کل الطعام کے معنی جو کہانا حلال ہے وہ سب حلال ہے - حکم الٰہی کے موافق اور بیماریون وغیرہ سے جو ممنوع ہو جاتا ہے - وہ عام حلت کو دور نہین کرسکتا - اور کل طعام سے مراد ہر ایک کہانا جو وغیر مجاز جو ہر ایک کوئی کہاتا ہو جسمین اسلام کی قید نہین (ت ۲۶۲) اسرائیل - اللہ کا پہلوان - سپاہی - یعقوب علیہ السلام کا نام ہے - (ت ۲۶۳) فاتوا بالتوراۃ توراۃ مین بتاؤ کہ مسلمان حرام سور وغیرہ خلاف شرع کہاتے ہین - (ت ۲۶۴) حنیفا - صراط مستقیم پر چلنے والا طریق وسط اختیار کرنے والا - افراط و تفریط سے بچنے والا - (ت ۲۶۵) فیہ ایت بینٰت - تین نشانوں کا تو یہین ذکر ہے - (۱) ایک مقام ابرٰہیم (۲) من دخلہ کان امنا - (۳) للہ علی الناس حج البیت -

(ت ۲۶۶) مقام ابراہیم - یہود و نصاریٰ کے لئے عبرت کا مقام ہے کہ انکے ہاتھ مین کچہہ نہین مبارک مقامات سے محروم ہین - (ت ۲۶۷) تبغونہا عوجا - چاہتے ہو اُس راہ اسلام کے لئے کجی (عیب گیری کے لئے) یا ٹیڑہے رہ کر راستی کو چاہتے ہو جو نامکن ہے (ت ۲۶۸) ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یا دریون کے علاوہ فلسفی بہی بوجہ لکہے پڑہے ہونے کے اہل کتاب کے تحت مین شامل و داخل ہین - (ت ۲۶۹) ومن یعتصم باللہ یعنی جو اپنے آپ کو بدی سے بچالے اور برائی سے ہٹالے اللہ کے ساتہہ ہو کر (یعنی حسب مرضی الٰہی عمل کر کے) تو وہ کامیاب ہوا ع -

(ت ۲۷۰) بحبل اللہ - یعنی مسلمان ہو کر قرآنی احکام پر چل کر سچی نجات پاؤ - اور قرآن شریف اور اسلام پر خوب خوب عمل کرو کوئی جزئی اسکا چہوٹنے نہ پائے - سکولون مین رسہ کاکہیں تو تم نے دیکہا ہی ہوگا - دو فریق مخالف جہتون مین کہینچتے ہین تم انصار کی محبت کا رسہ کہینچا ہے (ت ۲۷۱) وکنتم علی شفا حفرۃ الخ یعنی ضد اور حسد اور بغض و قتل و جنگ وغیرہ کی آگ مین - کفر - شرک - شراب خوری - قمار بازی - زناخوری - تحاسد - تباغض - اور باہمی جنگ جدال کی آگ کا نتیجہ جہنم ہے - اور عربی زبان مین نار الحرب ہی ایک آگ تہی - (ت ۲۷۲) المفلحون یعنی مبلغین اور امر و نہی کرنے والے متقی اور پرہیزگار ہون (ت ۲۷۳) کالذین تفرقوا

آہ۔ کیا مسلمانون مین وحدۃ ہے۔ کیا مسلمانون مین دینی اور دنیوی کامون مین اجتماع ہے۔ کیا ان مین وحدۃ عملیہ وحدۃ سلطنت تجارۃ مین وحدۃ تعلیم دنیا کوئی وحدۃ ہے کیا انکے دینی اور دنیوی سلسلۂ تعلیم مین وحدۃ ہے کیا مسلمان ایک امام کے ماتحت ایک خلیفہ کے ماتحت یکدل ہین۔ کیا بغداد اور اسپین کی تباہی وحدۃ سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء۔ پ۶ یہہ سب کچھہ قرآن وسنت کے چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔ جا ہے تمہارے لیڈر کچھہ ہی کہین قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا جزو نمبر ۱۹ مین آیا ہے۔ ت (۲۷۴) والی اللہ ترجع الامور۔ یعنی اہل حق کو غلبہ ہوگا اور آخری فیصلہ وہی کرے گا اور انجام کار اللہ کا رسول اور اُسکی اتباع منظفر اور منصور ہونگے ع ت (۲۷۵) الا بحبل من اللہ کیا معنی یہود خود مختار بادشاہ اور معزز سلاطین سے کبھی نہ بنینگے ہان اگر مسلمان ہو گئے۔ حبل اللہ رسن الٰہی اسلام کے متمسک ہو گئے یا کسی اور رنگ مین۔ نگین ہو کر کسی دوسرے کے ماتحت ہو گئے تو صاحب سلطنت ہو سکتے ہین یہ ایما ہے اور تنبیہ اہل اسلام کو کہ تم ایسے نہ ہو جانا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ت (۲۷۶) المسکنۃ یعنی اب حکومت کے لئے ہرگز نہ تہم پاؤن نہ جما سکین گے۔ ذلیل رعایا ہو کر رہین گے ت (۲۷۷) یؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ اور آخرت کا ایمان کافی ہے۔ ملائکہ رسل کتب کی ضرورت نہین کیونکہ اللہ کا ماننا یہ ہے کہ وقت کے رسول کا حکم مانے جیسا پارہ (۵) رکوع (۱) سے ظاہر ہے۔ اور آخرت کا ماننا کتاب کے ماننے کو لازم ہے۔ کتاب اور رسل کے ماننے سے فرشتون کا ماننا لازم آتا ہے۔ پس یہ وہم غلط ہے کہ اسلام کے باہر بھی نجات ہے۔ ع۱۲ ت اذ غدوت۔ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب فرمایا ہے۔ اُحد کی جنگ کا بیان ہے۔ ع۱۳ ت (۲۷۸) لا تاکلوا الربوا۔ سود دشمن ہے حصول تقویٰ کی اور جہاد کا اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی پ۲۶ کیونکہ حصول تقویٰ یا تائید تقویٰ اور شرکت جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ اور تصفیہ و تزکیۂ قلب کے لئے ترک سود ضروری ہے۔ ربوا کے معنی لقدر سعادت معینہ کا لحاظ کر کے زیادہ لینا لا تاکلوا الربوا۔ یہ آیت پہلے نازل ہوئی

بقرہ کی آیت واحل اللہ البیع وحرم الربوا پ۳ سے جیسے تحریم خمر کی آیت یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام پ۷ آیت لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ پ۵ کے بعد اُتری ہے ت (۲۷۹) اعدت للکافرین۔ امام ابو حنیفہؒ جو عظیم الشان امام اور اعرف القرآن اور اتقی الناس ہین وہ گناہ اور سود خوری کا خیال کر کے بعض مرتکب کبیرہ مسلمانون کی نسبت خیال فرماتے ہوئے اس مقام پر فرماتے ہین ہذا اخوف آیۃ عندی فی القرآن کہ مسلمان ہون اور بے ایمانون کے گھر یعنی جہنم مین داخل ہون۔ ت (۲۸۰) مغفرۃ۔ یہان مغفرت کے معنی ہین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ جو قرآن مین پہلے آچکا ہے۔ اور استغفار اور توبہ کی کثرت مراد ہے ت (۲۸۱) فاحشۃ۔ کُھلا کُھلا بدی جس کو لوگ بدی سمجھتے ہون۔ ت (۲۸۲) نقل مس القوم قرح سے مراد جو کچھہ بدر مین ہوا کہ کفار کے آدمی مارے گئے اور پکڑے گئے اور ان یمسسکم قرح سے مراد وہ تکلیف ہے جو مسلمانون کو اُحد کے دن پہنچی۔ ت (۲۸۳) وتلک الایام یہ مصائب کے دن کبھی مسلمانون پر آتے اور کبھی کفار پر آتے مسلمانون پر آنے سے تین فائدے ہین۔ (۱) مسلمانون کا امتحان (۲) مسلمانون سے منافقین کو الگ کرنا جو مطلبی یار ہین (۳) اور انمین سے بعض کو شہادت کا مرتبہ دینا کیونکہ قربانی کے بغیر ترقی نہین جو قوم اپنی جان لڑانے سے دریغ کرتی ہے وہ بڑھہ نہین سکتی)۔ اور کفار پر مصائب لانے کا مقصد صرف انکو ہلاک کرنا ہے۔ اور مومنون کو فتح مندی ع۱۴ ت (۲۸۴) خلت من قبلہ الرسل۔ الرسل مین الف لام استغراقی ہے۔ یعنی تمام افراد رسول مر چکے خلت بمعنی فوت کیونکہ لسان العرب مین لکھا ہے قال ابن الاعرابی خلا فلان اذا مات اور حماسہ ۵ اذا سید منا خلا قام سید۔ قؤول کما قال الکرام فعول۔ تمام شروح مین لکھا ہے۔ خلا کے معنی اس شعر مین مات کے ہین۔ من قبلہ یہ رسل سے حال ہے اور خلت کی طرف نہین جیسا اعراب ابو البقا مین لکھا ہے اس آیت سے حضرت مسیح و جملہ رسل کی وفات ثابت ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسل مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم ہے افتراء ہے یعنی حضرت مسیح وہی فوت شدہ نہوں تو پہر اس آیت کا اعتبار نہ رہا استثنا اٹھہ جاتا ہے اور قرآن مین استثنا کہین نہین جس سے حضرت مسیح مستثنے سمجھے جائین۔

(ت ۲۸۵) ثواب الدنیا نوتہ منہا۔ یعنی دنیا مین کوشش کرنے والا اکثر دنیا مین کامیاب ہوجاتا ہے۔

(ت ۲۸۶) وما استکانوا۔ استکانوا کون سے مشتق ہے اور سکون سے اُسے مشتق قرار دینا غلطی ہے۔ اس کے معنی بے دست و پا ہونا۔ فروتنی کرنی۔ موجودہ حالت سے خلاف اور حالت کو چاہنا ع

(ت ۲۸۷) اذ فشلتم کوہ اُحد کے درہ سے متعلق ہے جہان حضور نے دستہ فوج تیر انداز زیر کمان عبداللہ بن جبیر کہڑا کرکے ارشاد فرمایا تہا کہ ہمین شکست ہو یا فتح تم ہٹنا مت۔ اُحد مدینہ سے شمال کی طرف قریبا (۳) میل ہے۔

(ت ۲۸۸) تنازعتم کا مطلب یہ ہے کہ بعد فتح افسر نے کہا ٹہرو۔ دوسرون نے کہا اب ضرورت نہین۔ شوال ۳ہجری کا واقعہ ہے۔

(ت ۲۸۹) اذ تصعدون جب کفار بہاگے اور پہاڑ کی اوٹ مین آئے اور مسلمان اُنکے پیچھے جارہے تھے چڑہائی کئے ہوئے یہان تک عبداللہ بن جبیر کے ہمراہیون سے غائب ہوئے انہون نے درہ چہوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چڑہائی کرنے والون کو اپنی طرف بلایا تا کفار کو دھکیلتے ہنکاتے درہ تک نہ پہنچا دین مگر چونکہ یہ دشمن کے پیچھے تابڑ توڑ جارہے تھے کچہہ سنتے نہ تھے انہون نے کفار کو درہ تک پہنچا ہی دیا کفار نے درہ خالی دیکھکر اُس پر قبضہ کیا اور پہاڑ پر چڑہ گئے۔ پتھرون اور تیرون کی بارش برپا کی جس سے بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہوئے اور سید المرسلین کو بہی زخم آئے یہ مصیبت اس نافرمانی کا کفارہ ہوا جب عبداللہ بن جبیر کے ساتہیون نے درہ چہوڑا اور چڑہائی کرنے والے رسول کی آواز کے شنوا نہ ہوئے۔ ما قتلنا ہٰہنا۔ ما قتلنا دیکھنے کے قابل ہے کیونکہ مقتول تو بول ہی نہین سکتے ضمیرین غائب کی ہون یا متکلم کی یا حاضر کی اکثر مثل یہ بہی دلالت کرتی ہین اسمین یہ ہی انکا حصر نہین متکلم کی تو مثال ہوچکی حاضر کی دیکہو۔ واذ قلتم یا موسیٰ وانتم تنظرون وغیرہ

(ت ۲۹۰) طلیبتلی اللہ۔ یعنی اللہ آزما کر انعام دے۔ ع ۱۷

(ت ۲۹۱) ان یغل وہ لوگ جو عبداللہ بن جبیر کے ماتحت درہ کے اندر ادپر مامور تھے وہ اس خیال سے اپنا مقام چہوڑ بہاگے کہ کہین ہمارا حصہ غنائم سے مفقود ہی نہ ہوجائے انکو تنبیہ کی ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ کسی کا حق دبا سکتے ہین یا کہہ سکتے ہین ہرگز نہین

(ت ۲۹۲) ہم درجات یعنی انبیا اور مامور جو ترقی اور عمل کے لئے میسر ہین ہین قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے پا انبیا بڑے درجہ والے ذی عزت ہین

(ت ۲۹۳) لقد من اللہ۔ اس آیت سے یہ بات ظاہر ہے کہ کسی قوم مین خدا تعالیٰ کا نبی و رسول بہیجنا یہ اسکا بڑا احسان ہے جس احسان کو خدا تعالیٰ جتا رہا ہے اس مین نبی کا کام بہی بتایا گیا ہے یہی کام اُنکے خلفا کا بہی فرض ہے اسکی تفصیل دیکہو کتاب منصب خلافت تقریر حضرت خلیفۃ ثانی مسیح موعود علیہ السلام شہر جدید ۱۹۱۴ء

(ت ۲۹۴) ویعلمہم الکتب والحکمۃ۔ بلدہ اوّل۔ نبی کریم صلعم اور خلفاء اربعہ وصحابہ و ائمہ عظام نے کیون تفسیر نہین لکہی۔ اس آیت مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم الکتب قرار دیا گیا ہے اب سوال ہوتا ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہین اور خصوصیت سے آپ کو معلم الکتب قرار دیا گیا ہے تو آپ کو ایک تفسیر لکہنی چاہئے تہی جو آپ کے علوم اور تعلیمات کا خزانہ ہوتی اور اولین و آخرین کے لئے تبصرہ ہوتی اگر یہ کہا جائے کہ باوجود ایسی ضرورت کے آپنے اس کام کو اس لئے نہ کیا کہ وحی متلو و غیر متلو مخلوط نہو جائے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آپ متن اور شرح کو الگ الگ بتا سکتے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو اتنی فرصت نہ تہی۔ اصل مدعا تعلیم تہا وہ آپنے صحابہؓ کو دی تو پہر صحابہؓ مین سے ہی خلفاء اربعہ اور فقہاء عظام وغیرہ حضرات مقدس تفسیر لکہہ دیتے اگر انمین کسی کو فرصت نہ تہی تو تابعین مین سے یا تبع تابعین آئمہ اربعہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے کوئی اس کام کو سرانجام دیتا۔ اس تفسیر نویسی کے ترک کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہون نے قوم پر تین طرح کا احسان کیا۔ اوّل قرآن کریم اتنے علوم پر مشتمل ہے کہ اس کے تمام حقایق مکنونہ کا اظہار دفاتر عظیمہ کا مستدعی ہے اگر وہ سب کے سب لکہہ جاتے تو اتنے بڑے دفاتر کی حفاظت بہت مشکل ہوتی اور اکثر عقول ان حقایق کے ادراک سے قاصر رہتے۔ دوسرے احسان یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کرتے تو تدبر فی القرآن اٹہہ جاتا قوم کی عقلین قرآن مین اوندی ہوجاتین تیسرا اگر وہ ایسا کرتے تو قرآن کریم تو قیامت تک کی ضروریات کے لئے ہے۔ جبکہ ہر زمانہ کے لئے استخراج مسائل اجتہاد سے ہوتا ہے جو کہ مجتہدین کے لئے موجب ثواب ہے یہ مجاہدہ جو اجر عظیم کا باعث ہے اس سے لوگ محروم ہوجاتے۔ اصل مین تفسیر انہون نے اس لئے نہ لکہی کہ وہ فیضان الٰہی کو اپنے اندر اور اپنے زمانہ مین محصور نہین سمجہتے تہے بلکہ وہ جانتے

تھے کہ اس امت مین مجدد دین اولیا ائمہ پیدا ہونگے جو اسلام کیلئے بطور زمانہ بہار ثابت ہونگے۔ انکے وقت مین قرآن کا باغ نئے پہل اور پہول دکہائے گا جیسا کہ ارشاد ہے شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء توتی اکلہا کل حین باذن ربہا الخ سے ثابت ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ت ۲۹۵) ان کانوا۔ جو اِن کہ اس کے بعد افعال ناسخہ مین سے کوئی ہو اور اس کی خبر لام مفتوح ہو وہ اِن اِنَّ سے مخفف ہوتا ہے اور اسکے معنی تاکید کے ہوتے ہین اگر کے نہین ہوتے۔ ت ۲۹۶) ھو من عند انفسکم یوم حنین و اُحد مین صحابہ کی غلطی سے اور عدم معصومیت سے تکلیف پہنچی۔ ت ۲۹۷) فباذن اللہ۔ حکم سرکار نافرمانی کے بدلہ اور سزا مین لوگون نے تقدیر کے سمجہنے مین غلطی کہائی ہے وہ کہا کرتے ہین ہر ایک نیکی اور بدی خدا سے منسوب ہے اصل یہ ہے کہ جو جیسا کریگا ویسا پائے گا۔ نہ کہ ظلم و تعدی یا جبر ہو جو آگ کہاتا ہے وہ انگارے ہگے گا۔ کما تدین تدان کا قاعدہ جاری ہے۔ ت ۲۹۸) بل احیاءٌ۔ اسکی تفصیل سورہ بقر رکوع (۱۹) مین کی گئی ہے ت ۲۹۹) یستبشرون۔ ایک رنگ مین پیش گوئی کا اظہار بہی ہے یعنی ہماری آیندہ نسلین بادشاہ اور بڑے بڑے درجہ والے ہونگے ع۔ ت ۳۰۰) الذین استجابوا للہ۔ جب اُحد کی لڑائی ختم ہوئی کفار مکہ فتح کی خوشیان سناتے ہوئے حمراء الاسد مین پہونچے جو کہ ایک موقع ہے مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر وہان کے لوگون کے حال دریافت کرنے پر ابوسفیان نے جو انکا سردار تہا یہ کہا کہ ہم فتح کر کے آئے ہین وہان کے لوگون نے ان کے فاتح ہونے سے انکار کیا اور یہ کہا لا محمدا قتلتم ولا العذارا اردفتم کفار کو یہ بات گران گذری کیونکہ انکے پاس کوئی فتح کا ثبوت نہ تہا۔ وہ یہ سمجھے کہ یہ دس میل پر لوگ قبول نہین کرتے اہل مکہ کو کیسے منوائین گے انکا ارادہ مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنیکا ہوا صحابہ باوجود مصیبت قتل و زخم پہر لڑنے کے لئے تیار ہوگئے اسکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے۔ ت ۳۰۱) فانقلبوا ابوسفیان نے اُحد سے واپسی کے وقت مسلمانون سے یون کہا "یہ ہم نے بدر کا بدلہ لیا مگر خاص میدان بدر مین آیندہ ان ہی دنون مین پہر لڑائی ہوگی۔ جب وہ دن آئے تو کفار نے مسلمانون کو ڈرانے کے لئے مدینہ مین آدمی بہیجا مگر مسلمان نہ ڈرے لڑنے کے لئے چلے گئے کفار بجائے لڑائی کے انکو دیکھکر اُلٹے پاؤن بہاگے اپنا سامان بہی پہینک گئے جو مسلمانون نے اٹھایا اور مسلمانون کا رعب لوگون پر بیٹھا۔ اور انہون نے تجارتین کین

ت ۳۰۲) انما نملی لھم۔ خدا تعالیٰ تو مہلت دیتا ہے لیکن وہ اپنی مہلت سے فائدہ نہین اٹھاتے وہ اور بدی مین ترقی کرتے ہین۔ ت ۳۰۳) لیزدادوا اثما۔ لام عاقبت و نتیجہ کا ہے لام تعلیل نہین جیسے فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا و حزنا سورہ قصص رکوع (۱) اور قول شاعر لدو للموت وابنوا للخراب ع۔ ت ۳۰۴) لقد سمع اللہ۔ مومن صاف دل ہوتے ہین انمین کوئی کج لپیٹ نہین ہوتا انکے دشمن اور منافق کچھ نکتہ چینی اور مخالفت کرتے ہین اور بیہودہ باتین پیش کرتے ہین چندون اور دینی خدمات مین اعتراض اور ہنسی ٹھٹھا کرتے ہین فتح ت ۳۰۵) لا یغرنک۔ مشرکین و یہود و نصاریٰ تمام عرب اور ایران اور روم مین مسلمانون کے برخلاف ایجیٹیشن (بغاوت) پہیلا رہے تھے تا کہ اہل اسلام کا نام و نشان مٹا دین چنانچہ غزوہ احزاب اور غزوہ موتہ و تبوک اسی باعث سے ہوا اور شاہ ایران نے سرور دو عالم کی گرفتاری کے لئے آدمی بہیجے ہر طرف کفار کا زور تہا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست پیش گوئی کا اظہار فرمایا کہ یہ تو چند روزہ فائدہ اٹہا رہے ہین یہ بلاد و امصار مسلمانون کے ہی ہو جاوینگے آج تک وہ ممالک مسلمانون کے روحانی یا جسمانی فرزندون کے قبضہ مین ہین اور یہ ایک عظیم الشان نشان ہے عقلمندون کے لئے۔ ت ۳۰۶) اصبروا۔ برداشت کرو ان تکلیفون کو جو اللہ کی راہ مین تمکو پیش آئین۔ ت ۳۰۷) رابطوا۔ ایک نماز کے بعد دوسری کی تیاری کرو اور دشمن کی سرحد پر گہوڑے باندہے رکھو ع

سورۃ النساء

ت ۳۰۸) نفس واحدۃ سے مراد حضرت آدم یا یہ کہ ہر ایک انسان ایک ہی باپ کا نطفہ ہوتا ہے کبہی کوئی دو باپون کا نہین ہوا۔ یا حضرت حوا اور ہر ایک کی بی بی اُسکی جنس یعنی انسانون سے پیدا کی گئی ہے یہ نہین کہ اس کا پیٹ پہاڑ کر پیدا کی گئی ہے جیسے کہ سورہ روم کے تیسرے رکوع مین فرمایا ہے۔ ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا الآیہ اور نفس واحدہ سے فخر انساب کا بطلان ہے اور تکبر جو سب سے بدترین گناہ اور شیطان کا اعلیٰ درجہ کا بانا ہے منع فرمایا ہے وخلق منہا زوجہا سے

عورتون کو بھی منع کیا۔ ت ۳۰۹) حوباً کبیرا۔ گناہ کی مختلف
قسمین ہین۔ تقوی کے خلاف کرنا۔ نوکری برابر نہ کرنا۔ دھوکا دینا۔ حرفون
مین فریب کرنا۔ ت ۳۱۰) او ما ملکت ایمانکم سے مراد
اس جگہ وہ لونڈی نہین جو ناکح کے قبضہ مین ہو بلکہ اس جگہ مراد وہ
لونڈی ہے جو کسی غیر کے قبضہ مین ہو اور یہ اُس سے نکاح کرے کیونکہ
اپنی لونڈی سے جب تک وہ لونڈی ہے نکاح نہین ہوتا۔ اُسے آزاد کرنا
ہے۔ اعتقها فتزوجها۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ
کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا۔ ت ۳۱۱) لا تؤتوا السفہاء
کے ماتحت کورٹ آف وارڈس داخل ہے۔ ت ۳۱۲) ابتلوا
تجربہ کرتے رہو آزماتے رہو۔ ت ۳۱۳) رشدا
ہشیاری معاملہ فہمی۔ ت ۳۱۴) بدارا۔ ہوکا کر کے لالچ
کرکے۔ ت ۳۱۵) فلیاکل بالمعروف اپنی محنت کے
معاوضہ مین تنخواہ لے یا اپنی ضرورت سخت کے لئے لے لے
یا بطور قرضہ لے جسکو پھر ادا کرے تو یہ مال یتیم سے اکل بالمعروف ہے
ت ۳۱۶) لا تدرون۔ اقوام کا تقسیم ترکہ کے متعلق سخت
اختلاف تھا اہل مغرب ولد کبیر کو وارث قرار دیتے اور اہل چین صرف
لڑکیون کو وارث بتلاتے لڑکون کو کچھ نہین۔ یہ اختلاف شاہد ہے
کہ انسانی عقل کسی صحیح نتیجہ پر تقسیم وراثت پر نہین پہنچی۔ ت ۳۱۷)
علیما حکیما۔ یہان تک اصول اور فروع کا حصہ بیان فرمایا۔ ت
۳۱۸) ولد جتنی دفعہ لفظ ولد اس رکوع مین آیا ہے وہ اولاد
نرینہ اور غیر نرینہ دونون کو شامل ہے۔ ت ۳۱۹) لہ اخ او
اخت۔ ان سے مراد وہ ہین جو صرف مان کی طرف سے بھائی ہون
نہ باپ کی طرف سے اس پر تین قرینہ ہین اوّل جو اعلی قسم کے وارث
ہین انکو اس رکوع مین مقدم کیا گیا ہے وہ ورثاء نسبی ہین اس سے
دوسرے نمبر پر وہ لوگ کسی کا بیان ہے جن سے انسان خود تعلق
کرتا ہے۔ بوساطت زوجیت۔ تیسرا سگے بھائیون اور سوتیلے بھائیون
کا ورثا سورۂ نساء کے آخر مین بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت مین برادری
صرف بھائیون کے متعلق ہے۔ چوتھا وصیت وارث کے لئے نہین
ہونی چاہیے۔ اور تہائی سے زیادہ جائز نہین۔ چوتھے تک وصیت
کو رکھنا بہتر ہے۔ ت ۳۲۰) لہ عذاب مھین مسلمانون
کی ذلت کا ایک یہ بھی باعث ہے کہ تقسیم وراثت مین احتیاط سے
کام نہین لیتے۔ ع ت ۳۲۱) والتی یاتین الفاحشۃ
سورہ نساء مین حدّ زنا بیان فرمائی۔ ایسی عورتون کے لئے پردہ
کا بڑھا دینا کہ غیرون سے انکا خلا ملا نہ ہو یا اللہ تعالی مسلمانون کو شرع
نور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے تاکہ وہ گناہ سے بچین۔ ع ...

الجزء ۵ ع ۶

ت ۳۲۲) المحصنت۔ محصنت کا لفظ اس رکوع
مین تین دفعہ آیا ہے اوّل بمعنی وہ عورتین جو کسی کے نکاح مین ہون
دوم وہ عورتین جو آزاد ہون لونڈیان نہون۔ سوم وہ عورتین
جو نکاح مین رہنا چاہین۔ ت ۳۲۳) الا ما ملکت
ایمانکم۔ اس سے مراد وہ لونڈیان ہین جو جنگ مین پکڑی آئین
اور انکے خاوند حالت کفر مین موجود ہون انکا تعلق نکاح ٹوٹ
جاتا ہے۔ اور وہ عورتین بھی مراد ہین جنکو مہر دے چکے ——
ت ۳۲۴) کتب اللہ علیکم۔ اللہ کا تحریری حکم ہے
کہ مذکورہ عورات سے نکاح نکرین اور یہ عورتین بھی حرام ہین (۱) پھوپھی
اور بھتیجی اور (۲) خالا اور بھانجی کو ایک نکاح مین جمع کرنا جائز نہین
(۳) لعان والی مرد پر کبھی حلال نہین ہوسکتی۔ جب تک کہ واقعی
ثبوت نہو جائے (۴) حرہ پر کنیز (۵) باوجود طاقت حرہ کے کنیز سے
نکاح کرنا (۶) غیر کی معتدہ سے۔ ت ۳۲۵) واحل لکم
ما وراء۔ مذکورہ عورات کے سب حلال ہین۔ ت ۳۲۶) ان تبتغوا
ایجاب و قبول ہو۔ ت ۳۲۷) اموال۔ مہر۔ ت ۳۲۸)
محصنین۔ نکاح کی ہون متعہ کی داشتہ دشواس ورنڈی و بے نکاحی
نہون۔ ت ۳۲۹) فیما تراضیتم۔ یعنی مہر کی مقدار میان بیوی
گھٹا بڑھا لین تو مضائقہ نہین۔ ت ۳۳۰) طولا قدرۃ طاقت
ت ۳۳۱) بعضکم من بعض۔ آقا بیوی اور لونڈی سب
آدم ہی کی اولاد ہین۔ اللہ کو ایمان و صلاحیت پسند ہے۔ ت
۳۳۲) ولا متخذات اخدان۔ بدچلن خانگیون کی طرح
چھپی یاری کرنے والیان نہون۔ نکاح مین گواہ ہون ت ۳۳۳)
فعلیھن نصف الخ کیونکہ کنیز کو نصف سزا حرہ کی بہ نسبت ملیگی۔ ت
۳۳۴) العنت۔ تکلیف و محنت ت ۳۳۵) وان

تصبروا - کیونکہ مالک کی اولاد لونڈی غلام کہلائے گی - ع
(ت ۳۳۶) سنن - چلن - طریقہ - (ت ۳۳۷)
الذین یتبعون الشھوات - بدکار - بچے - خواہش جماع رکھنے
والے (۱) طمع - (۲) غضب - (۳) (۴) ... (۵) حرص - خلاف وضع
فطری - (ت ۳۳۸) یخفف عنکم - وسعت و آسانی
(ت ۳۳۹) ضعیفا - یعنی وہ سخت بوجھوں کا متحمل نہیں
ہوسکتا - (ت ۳۴۰) عن تراض منکم - تراضی دھوکہ
سے نہیں ہوتی اور کچھ جائز نفع ملجائے تو کچھ حرج نہیں - (ت
۳۴۱) ولا تقتلوا انفسکم - اکل مال حرام سے مراد ہے -
ناحق مال کھانا ہی قتل نفس ہے - اور آپس میں نہ لڑو یہی مراد ہے
انفسکم سے اہل ملت جنس انسانی - نہ مارو - نہ مال کھا جاؤ وغیرہ کیونکہ
دھوکے اور ظلم سے دوسرے کا مال کھانا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے -
ہر قسم کی خیانت - چوری - رشوت - جھوٹے اشتہار - ناقص مال پورے
داموں پر بیچنا - رہزنی - قمار بازی جھوٹے نیلام وغیرہ لاتقتلوا
انفسکم میں داخل ہیں - (ت ۳۴۲) علی اللہ یسیرا -
کیونکہ وہ عذاب دیگا - جامع جمیع صفات کمال ہے محض رحیم ہی نہیں
(ت ۳۴۳) تجتنبوا کبائر - ہر نافرمانی کا ابتداء صغیرہ اور
انتہا کبیرہ ہوگا - (ت ۳۴۴) نکفر عنکم - ابتداء کار کی
انتہائی سے بچ جائے تو معاف ہو جائیگی - یعنی کبیرہ خشیۃ اللہ سے
چھوڑ دیں تو صغیرہ جو مبادی ہیں معاف ہو جاتے ہیں - (ت
۳۴۵) ولا تتمنوا - ایسی آرزوئیں جن کا نتیجہ کچھ نہو نکرو -
(ت ۳۴۶) وللنساء نصیب - دین دنیا کے امور میں سے
عورتوں کو بھی حصہ ہے - (ت ۳۴۷) بکل شیء علیما -
کسکو بڑائی دینا چاہیئے - اور کسکو کم درجہ پر رکھنا چاہیئے - سب اللہ
ہی جانتا ہے - (ت ۳۴۸) موالی - وارث - حقدار ع ۵
(ت ۳۴۹) قوامون - مودب - معلم - منتظم - گھر اور
مال اور بی بیوں اور عزت و آبرو کے - (ت ۳۵۰) قانتت
فرمان بردار حکم ماننے والیاں (ت ۳۵۱) نشوز - بدمزاجی
(ت ۳۵۲) فی المضاجع - بستر سے جدا کرنا نہ گھر سے
نکالدینا جیسے بعض جاہل کرتے ہیں - (ت ۳۵۳) واضربوھن -
بہت نرمی سے مارے - (ت ۳۵۴) واعبدوا اللہ

عبودیت چار قسم کی ہے (۱) الوفاء بالعہود (۲) والرضا بالموجود (۳)
الحفظ للحدود (۴) والصبر علی المفقود - واعبدوا اللہ ولا تشرکو
بہ شیئا الآیۃ ع اس آیت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بلکہ حقوق
ماسوی الانسان کا سب کا بیان ہے - کیونکہ انسان ان سات حالتوں
سے باہر نہیں نکل سکتا اسی طرح وہ حیوان بھی جو انسان کے ساتھ رہتا ہے
(ت ۳۵۵) والجار الجنب - جار الجنب میں مذہب کی قید
نہیں - (ت ۳۵۶) والصاحب بالجنب - کلاس فیلو ہم پیشہ
رفیق سفر ایک کارخانہ والے یا محکمہ والے - خاص کمپنیوں اور کمیٹیوں
کے لوگ وغیرہ سب مراد ہیں - (ت ۳۵۷) مختال - خود پسند
(ت ۳۵۸) فخورا - بڑا شیخی باز - یعنی اپنی بڑائی اور بزرگی کے
نشہ میں مغرور ہو کر ظلم اور سختی نکرے بلکہ اللہ کے علو اور کبریائی کو یاد
کرے اور دیکھے کہ وہ کیسا حلیم و غفور الرحیم ہے - (ت ۳۵۹)
ویامرون الناس بالبخل - بخل کی ایک قسم لکھی ہے جو دوسرے کے
دینے کو بھی ناپسند کرتا ہے اور وہ ذلت میں گرفتار رہتا ہے - (ت
۳۶۰) مھینا - ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب (ت ۳۶۱)
من یکن جس کا ہو - (ت ۳۶۲) قرینا - پاس بیٹھنے والا یار
و رفیق - (ت ۳۶۳) مثقال ذرۃ - ذرہ عربی زبان میں
لال چیونٹی کو کہتے ہیں اور مثقال اس کے سر کو کہا - (ت ۳۶۴)
لبشھید - رسول گواہ - (ت ۳۶۵) تسوی بھم
الارض یعنی انکا نام و نشان نہ رہے ع (ت ۳۶۶)
لا تقربوا الصلوۃ - یعنی مسجد کو نہ جاؤ نماز نہ پڑھو - (ت ۳۶۷)
وانتم سکاری - شراب - افیون - بھنگ - دھتورہ - وغیرہ کا نشہ
اور خواہ مرض یا غلبہ نیند یا حاجت غسل ہو تو جب تک غسل نہ کرلو مسجد
میں نہ جاؤ یہاں صلوۃ سے مراد مسجد ہے مضاف سے ظرف مراد ہے
قرینہ عابری سبیل ہے - سفر کی حالت میں تیمم سے بجائے غسل کے
نماز ہوسکتی ہے جیسے آگے آتا ہے - (ت ۳۶۸) ولا جنبا
جنابت کی حالت میں بھی مسجد نہ جاؤ - نماز نہ پڑھو - لا جنبا کا عطف
لا تقربوا پر معلوم ہوتا ہے - (ت ۳۶۹) حتی تغتسلوا مسجد
میں جاؤ نماز پڑھو - (ت ۳۷۰) فتیمموا صعیدا طیبا یعنی
تیمم کرلو - (ت ۳۷۱) یحرفون الکلم - تحرفون کے معنی بگاڑ
دیتے ہیں - بے محل کر دیتے ہیں - تفسیر بالرائے کرتے ہیں - ت

۳۷۲) راعنا بجاے انظرنا کے دیکھو حاشیہ رکوع نمبر ۱۳ سورہ بقرہ - (ت ۳۷۳) وطعنا فی الدین ذوالوجوہ لفظ کی اصلاح کی گئی ہے تقیہ کرتے وقت شیعہ اس کا لحاظ ضرور رکہین -

(ت ۳۷۴) نرد ہا علی ادبارہا - یعنی ایسی مار پڑے کہ تم ومرد ہاکر اُلٹے بہاگو یا بُرے ہون تو غریب بنا دین گے - ت ۳۷۵) السبت - عید و ہفتہ کا دن یہود ارشاد خداوندی نہ سنکر ایسے ذلیل ہوئے کہ قومون کے ہاتہہ مین بندر بن گئے قومین جیسا چاہتی ہین نچاتی ہین - ت ۳۷۶) فتیلا - تاگہ برابر - ذرہ بہی دو انگلیون کو ملا کر ملین اس سے جو میل نکلے اسے ہی فتیل کہتے ہین ع

ت ۳۷۷) بالجبت - بُت بے گھڑا ہوا سد ہو کہ دینا - ت ۳۷۸) والطاغوت - شیطان - سرکش حد سے بڑا ہوا ت ۳۷۹) نقیرا - ذرہ - کہجور کی گُٹھلی پر جو نقطہ ہوتا ہے - ت ۳۸۰) ظلا ظلیلا - گہری چہاؤن لمبے سائے (ت ۳۸۱) ان تؤدوا الامانات الی اہلہا - مثلاً اللہ کی مخلوق اسکے سپرد کرو جو اس کے اہل ہون کمیٹیون کے ممبرون کا انتخاب سمجھ کر کرو

ت ۳۸۲) تحکموا بالعدل - بعض حکام شریعت کے خلاف حکم دیتے ہین تو حکم ہوا - ت ۳۸۳) اولی الامر منکم حاکم وقت نوع انسانی بلا قید مذہب و ملت - یا امام و پیشوائے مذہبی جیسا رسل منکم ت کو دیکھو کہ یہان مراد من الناس ہے یعنی نبی تم مین سے کوئی حاکم ہو اسکی اطاعت کرو - اور اپنی قوم کا ہو تو وہ فضل ہے

(ت ۳۸۴) واحسن تاویلا - تاویل حقیقۃ الحال انجام کار بات کا مطلب یا کام کی بات ع (ت ۳۸۵) یزعمون - زعم کرتے ہین دعوی کرتے ہین - ت ۳۸۶) طاغوت - سرکش شیطان حد سے بڑا ہوا - گمراہ - بے ایمان - اور یہان الطاغوت سے مراد کعب ابن اشرف یہودی - منافق ہے - جو مشرکون کو مومنون سے اہدی بتاتا تہا (ت ۳۸۷) یصدون - رُکتے ہین - اڑتے ہین (ت ۳۸۸) صدودا بہت رکنا - قولا بلیغا - دل مین چبہتی اور اثر کرتی بات - ت ۳۸۹) لیطاع البتہ اسکا حکم مانین ت ۳۹۰) واستغفر لہم الرسول - یہ آیت خاص شفاعت کی ہے - (ت ۳۹۱) لا یؤمنون - جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق نہین چلا وہ مومن

نہین (ت ۳۹۲) حرجا - تکلیف - رنج - غصہ - تردد - ت ۳۹۳) ویسلموا تسلیما - اور مان لین عاشقانہ رنگ مین - ت ۳۹۴) ما فعلوہ الا قلیلا منہم یعنی اللہ کے حکم پر جان دیتے - گھر بار چھوڑتے - دوستون کو رشتہ دارون کو مار دیتے (ت ۳۹۵) اشد تثبیتا - دین و ایمان کی بڑی مضبوطی تھی - (ت ۳۹۶) اذا - اسوقت - (ت ۳۹۷) حسن اولئک رفیقا - ان رفیقون سے ہی کوئی بہتر ہو سکتا ہے —

ت ۳۹۸) وکفی باللہ علیما - کفی - کافی ہے - ع (ت ۳۹۹) خذوا حذرکم - ہتہیار لو - چوکس ہشیار رہو اور اسراف و بخل سے بچو - کلام بیجا اور سکوت بیجا اور ہر ایک عمل بیجا سے بچو خلاصہ یہ کہ لا تسرفوا واحذروا من الاسراف

(ت ۴۰۰) فانفروا ثبات - ثبات الگ الگ - جماعت جماعت ثابت قدم و مضبوط ہوکر نیکیون کو کرو اور اس کو نبہاؤ - فانفروا نکلو جاؤ (ت ۴۰۱) لیبطئن - اور دیر لگاتا ہے - اور سستی کرتا ہے - یعنی کار خیر کے لئے نکلنے مین - اور نماز اور جہاد اور نیک کامون کے کرنے مین - ت ۴۰۲) شہیدا - حاضر موجود

(ت ۴۰۳) یشرون - بیچتے ہین (ت ۴۰۴) وما یہان وجوہ جہاد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور نصاری کا رد ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پہیلایا گیا ہے - (ت ۴۰۵) یقولون یعنی دعائین مانگتے ہین ربنا اخرجنا - ت ۴۰۶) الظالم اہلہا - اہل اسلام پر جہاد فرض ہونے کی وجہ بیان فرمائی ہے -

(ت ۴۰۷) فی سبیل الطاغوت - شریرون مفسدون کی حمایت مین (ت ۴۰۸) کید الشیطان - جنگ شیطان ع (ب ۴۰۹) قیل لہم جن کو کہا گیا تہا یا جہاد کی ممانعت کی تہی (ب ۴۱۰) لولا اخرتنا - کیون نہ چہوڑا ہمکو (ت ۴۱۱) قلیل - لقہ حیف وچیز کم مایہ (ت ۴۱۲) کل من عند اللہ سے صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ خیر و شر کے دو الگ الگ فاعل نہین (ت ۴۱۳) فمن اللہ پہلی آیت مین اور دوسری آیت مین کوئی تناقض اختلاف نہین کیونکہ پہلی آیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ نیکی کو اللہ کی طرف اور دکہہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے جو انکو پہنچتی تہا - اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ یون فرمایا کہ ہر ایک حالت

دکھہ ہو یاسکھہ اس کا بنیجہ اور اُس کا اجر دربار الٰہی سے ہوتا ہے اور عموماً سُکھہ کا باعث تو فضل الٰہی ہے اور دکھہ کا باعث انسانی کرتوت ہی دوسری آیت کا مقصد ہے۔ (ت ۴|۱۴) شہیداً یعنی تجہ مین کمالات نبوت سب موجود ہین۔ (ت ۴|۱۵) حفیظاً نگہبان۔ پہرے والا۔ (مطلب یہ) کہ تو نے انکی کیون نہ حفاظت کی (ت ۴|۱۶) وکفیٰ باللہ وکیلا یعنی منافقون کے منصوبے اور غلط بیانات تجھے کچھہ ضرر نہین دینگے (ت ۴|۱۷) اختلافاً کثیراً۔ اختلاف تو وعدہ وعید مین ہوتا ہے۔ مگر کثیر نہین۔ اختلاف نہ پائے جانے کے مواقع (۱) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تھے محکومی کی حالت تھی باہر تشریف لے گئے حاکم بنے مگر طرز و رنگ ادا وہی ہے۔ یعنی (۲۳) برس کی ترقی کے بعد بھی کلام ابتدائی کلام کی حالت سے نہ بدلا کیونکہ قرآنی سلسلہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کارنامہ ہے ایک ہی سلسلہ مین ہے۔ (۲) جب اکھڑ جاہلون سے مقابلہ تھا تو بھی وہی رنگ رہا پھر جب علمائے یہود و مجوس وغیرہ اقوام سے مباحثہ ہوا تو بھی وہی رنگ رہا قرآنی مباحثہ مین کہین انکسار اور عاجزی کے الفاظ نہین جو انسانی کمزوری اور جہالت پر دلالت کرتے ہین۔ (۳) جو اقوال جہلا کے سامنے جن کی نظر قانون قدرت پر نہ تھی پیش فرمائے وہی حکمائے روشن خیال کے سامنے پیش کئے۔ (۴) طبعیات وسائنس کی بہت ترقی ہوئی مگر نہ بدلا تو کلام الٰہی یعنی واقعہ ثابت شدہ نے قرآن کسی حصّہ کا ابطال نہین کیا (۵) رسول کریمؐ نے جو احباب کی ترقی اور دشمنون کے زوال کی پیشین گوئیان فرمائی تھین وہ پوری ہوگئین اور ہوتی ہین اور ہونگی۔ (۶) جھوٹے اور سچے دونون منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہین۔ مگر استقلال احوال اور اختلاف اقوال اور انجام محمود و نامحمود ہوکر انکا حق والا اور ناحق والا ہونا ثابت کرتا ہے۔ (۷) کامیابی اور قبولیت عامہ بھی حاصل ہوگئی ہے۔ (۸) مذاہب اور سلاطین اور ملکون اور قومون کے اختلاف سے قرآن نہین بدلا۔ (۹) ناسخ منسوخ ثابت نہین ہوا جس سے تجربہ اور علم اور سمجھہ کا نقصان ثابت ہوا اور معلوم ہو کہ انسانی کلام ہے (۱۰) جو اسباب کامیابی اور عروج کے بتلائے ہین۔ اسپر عمل درآمد سے وہ مقاصد حاصل ہوجاتے ہین اور جو تنزل کے بتلائے ہین ان سے تنزل۔ قرآن کے سچے متبع اور اسکے عامل ہمیشہ ترقی کرتے گئے۔ اور جب سے اس عزیز کتاب کو عملاً مسلمانون نے چھوڑ دیا ہے ذلیل ہوگئے اور معیشۃ ضنکا کا نتیجہ ملا۔ (ت ۴|۱۸) یستنبطونہ۔ تحقیقات کرنیوالے ہین اسکی وہ تحقیقات کرلیتے۔ (ت ۴|۱۹) ولولا فضل اللہ۔ یعنی رسول نہ بھیجا جاتا۔ (ت ۴|۲۰) ورحمتہ۔ یعنی قرآن مجید نہ دیا جاتا۔ (ت ۴|۲۱) وحرض المومنین۔ تحریض تھوڑی سی ترغیب اور تحریض بہت ترغیب۔ یہ ایک بڑی پیش گوئی تھی جو چالیس سال مین پوری ہوگئی یعنی سرکش عرب اور وہان کے یہود کا نام ونشان نہ رہا۔ (ت ۴|۲۲) لہ نصیب منہا شفیع کو کہ نیکی و بدی کا حصّہ ملے گا۔ (ت ۴|۲۳) مقیتاً۔ قوۃ رکھنے والا۔ (ت ۴|۲۴) فما لکم۔ تین قسم کے آدمی ہوتے ہین (۱) جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے۔ (۲) انکی باتون کو سمجھنے والے (۳) عام بےعقل لوگ۔ مومن کو نہین چاہیئے کہ وہ بیجا بے رائے زنی کرتا پھرے اللہ اور رسول کے منشاء کے ماتحت رہتا جائے۔ (ت ۴|۲۵) فئتین۔ عادۃ اللہ اس طرح جاری ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو ایک جماعت اسکے ساتھ شامل ہوجاتی ہے۔ جو کچھ نیکون کا مجموعہ ہوتا ہے پیر امتیاز کے لئے مصائب آتے ہین (۲) ان مصائب مین مامورین اور مخلصین کی حفاظت کیجاتی ہے۔ جو ایک نشان ہوتا ہی۔ (۳) بدون قربانی کے فضل ہی نہین ہوتا دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو کہ یذبحون ابناءکم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کثرت سے ہونے والی تھی اسلئے قربانیان ہوئین اور مکہ شریف کی کنجی والے بہت کم ہین کیونکہ انکے خاندان مین قربانیان نہین ہوئین۔ (ت ۴|۲۶) بما کسبوا۔ منافق کس طرح بنتا ہے۔ اسباب نفاق یہ ہین (۱) اللہ جل شانہ کے ساتھ وعدہ کرکے خلاف ورزی (۲) شکر نعمت کی عدم بجاآوری۔ (۳) عدم خلوص۔ (۴) عدم علم قرآن۔ (۵) دنیا کو دین پر مقدم سمجھنا۔ (ت ۴|۲۷) من اضل اللہ۔ یعنی اسکے بداعمالیون۔ اور بےایمانیون کی وجہ جسکو اللہ نے گمراہ کیا۔ (ت ۴|۲۸) من یضلل اللہ۔ اللہ نے جسپر ضلالت کا حکم دیا فتویٰ لگایا۔ (ت ۴|۲۹) یہاجروا فی سبیل اللہ۔ اور اللہ کی راہ مین گھر بار چھوڑ آدین جبتک

وہ تم سے ملین اور صلح اور امن کی طرف مائل ہو جائیں ۔ (ت ۴۳۰) یصلون ۔ مل رہتے ہین ۔ (ت ۴۳۱) او تعرضوا تلواتو معھم ۔ یعنی دونون سے الگ رہنا چاہتے ہین ۔ انکو بھی نہ پکڑو نہ مارو ۔ (ت ۴۳۲) آخرین ۔ منافقون کی دوسری قسم جو فریقین کو خوش رکھنا چاہتے ہین ۔ (ت ۴۳۳) الفتنة ۔ تیز آزمایش اور سونے کو موس مین ڈالکر پکانا ۔ لغ (ت ۴۳۴) قتل مومنا ۔ مین گناہ کئے (۱) حکم الٰہی کے خلاف ورزی (۲) اس کے منافع سے محرومی (۳) اسکو بھی منافع سے محروم کیا ۔ (ت ۴۳۵) دیة ۔ جو دیت مخفف ہے یعنی بیس اونٹنیان دودھ والی بچے والی اور بیس حمل دار اور بیس ایک ایک برس کے بچے ۔ بیس چار برس کے بچے اور بیس پانچ برس کے بچے اور مذہب حنفی مین خون بہا مسلمان کے لئے بھی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ دینا لازم ہے ایک بار نہو سکے تو تین سال مین ادا کرے ۔ اور دیت مغلظ جو عمد مین دی جاتی ہے یہ ہے یعنی سو اونٹ یا ہزار اشرفیان یا بارہ ہزار درم سو اونٹ مین سے تیس جوان تیس قریب بہ جوانی چالیس گابن اونٹنیان ۔ احادیث سے پانچ قسم کے قتل معلوم ہوتے ہین ۔ ایک عمد ۔ جس کا قاتل مارا جانے کا اور جہنم مین جانے کا مستحق اور مقتول کی میراث سے محروم ہے ۔ دوسرے قتل خطا جس کا قاتل ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور دیت مخفف دے ۔ تیسرے قتل شبہ بالعمد جسکی سزا دیت مغلظ ہے اور میراث سے محرومی ۔ چوتھے ۔ قائم مقام قتل خطا جسکی سزا مثل خطا قتل کے ہے ۔ پانچویں ۔ قتل بالسبب اسکی سزا دیت ہے نہ کفارہ نہ حرمان اور صرف امام شافعی کے نزدیک کفارہ اور حرمان ہے ۔ (ت ۴۳۶) فجزاؤہ جہنم چونکہ قرآن شریف مین لا یغفر ان یشرک بہ الخ موجود ہے تو آسان طریق ہے کہ شریعت اسلام پر غور کرین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلام وہ راہ ہے جس سے اسباب جنت و موانع جنت یا اسباب دوزخ و موانع دوزخ معلوم ہو جاتے ہین ۔ جب اسباب و موانع جمع ہون تو وزن کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ والوزن یومئذ الحق الخ کیونکہ برائیان نیکیون کے ساتھ ہین تو تولی جا اور غلبہ کا اعتبار ہو گا اور محض نیکی والے بغیر حساب جنت مین جاوینگے

اور محض برائیون والے بے پوچھے جہنم مین جانے والے ہین ۔ (ت ۴۳۷) فتبینوا ۔ تحقیق کر لیا کرو رستہ کے مشکلات لوگون کے اخلاق اطوار سے اچھی واقفیت حاصل کر لیا کرو ۔ بہت سوچ بچار کر کام کیا کرو ۔ سفر آخرت کا زیادہ خیال رکھو خطرات سے بچنے کی کوشش کرو ۔ (ت ۴۳۸) کذلک کنتم ۔ یعنی بے تحقیق کچھ بھی کر بیٹھتے اور دنیا کا فائدہ منظور رکھتے ہو ۔ (ت ۴۳۹) القاعدون ..... اولی الضرر بیمار ۔ اندھے ۔ لنگڑے وغیرہ لغ ۔ (ت ۴۴۰) الم تکن ارض اللہ واسعة بعض مقام اور جیسے ہین ۔ اور آدمی اور موقع ایسے ہوتے ہین جو غفلت مین ڈالتے خدا کے قرب سے انسان کو ہٹاتے اور بعض اس کے بالمقابل نیکیون اور تقرب الٰہ کی طرف بڑھاتے ہین ۔ اس لئے تبدیلی اور ہجرت کی ضرورت ہے ۔ (ت ۴۴۱) فتہاجروا فیھا جس ملک مین دینی کام خراب ہوتے ہین وہان سے چلے جانا لازم ہے ۔ (ت ۴۴۲) مراغما کثیرا ۔ دشمن ذلیل ہو جائینگے تمہین دین دنیا کے فائدے ہونگے دشمن کی ناک کٹ جائے گی ۔ اور وہ شرمندہ ہو گا ۔ (ت ۴۴۳) مھاجرا الی اللہ ہجرت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اسماء غفور اور رحیم کے سایہ مین آجاتا ہے اور اسکو خبر آئے نیک دینا اللہ پر ضروری ہو جاتا ہے لغ (ت ۴۴۴) ان تقصروا من الصلوٰة ۔ قصر صلوٰة کا مسئلہ جہاد کا ضمن ہے اور عام طور پر ہر ایک سفر کا بھی تجارت کے چند لوگون نے عرض کیا کہ حضور اکثر ہم کو تجارت و سفر وغیرہ کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کیونکر نماز پڑھین اسی وقت قصر کا حکم اذا ضربتم سے من الصلوٰة تک نازل ہوا ۔ اس کے ایک سال بعد صلوٰة خوف کا حکم نازل ہوا (مظہر العجائب لباب النقول) محققین نے کمی کی مختلف صورتین بتائی ہین ۔ (۱) رکوع و سجود کی جگہ صرف اشارہ کر دینا ۔ نماز مین بہت چلاتے رہنا اور چلنا ۔ خون آلودہ کپڑون سے نماز پڑھ لینا ۔ عن طاؤس و عبد اللہ بن عباس ۔ (۲) چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا بالاتفاق جمہور صحابہ و تابعین (۳) بجائے دو رکعت کے خوف کی جگہ مین ایک ہی رکعت پڑھنا مذہب جابر ابن عبد اللہ و ایک جماعت یہ قصر خوف ہے اور عام سفرون مین جن مین خوف نہو چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھین ۔ جمہور ائمہ مجتہدین کے

نزدیک درست ہے۔ سنت ونفل کچھ نہین۔ اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ قصر کے تین طور ہین (۱) چار رکعت کی دو رکعت (۲) ظہر و عصر مغرب عشا کی جمع۔ (۳) قراءت کم کردے۔ (ت ۴۴۵) ان خفتم۔ یہان تک صلوٰۃ المسافر کا بیان تہا۔ اس کے بعد سے رکوع تک صلوٰۃ الخوف کا ذکر ہے۔ (ت ۴۴۶) ولیاخذوا حذرھم۔ کوئی آڑ کی جگہہ دیکھین یا خود زرہ بکتر پہنے ہوئے ہوشیار رہین۔ (ت ۴۴۷) فاذکروا اللہ یعنی سنت بعد فرائض اور اذکار جو احادیث مین آئے ہین یا عام ذکر اللہ۔ ہر دو وعظ فا اللہ وقال الرسول کا بیان ہی اس مین ضرور شریک ہے (ت ۴۴۸) کتٰبا موقوتا۔ یعنی نماز پابندی اوقات کے ساتھہ فرض کی گئی ہے۔ صلعم۔ (ت ۴۴۹)۔ للخائنین خصیما۔ یہ ان تدابیر کی طرف اشارہ ہے جو طعمہ بن ابیرق منافق زندہ چور رات کے وقت اپنے بھائیون اور دوستون کو جمع کرکے اپنی بریت کے واسطے تدبیرین کر رہا تہا کہ حلف اٹھالو گا تم شہادت ادا کردینا۔ اس پر خدا نے ناراضی ظاہر فرمائی اس سے ظاہر ہے کہ نبی کو غیب کا علم نہین ہوتا۔ (ت ۴۵۰) خصیم بمعنی جھگڑالو تیخ۔ (ت ۴۵۱) ان یضلوک۔ وہی طعمہ اور اس کے اقارب نے جھوٹی قسمون اور شہادتون سے یہودی پر جھوٹی سزا کا حکم جاری کروا ہی دیا تہا۔ اگر فضل خدا کا اس کے حال سے تجھے مطلع نکرتا انشاء اللہ آیندہ بھی تجھے کوئی دہوکہ نہ دے سکیگا (ت ۴۵۲) الحکمۃ۔ سنت واخلاق اور حدیث (ت ۴۵۳) من نجوٰھم۔ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا اعتبار لوگون مین جمانے کے واسطے کان مین باتین کرتے جو منع کیا گیا تیخ۔ (ت ۴۵۴) ان یشرک۔ شرک کی جڑ کسی کو علیم وخبیر جاننے سے پیدا ہوتی ہے۔ علیم جاننے کی وجہ سے توپکارے جاتے ہین۔ اور متعرف وخبیر جاننے کی وجہ سے مانگتے ہین۔ ریا بھی ایک قسم کا شرک ہے اور اس شرک کے بعد قرآن مین جھوٹ کا بیان آتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور پ۱۷ مین ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک کو بہت برا جانتا ہے اس سے جہالت پیدا ہوتی ہے۔ سچے اسباب جھوٹ جانتے ہین اور سچے نتائج نہین پیدا ہو سکتے اور تفرقہ بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے

اللہ کی ذات وصفات وافعال مین کسی کو ہمتا سمجھنا۔ اللہ کی عبادت وتعظیم کی طرح کسیکی عبادت کرنا۔ یہ چوتھی قسم کا شرک دنیا مین بہت پایا جاتا ہے اور اسی کے دور کرنے کے لئے کلام الٰہی آئے۔ (نوٹ) ایک شرک فی العادۃ ہوتا ہے (ت ۴۵۵) الا انثا۔ عرب اور ہند کے بت پرست اپنے جھوٹے معبودون کے نام مونث ہی رکھتے ہین جیسے کالی بھوانی۔ نانا تارا نی۔ لچھمی۔ ولات وعزّیٰ۔ ومنات وغیرہ دیویان (ت ۴۵۶) مریدا سرکش متکبر۔ رد کیا گیا (ت ۴۵۷) نصیبا مفروضا ہندوستان کے چڑہاوے نذر ونیاز یا مشرکون کی اطاعت شیطان کی اطاعت ہے۔ (ت ۴۵۸) فلیغیرن خلق اللہ فطرت الٰہی یا سنت کے خلاف کرینگے مثلاً راستی اور توحید کو چھوڑکر کذب وشرک مین پڑجانا بچون کے جینے کی امید پر کان یا ناک چہدوانا بدن گدہوانا چوٹیان رکھنا بیٹون کو پہنانا زینت کے لئے دانتون کو ریتنا۔ باریک کرنا۔ خواجہ سرا بنانا یعنی آختہ کرنا وغیرہ وغیرہ امور بدعیہ۔ (ت ۴۵۹) لامنینھم۔ خواہشات بد سے بیہودہ آرزوئین (ت ۴۶۰) فلیبتکن۔ عرب مین یہ دستور تہا وہ اپنے بتون کے نذر نیاز کے واسطے اپنے جانورون کے کان کاٹ دیتے یا چیر دیتے جو شرک ہے (ت ۴۶۱) غرورا۔ دہوکہ فریب الٹی سمجھہ محیصا۔ بہاگنے کی جگہہ مخلصی کی راہ (ت ۴۶۲) وعد اللہ حقا۔ صرف ایماندار خالص الاعمال صالح کو جنت ملے گی۔ یہ اللہ کا سچا اور پکا وعدہ ہے۔ (ت ۴۶۳) بامانیکم۔ کچھہ مدت گذرنے کے بعد ہر ایک قوم اصل دین کو چھوڑکر لغو اور باطل مسئلون کے پیچھے پڑجاتی ہے اور انہی کو موجب نجات قرار دے لیتی ہے۔ مثلاً عیسائیون نے عیسیٰ علیہ السلام کا کفارہ مان کر بے فکر ہوگئے یہود نے ٹھان لیا کہ ہم انبیا کی اولاد اور خدا کے پیارے بیٹے ہین۔ مسلمانون نے بلا عمل قرآن اتباع سید الانام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی سمجھا اور عوام مسلمانون نے اولیاء اللہ کی محبت بلا عمل تقویٰ وسنت کافی سمجھی اور قیامت کے روز حضور سرور کائنات صلعم اور صالحین کو ایسا شفیع سمجھا کہ جس کے لئے گناہون سے بچنے اور اعمال صالحہ کے بجا لانے کی ضرورت ہی نہین اور عملی حیثیت سے قرآن اور حضرت اور اولیاء سے ایسے غافل ہوئے

کہ خبر ہی نہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اور کن کاموں سے بچنا چاہئے لہٰذا دنیا پرستی اور رسم پرستی میں غرق ہو رہے ہیں۔ بت پرست سورتوں پر بے نکر بیٹھے ہیں۔ سکھوں نے گرنت کو سر پر رکہا ہے لیکن اسکی تعلیم سے کچھ کام نہیں۔ علی ہٰذا ہر ایک فرقہ کا یہی حال ہو رہا ہے (ت ۴۶۴) لا اَمانی اھل الکتٰب۔ مسلمان ہوں یا اہل کتاب کسی کے امانی اور آرزو میں کام نہیں آئینگی جب تک کہ اُسکے پانے کے لئے ایمان اور عمل صالح نہ کیا جائے (ت ۴۶۵) ومن یعمل من الصالحات۔ عمل صالح۔ اللہ ہی کے لئے ہو جس کو اخلاص کہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہو جسکو صواب کہتے ہیں۔ (ت ۴۶۶) نقیرًا ذرہ۔ کہجور۔ گٹھلی پر خشخاش سے چھوٹا ایک دانہ ہوتا ہے (ت ۴۶۷) اسلم۔ رکھ یا قربان کر دیا بالکل بے اختیار بنا یا خدا کے اختیار میں رکھ کر۔ (ت ۴۶۸) وھو محسن۔ یعنی وہ اللہ کو دیکھتا ہو یا اللہ اسکو دیکھتا ہو۔ اللہ سے تعلق رکھنے والا صاحب دل ہو (ت ۴۶۹) حنیفًا۔ سب مذاہب چھوڑ کر صرف خدا کا طرفدار سیدہی راہ کا چلنے والا حق کی مرضی کا متبع [۱۸] (ت ۴۷۰) قل اللّٰہ یفتیکم۔ عرب کے لوگ عورتوں کو ترکہ [۱۵] نہیں دیتے تھے اور چھوٹے لڑکوں کو بھی جو نیزہ بازی نہ کر سکیں اور یتیم لڑکیوں پر یہ ظلم تہا جو انکا سرپرست ہوتا وہی اونکا کل ہو جاتا خواہ خود نکاح کر لیتا یا کسی سے نکاح کرا کے آپ مہر لے لیتا بیواؤں پر انکے خاوند کا وارث کل اختیار رکھتا قرآن نے میراث کا حق بتایا۔ اور ہر ایک کا انصاف کیا۔ ہندوستان میں بھی عورتوں کے حقوق میں نقصان کیا گیا ہے۔ اللہ سب کو توفیق دے اور غضب سے بچائے (ت ۴۷۱) نشوزًا۔ بدمزاجی۔ لڑائی غصہ۔ (ت ۴۷۲) والصلح خیر۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابن ابی السائب کی عورت عمر رسیدہ ہو گئی تہی اور کثیر الاولاد بھی تہی مرد کا دل اس سے پھر گیا اور اُسکو طلاق دینا چاہا نیک بخت بیوی نے یہ حال معلوم کر کے خاوند سے کہا کہ میں اپنے بال بچوں میں مشغول رہونگی تمہیں اپنے حقوق معاف کرتی ہوں کبھی کبھی میرے پاس شب باش ہو جانا۔ مجھے طلاق مت دو خاوند نے پسند کر لیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مرد عورت سے کسی وجہ سے بے رغبت ہو کر چھوڑنا چاہے۔ اور عورت طلاق لینا نہ چاہے مرد کی مرضی پر مطلع ہو کر راضی ہو جائے اور صلح کر لے تو بہتر ہے۔ گناہ نہیں۔ (ت ۴۷۳) واحضرت الانفس الشح۔ اس آیت میں گھر میں رنجش ہونے کا سبب بتلایا ہے کہ عورت کو کبھی حرص پیدا ہوتی ہے اور مرد بخل کرتا ہے۔ اسی کے سبب سے ہی میں نزاع واقع ہوتا ہے۔ اسی طرح شرکت تجارت وغیرہ میں باعث نزاع حرص ہے۔ (ت ۴۷۴) ولن تستطیعوا ان تعدلوا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نساء کے رکوع اول میں جو یہ فرمایا ہے کہ اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی کرو اس سے مراد یہی انصاف ہے کہ ظاہر میں دونوں کو حسب استحقاق برابر رکھو کیونکہ انسان کا قلب اور عورت کی طرف میلان جن باتوں پر ہوتا ہے یہ دونوں انسان کے قبضہ میں نہیں علاوہ برین مرد کے قویٰ کے لئے محرک کی ضرورت ہے۔ (ت ۴۷۵) کالمعلقۃ۔ یعنی ایسا مگر نا کہ وہ نہ دوسرے کو کر سکے۔ اور نہ تم کچھ اسکی خبر گیری کرتے ہو۔ (ت ۴۷۶) وان یتفرقا۔ یعنی عورت طلاق لے لے یا مرد دیدے (ت ۴۷۷) للہ مافی السمٰوات ومافی الارض۔ یعنی کوئی کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ مقتدر سے تعلق رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ ہم بڑے مقتدر اور باہیبت ہیں۔ (ت ۴۷۸) حمیدًا۔ وہ تعریف کیا گیا۔ یعنی منکر اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ وہ حمید ہے (ت ۴۷۹) ان یشاء یذھبکم۔ یہ قاعدہ ہمیشہ سے ہوتا آرہا ہے کہ جناب الٰہی کی مرضی سے آج ایک قوم عروج و ترقی پر ہے تو کل دوسری ہاں عروج و زوال اعمال کی برائی اور بھلائی کے موافق ہوتا رہتا ہے کامیاب قوم متقی ایماندار صالح ہوتی ہے۔ اور ناکام جاہل فاسق فاجر متکبر مغرور جیسا کہ ارشاد ہے کہ واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید وسیجزی الشاکرین [۱۳] وغیرہ آیات کثیرہ اگر مستقل ہو کر تقویٰ اختیار کرو گے تو دنیا اور دین دونوں تمکو عنایت ہوگا۔ ورنہ دوسرے متقی اور لائق کار گزار تمہاری جگہ لے لینگے۔ (ت ۴۸۰) سمیعًا۔ مانگنے والوں کی سننے والا ہر ایک امر کا شنوا (ت ۴۸۱) بصیرًا۔ کام کرنے والوں کو دیکھنے والا اور ہر ایک امر کا بینا [۱۹] (ت ۴۸۲) اولی

لیتھا۔ اللہ ہر ایک کا خیر خواہ ہے جب وہ سچے ہون امیر کی خاطر نکرو
فقیر پر ترس نہ کہاؤ اللہ کی طرفداری کرو۔ (ت ۴۸۳) والکتب
یعنی قرآن مجید۔ (ت ۴۸۴) وملئکتہ۔ فرشتون کا انکار
نیک تحریکون پر عمل نکرنے سے ثابت ہوگا۔ (ت ۴۸۵) فلا
تقعدوا معھم۔ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرین
اور تحقیر کرین انکی مجلس مین نہین بیٹھنا۔ کیونکہ اس سے دل مین ضعف
اور ایمان مین کمزوری اور بے غیرتی پیدا ہوتی ہے۔ (ت ۴۸۶)
یتربصون۔ انتظار کرتے ہین راہ تکتے ہین۔ (ت ۴۸۷) الم
نستحوذ علیکم۔ یعنی کافرون کو غالب کامیاب دیکھتے ہین تو منافق
کہتے ہین کہ ہم تم پر قابو پا سکتے تھے مگر ہمنے تمہاری مدد کی اور مسلمانون
کو تم سے روک رکھا۔ (ت ۴۸۸) ان المنفقین یخادعون
کا ٹھیک ترجمہ پالیسی باز منافق۔ (۱) امانت مین خیانت کرنے والا
(۲) بے وفا (۳) جھوٹا (۴) لڑائی مین گالی بکنے والا۔ (۵) ظاہر کچھ
باطن کچھ (۶) کمزور دل والا۔ (۷) اللہ کی یاد عبادت کم کرتا ہے
دکہاوا کرتا ہے۔ (ت ۴۸۹) کسالیٰ۔ یعنی بے دلی سے الکسائے
ہوئے۔ (ت ۴۹۰) ولا یذکرون اللہ۔ اس آیت سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز بہت سنوار سنوار کر ادا کرنا چاہئے۔ اور دعائین
نماز کے اندر بہت کرنا چاہئے۔ (ت ۴۹۱) مذبذبین
یعنی نہ بالکل پورے نمازی نہ بالکل تارک نماز ہین۔ ڈانوا ڈول دل
کچھ ادہر کچھ ادہر۔ (ت ۴۹۲) لا الی ھؤلاء یعنی پکے نمازی
(ت ۴۹۳) ولا الی ھؤلاء یعنی بے نمازی۔ (ت ۴۹۴)
ومن یضلل اللہ۔ یعنی فی علم اللہ جو توفیق کے قابل ثابت نہین ہوئے تو پھر راستہ نہین پا سکتا۔ (ت
۴۹۵) لا تتخذوا الکافرین اولیاء۔ یعنی دینی کامون
مین انسے دوستی نرکہو اور خلاف حق انسے معاملہ کبھی نکرو۔ خاصکر جنگ کے
دنون مین۔

الجزء ۶

(ت ۴۹۶) لا یحب اللہ۔ اس آیت شریف کے مضمون
کا تعلق منافقین سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فضیحت و رسوا ہونے سے
ڈرایا ہے یا مومنون کو قول سوء سے یعنی عام طور پر عیوب ظاہر کرنے
سے جس سے ضعیف الایمان و منافق لوگ ہوشیار ہو کر کہاتے ہین یعنی انکے

عیب انتشار ہونے سے غضب مین آکر حق سے متنفر ہو جاتے ہین
اور عام خلقت کے اخلاق پر بھی عموماً بدی کا انتشار برا اثر کرتا ہے
تو جس نے بدی ظاہر یا چھپی کی پھر پکی توبہ کرلی تو مومن کو نہین چاہئے
کہ اسکی بدی کا حال پھر کبھی ذکر کرے۔ ظالم کے ظلم کا اظہار بھی حاکم
کے نزدیک ایک قسم کا الجہر بالسوء ہے جو جائز ہے۔ (ت
۴۹۷) الجہر بالسوء سے مراد غیبت ہی ہے جو منع ہے۔
(ت ۴۹۸) ان الذین یکفرون۔ اس آیت مین چار
قسم کے لوگون کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی قسم مین داخل کیا ہے۔ اول
جو اللہ اور اسکے رسول دونون کا انکار کرتے ہین جیسے دہریہ۔
(۲) جو اللہ کو مانتے اور رسولون کا انکار کرتے (۳) جو سب
رسولون کو نہین مانتے بلکہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہین مانتے
جیسے آریہ۔ پارسی۔ بدھ۔ یہود۔ نصاریٰ۔ اور غیر احمدی
اور ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ کلکر الوی اسکو غور سے دیکھین
(ت ۴۹۹) نؤمن ببعض۔ سوائے مذہب حقہ کے سب مذہب باطلہ کا
ابطال ہے۔ (ت ۵۰۰) عذاباً مھیناً۔ یہان سے
ذکر ہے یہود کا قرآن مین اکثر انکا اور منافقون کا ذکر اکٹھا ہی فرمایا
کہ اللہ کا ماننا یہی ہے کہ زمانہ کے پیغمبر کا حکم مانے اس بغیر اللہ کا
ماننا غلط ہے۔ موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی
(ت ۵۰۱) اولئک سوف۔ یہ جماعت ملہمین اور آئمہ
مجتہدین اور کامل مومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کی ہے۔ جن سے انکے اجرون کے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے
(ت ۵۰۲) کتٰباً من السماء۔ خیالی بات جو کوئی دل مین
جما لیتا ہے خلاف واقعہ نکلنے پر ابتلا مین پڑ جاتا ہے۔ اسلئے
فہم مین احتیاط کرو۔ دیکھو وہ کتاب جملۃً واحدۃً چاہتے ہین
اور یہان نجماً نجماً آئی ہے۔ (ت ۵۰۳) ارنا اللہ جہرۃ
یعنی یا تو ہم خود خدا کو کھلا ہوا دیکھ لین یا ایسی نازک بات تکبر سے
کہی جس سے حاکم اعلیٰ کی تخفیف مقصود ہے جیسے کوئی کسی پولس
کے جوان سے کہے کہ خود کوتوال صاحب آوین تو دیکھین گے۔ یا ہم
رسول ہونگے تو مان لین گے۔ (ت ۵۰۴) بل طبع اللہ
علیھا اس سے ظاہر ہے کہ کفر پہلے ہوتا ہے اور اس کی سزا
مین مہر ہوتی ہے۔ گناہ۔ غفلت سستی۔ بدصحبت۔ انبیاء اولیاء
کے وجود و عدم وجود کو مساوی سمجھنا اور محض انکار کرنا لوگون پر

بہتان لگانا وغیرہ افعال شنیعہ سے طبع ران ۔ رین ۔ غان ۔ غین ۔ ختم ۔ صم ۔ بکم ۔ عمی ۔ قلوب لا یفقہون ۔ اقفال ۔ موتی وغیرہ امور پیدا ہو جاتے ہین ۔ یعنی جو سیاہی دل پر چھا جاتی ہے اُسے ران و رین کہتے ہین ۔ بل ران علی قلوبھم ۳۰ بد صحبت سے جو میل قلب پر آتا ہے اسکا حدیث مین ذکر ہے انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ سبعین مرۃ عناد سے ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ پ۱ انکار محض مین طبع اللہ بکفرھم پ۶ صم بکم عمی فھم لا یرجعون پ۱ اور علی قلوب اقفالھا پ۲۶ اور ایک مرتبہ ہے جہان انسان مرجاتا ہے اور اس کو پند و نصیحت کچھ مفید نہین ہوتی جیسا کہ انک لا تسمع الموتی پ۲۰ (ت ۵۰۶) انا قتلنا قاتلھم انی یؤفکون پ۱ اور قتل الانسان ما اکفرہ پ۳۰ ۔ اسے لعن کذا فی القاموس (ت ۵۰۷) رسول اللہ یہ بطور استہزاء کے کہا ہے ۔ کیونکہ استثناء توریت ۲۱ مین مصلوب و مقتول نبی ملعون سمجھا جاتا تھا ۔ (ت ۵۰۸) وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم نہ کسی طرح قتل کیا اس کو اور نہ سولی سے مارا اسکو لیکن قتل عیسٰی کا اشتباہ ہوا الخ صلیب کا واقعہ (۳۳) سال کا ہے اور وفات حضرت عیسٰی علیہ السّلام اس کے (۸۷) سال کے بعد ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ عیسٰی علیہ السّلام کی عمر (۱۲۰) کی ہوئی کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ ۔ (ت ۵۰۹) وما صلبوہ ۔ استثناء ۲۱ ۔ آیت ۲۳ جو پہانسی دیا جاتا ہے وہ خدا کا ملعون ہے لہذا عیسٰی علیہ السّلام صلیب سے نہین مارے گئے زندہ اتارے گئے ۔ (ت ۵۱۰) ولکن شبہ لھم ۔ شبہ بالمصلوب بنایا گیا اُن کے لیے اور انکو غشیہ پڑا انہون نے سمجھا کہ مسیح مر گیا حالانکہ وہ مرا نہ تھا ۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۷ ۔ (ت ۵۱۱) ان الذین اختلفوا فیہ ۔ یعنی وہ کہتے ہین کہ قتلنا خدا فرماتا ہے کہ نہین مگر مصلوب کے رنگ مین تھا ۔ (ت ۵۱۲) بل رفعہ اللہ الیہ بلند مرتبہ بنایا اُس کو اپنے جناب مین اور رفعہ اللہ ای اکرمہ اللہ (مفردات راغب) مین مذکور ہے ۔ علاوہ برین رفع خالق کا اپنی مخلوق کو ہے ۔ نہ رفع باپ کا بیٹے کو جس کا رفع خدا نے کیا اُسکو مارا مسیح خدا کا بندہ تھا نہ بیٹا ۔ (ت ۵۱۳) عزیزا حکیما یعنی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو صلیب سے زندہ بچا لیا اس وقت انکی عمر (۳۳) کی تھی پھر ستاسی (۸۷) برس زندہ رکھا پھر وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر مین مرے ۔ محلہ خان یار مین مدفون ہین ۔ کما ثبت فی محلہ (ت ۵۱۴) وان من یہ پیش گوئی ہے اہل کتاب کی نسبت جو معتقد کفارہ یا مصلوب و ملعون ہونے کے قائل ہین ۔ (ت ۵۱۵) اھل الکتب ۔ اس سے وہ اہل کتاب مستثنے ہین ۔ جو تو حید اور واقف راز حالات صلیبی حضرت عیسٰی و علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور جو مقتول بالصلیب ہونے کے قائل نہین (ت ۵۱۶) لیؤمنن بہ (۱) مسلمان کے لئے صرف حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو ماننا کافی نہین صحیح معنی یہ ہین :۔ کوئی اہل کتاب یہودی ہو یا عیسائی ہو حضرت عیسٰی کے قتل پر ہی ایمان لاتا رہیگا اپنے مرنے سے پہلے اور بعد مرنے کے حقیقت کھلے گی کہ وہ بالکل غلطی پر تھا کیونکہ وہ مقتول و مصلوب ہو کر نہین مرے تھے ۔ بہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہین جاسکتی اوّل اس لئے کہ یہان تمام قوم کا حصر ہے جس سے ایک فرد بھی باہر نہین رہ سکتا ۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے کروڑون یہودی مرے اور مرینگے ۔ لیکن ان مین مسیح کو کوئی نہین مانتا ۔ دوم سیاق و سباق کے خلاف ہے ۔ کیونکہ ابتدائے رکوع سے لیکر انتہائے رکوع تک یہودیون کی عیب شماری کی ہے ۔ مسیح کو ماننا تو نیکی ہے ۔ یہ اختلاف کلام اللہ مین جائز نہین اور یہود مین سے نیک لوگون کو آخری آیت مین مستثنا بیان فرمایا ہے ۔ صحیح معنی اُس کے یہ ہین کہ یہ ضمیر ظن کی طرف یا قول کی طرف جو پہلی آیت مین مذکور ہین جاتی ہے ۔ اور قبل موتہ کی ضمیر ہر ایک اہل کتاب کی طرف نہ حضرت مسیح کی طرف کما فی البیضاوی ۔ (ت ۵۱۷) حرمنا کی تشریح سورۃ انعام پ۸ علی الذین ھادوا حرمنا مین مذکور ہے ۔ (ت ۵۱۸) والمقیمین ۔ منصوب ہے اور موفون و مومنون مرفوع ہین اس کے تین جواب لطیف ہین (۱) جب واو مع کے ساتھ آئے تو ایک مفعول منصوب ہونا چاہئے اور باقی ضرور نہین ۔ (۲) علم معانی اور بیان والے کہتے ہین کہ نماز پر زور دینا مقصود ہے اس واسطے اس کلمہ کو صورت علیحدہ مین بیان فرمایا جیسے خطیب و لکچرار کہین سر گمی سے کہین آواز کو اونچا نیچا کرکے یا

ﻫ ۔ رسالہ واقعہ صلیب کی چشم دید شہادت مترجمہ میان معراج الدین صاحب لاہوری کو ملاحظہ ہو ۔

خاص صورت بنا کر ادا کرتے ہین (۳) تخصیص کا موقع ہو تو اخصّ کا فعل محذوف ہوتا ہے تخ - (ت ۵۱۹) زبورًا - اسکے لغوی معنی کتاب کے ہین حضرت داؤد علیہ السلام کو جو کتاب ملی تھی اُسکا نام زبور ہے موجودہ توریت شریف مین بھی یہ کتاب لگی ہوئی ہے مگر بعض حصہ زبور کے متعلق علمائے یہود و نصاریٰ کا اس مین اختلاف ہے کہ یہ کسکی تصنیف ہے (ت ۵۲۰) ما فی السموات وما فی الارض یعنی وہ اُسے کامیاب کر دیگا اور اوسکے ماننے والے پیدا ہو جائینگے اور تمہاری مخالفت ناچیز ہو گی - (ت ۵۲۱) یا اہل الکتٰب خاص نصاریٰ سے کہا جاتا ہے - اور دوسرے اہل کتاب سے بھی - (ت ۵۲۲) وکلمتہ - یہان کلمہ سے مراد الفاظ ہین جو ان اللہ یبشرک تخ مین ہین - قرآن اور حدیث اور صحابہ کے محاورہ مین کلمہ لفظ مفرد کو نہین کہتے بلکہ بمعنی کلام آتا ہے جیسے تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا وغیرہ - کلمتہ اور روح منہ ایک ہی چیز ہین یعنی حضرت مریم پر ایک وحی ہوئی تھی کہ ایک لڑکا ایسا تم کو ہو گا - عیسائی کہتے ہین عیسیٰ ابن مریم خدا کی روح تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تھے یہان روح کے معنی خاص وحی و کلام کے ہین جو مریم کی طرف کی گئی تھی - جس کے ثبوت کے لئے سورہ نحل رکوع اول حٰم - مومن رکوع دوم شوریٰ رکوع پنجم ملاحظہ ہو - (ت ۵۲۳) وکفیٰ باللہ وکیلا - یعنی اس کو مددگار اور اولاد کی حاجت نہین تخ - (ت ۵۲۴) یستنکف ناک چڑھانا عار و ننگ رکھنا و عیب سمجھنا - جنکو جاہل مشرکون نے معبود ٹھیرایا اون مین سے اکثرون پر بڑے بڑے مصائب آئے تاکہ اونکی بشریت عوام کو معلوم ہو جاوے - چنانچہ حضرت حسین علیہ السلام - عیسیٰ علیہ السلام اور راجہ رامچندر جی مہاراج وغیرہ - (ت ۵۲۵) برھان - سند - دلیل - حجت - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا قول کا ثبوت **عمل** سے دیتے ہین یا قرآن مجید جو دعوے کے ساتھ دلائل بھی رکھتا ہے - مگر افسوس صد افسوس اب تو قرآت دو کامون کے لئے اکثر رہ گیا ہے (۱) سرحدیون کے نزدیک دعا جہاد کے لئے - (۲) کچہریون مین جھوٹی قسم کے لئے - (۳) عام طور پر مردون یا اپنے کو بلا عمل ثواب بخشنے کے لئے حافظون مین روپیہ کمانے یا تکبر کے لئے مشایخون مین وظیفہ کے لئے ایک عامل نے مجھے بھی بتایا تھا کہ من یتق اللہ تخ پڑھا کرو - مین نکتہ معرفت کو سمجھ گیا اور اُس سے کہا تو عامل نہین نہ تجھے معلوم پڑھنے کے لئے نہین عمل کے لئے ہے اور مجرب ہے - (ت ۵۲۶) نورًا مبینا سے مراد محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک مبارک ہے - (ت ۵۲۷) یستفتونک - یعنی حضرت مسیح مر گئے انکا بیٹا رہا نہ باپ تو انکی نبوت کا وارث کون ہو گا - تو بھائی وارث ہونگے جو نبی اسمٰعیل ہین اور ظاہر عام مسئلہ کا بیان ہے جسکا باطن مذکورہ بیان بھی ہے - اور کلالہ جس کا باپ بیٹا ہو جو اصل وارث ہوتے ہین یعنی جو اصول و فروع نہ رکھتا ہو - تخ -

سورۃ المائدۃ

(ت ۵۲۸) تمہید - بقرہ و عمران مین جہاد کا ذکر تھا پہلے مین یہود بہت مخاطب ہین - اور دوسرے مین نصاریٰ - پھر نساء و مائدہ مین خانہ داری کا اور گھر بیٹھے بیٹھے کامون کا ذکر ہے گھر مین بھی تو بڑے بڑے کام کرنا پڑتے ہین - ان دونون مین تمدن و معاشرت کا بندوبست ہے حالت آرام مین مباحثات بھی چھڑ جاتے ہین اسلئے نساء مین یہود کے ساتھ اور مائدہ مین نصاریٰ کے ساتھ مباحثہ کا طریقہ کہا گیا ہے - احمدیون کو بھی دونون سے کام ہے اس لئے ہوشیار رہین - کیونکہ انکی ہم کرتب اسکے سوا کوئی نہین ملت (ت ۵۲۹) اوفوا بالعقود - معاہدات حدود - اور اوامر و نواہی ملت (ت ۵۳۰) بھیمۃ الانعام یعنی بہائم از قسم انعام - انعام مشتق ہے - نعومہ سے جس کے معنے نرمی کے ہین تو وہ نرم مزاج چرندے ہین جو دانت اور پنجے پھاڑنے والے نہین رکھتے جیسے گائے و بیل بکری اونٹ ہرن چکارہ خرگوش وغیرہ (۲) جو خود شکاری گوشت خوار ہین - جیسے شیر و بلی کتا وغیرہ یہ وہ جانور جو لڑتے ہین اور مردار کھاتے ہین اس لئے انکا گوشت مضر و مہلک ہے اور اگر کسیکو ہضم ہو جائے تو غضب و خونخواری کی عادت پیدا ہو جانی کا احتمال ہے - پرندون مین بھی یہی قیاس ہے (ت ۵۳۱) وانتم حرم یہ احرام حج کا ہو یا عمرے کا بلحاظ نیت حج و عمرے کے بلا شکار گوشت کھانا جائز ہے - (ت ۵۳۲) شعائر اللہ - شعائر جمع ہے شعور کی یعنی

وہ شعور جس سے اللہ تعالیٰ سمجھ میں آجائے وہ تعظیم والی چیزوں جیسے قرآن مجید۔ حدیث۔ بیت اللہ قربانی کی اونٹنیاں ہیں یا انبیاء اور امام اور مجدد وغیرہ مقدس حضرات۔ (ت ۵۳۳) الشھر الحرام۔ محرم۔ رجب۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ۔ (ت ۵۳۴) ولا الھدی۔ ہدیہ وہ نذر نیاز ہے جو اللہ ہی کے واسطے کعبہ میں بھیجی جائے۔ اس کے مقابل میں وما اھل بہ لغیر اللہ ہے۔ (ت ۵۳۵) القلائد یہ قلادہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ ہدیہ ہے جن کے گلے میں پٹہ ڈال دیں یا جس میں نشان کر دیں۔ (ت ۵۳۶) حرمت علیکم۔ حلال جانوروں کا گوشت مفصلہ ذیل حالتوں میں حرام ہے۔ جس کے بیان کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کلیعہ الانعام کے ساتھ فرمایا تھا (ت ۵۳۷) المیتۃ جس کو مردار کہتے ہیں بے ذبح کے کسی مرض یا صدمہ سے مرا ہو (ت ۵۳۸) والدم۔ خون بہہ سکتا یا بہایا گیا ہو۔ مگر وہ تھوڑا لہو جو رگوں میں یا گوشت پر لگا رہ جائے معاف ہے حدیث میں دو مردار اور دو خون جائز بتائے گئے ہیں۔ مچھلی۔ اور ٹڈی۔ اور دو خون یعنی جگر و طحال۔ اور مشک۔ (ت ۵۳۹) وما اھل بہ لغیر اللہ۔ وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر پکارا گیا ہو جیسے کسی دیوی یا دیوتا کے یا کسی پیر یا بزرگ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور پہلے سے کسی غیر اللہ کے نام پر نامزد کیا گیا ہو مثلاً شیخ سدو۔ سید صاحب کا بکرا۔ اور اچھالے شاہ اور شاہ مدار کا مرغا۔ سید احمد کبیر رفاعی کی گائے اور کالی بھوانی کا سانڈ یا ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بھی لیا ہو۔ یہ حرمت رسومات شرک و بدعت و جہالت کی وجہ سے ہے۔ (ت ۵۴۰) والمنخنقۃ۔ مثلاً رسی کے پھندے سے یا ڈالی میں پھنس کر یا ہاتھ سے گلا گھونٹا ہوا۔ خلاصہ یہ کہ جس موت سے خون اندر ہی اندر بند رہ جائے وہ حرام ہے۔ (ت ۵۴۱) والموقوذۃ۔ کند آلہ کی ضرب سے مارا گیا ہو جیسے لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے اور اگر دھاردار آلہ سے مارا اور بسم اللہ پڑھ لی اور زخم سے خون بہا تو حلال ہے اسی طرح شکاری جانور کا بسم اللہ کہکر چھوڑنا ذبح میں شریک ہے۔ (ت ۵۴۲) والمتردیۃ یعنی جو اونچے سے گر کر مرا ہو جیسے درخت یا مکان یا کنوئیں یا پہاڑ وغیرہ سے یہ خود مردہ میں شریک ہے۔ (ت ۵۴۳) والنطیحۃ یہ

کند آلہ کی ضرب کی مثل ہے اور ذبح نہ ہونے سے خود مردہ میں شمار ہے (ت ۵۴۴) وما اکل السبع اور ذبح اور نحر کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور یہی حال منخنقہ اور موقوذہ متردیہ اور نطیحہ کا ہے کہ زندہ ذبح یا نحر کئے جائیں تو حلال ہیں ورنہ حرام۔ (ت ۵۴۵) علی النصب گھڑے ہوئے پتھر ہیں۔ جو پوجا کے لئے مشرک گھڑا کر لیتے ہیں۔ ایسی پوجا کی جگہ ذبح کئے ہوئے جانور حرام ہیں۔ کیونکہ شرک کی تعظیم مقصود ہے۔ (ت ۵۴۶) وبالازلام۔ یہ ایک خاص قرعہ اندازی کی مثال ہے۔ عرب کا دستور تھا کہ وہ تیروں سے قرعہ اندازی اس طرح کرتے تھے کہ کسی تیر پر تین حصے اور کسی پر چار اور کسی پر خالی اور اس کو ایک تھیلی میں بند کر کے حصہ داروں سے نکلواتے پھر جو نکلتا اسے وہی حصہ دیتے۔ بعض زیادہ حصہ لے جاتے۔ اور بعض بالکل محروم رہ جاتے۔ اس جوئے سے منع کیا۔ ہاں برابر کی قرعہ اندازی جائز ہے۔ تین تیر تھے۔ پہلے پر لکھا تھا امرنی ربی دوسرے پر نھانی ربی۔ تیسرے پر کچھ نہیں۔ لیس لک شیئ۔ جیسی ڈاکٹریا نے پھینک کر یعنی لاٹری وغیرہ بھی حرام ہے (ت ۵۴۷) الیوم یئس یعنی حجۃ الوداع جمعہ کے دن ناامید ہو گئے تمہارے دین سے کافر۔ (ت ۵۴۸) غیر متجانف لاثم۔ باغی اور عادی ہو گناہ کا۔ (ت ۵۴۹) سہ حلیم یعنی حالت مخمصہ والا مذکورہ حرام چیزوں میں سے بقدر سدّ رمق کھالے تو اللہ اس کو بد نتیجہ سے اس کے بچائیگا۔ (ت ۵۵۰) مکلبین تعلمونھن کمانے والے جانور سدھائے ہوئے جانور جیسے کتا۔ چیتا۔ باز۔ شکرہ وغیرہ۔ انہیں یہ شرط ہے کہ کئی کئی طرح سدھائے گئے ہوں۔ مالک کے لئے وہ شکار کو پکڑ رکھیں۔ مکلب وہ شخص ہے جو شکاری جانور کو شکار کرنا سکھلا دے چونکہ کتا اس تعلیم کو زیادہ قبول کرتا ہے اسلئے اس عمل کا نام تکلیب رکھا گیا ہے (ت ۵۵۱) الیوم احل لکم الطیبت۔ تمام خوشگوار مفید پاکیزہ چیزوں جو جسم اور قویٰ فطری اور اخلاق اور عقائد پر برا اثر نہ ڈالیں اور فسادات پیدا نہ کریں وہ تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں (ت ۵۵۲) وطعامکم حل لھم یعنی اہل کتاب کو بھی وہی چیزیں حلال ہیں جو مسلمانوں میں جائز ہیں۔ اور جو اسلام میں ناجائز ہیں۔ جیسے سور مردار وغیرہ۔ وہ اہل کتاب کے ہاتھ سے بھی جائز نہیں ——

رت ۵۵۳) والمحصنٰت - اس آیتہ سے نکاح متعہ جو عرب مین رنڈی بازی جیسا رائج تہا حرام ہے کیونکہ متعہ مین نیت نہین ہوتی کہ وہ محصنت کیطرح بالکل مین بیوی بنکر رہے - بلکہ محض شہوت رانی اور مستی نکالنے کے لیے ہوتی ہے - اسلئے ترکہ مین متعہ والی عورت کا حق اسلام نے مقرر نہین کیا - اور نہ اسکی اولاد کا - جیسے رنڈی بازی حرام ویسی ہی متعہ ہی - کیونکہ دونون سے ہی چند گھنٹے یا چند دنکے لئے اجرت دیکر مستی نکالنا مقصود ہے - تو یہ عورتین محصنت نہین مسافحین ہین - اسکو صاف تر خداوند تعالی نے سورہ مومنون رکوع اول مین بیان فرمایا ہے یعنی اپنی منکوحہ اور شرعی لونڈی کے سوا کسی عورت کے قریب جانا جائز نہین - رت ۵۵۴) من الذین اوتوا الکتاب - اور حضرت علی کی ارشاد کے موافق مجوسیون اور آریون کی بہی عورتین اہل کتاب مین شمار ہین شاید یہی وجہ ہو کہ جلال الدین اکبر بادشاہ نے جودہ بائی وغیرہ سے نکاح کیا ع

رت ۵۵۵) یاایہا الذین امنوا - لذات جسمانی کو بیان کر ہو چکا تو اب خوبی علا کے طرف توجہ فرمائی رت ۵۵۶) - فاغسلوا وجوھکم - چونکہ خلقت انسانی دو چیزون سے ہے ایک تو خلقکم من ماء دافق آیت دوسرے خلقنکم من تراب آیت اسلئے غسل یا تیمم کا حکم ہوا - رت ۵۵۷) ارجلکم - دہلے ہوئے پاؤن مین شرعی موزہ ہو تو مسح کیا کرو ورنہ وضو رت ۵۵۸) الی الکعبین - اسکا تعلق اغسلوا سے ہے نہ امسحوا سے کیونکہ اگر امسحوا سے ہوتا تو اس پر زیر ہوتی - مگر قرآن مین سوائے فتحہ کے اور کوئی حرکت لکہی ہوئی نظر نہین آتی - اسکو پیچہے اس لئے لایا گیا تاکہ وضو کی ترتیب بتلائی جاوے قرینہ اس پر یہ ہے کہ مسح کے حکم مین اللہ تعالی نے حد بندی نہین کی مطلق فرما دیا کہ سرون کا مسح کرو - یہ نہ کہا کہ چوتہائی سر کا یا آدہے سر کا یا سارے سر کا گدی تک یا گردن تک مگر پاؤن کے متعلق حد بندی کی - ہے ٹخنون تک جیسا کہ ہاتہون کے دہونے مین کہنیون تک محدود کیا ہے - رت ۵۵۸) نعمۃ اللہ علیکم - قرآن کریم کی نعمت کو جو عملی نتائج سے ملیگی رت ۵۵۹) ومیثاقہ - یعنی قرآن شریف پر عمل کرنے کا پورا پورا وعدہ رت ۵۶۰) واثقکم بہ - مضبوط کیا تمکو ساتہ اس کے رت ۵۶۱) اذ ھم قوم - مشرکین عرب اور یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرڈالنے کے بڑے سخت منصوبے کرتے ہے بڑی تیاریون کے ساتہ مدینہ پر حملے کئے مگر خداوند تعالی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص امداد دے کر اُنسے بچاتا رہا - پانچوین سال ہجرت کے آنحضرت صلعم مع صحابہ کرام عسفان کے مقام پر ظہر کی نماز مین مصروف تہے دشمنون نے منصوبہ کیا کہ عصر کی نماز مین سب مسلمانون کو مارڈالو مگر اللہ نے آپ کو مطلع فرمادیا اور اس موقع سے بچالیا اور اوسی طرح اور بہت سے مواقع مین خداوند تعالی نے آپکو اور آپ کے صحابہ کو دشمنون سے بچایا ع

رت ۵۶۲) اثنی عشر نقیبا - ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بارہ سردار مقرر کئے (نقیب) امام کہوج کرنیوالے رت ۵۶۳) وقال اللہ انی معکم الخ - اس آیت مین اللہ تعالی نے اپنی معیت سے تصرف اور تائید کے اسباب بیان فرمائے مین نماز جسکی حقیقت دربار الہی مین حاضر ہونا خادمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرنا رت ۵۶۴) واتیتم الزکوۃ - زکوۃ مشفقین علی خلق اللہ اور اللہ کے تمام رسولون کو ماننا علی الخصوص جو پیغمبر زمانہ ہو نہ صرف ماننا بلکہ انکے ساتہ اپنے آپ کو انکے مقصد مین شریک کرنا اور انکی پوری پوری مدد کرنا - علاوہ زکوۃ کے صاحب زکوۃ وغیرہ سب پر یہ لازم ہے کہ انکے لئے انکے مقاصد مین مدد دینے کے لئے وقتاً فوقتاً بہت بہت چندہ دین رت ۵۶۵) وامنتم برسلی - یہان حضرت موسی اور حضرت سید المرسلین علیہما السلام نے اپنے خلفاء کو ماننے اور عزت کرنے اور مالی مدد کرنے کی تاکید کی رسول کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور سورہ نور کی آیتہ استخلاف مصرح اس کی ہے رت ۵۶۶) فبما نقضہم میثاقہم عہد توڑنے سے عہد لینے والے کی طرف سے لاپروا پیدا ہوگی ہے - دل مین اسکی عظمت اور خوف باقی نہین رہتا پہر اس سے تعلق چہٹ جاتا اور دل کو اسکی طرف سے انحراف اور بے توجہی پیدا ہو جاتی ہے - ایسا انسان ان اخلاقی کمزوریون کا شکار ہو جاتا ہے - جن سے مذہب بچا سکتا ہے اپنی رائے کو مذہب پر مقدم کرنے لگ جاتا ہے اور کوشش کرتا کہ مذہب کو چہیر پہار کر اپنے ماتحت کرے - رت ۵۶۷) ونسوا حظا مما ذکروا بہ - یہود و نصاری دونون نے اپنی شریعت کو بہلا دیا اور ترک کردیا تب ہی تو تورات مین اسکے مختلف نسخون کے لحاظ سے اختلاف عظیم ہے اور مسیح کی

اور داناؤن اور تجربہ کارون کی صحبت ہے (۴) مومن بننے بنانے کے ایمان اور اعمال صالحہ جو قربت اور رحمت الٰہی کا ذریعہ ہین ۔ قرآنی اذکار اور انبیا علیہم السلام اور بزرگان دین کے حالات کا پڑھنا صالحین و صادقین کی صحبت انکے اقوال کا سننا اور متابعت کرنا مومن کو چاہیے کہ جب کوئی وسیلہ تلاش کرے تو ان چارون باتون کو سوچے ۔ کیونکہ بدون وسیلے کے تو کام چلتا نہین ۔ ہان ایسے وسیلے اختیار نکرے جنکا فرزند بے وقوف بنائے ۔ ہان عاقل ایمان دار بننے کے وسیلون کو لے ۔ اور الوسیلۃ الحاجۃ قال ابن عباس مستشهدا بقوله کل الرجال له الیك وسیلة ۔ رت ۵۸۴) رجاهدوا فی سبیله ۔ کیونکہ اللہ کی راہ سوائے قرآن مجید اور اتباع سنت کے اور کوئی نہین ۔ رت ۵۸۵) قالوا امنا ۔ منافق مرتد ۔ اور دو غلون نے اوپری دل سے کہا ہمنے مانا ۔ ت ۵۸۶) سمٰعون للکذب ۔ اس کے تین معنی ہین ۔ (۱) ایک جھوٹ سن لیتے ہین ۔ (۲) جھوٹی بات کا یقین کر لیتے ہین (۳) جھوٹ بولنے کے لئے سننے آتے ہین ۔ رت ۵۸۷) یحرفون من بعد ذٰلك حق نہین سنتے ۔ حق نہین بولتے ۔ عمل نہین کرتے ۔ ع ۔ رت ۵۸۸) هدی و نور ۔ یعنی قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا بیان ہے اور حضور کی پیش گوئیان اور توحید کا بیان ۔ رت ۵۸۹) یحکم بها اس سے ظاہر ہے کہ ایک قسم نبیون کی وہ بھی ہے کہ جو شریعت جدید نہین لاتے بلکہ اپنے سے پہلی شریعت پر حکم کرتے ہین ۔ رت ۵۹۰) بما استحفظوا ۔ اہل کتاب کے معززین کو کتاب اللہ کی حفاظت کرنے والا بنایا گیا انہون نے اسکی حفاظت نہ کی قرآن کریم کی حفاظت کا کام اللہ تعالےٰ نے خود لیا ۔ رت ۵۹۱) فهو کفارة له (دیکھو سفر استثنا باب ۱۹ اور سفر خروج باب ۲۲ باب کفارات) ت ۵۹۲) مصدقا لما بین یدیه ۔ ایک نبی جو دوسرے نبی کی تصدیق کرتا ہے ۔ تو دونون کی تعلیمات مین پورا پورا انطباق لینا باطل ہے ۔ تصدیق سے مراد ہے کہ موافقین و مخالفین کے بارے مین پیش گوئیان ہون انکا ظہور انکے وجود سے ہوجائے دوسرے پہلے نبی کی جو ہدایتین ہون اور دعاوی کی صورت مین ہون اور دوسری دلائل کی صورت مین تو یہ کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنا ۔ چوتھے دین قیم کی ابدی صداقتون مین توافق و انطباق کا ظاہر کرنا ۔ رت ۵۹۳) واتینٰه الانجیل ۔ یعنی البشارت جسمین قرآن اور رسول کا بیان ہے ۔ ت ۵۹۴) ولیحکم اهل الانجیل ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرین اہل البشارت یعنی خصوصاً نصاریٰ اور عموماً دیگر اہل البشارت کیونکہ انجیل کے معنی البشارت ہین ۔ اور قرآن ہی اسکی تصدیق کرتا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ۔ پ ۲۸ ع ۹ ۔ رت ۵۹۵) ومن لم یحکم ۔ نصاریٰ کا یہ خیال اور اعتراض باطل ہے کہ قرآن مجید نے توریت و انجیل کو منسوخ کر دیا ۔ اور حال یہ ہے کہ تمام قرآن مین اسکا کہین ذکر نہین ۔ بلکہ یہ ذکر ہے کہ قرآن کتب سابقہ کا مصدق ہے ۔ ہان قرآن مین القاء شیطانی کی نسبت تنسیخ آئی ہے جیسے بائیسوین سورۃ کی ترپنوین آیت ۔ ہان قرآن شریف مین اکمال اور اتمام کا لفظ آتا ہے جس سے نسخ وغیرہ ثابت نہین ہوتا بلکہ موقع اور وقت اور قابلیت کی شرط پائی جاتی ہے ۔ اور یہی بیان ہے کہ فیها کتب قیمة ۔ اس حیثیت سے اپنے ہر کی جامع کتاب کو چھوڑکر دوسری مختص المقام و الوقت کتاب کو ڈھونڈتے پھرین ضرورت نہین بلکہ سید المرسلین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک پرچہ توریت کو پڑھتے ہوئے دیکھکر اظہار ناخوشی فرمایا ۔ حالانکہ حضور علیہ السلام اور تمام مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ مصدق للما معکم ہان صرف اتنی ہے کہ جامعیت کتاب ہٰذا کے سبب شرائع اولیٰ کی ضرورت نہ رہی ۔ اسکو بعض لوگون نے کہدیا بلکہ ما ننسخ من ایة کی شرح کی تفسیر مین بیان بھی آچکا ہے کہ شرائع سابقہ اس شریعت محمدیہ سے منسوخ مین ایک فارسی کا شعر کہا جیکہ ہ

نہ ازلات و عزیٰ برآورد گرد
کہ توریت و انجیل منسوخ کرد ۔

یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی ہی موقوف نہین کی بلکہ ایسی جامع ہدایت کتاب پیش فرمائی کہ اسکے سامنے کتب سابقہ و ہدایت ما فیه کی ضرورت نہ رہی ۔ یہ نہین کہ اچھی باتین اب اچھی نہ رہین ۔ اچھی ہمیشہ اچھی ہین ۔ عرب مین ایک مثل ہے ۔ کل الصید فی جوف الفرا مثنوی شریف مین کیا خوب کہا ہے

سعہ چونکہ صد آمد نود ہم نزد ماست ۔ نما بہ الحق ۔

(ت ۵۹۶) فاؤلئک هم الفاسقون۔ تین آیتوں میں مختلف الفاظ کا فرق۔ ظالموں فاسقوں استعمال کئے گئے ہیں کیونکہ پہلا عقاید کے خلاف ورزی پر بولا گیا۔ دوسرا حقوق العباد کے ادا نکرنے پر۔ تیسرا عہد کی خلاف ورزی پر۔ (ت ۵۹۷) ومهیمنا یعنی توریت وانجیل کے اصل احکام کو قرآن شریف نے بہ کمال خوبی یکجائی طور پر خاص خداوند کے الفاظ مبارک میں جمع کر دیا ہے۔ اور اوسکے مشتبہ اور منحرف اور مفقودہ حالات کو ہمیشہ کے لئے دور کرکے صحیح واقعات کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ اب ان کتب مبدل و محرف کی مسلمانوں کو ضرورت نہ رہی بلکہ اہل کتاب کو چاہیئے کہ وہ آگے قدم بڑھا کر اس نور و ہدایت کو حاصل کریں۔ جیسے دو پیسے والے اشرفی والے کے پاس دوڑیں۔ (ت ۵۹۸) شرعة ومنهاجا منہاج وہ راہ جو عقل اصح اور وجدان کی ہے جب وہ شریعت کی تحت میں ہو تو شارع عام کہلاتی ہے۔ (ت ۵۹۹) اولیاء خصوصاً جنگ کے دنوں میں کسی مخالف مذہب کو دلی دوست قرار نہ دے۔ (ت ۶۰۰) لایهدی القوم الظالمین۔ ظالم جس راہ پر چل رہے ہیں وہ اللہ کی بتائی ہوئی نہیں۔ (ت ۶۰۱) یسارعون فیهم۔ یعنی یہود اور نصاریٰ کی دوستی میں دوڑتے ہیں۔ (ت ۶۰۲) یحبهم۔ شیعوں سے پوچھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی قوم مرتد ہوئی اور اون سے کون لڑا اور محبوب الٰہی بنا۔ مرتدوں سے ابا ابوبکر لڑے یا کوئی اور۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں انکی زندگی کے سوا بعد وفات بھی پہلو میں کس نے جگہ پائی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور رسول اللہ کے چشم و گوش ہیں۔ (ت ۶۰۳) اتخذوا دینکم هزوا انگریزی خوان علی العموم وحدة الوجود والے فقرا اکثر تکیہ نشین اور دائرہ والے فقیروں نے علی الخصوص دین کو ٹھٹھا بنا دیا ہے۔ ایک دنیا کے بڑے مرشد نے کہا کہ بہشت کے ایک پھوس کا ٹکڑا ہی بس ہے۔ حضرت مولانا الاعظم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے کہکر سنفار مقام میں تو بڑی بڑی کوٹھیاں مدرسے بنواتے ہو۔ یعنی سنیچر سرائے میں حد درجہ کی کوشش ہیں اور مقام دائمی کے لئے کچھ بھی نہیں۔ یہ بڑی بے حیائی اور نفاق وبد اعتقادی کی بات ہے۔

(ت ۶۰۴) لولا ینههم الربانیون۔ یہ حکم صلح کل کے مذہب کا رد ہے۔ کیونکہ سبکو اچھا سمجھنا جایز ہوتا تو کسیکا حکم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ شریعت کی پابندی کی۔ (ت ۶۰۵) وقالت الیهود۔ چندے اور خیرات کے معاملہ میں یہود نے کہا۔ ید اللہ مغلولة۔ مگر دینی خرچوں کے لئے جو چندے لئے جاتے ہیں ان پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ اور خدا سے سوء ادبی ہے۔ اکثر تنگی کے وقت بے ایمان لوگ اس قسم کے الفاظ بول اوٹھتے ہیں کہ کیا خدا کے خزانے میں کمی ہو گئی ایسے کلمات زبان پر لانے سے آدمی لعنت الٰہی کا وارث ہو جاتا ہے۔ (ت ۶۰۶) بل یداہ۔ جلالی۔ جمالی۔ فضل و عدل کے ہاتھ۔ (ت ۶۰۷) والقینا بینهم العداوة۔ ایسے ضدی ہیں کہ قیامت تک حق کو نہ مانینگے یہ ایک پیش گوئی بھی ہے۔ (ت ۶۰۸) اطفاها اللہ غزواة محمدیہ کو دیکھنا چاہئے کہ یہودیوں نے کس کسطرح آگ سلگائی اور خداوند کریم نے کس طرح بجھائی۔ (ت ۶۰۹) لاکلوا من فوقهم۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی غذائیں نبوت اور سلطنت مراد ہے۔ (ت ۶۱۰) لایهدی القوم الکافرین حق پوش جس راستہ پر چل رہے ہیں وہ اللہ کا بتایا ہوا نہیں۔ (ت ۶۱۱) حتی تقیموا التوراة والانجیل۔ اس کے صحیح حکموں پر عمل کرو۔ (ت ۶۱۲) طغیانا وکفرا۔ احکام منزلہ مخالفوں کے کفران اور طغیان کا باعث ہونگے۔ (ت ۶۱۳) وفریقا یقتلون۔ ایسی تکذیب اور مخالفت کی گویا بزعم خود اسے قتل ہی کر دیا۔ (ت ۶۱۴) فقد حرم اللہ علیه الجنة۔ وہ جنت میں نہ جائیگا۔ (ت ۶۱۵) قد خلت من قبله۔ سب کا اتفاق ہے کہ یہاں خلت کے معنی موت کے ہیں معلوم نہیں کہ یہ لفظ ہمارے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ آتا ہے تو آپ سے پہلے کے بعض رسول زندہ مانے جاتے ہیں اور مشہور قصہ گو احادیث وقرآن مجید کے خلاف ہے مگر بجائے قطعیة الدلالہ کے مانا جاتا ہے کہ حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام زندہ ہیں۔ چو ختم المرسلین ہم رفت دیگر کس کجا ماند۔ بجز ذات مقدس قادر قیوم صمدانی۔ اور کیا خوب کہا حسان بن ثابت نے۔ کنت السواد

لِنَاظِرِیْ - فَعَمِیْ عَلَیْکَ النَّوَاظِرُ - مَنْ شَآءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ - (ترجمہ) تو میری آنکھہ کی پتلی تہا - تیرے مرنے سے اب وہ اندہی ہوگئی - اب تیرے بعد (موسٰی مرے یا عیسٰی) کوئی مرے - مجہے تو تیرا ہی ڈر تہا (ت ۶۱۶) وامہ صدیقۃ یہودی جہوٹے ہین - جو اس پر تہمت لگاتے ہین (ت ۶۱۷) کانا یاکلن الطعام - وہ دونون کہایا کرتے تہے نصاری کا رد ہے اللہ کہانا نہین کہایا کرتا (ت ۶۱۸) السمیع - سمیع ہی ضار و نافع ہوسکتا ہے - (ت ۶۱۹) یا اھل الکتب اے پڑہے لکہے لوگو - ع - (ت ۶۲۰) وانھم لا یستکبرون یعنی بعض نصاری اچہے ہوتے ہین جنکی صفت پارہ ہفتم کے اول مین بتلائی

الجزء ۷

(ت ۶۲۱) عرفوا من الحق - چنانچہ نجاشی اور اسکے متبعین نے آنحضرت صلعم کے حالات سنے تو انکے دل گداز ہوگئے اور رونے لگے چونکہ نصاری مین رحم اور عفو کی بڑی تعلیم ہے - اس لئے نصاری مین ہر زمانہ مین نرم دل راستی پسند لوگ پائے جاتے ہین - نجاشی افریقہ ملک حبش کا بادشاہ تہا مکہ مین جب ایماندار بہت ستائے گئے تو تراسی مسلمان آنحضرت کی اجازت سے افریقہ حبش چلے گئے تہا جرین مین حضرت عثمان بن عفان بہی تہے - اور (۸۳) مین تیرہ عورتین تہین باقی مرد - جعفر طیار نے سورہ مریم سنائی تہی جسپر نجاشی زار زار رویا اب تو نام کے نصاری ایسے ہین جنمین یہودیت کی صفت ہی کیونکہ اصل دونو نبی اسرائیل ہی ہین صفات عملی کی وجہ سے ممتاز نام ہوتا ہے (ت ۶۲۲) المحسنین - جو اللہ کو دیکہہ رہے ہین - یا اللہ ان کو دیکہہ رہا ہے ع (ت ۶۲۳) لا تحرموا تحریم دو قسم کی ہے فعلی اور قولی - افعال بد کا نتیجہ ترک طیبات ہوتا ہے - مثلاً آتشک وغیرہ جس سے انڈے اور مچہلی وغیرہ طیبات چہوڑنا پڑتا ہے یہ تحریم فعلی ہے اور تحریم قولی یہ ہے کہ حلال طیب چیز کے نہ کہانے کی قسم کہالیوین اس حکم مین رہبانیت جوگ تجرد کا رد ہے یعنی حلال باتون کو حرام قرار دے کر جنگلون مین نکل جانا خویشون سے قطع تعلق کرنا وغیرہ خدا کے جایز بتلائے ہوئے چیزون کو مکروہ خیال کرنا شعار اسلام سے خارج ہے (ت ۶۲۴) اطعام عشرۃ مسکین کفارہ مین چار قسم کے لوگون کے حسب حال بدلہ بتایا گیا ہے - ایک تو دس مسکینون کو کہانا کہلانا دوسرے یا دس کو کپڑا پہنانا تیسرے ایک غلام آزاد کرنا - چوتہے میسر نہ ہو تو تین روز کے روزے ہی رکہہ لے - (ت ۶۲۵) تطعمون اھلیکم - یعنی معمولی کہانا جو روز تمہارے یہان پکتا ہے - کفارہ قسم (۱) کو کہانا کہلانا یا (۲) سیر گیہون یا چار سیر جو فی کس دینا (ت ۶۲۶) واحفظوا ایمانکم یعنی قسمین ہی نہ کہایا کرو - یا قسمون کا بدلہ دیا کرو (ت ۶۲۷) الانصاب والازلام ازلام پانسے اور قرعے گنڈے اور سات تیر تہے ایک نہ ایک کے پاس رہتے ایک پر ہاں لکہا ہوا ایک پر نہین - تیسرے پر تم مین سے - چوتہے پر تم مین سے نہین - پانچوین پر عقل - چہٹے پر عقل - ساتون پر لسق جس کو قرآن نے منع فرمایا کیونکہ غیب دانی اس مین بہی پائی جاتی ہے (ت ۶۲۸) انما یرید الشیطن - اوپر کی آیتون مین تفریط کو منع فرمایا تہا - اب اس مین افراط کو منع فرمایا ہے - (ت ۶۲۹) فی الخمر والمیسر - حکیم الامتہ مولانا الاعظم خلیفۃ المسیح حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہین - کہ طالب علمی کے زمانہ مین حرمت شراب کی طبی دلیل یہ ملی کہ شراب سے کل قوی جوش مین آجاتے ہین اور دنیا مین سب کے استعمال کا موقع نہین ہے لہذا دنیا مین اسکی حرمت ہی مناسب ہے - نیاز مند نے قرآن مین کہین بہی خمر کی حلت نہین پڑہی اور نہ کسی مقام مین اسکا جواز دیکہا ہان شربت الگ چیز ہے اور محبت عشق کی خمر الگ - ہے جسکی تعریف ہے لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون پ ۲۳ - یعنی وہ اعلی درجہ کے پینے کے شربت ہونگے جو مادہ عقل کے خلاف ہین اور وہ خمر نہین جس کا ذکر یسئلونک عن الخمر والمیسر مین ہے - بلکہ شرابا طہورا - وغیرہ ہین - اور جزو (۲۶) رکوع (۶) مین جو انھار من خمر لذۃ للشاربین ہے تو وہان خمر سے انعام الغول والنزف والصدع بلکہ لذۃ للشاربین مراد و مبین ہے - (ت ۶۳۰) واحسنوا تین تقوے - پہلا گناہ کے بعد اختیار شریعت ہے - دوسرے

اختیار استقامت - و ادامت طریقہ ہے تیسرے اختیار حقیقت
ہے - بالغرض بطور اخلاق فاضلہ جس کو حدیث مین احسان کہتے
ہین - ع - ت ۶۳۱) من یخافہ بالغیب - یعنی خائف
احرام اور حرم مین شکار منع کیا گیا ہے - مقاتل ابن حیان سے
روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال چرند و پرند صحابہ کے ڈیرون مین
گھس آئے تھے - اس لئے دلی تقوی کا ارشاد ہوا تنہائی مین بہی
اطاعت الہی کا دھیان رہے - ت ۶۳۲) لا تقتلو
الصید و انتم حرم - امن عام کی غرض سے بحالت احرام
شکار منع کیا گیا ہے - اسمین موذی جانور سانپ بچھو دیوانہ کتا اور
چیل کوا شامل نہین - اور دریائی شکار بہی مستثنی ہے - ت
۶۳۳) و انتم حرم - یا احرام مین داخل ہون - ت
۶۳۴) قتلہ منکم متعمدا - شکار دو قسم کے ہین ہاتھ
سے پکڑا تو ذبح کرنا چاہئے - ہتیار سے مارا بسم اللہ کہکر تو ذبح
کی ضرورت نہین - مگر حالت احرام مین دونون منع ہین - موذی
جانور کو مارنا درست ہے - ت ۶۳۵) ذوا عدل
امانت دار عقلمند - ت ۶۳۶) یحکم بہ - تین قسم
کی سزاؤن مین سے ایک سزا برداشت کرین - یعنی دو منصف
جو کہہ دین کہ یہ جانور اتنی قیمت کا تہا اتنا دیدین یا کہانا کہلائین
یا روزے رکھین جتنے احرام مین شکار کیا ہو - ت ۶۳۷)
قیما للناس - ایک تو امن کی وجہ سے دوسرے ذبح کی وجہ سے
یہ تو ظاہری نظائر مین دوسرے باطنی کے بڑے بڑے انقلاب دنیا
کی سلطنتون اور معابد مین آئے سلیمانی ہیکل اور بیت المقدس
اور بیت حمرا وغیرہ تباہ و ویران ہوئے عراق مین آذر کا آتشکدہ
یورپ مین ممپٹی کا معبد نہ رہا مصر مین بیت الشمس نہ رہا - ایران
کے کل آتشکدے ٹھنڈے ہوگئے - ہندوستان کا سومنات وغیرہ
غارت ہوا - یونان کا اپیراموں غارت ہوا - مگر ایک کعبہ کہ جب سے
بنا ہے اسی شان اور عزت سے چلا آ رہا ہے - کیونکہ اسکا وجود اللہ کے
عالم الغیب ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ باوجود تبدیل قوانین و سلاطین
کے یہ معزز و مکرم ہوگا - ع - ت ۶۳۸) لا تسئلوا
شریعت مین غیر ضروری سوالات کرنا منع ہے چنانچہ کوئی پوچھتا تہا
کہ میرا باپ کون تہا کسی نے کہا کہ کیا حج ایک بار واجب ہے یا ہر بار

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان سمجھکر لوگ دنیاوی معاملات
مین سوال کرتے تھے سب منع کر دیا گیا - ت ۶۳۹) -
عفا اللہ عنہا - جن کے لئے تمکو حکم نہین دیا گیا وہ تمکو معاف ہے
ت ۶۴۰) ما جعل اللہ من بحیرۃ - عمرو بن لحی خزاعی نے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو برس پہلے مکہ کا بادشاہ تہا
اسنے ابراہیمی مذہب مین بہت سی الٹ پلٹ کر دی تھی مثلاً بحیرہ
جس اونٹنی نے پانچ سلسلے بچے جنے اسکا کان چیر کر چھوڑتے تھے
بوجہ ادب اسپر سواری کرنا - بال کترنا - چھوڑ دیتے - پانچوان سلسلہ تہا
اور نر ہوتا تو ذبح کرکے مرد اور عورت کہا لیتے - اور مادہ ہوتی تو کان
چیر کر چھوڑ دیتے اور اسکے منافع مردون کو حلال ہوتے اور
مر جاتی تو مرد اور عورت دونون کہا لیتے - سائبۃ - وہ اونٹنی
جو کسی بیماری کی صحت کے لئے یا کسی سفر کے سلامت واپس آنے
کی نیت سے چھوڑتے وصیلۃ وہ بکری جب کے سات پشت
ہو چکی ہون - ساتوین پشت مین اگر مادہ جنے تو ملا لیتے - نر ہو
تو ذبح کرکے کہا لیتے - دونون ہوتے تو زندہ سمجھتے تھے کہ بہن
نے بچا دیا ہے - حام وہ نر اونٹ جسکا پوتا سواری کے قابل
ہو جاتا اور دادا چھوڑ دیا جاتا یا دس پشت والا ہوتا تو چھوڑ دیتے
مرتا تو مردہ اونٹ کو مرد اور عورت کہا لیتے - (ایضاً) روایت
دیگر بحیرۃ - جس کا دودہ بتون کے لئے وقف کیا جائے
سائبۃ - سانڈ - وصیلۃ جو بکری نر کے ساتھ ملکر پیدا ہو
اور حام - جس کے نسل سے دس اونٹ بن چکے ہین -
ت ۶۴۱) علیکم انفسکم اسکو مسند احمد حنبل کی حدیث
حل کرتی ہے - اذا رایت شحا (حرص) مطاعا و ہوی
متبعا و اعجاب کل ذی رای برایہ فعلیکم انفسکم لا
یضرکم من ضل اذا اہتدیتم (ترجمہ) جب تو دیکھے حرص
کی مانی جاتی اور خواہش کی پیروی اور ہر ایک اپنے رای کو
پسند کرتے ہین ایسے وقت مین اپنی ہی جان کی اصلاح کی
فکر کرو - کسی کا گمراہ ہونا تمہین ضرر نہ دیگا (۲) مسلم کی شرح نووی
مین ہے تم اپنی فکر کرلو - یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے
رہو پھر کسی کا بگڑنا تمہین نقصان نہین دیگا - ت ۶۴۲)
اذا اہتدیتم - کسی کے لئے پچتانا غم کہانا بے سود مقدم خود

کی اصلاح ہے جو امر بالمعروف کے لئے جزو اعظم ہے جس کے لئے یہ آیت تحریک لانے والی ہے۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ۴۴ ع (ت ۶۴۳) استحقا اثما۔ یعنی جھوٹی قسم کہاتا۔ یہان اثما کے یہی معنی ہین۔ (ت ۶۴۴) تکلم الناس فی المھد وکھلا۔ بچپن اور جوانی مین لوگون سے فصیح و بلیغ کلام کرتا تھا۔ کیونکہ قوت بیانیہ بھی ایک عظیم الشان نعمت الٰہی ہے جسکے لئے موسیٰ علیہ السلام بھی دعا فرماتے ہین کہ واحلل عقدۃ من لسانی پ ۱۶۔ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود ارشاد ہوتا ہے کہ علمہ البیان پ۲۷ سورہ رحمٰن) مھد کے لفظی معنی تو گہوارہ کے ہین مگر یہان صغر سنی مراد ہے۔ اور کھل سے مراد بلوغ جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔ الکھل الحلیم کتاب التفسیر سورہ آل عمران۔ (ت ۶۴۵) تخلق۔ خلق بمعنی تجویز ہے۔ اور عام محاورہ عرب بھی ہے کہ فلانٌ یخلق ویفری۔ (ت ۶۴۶) من الطین طین سے یہان مراد مادہ انسانی وخاکساری بھی ہے۔ جیسا کہ شیطان کا قول ہے کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ہ (ت ۶۴۷) کھیئۃ الطیر۔ طیر سے سالک بلند پرواز مراد ہے جیسے جعفر طیار (ت ۶۴۸) وتبرئ الاکمہ والابرص چونکہ توریت مین ابرص وغیرہ ناپاک سمجھے جاتے تھے تو عیسیٰ علیہ السلام ایسے عیب سے منکو بری فرماتے ہین دوسرے یہ کہ وہ روحانی اندھون اور جذامیون کو بھی پاک وصاف کرتے تھے۔ (ت ۶۴۹) واذ تخرج الموتیٰ باذنی۔ یعنی بد سے نیک غافل سے خدا پرست بنانا قرآن شریف مین ہے۔ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ سورہ (۸) آیت ۲۴۔ فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ سورہ (۱۶) آیت (۹۷)۔ اومن کان میتا فاحییناہ سورہ (۶) آیت (۱۲۳) وغیرہ آیات اسی طرح انجیل وتوراۃ مین ہے (دیکھو لوقا باب ۱۵ آیت ۲۷ آیت۔ اور رومیون کا خط باب ۶ آیت (۱۱) یوحنا باب ۸ و ۶ آیت ۵۲ و ۲۴۔ اور توریت کتاب احبار باب ۱۸ آیت ۲۵) (ت ۶۵۰) مائدۃ من السماء۔ نزول مائدہ کے متعلق مجاہدؒ نے کہا کہ عذاب کے خوف سے پھر کسی نے طلب نہین کیا۔ تیسرے کم حوصلہ کہانا مانگتا میرا خیال ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی ہے جو مستجاب ہوئی جسکی برکت سے دیکھتے ہو جو تم دیکھتے ہو۔ (ت ۶۵۱) اتقوا اللہ۔ واتقوا اللہ فی اقتراح الایات کذا فی الجلالین اللہ کا امتحان نکرو اقتراحی معجزے یعنی فرمائشی نہ مانگو۔ (ت ۶۵۲) واخر ملیہ وعا دریائے طبریس کے پاس کی تھی خدا نے پانچ روٹیون اور دو مچھلیون سے پانچ ہزار آدمیون کو شکم سیر کردیا تھا دیکھو (یوحنا باب ۶) اور چونکہ آخرنا کا لفظ بھی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو فراخ روزی عطا فرمائی ہے (ت ۶۵۳) لا اعذبہ احدا۔ ناشکری وتکبر وشیخی کا نتیجہ سخت عذاب ہوگا یہ ایک پیش گوئی ہے جو یورپ کو اپنے وقت پر تماشہ دکھلائے گی کیونکہ واخر نا پادری ونصاریٰ مذکورہ بیان کے مصداق ہین۔ ع ۵ (ت ۶۵۴) واذ قال اللہ مین واؤ واصلہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت سابقہ کے وقت ارشاد ہوا۔ قصہ مائدہ۔ سورۃ کا خاتمہ اس رکوع پر یہ مضمون بتاتا ہے کہ روح القدس والے آتے ہین انکی زندگی بچپن سے اخیر تک طیبہ ہوتی ہے وہ گویا بہ ہدایت ہوتے ہین اور علم وحکمت واسرار کتب الٰہیہ مبشرات اللہ سے سیکھے ہوئے ہوتے ہین۔ انکی سخت مخالفت ہوتی ہے۔ انکی صحبت مردہ زندگی کو حیات بخش ہوتی ہے وہ بینات لاتے ہین جو سحر مبین کہلاتے ہین اور آسمانی دسترخوان بچھاتے ہین جس سے قوم کچھ فائدہ اٹھاتی ہے پھر مشرک ہوجاتی ہے بزرگون کی پوجا شروع کردیتی ہے۔ جسکی وہ مخالفت کرتے ہین۔ وہ صادق ہوتے ہین اللہ کی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ انکو حاصل ہوتا ہے جس کا نتیجہ دائمی بہشت وکامل کامیابی (ت ۶۵۵) فلما توفیتنی۔ اس مین مسیح نے اپنے مرنے کا خود اقرار کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے انسے یہ پوچھا کہ کیا تم نے لوگون کو بتا دیا تھا کہ مجھے معبود بناؤ۔ اس آیت سے مسیح کی وفات اس لئے بھی ثابت ہے کہ وہ اپنے مرنے کا اقرار کرتے اور اس لئے بھی کہ انکی قوم کا بگاڑ انکے مرنے کے بعد ہوا اور اس لئے کہ مسیح کو قوم سے جدا کرنے والی موت ہی ہوئی اور اس لئے کہ دونون کلامون کے درمیان حرف ف ہے جس سے انکا مرجانا انکی قوم سے علیحدہ ہونے کے ساتھ بالکل متصل ہے اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپان کیا جیسا کہ بخاری کتاب التفسیر سورہ مائدہ مین لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے صحابہ سے بعض کو دور ہٹایا جائے گا تو مین کہون گا انہین نہ ہٹاؤ

یہ بیت صحابہ ہین فرشتے کہین گے کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہوئے ۔ اُنکو خبر نہین تو مین ایسا ہی کہون گا جیسے مسیح نے کہا کہ مین انکا نگران تھا جب تک انمین تھا بس جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی انکا نگران تھا ۔ ع ۔

سورۃ الانعام

(ت ۶۵۶) تمہید ۔ سورۂ انعام مین پہلے سے بھی زیادہ رسالت پر دلائل ہین ہمارے حضورؐ کی تعلیم اس مین خصوصیت سے درج ہے ۔ (ت ۶۵۷) الظلمت سے رات جہالت ۔ کفر و گمراہی ۔ گناہ ۔ بیجا خواہشات ۔ شیطان ۔ نفس امارہ ۔ دوزخ بھی مراد ہے (ت ۶۵۸) النور سے دن ۔ علم و معرفت ۔ ایمان و ہدایت تقویٰ اطاعت انبیاء و اولیاء ۔ نفس لوامہ مطمئنہ ۔ بہشت و رضائے الٰہی یہ ثنویہ فرقہ ایرانی کا رد ہے جس کا مذہب ہے کہ یزدان اور اہرمن دو خدا ہین ۔ (ت ۶۵۹) خلقکم من طین ۔ جمع کے نقط کی طرف دیکھو اور آدمیون کی خلقت اور حضرت آدم کی خلقت پر نظر کرو مطلب یہ کہ آدمی کے اخلاط کس سے بنتے ہین ۔ (ت ۶۶۰) واجل مسمی عندہ ۔ موت سے بعثت تک کا زمانہ اجل مسمیٰ کہلاتا ہے ۔ وہ اللہ ہی کو معلوم ہے ۔ (ت ۶۶۱) ماتاتیھم من ایۃ ۔ نبوت کی بحث شروع ہے ۔ نبیون اور ولیون کے ساتھ نشان ہوتے ہین ۔ پہلے لوگ ان سے اعراض کرتے ہین ۔ استہزا کرتے ہین ۔ اور جب حد سے بڑھ جاتے ہین تو عذاب آتا ہے (ت ۶۶۲) فقد کذبوا بالحق ۔ یعنی تکذیب مین ایسا زور لگایا گویا وہ حق کا فیصلہ کر چکے ۔ جہالت کا خاصہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ چیز کو جب پسند کر لے تو پھر حق کی مطلق بھی رعایت نہین کر سکتا اس کو ناحق ہی الحق معلوم ہوتا ہے ۔ (ت ۶۶۳) ولو انزلنا ملکا ۔ تعجب ہے کہ سب نبیون سے اس بات کا مطالبہ ہوا فرشتے اتارے جائین مگر اللہ تعالیٰ کے حضور سے یہی جواب ملا کہ جس طرح تم چاہتے ہو اسی طرح اگر فرشتہ کا نزول ہو تو پھر فیصلہ ہو جائے ۔ مسیح موعود کے ساتھ بھی فرشتون کا آنا ضرور ہے ۔ لیکن نہ اس طرح جس طرح لوگ کہتے ہین ۔ ع (ت ۶۶۴) کتب علی نفسہ الرحمۃ ۔ یعنی نبیون اور کتابون کا بھیجنا ۔ اور عاصی کی دعا قبول فرمانا جس سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی رحمت دہر بانی نہین اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود باجود پر جو طالب عاصی اور موافق حدیث جسکا ترجمہ ہے ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ + این درگہ ما درگہ نامیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + لازم کر لیا ہے (ت ۶۶۵) اتینھم الکتب اگلی کتب مین پیش گوئی ہمارے حضور سید المرسلین کی ہے چنانچہ (اعمال ۳ آیت ۲۱) وغیرہ مقامات ۔ (ت ۶۶۶) کما یعرفون ابناءھم بیٹے کو بیٹا سمجھنا ۔ علامات پر خط و خال پر عورت کی گواہی پر قرائن پر مبنی ہوتا ہے ۔ اسی طرح نبیون کی بھی شناخت کی جاتی ہے ۔ ع (ت ۶۶۷) ومن اظلم ۔ جس وقت کوئی شخص دعوے نبوت و رسالت کر کے کھڑا ہوتا ہے اس وقت اگر وہ جھوٹا ہے تو اس سے بڑھکر کوئی گنہ گار و ظالم نہین اور کافر نہین اور اگر وہ سچا ہے تو پھر اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین جو اس کو جھٹلاتا ہے ہر ایک مدعی کے وقت مین گویا ظالم ہونا یا مدعی کا یا اس کے مکذب کا ضروری ہو جاتا ہے ۔ تعیین اس امر کی کہ فی الحقیقت ظالم کون ہے اس بات سے ہوتی ہے کہ ظالم اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدعی ہوئے بیکس و بے بس تھے لیکن آپکے دشمن ہر طرح آسودہ تھے ایک شخص کا ہرا دینا مٹا دینا کچھ مشکل نہ تھا مگر وہی ناکام ہوئے آپ کامیابی کا تاج پہنکر دنیا سے رخصت ہوئے یہ سچے اور جھوٹے کی شناخت کا معیار ہے ۔ اسی پر مسیح موعود کی صداقت کو پرکھو ۔ (ت ۶۶۸) ومایشعرون یعنی عبرت خیز قصص سے متاثر نہین ہوتے ۔ ع (ت ۶۶۹) لایکذبونک کیونکہ تو ان مین چالیس برس رہا اور کسی نے تجھ سوائے امین و محمد کے نہین پکارا مان جب سے ہمارا کلام تجھ پر اترا اور ہمارے کہنے سے تو نے نبوت کا دعویٰ کیا تو تو جھوٹا کہلایا تو گویا ہماری تکذیب ہوئی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ معیار ہے کہ جس شخص کی زندگی دعوے سے پہلے جھوٹ اور گناہ سے مبرا ہو اسکی تکذیب جائز نہین اور یہ پہلا نشان نبوت ہے ۔ (ت ۶۷۰) او سلما فی السماء ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر جانے کا ذریعہ تو خدا نے ہی تجویز کر

تعجب ہے کہ مسیح آنا ماننے میں خیالی سیڑھی مانتے ہیں مگر چڑھنے کے لئے کسی
سیڑھی کا بیان نہیں کیا۔ (ت ۶۷۱) فتاتیهم بآیة تو کیوں
تکلیف اٹھاتا ہے۔ یہ ماننے والے نہیں اور نہ تو کوئی ایسی دلیل پیش
کر سکتا ہے جس سے نہ ماننے والے مان لیں (ت ۶۷۲)۔
لجمعهم علی الهدی۔ تو اب زبردستی کسی کو منوانا یا نصیحت کو کوئی
شخص نہ سنے تو برا ماننا فضول بات ہے یعنی جس کا جی چاہے خدا کو
مانے اور جس کا جی چاہے نہ مانے خدا کسی پر ایسی پابندی کرانے میں جبر
نہیں فرماتا۔ ہر ایک کو عقل و سمجھ دی ہے جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا
من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیها۔ (ت ۶۷۳)
فلا تکونن من الجاهلین۔ یعنی زمین میں سرنگ لگانا یا آسمان
پر چڑھ جانا خیالات واہیہ ہیں جو جاہلوں کے ہوا کرتے ہیں اور تیرا
معلم اور ہادی تو علیم خدا ہے اس لئے تو جاہلوں میں سے نہ ہوگا۔
معراج ہمارے حضور کا ایک معجزہ ہے جو عین بیداری میں جسم کے
ساتھ واقع ہوا۔ اور وہ ایک کشف تام اور علم اولین و آخرین کا
ظہور تھا یعنی جناب نے اولین و آخرین کی سیر سے زمانی اور مکانی فرمائی اور
ان واقعات کو دیکھ لیا جن کا ظہور آخیر سے اخیر وقت بلکہ قیامت کے
بعد ہونا تھا ملاحظہ فرما لیا۔ (ت ۶۷۴) ثم الیه یرجعون
یعنی دل لگا کر سننے والے مانتے ہیں اور مردے کافر تو اللہ ہی کے
سامنے جا کر مانیں گے اور فتح مکہ کی تمثیلی بشارت ہی ہے کہ بعد فتح
مکہ کے وہ کلام کو سن ہی لیں گے۔ (ت ۶۷۵) قادر علی ان
ینزل آیة۔ یعنی مسلمان جانتے ہیں کہ نصرت و ترقی آنے والی ہے
مگر منافق و کاذب اس سے بے خبر ہیں۔ (ت ۶۷۶) امم
امثالکم۔ یعنی بعض آدمی طاؤس کی طرح لباس کا دلدادہ و بعض
سور کی طرح شہوت کا غلام بعض کتے کی طرح پیٹ کا بندہ وغیرہ وغیرہ
مومن کو چاہئے کہ ملکی صفات کی طرف بڑھے بہیمیت سے اپنے آپکو
بچائے۔ امم گروہ جس طرح تم ہمارے نبی کے لئے زہری جانور بنے ہو
اسی طرح حقیقی جانور اور پرندے تمہارے دشمن ہیں۔ عنقریب تمہاری
لاشیں کھا جائیں گے۔ (ت ۶۷۷) ما فرطنا فی الکتب
یعنی اس کتاب میں سب چیزوں کا بیان کر دیا ہے۔ اصول حفظ ہدایت
جامع علوم اولین و آخرین کے خلاصے اصول فطرت کے اشارات۔
(ت ۶۷۸) قل ارءیتکم۔ ارءیتکم میں کاف خطاب کا

ہے یہ مثنی بھی آتا ہے مجموع بھی آتا ہے جیسے ارءیتکما اور
ارءیتکم اور مونث کے لئے ارءیتکن اور ان سب صورتوں
میں (ت) مفتوح ہے۔ ارءیت کا لفظ عربی محاورہ میں دو معنی
پر آتا ہے ایک آنکھ سے دیکھنا دوسرے اخبرنی کی جگہ یعنی مجھ کو
بتاؤ۔ (ت ۶۷۹) ولقد ارسلنا۔ یہاں ارسلنا کے
ساتھ رسلا محذوف ہے اور من قبلک کے بعد فکذبوا
(ت ۶۸۰) بالباساء۔ قسم قسم کے قحط تنگی سختی فقیری
(ت ۶۸۱) والضراء قسم قسم کی بیماریاں لڑائی جھگڑے
(ت ۶۸۲) لعلهم یتضرعون۔ یہ بھی رسول کی شناخت
کا ایک معیار ہے اسکے وقت میں قحط اور بیماریاں ہوتی ہیں تا لوگوں
کو دنیا کی بے ثباتی اور اسکی تکالیف سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع
پیدا ہو جیسے ہم یہ قحط و بیماریاں مسیح موعود کے عہد میں دیکھ رہے
ہیں۔ انبیاء کے آنے کے بعد سختی اور تکلیفیں ہوتی ہیں تاکہ
رجوع بحق نصیب ہو۔ عذاب تضرع سے ٹل جاتے ہیں بشرطیکہ
اس میں شائبہ شرک نہ ہو۔ اللہ ہی کے حضور ہو۔ (ت ۶۸۳)
فتحنا علیهم الخ یعنی بدکرداریں اچھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔
اور عمر و اولاد میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور حرام کا مال بہت سا
جمع ہو جاتا ہے اسکو بہلاوہ دھوکہ غفلت میں ڈالنا کہتے ہیں۔
اگر گناہ پر سزا نہ ملے بلکہ فراغت پر فراغت ہو تو قہر الہی کی علامت ہے
حتی الامکان کثرت سے استغفار و عبادت میں لگا رہے۔ اور
مامور و مساکین کی خدمت کرے۔ (ت ۶۸۴) فقطع دابر القوم
چنانچہ حیی بن اخطب ابو رافع عبداللہ ابن ابی ابو جہل کعب بن اشرف
عامر راہب سب کے سب مارے گئے۔ (ت ۶۸۵) عندی خزائن
اللہ۔ مشرکین کے ملک میں پیدا ہونے والا کس صفائی سے
خلاف حالات ملک اعلان کر رہا ہے۔ یعنی سردست میرے نزدیک موجود
نہیں ہاں یہ غیب کی پیشگوئیاں ہیں اور میں ایک سچا رسول ہوں
مجھے جو وحی ہوتی ہے وہ میں تمہیں سنا دیتا ہوں ان پیشگوئیوں
کا ظہور یوں ہوا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے کی کنجیاں حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے ہاتھ آگئیں گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ روحانی
طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا پیشگوئیں
عطائے علم غیب کا پورا ثبوت دے سکتی ہیں اور کما [illegible]

فرشتہ ہونا ثابت کر دیا کہ لا یعصون اللہ ما امرھم۔ معراج نبوی میں آپ تمام فرشتون سے بالاتر مقام طے کر گئے اکثر عوام بزرگون کو حاجت روا اور نعوذ باللہ بجائے خدا کے سمجھتے ہین اور اُنکے پیچھے تقوی کے لئے نہین روحانی ترقی کے لئے نہین بلکہ اغراض جسمانی کے لئے پڑے رہتے ہین اس لئے حضورؐ نے اُنکے خیالات کا رد فرمایا اور کہہ دیا مین بندۂ رحمٰن ہون۔ جو وہان پسند ہوگا وہی مین کرونگا اور مین کچھہ نہین کرسکتا۔ (ت ۶۸۶) الذین یخافون مین جو ایماندار غریب بے کس جیسے بلال بن مسعود مقداد وعمار وغیرہ رضی اللہ عنہم ہی ہین۔ جنکو خشیۃ اللہ اور اللہ کے عذاب کا ڈر اور نافرمانی کا خوف ہوا نہین انذار القرآن سے فائدہ پہنچتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کے فضل ورحمت ہی سے خاکسار ایمان کی پرورش ہوسکتی ہے۔

(ت ۶۸۷) ما علیک من حسابھم۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسا کہ اردو مین کہتے ہین کہ ہمارا انکا کیا لین دین ہے یعنی کچھہ تعلق نہین اسی طرح اس آیت شریف مین بھی بے تعلقی کا ذکر ان لفظون مین کیا گیا ہے۔ (ت ۶۸۸) فتکون من الظلمین۔ قریش کے متکبر امرا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین آتے تو خدا پرست غربا کو آپکے پاس بیٹھا دیکھکر بیٹھنا عار سمجھتے ایک وقت انہین سے چار آدمیون نے درخواست کی کہ جب ہم آیا کرین تو یہ غربا نہ آکرین آپؐ نے رضائے الٰہی پر جناب الٰہی کے حکم سے اس قاعدہ کو توڑ دیا۔ ع (ت ۶۸۹) الی خصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بہت ہی بت پرستی ہو رہی تھی مکہ مین۔ (۳۶۰) بت پج رہے تھے عیسائی حضرت مریمؑ کے پجاری تھے اُن کے بت کو گوٹے کناری کے کپڑے پہنائے جاتے تھے بدعتی اور بت پرست کی عقل ماری جاتی ہے وہ نہین سمجھتا کہ یہ سب چیزین میری خادم بنائی گئین ہین۔ اور مین مخدوم ہوکر یہ کام کیا کر رہا ہون اور عاقل ہوکر جہالت کیسی (ت ۶۹۰) وعندہ مفاتح الغیب۔ مفاتح اور چیز ہے اور مفاتیح اور چیز ہے اول کے معنی خزانے اور دوسرے کے معنی کنجیان۔ قارون کے بیان مین بھی مفاتح آیا ہے۔ مافی البر والبحر۔ یعنی دنیا دارون اور اللہ والون کا حال بھی اللہ ہی خوب جانتا ہے (ت ۶۹۱) فی کتٰب مبین۔ یعنی صحیفۂ فطرت جو ارباب تحقیق کی نظرون کے سامنے ہے جس کا ہر ایک ذرہ معرفت کا کھلا ہوا دفتر ہے خواہ دن مین فکر کرو خواہ رات مین فونوگراف نے ثابت کر دیا کہ آوازین بھی محفوظ رہ سکتی ہین۔ اور فوٹوگراف نے ثابت کر دیا کہ کسی شے کا عکس بھی زائل نہین ہوتا۔ کیمیا نے ثابت کر دیا کہ کوئی ذرہ عالم کا ضایع نہین ہوتا۔ اور فنا الٰہی نے اس قاعدہ کو بھی بجائے خود نہ رہنے دیا۔ طبعیات نے ثابت کر دیا کہ مقناطیسی طاقتین اور بجلی کی سب زمین مین اور دوسرے اشیا مین جمع رہتی ہین کبھی زائل نہین ہوتین۔ غرض عالم کی کھلی ہوئی کتاب مین سب موجود ہے جس کو صحیفۂ قدرت کہو یا صحیفۂ اعمال یا کتاب مبین یا کھلی کتاب کہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کا علم ان سب پر حاوی اور غالب ہے۔ ع (ت ۶۹۲) وھو القاھر۔ جیسے تم غالب ہو دوسرون پر خدا تم پر غالب ہے۔ (ت ۶۹۳) من فوقکم۔ شمال کیطرف یا امرا کی طرف سے فوق کے تین معنی۔ (۱) حاکم ظالم مسلط ہو جائے۔ (۲) بیرونی دشمن حملہ کرین۔ (۳) تیز ہوائین چلین جو مکانات گرا دین اور ہم دب جائین۔ اور ژالہ باری۔ سنگ باری۔ بجلی۔ سخت بارش بھی مراد ہے۔ (ت ۶۹۴) او من تحت ارجلکم۔ یا تمہارے غلامون کی طرف سے اور اس لفظ کے تین معنی ہین۔ (۱) زلزلہ سے زمین پھٹ جائے (۲) خسف ہو جائے (۳) نوکرون غلامون کے ہاتھ سے مارا جائے۔ (ت ۶۹۵) بذیق بعضکم باس بعض یہ نبوت کے ثبوت ہین کئی پیشگوئیاں ہین جنکا وقوع ہو چکا (ت ۶۹۶) لست علیکم بوکیل۔ وکیل نہین ہون کہ پیشگوئیون کو جھٹ تمہارے سامنے پیش کر دون وہ تو خدا کے اختیار مین ہین۔ جب اونکا وقت آئیگا ظاہر فرمائیگا۔ (ت ۶۹۷) ان تبسل نفس بما کسبت۔ اس کے معنی صحابہ اور تابعین نے (۵) بیان کئے ہین۔ (۱) سونپا جائے تسلم۔ (۲) تحبس بند کیا جائے (۳) ترھن رھن پڑ جائے (۴) تجزی سزا دیا جائے۔ (۵) تحرم محروم کیا جائے۔

(ت ۶۹۸) شفیع یعنی گنہ سے نجات دینے والا۔ بڑائی سے بچانے والا عذاب سے روکنے والا ع (ت ۶۹۹) استھوتہ الشیطین۔ استھوت مشتق ہے ھوی (ھوی) سے جسکے معنی ہین بلندی سے گڑھے مین گرنا [illegible]

ہُچے۔ اللہ سے دور ہلاک ہونے والی ردحین۔ ڈاکو وغیرہ۔ (ت ۷۰۰) یقول۔ اسیطرح قیامت کو کہے گا۔ کہ ظاہر ہو تو ظاہر ہو جائیگی۔ (ت ۷۰۱) عالم الغیب والشہادۃ۔ جو بُود نہ ہو وہ غیب ہے اور جو بُود ہو وہ الشہادۃ ہے الغیب و الشہادہ کے یہ ہی ایک معنی ہین۔ (ت ۷۰۲) ابراھیم حضرت ابراہیم حضرت عیسیٰؑ سے قریبًا دو ہزار برس پہلے عراق مین بمقام اُور یا بابل پیدا ہوئے بڑے ہوئے تو وطن سے ہجرت کر کے پہلے حَران مین آئے پہر معہ اپنے بہتیجے لوط کے کنعان مین آئے اور شہر نابلس سے گزر کر بیت المقدس مین خیمہ لگایا پہر عرب و مصر مین بہی گئے انکے بیٹے اسمٰعیلؑ کی اولاد عرب مین آباد ہوئی دوسرے بیٹے اسحٰقؑ سے بنی اسرائیل ہوئے جو شام مین رہے یہین حضرت ابراہیمؑ کی قبر مبارک ہے۔ انکے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آذر ہے کیونکہ والد کے لئے انہون نے دعائین مانگی ہین جیسے سورہ ابراہیم رکوع ۷ پارہ (۱۳) مین ربنا اغفرلی ولوالدی آیا ہے مگر لفظ اَبْ کے ساتھ دعا کرنے سے منع کئے گئے ہین جیسے رکوع (۳) پارہ (۱۱) مین وما کان استغفار ابراہیم لابیہ آیا ہے۔ نمرود بادشاہ جو ضحاک تازی کا صوبہ تہا پہلے بزرگون یا نبیونکی پیشگوئیون کی بنا پر حضرت ابراہیمؑ سے ہراسان تہا اس لئے وہ لڑکون کو قتل کر ڈالتا حاملہ عورتون کی خبر رکہتا یہی وجہ تہی کہ اُنکے والدین نے انکو ایک غار مین چہپا رکہا اور سن تمیز تک وہین رہے اور انکا ستارون کو ھذا ربی ھذا ربی کہنا تحقیر کے لئے ہے اور انکے چہپ جانے کو حجت پکڑنا انکی تحقیر کی دلیل ہے اور آخر مین صاف لفظون مین اپنی قوم سے فرماتے ہین کہ مین ایسے مشرکانہ باتون سے پاک صاف ہون خود قرآن فرماتا ہے وتلک حجتنا اتینٰھا ابرٰھیم ﷺ آیت اوّل یہان ھذا تحقیر ہی کے لئے ہے جیسا اھذا الذی بعث اللہ رسولا مین اھذا ہے ﷺ اور اس لفظ کے تحقیر کے لئے ایک تحقیری لہجہ کی ضرورت ہے۔ (ت ۷۰۳) لیکون من الموقنین۔ یقین کی کوئی حد نہین بڑھتا ہی جاتا ہے مگر عقائد وغیرہ چند امور مین۔ (ت ۷۰۴) الا ان یشاء ربی۔ کبہی اپنی طرف سے مباحثہ وغیرہ کی ابتدا انکرو علم پر مغرور نہو سخت مجبور کئے جاؤ تو پہلے دعائین کرو

اے میرے رب میرا علم میری قدرت میری عقل میری سمجھ ناقص ہے تو ہی اپنے فضل سے میرا معین وناصر۔ وہادی وحجج ہو۔ اور دعائے رب اشرح لی صدری الخ سورہ طٰہٰ بہی پڑہ لے اور بہت عجز و انکساری کے ساتہہ شریک مباحثہ ہو شیخی اور تکبر کو لات مار کے۔ (ت ۷۰۵) وسع ربی کل شیء علمًا۔ اس آیت کو وسع کرسیہ السمٰوٰت سے ملانا چاہئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرسی سے مراد علم الٰہی ہے اور یہی بخاری شریف اور کتب لغت قاموس وصراح سے ظاہر ہے۔ ع (ت ۷۰۶) وتلک حجتنا۔ مطلب یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی خصوصیت نہین۔ ہماری حجت ابراہیم کو بہی دی تہی۔ ع (ت ۷۰۷) وما قدروا اللہ حق قدرہ تجربہ سے دیکہہ لو کہ اللہ کے قانون کی کس قدر نافرمانی کی جارہی ہے اور کوئی قوم بہی الا ماشاء اللہ اللہ کی قدر پوری نہین کرتی سب اپنی خواہشون کے پیچہے لگے ہین اسکی ایک مثال بیان فرمائی ما انزل اللہ علی بشر۔ برہمو سماج کا یہی مذہب ہے جسکے جواب مین قل من انزل الکتاب الخ فرمایا۔ (ت ۷۰۸) تجعلونہ قراطیس۔ قراطیس کاغذات۔ دفاتر۔ طومار۔ ثرا یعنی ردی کاغذ بنا رکہا ہے۔ (ت ۷۰۹) تخفون کثیرًا۔ یعنی مطلب کی دکہلاتے ہو غیر مطلب کی چہپاتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب کے تمام احکام ماننا وہ اپنے مطلب کے موافق ہون یا نہ ہون اس سے تعارض کا راستہ ہٹ جاتا ہے مطلب حق کا مدنظر رکہنا چاہئے۔ (ت ۷۱۰) وعلمتم ما لم تعلموا۔ قرآن مین ہر ایک قسم کی اصلاح رکہہ دی ورنہ تمکو اگر خود ذات سے تحقیقات کرنی پڑتی تو بڑے مشکلات ہوتے اور تحصیل علوم کرنا پڑتا سیج فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولقد یسرنا القرآن للذکر ﷺ قرآن کریم حصول صداقت کے لئے کسقدر آسان ہے۔ (ت ۷۱۱) لتنذر ام القرٰی یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب اور یہود سے مایوس ہوگئے تو اللہ نے بشارت دی کہ تجھ پر ایسے لوگ ایمان لائین گے جو کبہی انکار ہی نکرینگے۔ عرب۔ روم ایران۔ افغانستان بلوچستان۔ ہندوستان۔ چین۔ تبت۔ ترکستان۔ روس وغیرہ ملکون مین ہزارون تو مین مسلمان ہوگئین ام القرٰی۔ یعنی بستیون کی مان کیونکہ روحانی شیر تمام بستیون نے

اسی کے بافیض چھاتیون سے پیا ہے اور توریت مین اسکا نام ناف زمین ہی ہے۔ کیونکہ شکمی بچہ ناف ہی کے ذریعہ سے پرورش پاتا ہے حزقیل کے ۳۸ باب مین ناف زمین کا تفصیلی ذکر ہے۔ (ت ۱۲|۷) یومنون بہ۔ وہ مانتے ہین رسول و قرآن کو یہ آیت انکو پڑھنا چاہئے جو صرف اللہ اور یوم آخرۃ کو مانتے ہین کہ یہ انیر حجت قوی ہے اور پ ۲ مین یریدون ان یفرقوا۔ الا نہ کی آیت بہی ملا کر پڑہے ہین۔ اور یعبد اللہ علی حرف پ ۱۷ پر عمل نکرین۔ ومن قال سانزل یہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا کاتب وحی عبداللہ بن سعد نے کہا ہے ع۔ (ت ۱۳|۷)۔ یخرج الحی من المیت۔ یعنی کافرون مین سے مومن اور مومنون سے منافق گندون سے پاک اور برعکس پیدا فرماتا ہے اسمین ہمین دو سبق دئے ہین نمونۃً آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کہ اگر بزرگ سست ہون تو پروا نہین خود چست ہونا چاہیے۔ ہم چست ہون تو گھمنڈ اور شیخی نکرین۔ کیونکہ ہماری اولاد معلوم نہین کیسی ہو۔ پھر فالق الحب والنوی سے مسئلہ حبیت خویش اور اولاد کے لئے دعائین مانگا کرو۔ ایمانداروں کی مثالین بیان دین۔ (۱) حب (۲) نوی (۳) حی (۴) اصباح (ت ۱۴|۷) جعل لکم النجوم انبیا اور اولیاء ہی پیدا کئے جن سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل ہوئے (ت ۱۵|۷) مستقر۔ قرارگاہ قبر سے لیکن بہشت تک و مستودع جاے امانت مان کے پیٹ سے لے کر قبر تک یعنی عارضی جگہہ بطور امانت (ت ۱۶|۷) وجعلوا للّٰہ شرکاء الجن عرب کے بعض فرقے ملائکہ اور جنات کو پوجتے اور بعض ملائکہ کو خدا کی بیٹیان کہتے زرد شتیون نے یزدان اور اہرمن بنا رکہے تہے یزدان کی فوج ملائکہ اور اہرمن کی شیاطین کو سمجھتے تہے یہود عزیر کو خدا کا بیٹا اور عیسائی مسیح کو بعض مریم کو خدا کی بیوی اور اسکی مورت کو گوشہ کناری پر ٹانکا کر اسکی پوجا کرتے۔ (ت ۱۷|۷) سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون۔ یہ اسماء الٰہی سے غفلت کی شکایت ہے انسان کو اگر معلوم ہو جائے کہ انکی اصل حقیقت کیا ہے اور رب العٰلمین کے ساتھ ہمارے کیا تعلقات ہین تو اس مین غفلت اور بدمستی کے آثار بالکل نہ رہین

کاش وہ اسماے الٰہی مین غور کرے اور اس کے فوائد و فیوض سے مالامال ہو اور جس طرح اپنی خواہشات اور دنیوی مقاصد کے لئے سخت محنتین اٹھاتے اور تکلیفین گوارا کرتے ہین۔ اسیطرح روحانی رزق و منافع کے لئے محنتین اٹھائین اور اسکی تلاش کرین۔ اسماء الٰہی جو قرآن سے ثابت ہین وہ پانچ قسم کے ہین (۱) وہ اسما جو انسان کی فطرتی ضرورت اور خواہشات کی متکفل ہین۔ (۲) وہ اسما جو پیدایش اور نظام عالم سے متعلق ہین (۳) وہ جو حکومت انسانی سے متعلق ہین (۴) وہ جو اصلاح نفس اور رفع انسانی کے متکفل ہین۔ (۵) وہ جو انبیاء اولیاء سے تعلق رکھتے ہین ع۔ (ت ۱۸|۷) بدیع بدیع بلا نمونہ و بلا مادہ بنانے والا۔ فرقہ ثنویہ کا رد ہے جن کو فارسی و مجوسی کہتے ہین اور آریہ کا و نصاریٰ وغیرہ کا ہی کیونکہ وہ بہی رحم بلا اسباب کے قایل نہین۔ اور بدیع کے لئے اسکی ضرورت ہے (ت ۱۹|۷) وخلق کل شیء بلا استثنا جیسے ابن و بنت تو کوئی نہین سب مخلوق الٰہی ہین۔ اور نہ کسی دوسرے کی جیسے پیٹین وغیرہ مخلوقات ہین۔ سب خدا ہی کی ہین (ت ۲۰|۷) وھو بکل شیء علیم۔ یعنی اللہ کے علم مین ابن و بنت وغیرہ اور خالق کوئی نہین (ت ۲۱|۷) وھو علی کل شیء وکیل۔ یعنی کسی سے ڈرو مت کیونکہ ہمارے خزانہ مین سب کچھ ہے (ت ۲۲|۷) لا تدرکہ الابصار۔ ابن اللہ کی تردید و الوہیت عیسویت کی رد مین دلیل دی ہے۔ اور مسیح کو تو آنکھین خوب دیکھ سکتی ہین (ت ۲۳|۷) الخبیر۔ یعنی تم اپنی آنکھون کو بتائے پر مت چلو۔ خدا کے بتائے پر چلو۔ کیونکہ آنکھین غلطی کرتی ہین اور خدا کی راہ راست مین غلطی نہین (ت ۲۴|۷) وما انا علیکم بحفیظ۔ یعنی تم اندہے بن کر دو تو مین زبردستی آنکھین دے دون یہ عادت والضاف نہین کسی خاص طریقہ کی پیروی کا حکم نہین (ت ۲۵|۷) اتبع ما اوحی الیک یہ عام حکم ہے (ت ۲۶|۷) لا الٰہ الا ھو۔ یہ تمام وحیون کا خلاصہ ہے کہ سواے اللہ کے کوئی سچا معبود نہین۔ (ت ۲۷|۷) ولو شاء اللّٰہ ما اشرکوا۔ یعنی اعمال شرکیہ کی وجہ نہ دے انکو مشرک بنا رکہا ہے۔ جو انکی دلی خواہش ہے اور وہ اللہ کے

نزدیک پسندیدہ نہین اس لئے کہ مشرک بنے اور فرمایشی نشان نہین بتائے جائین گے کیونکہ جبر نہین۔ (ت ۲۸ ع) وما انت علیھم بوکیل۔ جو انکو انکے ہوئے شرک وغیرہ برائیون سے ہٹا دے۔ (ت ۲۹ ع) ولا تسبوا الذین یعنی ہر ایک جماعت کو اخلاقی تعلیم دی جاتی ہے کہ حق دین کی تبلیغ کرو مگر کسی کے بزرگ کو گالی نہ دو۔ (ت ۳۰ ع) کذلک زینا۔ یعنی ہر ایک کو بخوبی سمجھا دئے ہین۔ جو جو کام کرتے ہین اور جو اونکے نتیجے ہونگے۔ (ت ۳۱ ع) فینبئھم بما کانوا یعملون۔ یعنی خدا کے پاس جاکر وہ اپنی جزا آپ پالین گے اور غلطیون کا اقرار کرلین گے۔ (ت ۳۲ ع) قل انما الایٰت عند اللہ معکار ان معجزات کا جواب ہے یعنی میرے ربکے پاس بہت معجزات ہین۔ مین کیون نہ دکھاؤن گا اور نشانات عطاء الٰہی ہوتے ہین فرمایشی نہین ہوسکتے۔ ع ۱۳

الجزء ۸

(ت ۳۳ ع) یجھلون۔ نادان آدمی الٹی تجویزین سوچتا ہے جو غیر مفید ہوتی ہین جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ راہ ہدایت اور اسباب ہدایت سے محروم ہوجاتا تحریک قلبی نزول ملائکہ ہے مگر وہ عمل کہان کرتا ہے۔ خواب مین بزرگون سے ہدایت ہوتی مگر نہین مانتا لوگ سزایاب ہونے دیکھتا ہے پیشگوئیان پوری ہوتی ہین مگر نہین مانتا پھر انبیا کا انکار ہو جاتا ہے پھر الانس والجن کھلے چھپے مقابلہ کرنے والے بھی ہوتے ہین۔ (ت ۳۴ ع) الکتب مفصلاً کتاب اس لئے اتاری کہ اس کو پڑھو عمل کرو غور کرو جسمین نیکی وبدی کی الگ الگ تفصیل ہے۔ (ت ۳۵ ع) وان تطع مامور کے مقابلہ مین جمہور اور عام اقوال قابل سماعت نہین۔ (ت ۳۶ ع) ان یتبعون الا الظن جس ان کے بعد الا آتا ہے اس کے معنی نا کے ہوتے ہین۔ (ت ۳۷ ع) وان ھم الا یخرصون۔ اٹکل بازی سے بدی ونیکی کی تشریح جو کرتے ہین وہ محض غلط ہوتی ہے۔ (ت ۳۸ ع) وقد فصل لکم۔ قرآن مجید مفصل ہے مجمل کہنے والے غور کرین۔ (ت ۳۹ ع) وذروا ظاھر الاثم۔ ظاہری گناہ مثلاً چوری بدی۔ جھوٹ لڑائی جھگڑا وغیرہ نفس امارہ کا فعل وقول۔ باطنہ باطنی گناہ۔ کینہ۔ بغض۔ حسد۔ تکبر۔ حرص۔ نفاق۔ نفس لوامہ کے افعال اقوال۔ اور کسی آدمی وغیرہ کو بادشاہ وزیر کی مثال دینا خدا کے ساتھ غلط ہے ہان سیڑہی کی دے سکتے تھے مگر اللہ تو اقرب سے اقرب ہے۔ پہر دل سے ایسی باتین بنانا کیا معنی۔ ع ۱۴ (ت ۴۰ ع) اومن کان میتا۔ جب تک خدا کی عظمت وجبروت کو نہین پہنچتا مردہ ہی ہوتا ہے جب اس کو ادراک کرلیتا ہے تو اسکو روشنی عقل وسمجھ وراستی اور علم وکلام الٰہی کا فہم والہام وجذب دیا جاتا ہے۔ اب ترقی وتمیز کے لئے ہر روز محاسبہ نفس ضروری ہے۔ سردار دوجہان فرماتے ہین من استوا یوماہ فھو مغبون مخلصین کی ایک پہچانت یہ ہی بتلاتی ہے کہ امرا ان سے متنفر اور الگ رہتے ہین کسی نے پوچھا کیشپ۔ دیانند وسرسید وحضرت غلام احمد مین کیا فرق ہے جواب دیا گیا کہ اکابر مرزا صاحب سے تعلق نہین رکھتے خلاصہ یہ کہ مامور من اللہ کے ساتھ پہلے امرا شامل نہین ہوتے۔ (ت ۴۱ ع) مثل ما اوتی رسل اللہ۔ مشترک نشان سب رسولون مین اخیر فتح یابی ہے۔ اور الہام وبرکات وغیرہ۔ (ت ۴۲ ع) الرجس۔ کفر۔ پلیدی۔ لعنت۔ جہالت۔ بدکاری۔ ضد وہٹ دہرمی۔ (ت ۴۳ ع) علی الذین لا یومنون۔ اضلال لا یومنون والون کو ہوتا ہے۔ (ت ۴۴ ع) لقوم یذکرون یعنی پند کودن امرای احکام الٰہی کے ماننے کا فائدہ یہ ہے کہ دنیا مین قبر مین پل صراط مین جنت مین غرض سب جگہ سلامتی کا گھر ملتا ہے۔ اخیر اسکا ولی ہو جاتا ہے پھر مومن بتدریج ظلمت سے بآسانی نکل جاتا ہے۔ ظلمت اقسام کی ہین (۱) ظلمت جہل۔ (۲) ظلمت رسم (۳) ظلمت حب وبغض (۴) ظلمت افلاس وتنگ دستی۔ ودولت۔ (۵) ظلمت مجلس (۶) ظلمت شرک۔ جیسے نصاری کی حالت ہے (۷) ظلمت ریا وبد اخلاقی وکم اخلاصی وغیرہ

(ت ۷۴۵) ربنا استمتع ۔ ہم نے ایک دوسرے سے ہمارے کام چلائے تینے انکے کام کئے ۔ (ت ۷۴۶) قال النار مثوٰکم ۔ جہنمی ہوگے لڑائی مین مارے جاؤ گے ۔ (ت ۷۴۷) وکذٰلک نولی ۔ جب تم خود تو استغفار بہت کرو کیونکہ ظالمون پر حاکم ظالم ہوتا ہے ع (ت ۷۴۸) یقصّون علیکم اٰیٰتی ۔ انسان مین دو قسم کے قوی ہین ایک مین تو عقل ہے ۔ دوسرے بغیر اختیار نہین احکام الٰہی ہمیشہ پہلے سے متعلق ہوتے ہین دوسرے سے ہرگز نہین ۔ دوسرے کی مثال جیسے نصاریٰ کہتے ہین تین ہی اور ایک کا ایک مشرک کہتے ہین ۔ بت مین منتر پڑھنے کے بعد خدا آجاتا ہے ۔ دوسری قسم کی باتونکی اصلاح کے لئے انبیا مبعوث فرمائے گئے ہین امیر بھی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور غریب بھی جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام برہمو سلسلہ کے لوگ رسالت کے منکر ہین اور رسالت کے ہی (ت ۷۴۹) وغرّتہم الحیٰوۃ الدنیا ۔ جیسیا ہونے ہی کھانا مانگتا ہے اس کے بعد غضب بہر حرص و حب یہ تو بھی سکے کر ہمین پھر تو شہوت جسکا یہ نتیجہ ہر فرد نو جوانون مین ہم دیکھتے ہین غرض یہ قوی مذکورہ پہلے ذرا انکے لئے ہین اور تعلیم انبیاء اور عقل و فہم کا استعمال کرنا بعد مین آتا ہے جس کے لئے بڑا خوض و تامل درکار ہے اسلئے بغیر اتمام حجت و دلائل نبوت کے عذاب الٰہی نہین آتے (ت ۷۵۰) واہلہا غٰفلون ۔ یعنی بغیر رسولون کے بھیجے عذاب نہین آتا رسول آئے بعد عذاب آتا ہے (ت ۷۵۱) لاٰیٰت اسد مین لام حالیہ ہے (ت ۷۵۲) ہٰذہ الشہر کا ثمنا ۔ یعنی جنکو تینے اللہ کے برابر سمجھ کہا ہے وانا ۔ مقدر ہے یکی تمہیدات و کوع آول سے رکوع ختم تک بیان کئے گئے ہین غور سے پڑھنے یا ہین ۔ اور متشابہات کو محکمات کے تحت مین کیا جائے (ت ۷۵۳) زیّن لکثیر من المشرکین ۔ بنا سکتے ہین کاردی جنکے ہان قتل اولاد اور راہبون کا گوشت کھانا جائز ہے اور کوئی گناہ نہین (ت ۷۵۴) الا من نشآء ۔ یعنی کھانے والے خاص خاص ہین یہ بجائے خود ہے جس مین رد تقدیر اور شرک کا اظہار ہے ۔ (ت ۷۵۵) خیر فتحوہا ۔ یعنی اپنے جی سے منع ٹھیرا لیا ہے (ت ۷۵۶) افترآء علیہ ۔ یعنی خدا نے اپنے نام پر اس کا منع کر دیا ہے ع ۔ (ت ۷۵۷) ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ۔ یعنی بد رسمون کی چال نہ چلو (ت ۷۵۸) لا یہدی القوم الظٰلمین ۔ رسوم و بدعات یہ نہ عقلی نہ طبعی نہ شرعی ہوتے ہین محض جہالت و افترا ہوتے ہین ع ۔ (ت ۷۵۹) ذٰلک جزینٰہم ببغیہم ۔ دقتی و بیماری و نیز رزق کی وجہ

چنلی وغیرہ حلال کردی گئین تہین اصل حرمت نہین تھی ۔ (ت ۷۶۰) سیقول الذین ۔ جبریہ کے رد مین اس آیت مین بہت سے دلائل بیان کئے ہین ۔ اوّل جبر سے تمسک پکڑنے والے حرام اور گناہ پر تمسک پکڑتے ہین کسی نیکی کو جبر کے ماتحت پیش نہین کرتے جیسا کہ مشرکین نے شرک اور زنا اور تحریم پر جبر کو پیش کیا ۔ (۲) اگر جبر صحیح ہو تو تمام انبیا کی تکذیب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ذی استطاعت مکلفین کی طرف دعوت الی الخیر کے لئے مبعوث ہوتے ہین ۔ (۳) اگر جبر صحیح ہوتا تو جن لوگون نے جبر سے تمسک کرتے ہوئے رسولون کی دعوت کو رد کیا ان پر تباہی اور عذاب آیا اگر یہ حق ہوتا تو رسولون پر عذاب آتا نہ انپر ۔ (۴) اس دعوے کے ثبوت کے لئے کسی علم کی ضرورت ہے چاہے وہ کسی کتاب الٰہی سے پیش کیا جائے یا بداہت عقل اسکی شہادت دے مگر یہ دونون باتین نہین ۔ (۵) جبریہ اس خیال مین گمان اور اٹکل پچو سے کام لیتا ہے ۔ (۶) اللہ تعالیٰ نے جو الزام جبریہ لوگون کے ذمہ لگایا وہ خوب مضبوط ہو کر کے لگ گیا ۔ (۷) تعجب ہے کہ یہ لوگ تمسک جبر کرتے ہین ۔ حالانکہ وہ خدا جو قدوس ہے اگر جبر ہی کرتا تو ہم پر کرتا (ت ۷۶۱) ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ۔ یعنی کسی الٰہی کتاب کی سند پیش کرو اور شایع کرو ۔ (ت ۷۶۲) یعدلون برابر سمجھتے ہین جھوٹے معبودونکو ۔ ع (ت ۷۶۳) ما حرم ربکم ۔ اجازت دی ہوئی چیزون مین سے ایک تو یہ کہ لا تشرکوا بہ خفیا شرک نہ ذات مین ہو ۔ نہ صفات مین (ت ۷۶۴) من املاق ۔ یعنی تنگدستی کے خوف سے یہ نہ کہو کہ کہان سے کھلائین گے جب ہم دیا نہین ملتے ہین ہم خود تمکو اور انکو بھی روزی ۔ تضییع اولاد چار طرح پر ہے (۱) عورتین مانعۃ الحمل دوائین کھاتی ہین ۔ (۲) حمل گرادینا ۔ (۳) عزل جماع بلف و جلق وغیرہ ۔ (۴) اولاد کی پرورش مین بے احتیاطی اور آوارہ چھوڑ دینا ۔ اور بد صحبتون سے نہ بچانا (ت ۷۶۵) ولا تقربوا الفواحش ۔ جماع تقویٰ و طہارت اور دعا کے ساتھ ہو ورنہ محققین نے ثابت کیا ہے کہ ماں باپ کے بسا اوقات کے خیالات اولاد مین سرایت کرتے ہین ۔ جن مردون نے عورتون کو یا عورتون نے مردون کو تنگ کرکے کہا ہے ان کی اولاد اکثر مجنون یا ننگ و ذلیل بد اخلاق رذیلہ صفات والی ہوتی ہے (ت ۷۶۶) لعلکم تعقلون ۔ پہلا درجہ عقلی رنگ کا ہے (ت ۷۶۷) واوفوا الکیل والمیزان بالقسط ۔ ناپ تول مین وزن برابر رکھو غلطی مت کرو بعض کا یہ خیال ہے کہ پوری ایمانداری سے کام نہین چلتا کچھ کم و بیش ہو

جاتا ہے۔ جواب ارشاد ہوتا ہے۔ ہم کسیکو تکلیف نہین دیتے۔ مگر اسکے اندازہ سے (ت ۷۶۸) وبعهد الله اوفوا۔ یعنی شریعت آلہی کی پابندی کرو (ت ۷۶۹) لعلکم تذکرون۔ دوسرا درجہ طبی وتجربہ کے رنگ کا ہے (ت ۷۷۰) ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله۔ لا اختلاف نہین کیونکہ قد تبین الرشد من الغی کا ایمان آگیا ہے۔

(ت ۷۷۱) ذلکم وصاکم به۔ سیدہی راہ پر چلنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور اسکی وصیت کیون کیجاتی ہے۔ جواب ارشاد ہوا کہ تم دکہون سے بچو یعنی متقی بنو (ت ۷۷۲) لعلکم تتقون۔ تیسرا درجہ شرعی واخلاقی رنگ کا ہے جو جامع ہے سب کا (ت ۷۷۳) ثم آتینا موسی الکتب۔ ثم کبہی ترتیب اور ترقی کے لئے ہوتا ہے اور کبہی ثم بمعنی واو العطف ہوتا ہے جیسے یہان ہے۔ یعنی پہر یا اور ہی ہمنے موسٰی کو کتاب۔ (ت ۷۷۴) علی الذی احسن۔ اس بات کے بدلہ مین کہ وہ محسن بنا یا نیک کام کیا۔ ع [19] (ت ۷۷۵) انما انزل الکتب۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ توریت شریف ہے۔ (ت ۷۷۶) عن دراستهم لغفلین پڑہنے سے جماعت اہل کتاب کے ہم غافل ہین یعنی ایسا ہو کہ تم کہہ بیٹہو کہ کتاب تو نازل کی گئی ان دو مخالفون گروہ سے پہلے تہے یہود و نصارٰی اور ہم انکے پڑہنے سے بے خبر ہین اس لئے کہ دنیا کی کل قومین دوسرونکی زبانین سیکہا کرتی تہین اور انکی کتاب مذہب کو اختیار کرتی تہین۔ چنانچہ مغربی قومین عبرانیون کی اور مشرقی ایرانیون کی ہم عرب ہی ایسی قوم ہین کہ کسی کی زبان ہم نہین سیکہتے اس لئے ہمارے لئے کتاب آئے۔ چنانچہ آئی جو ہمین کی زبان مین ہے۔ اب اس کتاب کا ماننا سبہی کو لازم ہوگیا۔ دوسری قومون کو تو اس لئے کہ وہ غیرون سے سیکہنے کے عادی ہو رہے تہے اور عربون کو انکی زبان ہونے کے سبب سے اس لئے تمام دنیا پر اتمام حجت ہو چکی اور یہی ختم نبوت آپکا سر ہے۔

(ت ۷۷۷) اصدف۔ منہ پہیرا (ت ۷۷۸) لم تکن۔ نہ لایا ہوگا (ت ۷۷۹) انا منتظرون۔ یہ جنگ کے متعلق پیش گوئی ہے۔ (ت ۷۸۰) ان الذین فرقوا دینهم۔ راہ حق ومنشاء آلہی کو ترک کردینا۔ اس آیت مین قرآن کریم اور نبی کریم کی ضرورت کو ثابت کیا ہے کہ پہلی تمام قومون نے اپنے دین کے ٹکڑے کئے اور خود ہی کئی قومین بن گئین ہر ایک قوم کے پاس بیشک کچھ سچائی ہی ہو لیکن اپنے خیالات ہی بہت ملے ہوئی ہین اسلئے انمین نہ تو خالص سچائی ملتی اور نہ حقائق کا مجموعہ ملتا۔ پس حق کا طالب تو ہر ایک قوم مین داخل ہو اور اس سے سچائی کو حاصل کرے اور یہ ناممکن ہے یا وہ سب قومون سے الگ ہو جائے اور سرچشمہ حقیقی سے وہ اس مشکل کو حل کرے یہی احسن اور ممکن ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے تمام حقایق کو جمع کیا۔ خاتم الکتب ہوا اور نبی کریم نے تمام نمونون کو جمع کیا آپ خاتم النبیین ہوئے۔ اسلئے آپ کو سب قومون سے علٰحدگی کرنی پڑی اور آپکی امت بہی علٰحدہ ہوئی (ت ۷۸۱) فی شئ۔ کچہہ بہی کسی طرح بہی۔ ہرگز نہین۔ (ت ۷۸۲) فله عشر امثالها۔ اس پر سوال ہے کہ ہم نیکی کی اجر کی مثل کو نہین جانتے تو اسکی دس مثلون کو کیسے سمجہین پس اللہ تعالٰی نے جو نیکی کا اجر مقرر فرمایا ہے وہ تہوڑا ہو یا بہت یا کم ہو یا زیادہ اپنے ہی علم کے لحاظ سے اسکو مقرر فرمایا۔ **الجواب**۔ یہ قاعدہ اہل اسلام کے لئے پہلی قومون کے اجور کے مقابلہ مین قرار دیا گیا ہے کہ انکو جو ترقی ملتی تہی اسی کام پر اس امت مین بڑہکر ترقی ملے گی جیسے کہ مسلمانون کی سلطنت اور علماء وصلاحیت اور کثرت اولیاء یہ نبی اسرائیل کے مقابلہ مین بیشک عشر امثالها ہے۔ (ت ۷۸۳) وهم لا یظلمون ظلم تو اللہ پاک کے یہان ہے ہی نہین فرضی تقدیر اور جبر اختیاری زعم پر عوام کی نظر ہے (ت ۷۸۴) قل اننی هدانی ربی۔ یہ اس ضرورت کا پورا کرنا ہے جو طالب حق کو پہلی امتون کا اختلاف دیکہکر پیش ہوئی کہ سب تفرقہ مٹا کر اصل الاصول راس الرئیس کی طرف متوجہ کیا جیسا کہ اس وقت امت کا افتراق ایک مصلح کا محتاج ہوا اسنے فیج اعوج کا زمانہ حذف کرکر اصل دین نبی کریمؐ اور صحابہؓ کا پیش کیا اور آخرین کو اولین مین داخل کیا (ت ۷۸۵) دینا قیما۔ دین طریقہ حقہ اور مضبوط راہ ہے (ت ۷۸۶) وانا اول المسلمین یعنی مین کل نمبر کا پہلا فرمان بردار فدائی ہون۔ ع [20]

سورة الاعراف

(ت ۷۸۷) اس سورۃ مین نظائر کے ذریعہ دلائل نبوت دی ہین اور اس سورۃ شریف کا نام۔ **المص** ہے کیونکہ قوم کو ننگے طواف کرنے سے روکنے کی تمہید ہے۔ اور کس خوش اسلوبی سے نصیحت فرمائی گئی ہے اس سے ناصحین کو طرز نصیحت سیکہنا چاہئے۔ ت ۷۸۸

المٓصٓ - مین اللہ ہون بڑا جاننے والا صادق - افضل - اصور -
(ت ۷۸۹) انزل بھیجی گئی اتاری گئی (ت ۷۹۰) حرج
اے حرجٌ فی التبلیغ - قدیم یا جدید رسم کو اٹھانا اور موقوف کر دینا وہ بھی
مکہ کے جیسے مقام مین جہان رسم کے طور پر سب پابندی ہو رہی ہے خصوصًا
بے دست و پائی کے حال مین کیسی بیچینی کا موجب ہوگا (ت ۷۹۱)
لتنذر بہ - یعنی پیش گوئیاں کرے - دنیا آخرت کے عذابسے ڈرائے
(ت ۷۹۲) قائلون - قیلولہ کرتے تھے (ت ۷۹۳)
دعوٰیھم - دعا انکی - (ت ۷۹۴) فلنسئلن - ہم ضرور
پوچھینگے (ت ۷۹۵) ارسل الیھم - امتون سے
(ت ۷۹۶) مرسلین - پیغمبرون سے - کہ تمنے ان لوگون کو کیا کہا
(ت ۷۹۷) فلنقصن - ضرور ہم بتادینگے اور ظاہر کر دینگے -
(ت ۷۹۸) والوزن یومئذ الحق - نیکیان اور بدیان
اُس دن تولی جائینگی - ع (ت ۷۹۹) خلقنکم - اندازہ
کیا ہمنے (ت ۸۰۰) اسجدوا لاٰدم - سخت اطاعت
کرنا تعظیم کرنا - آداب بجالانا - سجدہ - سر بر خط فرمان نہادن فرمانبرداری
کرنا - (ت ۸۰۱) قال انا خیر منہ - آگ ملک کے مقابلہ مین
مغالطہ - (بہتری کیا ہے) مین لڑائیان کرنے والا جنگ جو یہ طینی
خاکسار آدمی ہے - مین ناری آدمی ہون ہمیشہ جنگ جو تو مین ہتین -
حلیم آدمی کی دشمن ہوتی ہین اور اسکو حقیر و برا سمجھتی ہین - خدا نے نصیحت کے
طور پر یہ شرعی حکم فرمایا کہ اس مقام سے اُتر جا (ت ۸۰۲) طین -
سیاہ کیچڑ سے (ت ۸۰۳) فاھبط منھا -
منھا کی ضمیر حالت ناری کی طرف پھرتی ہے یہ نصیحت شرعی ہے ارشاد
تکوینی نہیں ہے - ابلیس کا مکالمہ جناب الٰہی سے نہین ہوا - کیونکہ مکالمہ کیلئے
کلم اللہ تکلیما ہونا چاہئے - قال سے صرف اظہار مطلب بجائے خود ہے
یا کسی مامور کے ذریعہ تھا (ت ۸۰۴) انظرنی - مجھے مہلت دے
شریر نے مہلت لی تو فساد کے لئے - (ت ۸۰۵) الیٰ یوم یبعثون
یعنی دنیا مین انسان مبعوث ہون - اور ہم بھی دیکھین کہ طینی نرم مزاج
کہان تک کامیاب ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نرم ہین - اور ابوجہل
بالمقابل ایک آتشی مزاج - طینی لوگ کامیاب ہو جاتے ہین جنگجو نہیں -
(ت ۸۰۶) فبما اغویتنی - اغویتنی کی نسبت اللہ پاک کی طرف
منگلی شیطانی قول ہے باوجودیکہ خود کہہ رہا ہے - صراطک المستقیم

کیونکہ وہ چھوٹا ہے (ت ۸۰۷) بین ایدیھم قرآن اور نبی اور مومنین و
عذاب و پیش گوئیان و راہ راست سب بھلا دونگا (ت ۸۰۸) ومن خلفھم
دنیا و اسباب ملی پیچھے وغیرہ پسند کرا دونگا (ت ۸۰۹) وعن ایمانھم
نیکی اون کو عیب اور عیب کو ہنر بنا دونگا (ت ۸۱۰) شمائلھم - بد اعمالی و
اقوال پسند کرا دونگا - اوپر کا نام نہین لیا - کیونکہ وہان اسکا غلبہ نہین - وہ اعلا
مقام خالی رہا - حضرت امام محی الدین ابن عربی بھی اس بات کی طرف اشارہ
کرتے ہین - اور فرماتے ہین کہ اوپر کا نام نہین لیا تاکہ توبہ و استغفار کا دروازہ
کھلا رہے (ت ۸۱۱) مدحورًا - رحمت سے دور تنگدل آسرا ٹوٹا
ہوا (ت ۸۱۲) اسکن انت وزوجک الجنۃ - تبریزیا من جنت
کا باغیچہ - ابن ماجہ - دوسری جگہ تفسیر مین لکھا ہے پیرو یہ کہا ہے کہ جہان
سے جیحون و سیحون بہتے ہے وہان جنت ہے (ت ۸۱۳) ھذہ الشجرۃ
یہ انگور اور شراب کا درخت تھا - یا جھگڑے سے منع کیا تھا - یا کسی خاندان کے نسب سے
(ت ۸۱۴) ما وری عنھما من سوآتھما - جس چیز سے چھپائی
گئی انکی بشریت - وہ لباس التقویٰ تھا - سوآتھما کمزوری بشریت و حیا
بشری تقاضے (ت ۸۱۵) تکونا ملکین یعنی کھاؤگے تو فرشتے ہو
ہو جاؤگے اور نہ کھاؤگے تو تمہارا اپنا نقصان ہوگا (ت ۸۱۶)
بدت لھما سوآتھما - سخت حیا طاری ہوگئی بہت ہی شرمائے - ہر ایک امتحان
اور سخت مصیبت کے کامون مین آدمی اپنے آپ کو کمال شرم سے ننگا پانے
لگتا ہے - اور تمام اعضا اُس کے ڈھیلے ہو جاتے ہین (ت ۸۱۷)
من ورق الجنۃ - جنۃ باغ - مقام رضا ہمارا نگاہ سلی کی (ت ۸۱۸)
ولکم فی الارض - الارض خاص مقام (ت ۸۱۹) ومنھا
تخرجون - یعنی آدمی ہو کر زمین کے سوا کہین نہین رہ سکتا - ع -
(ت ۸۲۰) ریشا - زیب زینت (ت ۸۲۱) لباس
التقویٰ - التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ (ت ۸۲۲)
لا یؤمنون - بے ایمان - (ت ۸۲۳) واقیموا وجوھکم عند
کل مسجد - یعنی نماز مین کعبہ کی طرف منہ کر لیا کرو (ت ۸۲۴) خذوا
زینتکم - بنو عامر عرب مین ایک قوم تھی جو زن و مرد بیت اللہ کا طواف ننگے
ہو کر کرتی تھی - انکا اس قابل شرم بات سے روکنا مقصود ہے - (ت ۸۲۵)
ولا تسرفوا - یہان زیادتی سے مراد اوامر مین اپنی طرف سے ازدیاد کرنا ہے
اور رہبانیت کا رد ہے - ع - (ت ۸۲۶) اما یاتینکم - اما جب
کبھی (ت ۸۲۷) نصیب - حصہ - عذاب سزا (ت ۸۲۸

من الکتب - یعنی عذاب موعود جسکا کتاب مین ذکر ہوا (ت ۸۲۹) این ما - کہان ہین وہ جنکو (ت ۸۳۰) لکل ضعف - ہر ایک کے لئے بڑہ بڑہ کر - اگلون نے گمراہ کیا پچہلون نے ان اوائلون کا حال سنکر عبرت نہین پکڑی اگلون کو اسلئے کہ وہ بد تھے اور بدی سکہا گئے پچہلون کو اس لئے کہ بدون کی راہ نہ چھوڑے اور خود بدی کرتے ہے - اور نمونہ بنے عج - ت ۸۳۱) لا تفتح لہم ابواب السماء - یعنی وہ مرفوع الی اللہ اور مقبول جناب الہی نہونگے ت ۸۳۲) الجمل کے معنی موٹے رسے کے بھی آئے ہین - ت ۸۳۳) غواش - سرپوش - ت ۸۳۴) غل - کہوٹ - جوش بدی - حسد - کینہ - ت ۸۳۵) قالوا الحمد للہ - یہ کامیابی کے وقت کہین گے - ت ۸۳۶) نودوا - بہشتیون کو پکارا جائیگا

(۱) یہان ایک سوال ہے کہ نجات فضل سے ہے یا عمل سے یا صرف ایمان سے الجواب - پہلے ایمان ہو - پہر عمل پہر فضل اسکے مجموعہ پر نجات موقوف ہے چنانچہ قرآن شریف مین قد افلح المؤمنون تا یرثون الفردوس پ۱۸ اور الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ پ۲۲ آیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمل سے مومن جنت مین داخل ہونگے - وہ کہین گے فضل سے اللہ تعالیٰ انکے اعمال کی قدر کریگا اور مومنین کی حقیقت پر نظر ہوگی کہ جو کچھہ ہوا اسکی طاقت اور توفیق سے ہوا - یا یون کہو کہ اعمال فضل کے ہوا ذریعہ ہین یا فضل سے عمل کی توفیق ملی - ت ۸۳۷) وعلی الاعراف - عرف - مرغ کی کلغی - لب بام منڈیر - بلندی جہت - نظارہ بلند سیرگاہ عام جہان سے سب کچھہ دکہتا ہو - معتزلہ کہتے ہین - المنزلۃ بین المنزلتین - مگر سنی اسکے قائل نہین - صوفیون نے اسے خوب حل کیا ہے اعراف مین اعلیٰ درجہ کے لوگ ہونگے یہ صوفیون کا مذہب ہے - اعراف جمع ہے عرف کی جس کے معنی ہین بلند مقام تماشا گاہ ہوا مین اعرا بلند مقام پر بیٹھ کر تماشہ دیکھتے ہین - عرفان اور عارف اسی سے نکلے ہین - اعراف والے وہ اعلیٰ درجہ کے عارف ہین جو بہشتیون اور دوزخیون دونون کا نظارہ دیکھین گے جیسا کہ بیان ہے کہ رجال یعرفون کلا بسیمٰہم - ت ۸۳۸) لم یدخلوھا - وہ اعراف والے ابھی داخل نہین ہوئے عج ت ۸۳۹) یاتی تاویلہ - وقوع - ظہور ہوگا اسکا اصل حقیقت معلوم ہوگی - ت ۸۴۰) ما کانوا یفترون - ایسون کا شفعاء ٹہرانا جو جو منہ اللہ سیج - ت ۸۴۱) ستۃ ایام - چہہ وقت ازمنہ ارض کے ساتھہ ایام آیا ہے یعنی چہہ وقتون مین زمین بنتی ہے -

تفصیلین بکتی ہین وغیرہ - ت ۸۴۲) ثم استوی علی العرش بے عیب تخت پر برابر حکومت کر رہا ہے - ت ۸۴۳) یطلبہ - ڈہونڈ لیتا ہے - پیچھے لگا آتا ہے حثیثا - جلدی سے - ت ۸۴۴) الا لہ الخلق والامر - خلق اور امر - جو اشیاء مادون سے بنتی ہین انکی پیدائش کو خلقت کہتے ہین اور جو بلا مادہ محض حکم الٰہی سے پیدا ہوتی ہین انکو امر روحی کہتے ہین اور دونون مین کوئی شریک نہین پہلا تدریجی ہوتا ہے اور دوسرا بلا توقف کامل ہوتا ہے جیسا کہ الا لہ الخلق والامر سے ظاہر ہے - ت ۸۴۵) ادعوا - زمانہ بڑی جہالت کا ہے کوئی خدا کا منکر ہے اور کوئی اسکے تصرف کے قائل نہین بعض علماء کے قائل مگر اسباب پرستی مین مشغول ایسی حالت کو چاہئے کہ کامل امید کامل یقین کامل مجاہدہ سے دعامین لگا رہے تلک گہٹا ٹوپ اندہیرے دور ہون - اور لفظ رب کا بہت استعمال کرے - بیٹھے ہوئے ہر حال مین دعائین کرتے رہے - ت ۸۴۶) تضرعا - دعائین مانگو عذاب سے ڈر کے رہو نڈر نہو نہ ناامید ہو - ت ۸۴۷) لا یحب المعتدین چلا چلا کر دعائین نہ کرو - قرآن و حدیث کے خلاف نہ کرو - خلاف محال نہو - سب رشتہ دارون کے خلاف نہ ہو - ت ۸۴۸) یرسل الریح - یہ ضرورت الہام پر ایک لطیف دلیل ہے کہ سماوی پانی کے بغیر جسمانی حالت مین خرابی آجاتی ہے اور روحانیت بن کیونکہ الہام کے بغیر خرابی نہ آئے اور جیسا سماوی بارش سے زمین کے مختلف حالات ہوتے ہین کہین سعید پودہ کہین بنجر کہین کچہہ بھی نہین ویسا ہی نزول وحی کے بعد ہوتا ہے - اکثر طبائع مین انقلاب آجاتا ہے شریف شرافت مین اور شریر شرارت مین بڑہ جاتے ہین - ت ۸۴۹) اقلت اٹہاتی ہین - والبلد الطیب - یعنی عمدہ زمین والی - نکدا - کم خرچ کونا کرکٹ - اور دقت سے پیدا ہونے والی - ت ۸۵۰) انا لنرٰک فی ضلٰل مبین کا جواب کس نرمی سے دیا ہے - لیس بی ضلٰلۃ - انبیاء ک نمونہ حسن عمل کے لئے نمونہ ہین جوش نفس مطلق نہین - ت ۸۵۱) اوعجبتم کیا تمنے تعجب کیا - ت ۸۵۲) الذین کذبوا من تخصیص ہے - یعنی انہی کو ڈبایا جو ہماری آیتونکو جہٹلاتے تھے - ت ۸۵۳) عاد - نوح علیہ السلام کی چوتھی پشت کا بیٹا ہے - ت ۸۵۴) اعبدوا اللہ - انبیا مرضی حق کی تعلیم لاتے ہین - اور لوگ جو اپنی من مانی پوجا اور عبادت کرتے ہین وہ روک دیتے ہین - اور انکی کی تعلیم کا منشا یہ ہوتا ہے کہ ہر حرکت وارادہ خیال وارادہ انسان کا الٰہی مرضی کے

تابع ہو اور وہ حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنے -
ت ۸۵۵) الملاءُ اشراف اور وہ معزز لوگ جن کا قول بہلک کے
قول پر گہرا اثر کرے - علما فقرا - اور مشائخ حکماء - یہ حسب اغراض کے سبب سے
امرا کے ماتحت ہوتے ہیں - نعوذ باللہ - امرا کا گروہ اپنی شیخی اور تکبر کے سبب سے
انبیا کا مخالف ہوتا ہے - ت ۸۵۶) فی الخلق بصطۃ قوی
قوی ہیکل قد آور - ت ۸۵۷) فی اسماءٍ سمیتموھا اسم
ایک لفظ ہوتا ہے جس سے مقصود مسمی ہوتا ہے - وہ معبود جن کو مشرکین نے
بنا رکھا ہے جب اونکا کون سا دین کوئی تعلق واثر نہیں تو پھر اونکے جتنے
نام ہیں وہ صرف الفاظ ہی الفاظ ہیں جن کے ماتحت کوئی حقیقت نہیں
ت ۸۵۸) دابر - جڑیں - اور دابر کے معنی قوم کے مدبرین
بھی ہیں ع - ت ۸۵۹) ناقۃ اللہ - اپنی اونٹنی کو کہا ہے
ہر مقرب نبی وہ بی بی ناقۃ اللہ ہے - ت ۸۶۰) بوّاکم
لگدیف کے بعد جگہ دی تمکو - ت ۸۶۱) سھولھا - نرم زمین
گرمیوں کے لئے - ت ۸۶۲) وتنحتون - اور کریدتے ہو تم
جاڑوں کے لئے آجکل بھی امرا پہاڑوں پر جاکر رہتے ہیں - گھر بناتے ہیں ت
۸۶۳) عتوا - سرکشی کی اڑ گیا - ت ۸۶۴) الرجفۃ
زلزلہ - ت ۸۶۵) جٰثمین اوندھے منہ گرے ہوئے - جرثی
زمین کھود کر سینہ رکھتی ہے اسے جثم کہتے ہیں - ت ۸۶۶)
یتطھرون - بڑے متقی صاف ستھرے پاکدامن ہیں - یہ طنز کہا ہے ع
ت ۸۶۷) ولا تبخسوا الناس اشیاءھم - نہ گھٹاؤ نہ ہلکی
کرو نہ کھوٹی کرو لوگوں کی چیزیں - ت ۸۶۸) تبغونھا
عوجا - دین میں کوئی نہ کوئی شبہ و اعتراض ڈھونڈھتے رہتے ہیں ٹیڑھی
رہ کر دین کی راستی چاہتے ہیں -

الجزء ۹

ت ۸۶۹) قد افترینا - البتہ ایسی حالت میں تو ہمنے بہتان
باندھا اللہ پر - یعنی جبراً اگر ہم بے اعتقادی ایمان لائیں تو افترا علی اللہ
اور صریح بہتان ہے اللہ پر یعنی گویا جھوٹی بات مان لینگے ت ۸۷۰
الا ان یشاء اللہ - انبیا کا طرز دیکھو ہر چیز و محل پر انشاء اللہ کہتے
ہیں - حضرت جناب مسیح موعود کو ایک شخص نے لکھا کہ منکر ہو جاؤنگا تو پھر
کبھی نہیں ہونگا - آپنے فرمایا سبحان اللہ شعیب کے الفاظ پر بھی غور نہیں کیا -
وہ اس موقعہ پر بھی انشاء اللہ کہتے ہیں - ت ۸۷۱) قال الملأ
اپنے لوگوں کو انہوں نے کہا کہ اگر شعیب کی چال چلوگے تو تم برباد ہو جاؤگے
ت ۸۷۲) لم یغنوا فیھا : غنا ہو امقام یا اور غنی بمعنی منزل
آتا ہے جیسے غنی القوم اے طال مقامہ - ت ۸۷۳) اسی
غم فکر و پچھتانا الیم - ت ۸۷۴) اخذنا اھلھا بالباساء
والضراء - (۱) یعنی ماموروں کے ساتھ بیماری قحط وغیرہ امور آتے ہیں -
(۲) باساء ضراء - رنج تنگدستی بیماری قحط وغیرہ - جھگڑے (۳) بیماریں اور
قحط وغیرہ کیوں آتے ہیں علی الخصوص ماموروں کے ساتھ (۱) اس لئے کہ
دنیا کی بے ثباتی کو نظر کریں - (۲) ماموں من اللہ مدعی ہو کر بھی بچ جائے -
(۳) لوگوں کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ انسانی تدبیریں مصائب میں کام نہیں آتیں
تو عبرت پکڑیں اور رجوع الی اللہ کریں - چنانچہ ہمارے زمانہ میں مسیح آخرالزمان کی
شناخت کے لئے سخت قحط اور طاعون اشد زلزلے اور قتل جنگ ملک میکدو نیا
میں پھیلا اور ان گنت مرتبہ ہوئیں اور ہو رہی ہیں - ت ۸۷۵)
مکان - یعنی جائے - ت ۸۷۶) السیئۃ الحسنۃ ہر ایک
دکھ اور بری بات سیئہ کہلاتی ہے - اور ہر ایک اچھی بات اور مرغوب عقل حسنہ
ت ۸۷۷) عفوا - آزاد ہو گئے - گناہ اور بدی اگر راست آجائے
تو بہت برا ہے - آسودگی کے ساتھ تکبر - ظلم - تحقیر وغیرہ گناہ آجاتے ہیں
ت ۸۷۷) واتقوا یعنی مجرموں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر گناہوں سے
بچتے - ت ۸۷۸) برکت من السماء یعنی انہیں الہام ہوتے
اور وہ ملک میں نہ پھیلتے - ت ۸۷۹) او امن کہتے ہیں خدا
غفور رحیم ہے - اور نہیں سمجھتے کہ وہ شدید العقاب بھی ہے - ت ۸۸۰
ضحی کہ معظمہ دوپہروں چڑھے فتح ہوا تھا احزاب والے غزوہ خندق میں رات
کو بھاگے تھے وسکی طرف اشارہ ہے - ت ۸۸۱) مکر اللہ - نالائق
اور بیادبوں کا مکر جو اردو سے لیا گیا ہے - تدبیر و کارسازی الٰہی
ت ۸۸۲) فما کانوا لیؤمنوا - ایمان نہیں لائے - ت ۸۸۳
بما کذبوا من قبل - تکذیب محرومی کے اسبابوں میں سے ہے - علی الخصوص
جو پہلی بار انکار کر بیٹھے - ت ۸۸۴) فظلموا بھا - انکی تکذیب کی
اور انہیں شبہات اور احتمالات پیدا کئے اور - ت ۸۸۵) یا
فرعون - فرعون فرد سے مشتق ہے - جسکے معنی شہنشاہ اعظم کے ہیں -
معرب ہو کر فرعون ہو گیا ہے - جسکے معنی تکبر کے ہیں - مہدی علیہ السلام کہا

وقت کے فرعون کا نام امنوافیس تہا جو چودہ سو بیالیس برس پہلے مسیح
علیہ السلام سے بحر احمر قلزم مین معہ اپنی فوج کے غرق ہوا اور حسب پیشگوئی قرآن مجید
پارہ (۱۱) رکوع (۱۴) اسکا جسم عجائب خانہ مین مصر کے رکہا ہے - ت ۸۸۶
حقیق سزاوار ہون مین ایسا ہی ہون (ت ۸۸۷) فنزع یدہٗ
ید بیضا کے معجزہ مین یہ ارشاد تہا کہ موسٰی کے پاس حجج نیرہ ہین اور اُس کے
ہاتھ سے کفر کی ظلمت دور ہونے والی ہے - جن الفاظ مین قرآن مجید کا بیان
آتا ہے - اس سے ہمین ایمان ہی نہین بلکہ بتائید الٰہی عرفان حاصل ہے - مگر -
خصم کے لئے کلوخ انداز را پاداش سنگ است - علمی مذاق جو اُسکو پسند ہے بتایا ہے
بیان کیا جاتا ہے علی ہذا جن آیتون مین تطبیق بظاہر نہ معلوم ہو وہان تاویل
موافق یا عام و خواص حسب موقع بیان ہونا چاہئے تاکہ لو کان من عند غیر
اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا - کا قاعدہ درحقیقت جیسا کہ ہے ثابت رہے
اور ہماری کم علمی اور بے بضاعتی سے خلاف ثابت نہو (ت ۸۸۸)
لسٰحر علیم - دلربا باتین کرنے والا قوم سے قطع تعلق کرانیوالا - باتین
بنانیوالا - ت ۸۸۹) یرید ان یخرجکم من ارضکم - یہ
لوگ ہمیشہ انبیا پر ایسا اتہام لگاتے ہین جس سے عام ملک کو خطرہ کا دین
خصوصاً پولیٹکل مجرم بنانا چاہتے ہین - یہی حال مسیح سے ہوا یہی مسیح موعود سے
(ت ۸۹۰) فی المدائن - شہرون مین جمع مدینہ ہے (ت
۸۹۱) ان لنا لاجرا - یہ کفر کی حالت مین ہے - ایمان کے بعد کیسی
جرات ہوئی سبحان اللہ (ت ۸۹۲) اما ان تلقی -
کیا تو ڈالے گا - یہ ادب تہا جس سے وہ کامیاب اور عارف بن گئے -

ع ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہین الطریقۃ کلہا ادب (ت
۸۹۳) قال القوا - پہلا وار دشمن کا ہوا - تحریر مین بہی پہلا پرچہ
دشمن کا ہو - کیونکہ شرع مین جنگ دفاعی ہے نہ ابتدائی - ت ۸۹۴
وجاءو بسحر عظیم - حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ سحر کے معنی بے حقیقت چیز کے ہین اور اسکی سند اور دلیل یافکون مین ہے
(ت ۸۹۵) تلقف - نگلنے لگا (ت ۸۹۶) صٰغرین
ذلیل و ناکام و القی - جذبۂ الٰہی سے ڈال گئے - (ت ۸۹۷) لتخرجوا
منہا اہلہا - موسٰی علیہ السلام کی جماعت پر بہی الزام لگایا جو موسٰی
پر لگایا (ت ۸۹۸) فسوف تعلمون تمکو معلوم ہو جائیگا کہ
کہ مین تمکو کیا سزا دونگا - (ت ۸۹۹) لاصلبنکم تصلیب
کے معنی ہڈی توڑنا اور یہان تک صلیب پر لٹکائے رکہنا کہ پیٹھ کی چکنائی ٹپک
ٹپک کر گرے - (ت ۹۰۰) منقلبون ہم تو ہمارے رب کی طرف
پہرنے والے ہین تیری دہمکیون سے ڈرنے والے نہین ہیں (ت ۹۰۱)
وما تنقم منا - بدلا نہین لیتا تو ہمسے (ت ۹۰۲) ویذرک
والہتک - معبود کو چہوڑنا مشرکون کی بیوقوفی اور سفاہت ہے بدترین
مشرک نفس پرست ہیں فلاسفرون کی ہان مین ہان ملانے والے ہین - دوسرا
الزام جو انبیاء اور انکی جماعت پر لگایا جاتا ہے وہ مذہب کے بگاڑنے کا کیونکہ ملک
مین دو قسم کے لوگ رہتے ہین - ایک مذہبی اور ایک پولیٹکل الزام لگا کر
یہ سارا ملک انکے برخلاف ہو گیا اور بہتا ہے خصوصاً بڑے بڑے آدمیون کو
جو کہ مذہبی طور پر بہی کوئی حیثیت رکہتے ہین انکو زیادہ تر مذہبی الزام سے بہڑکاتی
ہین (ت ۹۰۳) والعاقبۃ للمتقین - کامیابی کی پیشگوئی ہے
یعنی یہی لوگ غالب اور وارث ہونگے - ت ۹۰۴) عسٰی - امید ہے
قریب ہے - معلوم ہوتا ہے - ت ۹۰۵) فینظر کیف تعملون
کیسا عمل کروگے - یہ کہہ کے مظلوم مسلمانون کو ضمناً بشارت دی جا رہی ہے
کہ تم اچہے کام کروگے اور کامیاب ہو جاؤگے - اور کیف تعملون مین اس
بات کی طرف بہی اشارہ ہے کہ تم جس کی رعایا ہو اور اسکے مظالم کے شاکی
ہو اب ہم تمکو بر سر حکومت کرینگے اور دیکہین گے کہ تم اپنی رعایا کے ساتہ کیا
سلوک کرتے ہو (ت ۹۰۶) بالسنین - نقص - کمی پیداوار
و قحط سالی و جنگ و فساد (ت ۹۰۷) الحسنۃ - ارزانی و رفاہ
اور عام خوبیان (ت ۹۰۸) سیئۃ - قحط و بلا ہائے دیگر - ت
۹۰۹) یطیروا - بدشگون و فال بد طٰئرہم عند اللہ - جب نبی
کے آنے سے دنیا مین قحط اور بیماریان آتی ہین منکرین اپنے آپکو بے عیب اور
مستحق عذاب نہین سمجہتے اور ہر ایک تکلیف کا باعث انبیاء اور انکی جماعت
کو سمجہتے ہین - تو وہ عذاب اور بد بلاؤن مین پہنس جاتے ہین - ت ۹۱۰
الطوفان - طغیانی - وبا - طاعون - فساد خون - جنگ عظیم - آتش زدگی
بارش وغیرہ (ت ۹۱۱) والدم یا بحر احمر کا طوفان جس سے
سُرخ پانی تمام ملک مین پہیل گیا - جو سرخ کیڑون کی وجہ سے سرخ ہوتا ہے
یا پانیون مین وہ کیڑے پیدا ہو جائینگے جن سے بحر احمر سرخ ہے جن سے
مصر والے سخت متنفر تہے مرض نکسیر (ت ۹۱۲) الرجز - عذاب
و طوفان ت ۹۱۳) بما عہد عندک - عہد شفاعت

عہد رسالت۔ عہد استجابت دعا۔ مامور مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ ت ۹۱۴) کشفنا۔ یعنی ہفتے تک عذاب رہا اور مہینے تک آرام۔ ت ۹۱۵) الیم۔ بحر قلزم ت ۹۱۶) مشارق الارض یعنی ملک شام جس میں شہر کنعان بھی ہے اور جسکا نام ارض مقدس اور فلسطین اور یہودیہ ہے ت ۹۱۷) ومغاربھا اختلاف مطالع کی وجہ سے جمع کے لفظ اختیار کر لئے ہیں۔ کیونکہ دنیا کے کسی شہر میں رات اور اسی گھنٹے میں کسی شہر میں دن اور اختلاف ارض بلد کی حیثیت سے بھی اختلاف رہتے ہیں ت ۹۱۸) کلمت وعدہ پیش گوئی الحسنیٰ بخوبی پوری ہوئی۔ ت ۹۱۹) وما کانوا یعرشون۔ منڈھے بنا کر مثل چلمن چھتیں بناتے تھے۔ ت ۹۲۰) وجاوزنا۔ یعنی جب مصر سے بنی اسرائیل نکلے تو انہوں نے موسیٰ سے فرمائش کی کہ اجعل لنا الٰہا کما لھم الٰھۃ ۹ پ ہمارے لئے بھی انکے جیسے ٹھاکر بنا دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے قبح بت پرستی کی دلیل پیش فرمائی کہ قال اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وھو فضلکم علی العلمین ۹ پ یعنی کیا اللہ کے سوا کوئی اور ٹھاکر تجویز کر دوں اس نے تمکو سب سے اچھا بنایا تم مخدوم بنکر خادم کے خادم کیوں بنتے ہو ت ۹۲۱) اصنام لھم۔ گاؤ مکھی بت تھے۔ ت ۹۲۲) وھو فضلکم بت تو تمہارے خادم ہیں۔ تم انکے خادم کیوں بنتے ہو۔ ع ت ۹۲۳) ثلثین لیلۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ الٰہی کاموں میں مدۃ معینہ سے بڑھایا بھی جاتا ہے جیسے پہلے تیس مقرر کیں پیچھے انہیں دس بڑھا دیں ت ۹۲۴) اربعین لیلۃ۔ ایک چلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بتلایا ہے۔ اسکو خلوہ کہتے ہیں عشا کے بعد سونے تک باتیں نکریں ذکر اللہ میں رہیں ت ۹۲۴) ھٰرون اخلفنی ہارون باوجود نبی ہونے کے وہ موسیٰ کے احکام کا تابع ہے اور انکا خلیفہ ہے اگرچہ نبوت اسکی مستقلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست ہے اور یہ کہ کوئی نئی شریعت نہیں لایا یہ موسوی شریعت کا تابع ہے۔ تو نبی متبع بھی ہوتا ہے اگرچہ مستقل ہو ت ۹۲۵) رب ارنی۔ چونکہ لا تدرکہ الابصار ۷ پ کا ارشاد ہے اس لئے حضرت موسیٰ نے لفظ ارنی کے ساتھ درخواست کی یعنی تو مجھے اپنا جلوہ دکھا تو میں دیکھ سکتا ہوں۔ جعلہ دکا۔ صوفیا کہتے ہیں کہ تجلی الٰہی ہوئی نہیں تو دکا دکا کیوں ہوا۔ ہندی میں دکھم دکھا اسی کا بگڑا ہوا ہے یعنی پتھر سے پتھر ٹکرا گیا

علما کہتے ہیں موسیٰ برداشت نکر سکے اس لئے لن ترانی محبت سے کہا گیا اور استقرار مکانی پر مشروط کیا گیا جو عالم بیخودی اور مقام فنا کا مقتضی ہے لن ترانی۔ ابھی نہیں دیکھ سکتا۔ صوفی کہتے ہیں خود خواہش نکرو خدا کی خواہش کی پیروی کرو۔ بظاہر موسیٰ علیہ السلام کی دو درخواستیں نامنظور ہوئیں ایک وہ کہ استطعما اھلھا فابوا ۱۶ پ دوسرے یہ لن ترانی انکی وجہ یہ ہوئی کہ صفت رحمانیت اور ربوبیت سے جو فیض ہو رہا ہے اس سلسلہ میں اور کچھ مانگنا بعض وقت ناپسند ہوتا ہے چنانچہ اسکے آگے دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ فخذ ما اتیتک وکن من الشکرین ۹ پ ایسا ہی حضرت ابراہیم کو اور نوح کو ان مواقع پر اسی طرح کا جواب ملا تھا۔ لن ترانی کے ارشاد سے دیدار کا انکار نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف میں اللہ جل جلالہ کو دیکھا۔ امت کو کہا تم قیامت میں اپنے رب کو چودھویں رات کے چاند کی طرح دیکھوگے۔ اور بہت سے اولیا اللہ نے شرف دیدار حاصل کیا۔ ابن کثیر کا قول ہے کہ دیدار کا مسئلہ صحابہ میں متفق علیہ تھا۔ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین میں بھی اسی پر اتفاق ہی رہا اور کتب سابقہ سے بھی دیدار کا حق ہونا ثابت ہے۔ ت ۹۲۶) وخر موسیٰ صعقا۔ غشی ہوئی تاکہ دنیوی اسباب منقطع ہو جاویں اور یہاں کے حواس گم اور فنائیت کی حالت میں دیدار نصیب ہو۔ جیساکہ دیدار کا قاعدہ ہے۔ وانا اول المومنین یعنی دیدار کی طلب تیرے انکار سے نہ تھی بلکہ اشتیاق کے زیادتی کی وجہ سے تھی ت ۹۲۷) فی الالواح۔ احکام عشرہ الواح موسوی یہ ہیں (۱) ماں باپ کی عزت کرنا۔ (۲) خون نکرنا۔ (۳) زنا نہ کرنا۔ (۴) چوری نکرنا۔ (۵) ہمسایہ پر تہمت نہ لگانا۔ (۶) ہمسایہ کی عورت کو نہ چاہنا۔ (۷) ہمسایہ کے گھر کا لالچ نکرنا۔ (۸) ہمسایہ کی زمین اور لونڈی اور غلام اور بال بچے اور مال گائے بیل کا لالچ نہ کرنا (۹) سبت کی محافظت کرنا۔ (۱۰) زمین و آسمان میں تیرے لئے ایک ہی خدا ہے اسکے سوائے کوئی نہیں تیری عمر و دولت میں ترقی ہوگی۔ ت ۹۲۸) دار الفسقین یعنی تم انکے مالک ہو جاؤگے۔ اور وہ تباہ ہو جائیں گے یہ پیش گوئی ہے ت ۹۲۹) الذین یتکبرون تکبر کے سبب آدمی نشانوں سے محروم ہو جاتا ہے تکبر کے معنی حق کو نہ ماننا جس سے حق اللہ ضایع ہوتا ہے اور راستبازوں کو حقارت سے دیکھنا جس سے حق العباد ضایع ہوتا ہے ت ۹۳۰) وان یروا کل آیۃ۔ جو لوگ کہتے

ہین کہ کوئی معجزہ ہو تو ہم مانین انہین ماننا چاہئے کہ ایک گروہ ایسا ہوتا
ہے کہ کل نشان دیکھکر بھی نہین مانتا - تو معجزہ کی اثر بے جا ہے ماننے والا
حق دیکھکر مان لیتا ہے - اور نہین ماننے والا ءانذرتہم ام لم تنذرہم مین داخل
رہتا ہے کبھی نہین مانتا ع (ت ۹۳۱) قوم موسیٰ من بعدہ
من حلیہم - موجودہ توارت مین غلطی سے بچھڑے کا بنانا حضرت ہارون
کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے جو محض غلط ہے اور ہارون علیہ السلام کی دشمنی پر دال
(ت ۹۳۲) انہ لا یکلمہم - یہ بھی نیچر فلسفی - عام علماء
ظاہر غور کرین - کہ لا یکلمہم سے معبودان غیر کی تردید کی گئی ہے -
یعنی وہ خدا کیسا معبود ہو سکتا ہے جو بذریعہ وحی والہام وارسال رسل
کلام نہین کرتا - ولا یہدیہم سبیلاً القائے
شیطانی دگمراہیون اور شعبدہ بازون کی باتون کا رد ہے - اور نبیاء مین کا
امتیاز بتایا ہے (ت ۹۳۳) سقط فی ایدیہم محاورہ ہے
ندامت ہوئی شرمندہ ہوئے - سر جھکائے - یا سقط - جب ظاہر کی گئی
اُنکے سامنے برائی (ت ۹۳۴) مع القوم الظلمین یہ موجودہ
توارت کی غلطی کا رد ہے - اسمین لکھا ہے کہ ہارون نے سونے کا بچھڑا
بنایا تھا (ت ۹۳۵) قال رب اغفرلی - انبیاء ہمیشہ
دعا کیا کرتے ہین اسلئے کامیاب سچے ہین اور تمام انبیا اور اولیا کا ہتیار صرف
دعا ہی ہے - کیا خوب کہا ہے خواجہ حافظؒ نے -

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس

اس مانے کہ لوگون کی طرح غافل نہین بکثرت سے دعائین کرنی چاہئیں ع
(ت ۹۳۶) وکذلک نجزی المفترین مفتری کی سزا
ذلت بہ معنی تھوڑے ہو جائینگے - منقطع النسل ہونگے - چنانچہ تھوڑے
اور دیا اور جنگ سے تمام بنی اسرائیل ہلاک ہوئے اور چالیس برس
تک جنگل جنگل حیران پھرتے رہے یہان تک - کہ انکی نئی نسل کنعان تک
پہنچی اور جن کی عمر بیس سے زاید تھی وہ سب ہلاک ہوئے (ت
۹۳۷) اخذتہم الرجفۃ - یہان رجفہ اور زلزلے سے وہی
صاعقہ مراد ہے جسکا ذکر پ ا آیت (۵۵) مین ہے یعنی آتش فشان پہاڑ
تہا حکم الٰہی سے زلزلہ آیا جو حضور تجلی اشد اور رقت قلبی کیلئے تہا جس سے
موسیٰ کے ہمراہی (۷۰) افسر ڈرے اور بے دینی کے کلمات منہ سے نکالے
کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی سننا نہین چاہتے جس بے ادبی
کا نتیجہ ہوا کہ موسیٰ سے جیسا آدمی پیدا نہوا اور اعلیٰ رسالت کی

تبدیل خاندان اسمٰعیل مین ہو گئی (ت ۹۳۸) عذابی
کسی مامور کی دعائے عذاب کا اسکے مخالفین کے حق مین مقبول ہو جانا
اسکے بڑے مقرب الٰہ ہونیکی علامت ہے کیونکہ اسی آیت مین عذاب کی تعمیم
کے ساتھہ ہی یہ لفظ ہی ارشاد ہوتے ہین - ورحمتی وسعت کل
شیء تو اس رحمت عامہ سے عذاب خاص کی طرف جناب الٰہی کا
توجہ فرمانا مامور کی وجاہت پر دلالت کرتا ہے (ت ۹۳۹)
مکتوبًا - وہ پیشگوئیان جو کتب سابقہ مین ہین - پیدائش ۱۲ باب
آیت ۱۳ پیدائش اور باب استثنا باب ۱۸ و ۳۳ - یسعیاہ ۴۲ -
۶۵ و ۶۰ یوحنا باب ۴ آیت ۱۵ مکاشفات باب ۱۹ آیت
تبیحات سلیمان باب ۵ آیت ۱۵ و ۱۶ (ت ۹۴۰) والاغلل
اغلل ناحق رسم و رواج کے پہندے اور یہ اسرائیلی شریعت کی طرف
اشارہ ہے جو ان کے مشائخ اور مولویون نے بنالی تہی اور جو انسان
کو آزادی سے محروم کرنے والی اور فرقہ بندی بلا مرضی الٰہی کرلی
تھی - چنانچہ دیکھو احبار خروج وعدد (ت ۹۴۱) واتبعوا
النور یعنی قرآن مجید کی اور سنت نبوی کی پیروی کرو ع -
(ت ۹۴۲) اثنتی عشرۃ - حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے
تھے ان مین سے ہر ایک کی اولاد علیحدہ علیحدہ سبط یا فرقہ یا
خاندان ٹھہرا - اسباطًا سبط پوتے یا نواسے (ت ۹۴۳)
القریۃ - یعنی اریحا مین یہ حضرت موسیٰ کے وفات کے بعد کا
ہے جب انکے خلیفہ یوشع بن نون یردن ندی کو عبور کرکے اریحا
مین پہنچے جو شام مین بیت المقدس سے بیس میل کے فاصلہ پر
آباد تہا (ت ۹۴۴) رجزا من السماء عذاب آسمانی
بلائے آسمانی کتاب یشوع کے باب ۸ مین دیکھو کہ عی کے لوگون نے
بنی اسرائیل کو شکست دیکر چھتیس کو قتل کر ڈالا ع (ت ۹۴۵)
یعدون - زیادتی کرتے تھے - خدا سے سرکشی اور نافرمانی کرتے
تھے (ت ۹۴۶) السبت حضرت خلیفۃ المسیح الاول
مولنا مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ مین نے اپنی اولاد کے لئے کثرت
دولت کی دعا نہین کی کیونکہ اکثر دولت سبب فسق و فجور کا سبب ہو
جاتی ہے اسی طرح ہمارے حضور سید المرسلین خاتم النبیین نے بھی
اپنی اولاد کے لئے بقدر ضرورت کی دعا کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم
شُرَّعًا یعنی جب موسم اور بارش اچھی ہوں تو مچھلیان بہت ہوتین

ہین ۔ یوم لا یسبتون ۔ سبت کے تین معنی ہین (۱) ہفتہ جو یہود کی عبادت کے واسطے مخصوص تہا اُس دن کو وہ مچھلی کے شکار مین گذارتے تھے جیسے ہمارے زمانہ کے نوجوان بے فکرے جمعہ اتوار کو شکار کہیلنے و تیراکی مین مصروف رہتے ہین انکی آزمایش کیلئے یہ حکم دیا گیا ممانعت کے بعد انہون نے دریا کے قریب حوض کہود کے تالئبین بنائین جسمین مچھلیان حوض مین آجاتین اتوار کو جا کر پکڑ لیتے اس استہزا اور مکر سے ان پر لعنت پڑی ۔ ہمارے فقہا بھی حیلہ شرعی جائز بتلاتے مین وہ اس آیت سے عبرت پکڑین مگر بعض مواقع مین جنمین حقوق اللہ یا حقوق العباد کی رعایت ہو وہ مستثنے ہین (۲) راحت ۔ معنی یہ ہوئے کہ کسی قوم یا آدمی کو آرام و آسایش کے سامان اللہ جل شانہ عطا فرمائے تو وہ اسکی قدر کرے ورنہ قہر الٰہی اس پر نازل ہوگا ۔ (۳) سبت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہین کیونکہ پولوس آپکو سبتی نبی قرار دیتا ہے ۔ تو آپکی گرامی تعلیم کی قدر کرنا سب پر ضروری ہے ۔ ورنہ ذلت و معیت ہوگی ۔ (یہ اسکا حواشین ملا ہے) ہمارے حضرت مولٰنا نور الدین صاحب نے بیان فرمایا ہے (ت ۹۴۷) نبلوھم ۔ ابتلا تین قسم کے ہوتے ہین ۔ (۱) انعام کے لئے اذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ الخ پ۱ (۲) عام نبلونکم بالحسنات والسیئات پ۹ ۔ (۳) بدکارونکے لئے ۔ نبلوھم بما کانوا یفسقون ۔ پ۹ اس کا ذکر پارہ (۱۰) و (۱۲) مین بھی آیا ہے دیکھو نمبر تفسیر ۱۰۴۹ (ت ۹۴۸) انجینا ۔ مانعین اور ناصحین عذاب سے بچے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ساکتین بھی مبتلا عذاب ہو جاتے ہین ۔ اور حدیث مین ساکت کو شیطان الاخرس فرمایا ہے (ت ۹۴۹) قردۃ ۔ خفیف العقل چھچہورے بندر اور بندر کی خاصیت والے ۔ (ت ۹۵۰) تاذن ۔ جتا دیا ۔ خبردار کر دیا ۔ علیھم ۔ یعنی یہود پر مسلط کریگا ۔ لسریع العقاب ۔ یہ یہود کی تباہی کی پیشگوئی ہے ۔ لغفور رحیم ۔ یعنی یہود مین سے جو حق کی طرف رجوع کر جائین گے انکے قصور معاف کئے جائین گے ۔ وہ نیک بدلہ پائین گے (ت ۹۵۱) وقطعنھم ۔ یہ قردہ کی تفسیر ہے جو پارہ اول مین بھی آ چکا ہے خاسئین فاعلین کے وزن پر فاعل آدمیون ہی کے لئے آیا ہے ۔ جمع ی ۔ ن کے ساتھ یعنی رنگت کہ یہ جمع غیر ذوی العقول کی نہین آتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب انسان ہی تہے نہ جانور بندر پ۱۲ مین یہ مسئلہ بہی صاف تر ہے ۔ کہ جعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت ۔ الخ یعنی بعض ہمین سے بندر ہو گئے ۔ اور بعض خفیف العقل بندر اور بعض سور رہے یعنی بیجا نا عاقبت اندیش رہے بعض شیاطین کی بندگی کرنے لگے ۔ اور ہم انکو سختی سے گمرہ دیتے رہے کہ وہ اپنی بدکاریون سے رجوع کرین (ت ۹۵۲) وان یاتھم عرض ۔ عرض ۔ مال اور دولت حرام یہان بدی اور حرص بیجا مع حاصل کی ہوئی دولت مراد ہے دوسری جگہ عام دولت و قیمت (ت ۹۵۳) یمسکون بالکتب ۔ یعنی مضبوط کتاب پر عمل کرتے ہین (ت ۹۵۴) نتقنا ۔ کہڑا کیا بلند کیا یعنی پہاڑ اس طرح کہڑا تہا گویا چہتری ہے ۔ بعض پہاڑ اسی قسم کے ہوتے ہین گویا ایک بڑی چہتری کہڑی کر دی گئی ہے پ۹ ع۱۱ (ت ۹۵۵) من ظھورھم ظہور کا لفظ فصاحت کلام کے لئے ہے ۔ حدیث مین بہی یہ محاورہ ہے عام محاورہ عرب بہی ہے ۔ مثلاً کان مینشد عن ظھر قلبہ اور حدیث لنتا بین اظھرنا اور بین اظھرھم اے وسطھم (قاموس) تو من ظھورھم کے معنی منھم کے ہوئے ۔ واشھدھم ۔ گواہ قرار دیا ۔ علی انفسھم ہر آدمی عقل آئے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ میرا ایک رب ہے ۔ امکان و بشریت کی گروہ ہر نفس کی شہادت ہے کہ وہ مخلوق ہے ۔ البعیرۃ تدل علی البعیر واثر القدم علی السفر ۔ اور فطرتی طور پر بنی آدم سمجھتے ہین کہ ہم اپنے آپ تو رب نہین ہین پہر وجدانی طور پر خدا کی آواز سنتے ہین کہ کیا مین تمہارا رب ہون یا نہین ۔ بلیٰ شھدنا ۔ جی ہان ہم گواہ ہین کہ آپ ہمارے رب ہین اور یہ تقاضا فطرتی ہمنے اسواسطے رکہا کہ ایسا نہو کہ پہر وہ انجام کے وقت کہ ہم تو اس سے بالکل بیخبر تہے (ت ۹۵۶) نبا الذی ۔ ابن عباس ابن مسعود اور مجاہد کہتے ہین کہ بلعم بن باعور کی طرف اشارہ ہے جس کا تذکرہ کتاب عدد باب ۲۲ و ۲۳ مین ہے ۔ فانسلخ باہر ہو گیا احکام سے ۔ فاتبعہ تابع کیا اسکو ۔ کمثل الکلب ۔ کتے مین یہ بدعادتین ہوتی ہین ۔ حریص بڑا ہوتا ہے ۔ ہم جنس کی ہمدردی اسمین نہین ہوتی ۔ کہانے کے سوائے کسی کام کا نہین ۔ مادہ کی تعدد کو بہت سونگہتا ہے ۔ اچہے کپڑون والونکو نہین بہونکتا ۔ پیاس پر صبر نہین کر سکتا ہے سبب ہانپتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سخت آگ اس کے اندر لگی ہوئی ہے ۔ غریب اور میلے کپڑے والے آدمیون پر بہونکتا ہے ۔ اپنی جنس کا دشمن ہوتا ہے جب قریب ہو تو الہام نہین ہوتا ۔ شکاری اور کہیت کا رکہوالا کتا اس سے مستثنی ہے ۔ دیوانہ کتے کا کاٹا ہوا شخص پانی سے نفرت کرتا ہے اور اچہا کم ہوتا ہے ۔ اس شخص کی مثال کتے کی ہے ۔ اس لئے کہ کتے کو جو زبان لٹکانے کی عادت ہے بسبب شدت حرص پیاس گو اسکو ذرین یا جہڑکین تاکہ وہ اپنی زبان کو دہ ہلائے مگر وہ اپنی اس عادت سے باز نہین آتا ہے مارنا اور جہڑکنا اس کے لئے مفید نہین

ہوتا ویسے ہی وہ انسان جو نفس امارہ کا پیرو ہے اُسکو نشان دکھلائے جاتے ہیں جو کہ اسپر بطور حملہ وضرب کے ہین۔ مگر وہ نشانون کو دیکھتا ہوا اور بینات کا مشاہدہ کرتا ہوا پھر بھی باز نہین آتا تو وہ کتا ہی ہے۔ ان تحمل۔ لادے یا حملہ کرے۔ قلوب لا یفقہون بہا۔ خدا کے دئے ہوئے اعضا سے کام نہین لیتے تو وہ ضایع ہوجاتے ہین۔ ولہم اعین جمع کا لفظ فرمایا تاکہ عینک وغیرہ سب آجاوین۔ الغفلون سست و آرام طلب صرف ناز و نعم مین بسر کرنے والے بیفکر۔ (ت ۹۵۷) اُملی لہم مہلت ہی دیتا ہون۔ اسلئے خبر نہین رہ یا تو تنبیہ حاصل کرین یا اپنی خواہش پوری کرکے پورے سرکش ہوجاوین۔ (ت ۹۵۸) الساعۃ۔ یہ پیشگوئی بھی ہے عرب پر قیامت آنے کی یعنی ایک زمانہ آتا ہے کہ عرب زیر و زبر ہوجاویگا اور کل مخالفین ہلاک ہوجاوینگے۔ (ت ۹۵۹) ثقلت یعنی بہت بڑا واقعہ ہے جس سے آسمان اور زمین کانپتے ہین اور کافر سرسری سمجھکر پوچھتے ہین (ت ۹۶۰) حفی وہ شخص ہے جو سوال کے سب پہلوؤنکو پوچھ لے اور یہ مامور وملہم کا کام نہین کیونکہ وہ صاحب ادب ہوتا ہے۔ (ت ۹۶۱) ھوالذی یہان سے مضمون سابق کا اعادہ خلاصتاً کیا گیا ہے۔ (ت ۹۶۲) صالحاً۔ جیتا جاگتا کامل القوی۔ نیک۔ صحیح سالم۔ پورا بچہ (ت ۹۶۳) جعلا لہ شرکاء یعنی مشرکانہ خیالات سے عبدشمس اور عبدالعزی اور عبدمناف اور عبدقصی اور عبدالحارث اور عبدمنات تہے۔ جیسے مدتون سے ہند کے جاہل کان سالار بخش۔ مدار بخش۔ پیر بخش۔ نام رکھتے ہین۔ **لطیفہ** اگر کوئی ذی علم متنفس ایسا نام بطور دعا یا تفاؤل کے رکھدے تو معنی یہ ہونگے۔ پیر بخش یعنی خداوند تعالی ایسا بچہ دے جو مسلمانون کا سردار ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت شریف کا تعلق آدم وحوا سے نہین ہے۔ جیسے بعض غلط فہمون نے سمجھا بلکہ عام مشرکین عرب کی طرف اشارہ ہے۔ جو ایک عامیانہ خیال ہے۔ (ت ۹۶۴) مالا یخلق۔ اس سے مسیح کا خالق طیور ہونا صاف باطل ہوگیا (ت ۹۶۵) ولی۔ یہ آیت شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کی دلیل اور کامل مجاہد کے لئے ہی۔ (ت ۹۶۶) ینظرون الیک یعنی بتین اور بت ایسے مجسمے ہین کہ انکی آنکھین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا وہ آنکھ پہاڑ پہاڑ کر دیکھ رہے ہین حالانکہ مشرکون کے قوت بصارت نہین رکھتے نہ سمجھ نہ ادراک (ت ۹۶۷) لا یبصرون یعنی دیکھتے نہین۔ (ت ۹۶۸) طائف۔ وسواس یعنی جب کوئی خطرہ شیطانی انکو ہو (ت ۹۶۹) لولا اجتبیتھا کیون نہین بنالاتا تو دوسرے کیوں کہینچکر نہین لایا۔

(ت ۹۷۰) لعلکم ترحمون۔ یہان مخاطب مسلمان ہین کافر نہین۔ الحمد خلف امام کا مسئلہ بیان نہین جو استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ (ت ۹۷۱) فی نفسک یعنی جو ذکر خدا زبان سے کرتے ہو اسکو دل سے سمجھو اور تضرع اور خوف کے ساتھ حضوری اور یاد دل سے ادا کرو یہ نہین کہ زبان بولتی جاتی ہے اور تمہین کچھ خبر ہی نہین جیسا کوئی صوفی کہتا ہے کہ (چشم بیدار تو ہین پر دل بیدار نہین) الغافلین الیسے ذکرون سے حضوری قلب ضایع ہوجاتی ہے جو ایک کامل کی موت ہے یاد کرتو وہ ہے جس سے دل گناہ سے پاک ہو خواہش گناہ اس سے جہب جاتے یہ نہین کہ زبان ورد ذکر دل پر فکر خانہ۔ **خیفۃ** دوسری جگہ آتا ہے ولا تجھر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذالک سبیلا ۱۵/۱۱ آخر سورۃ ع۔

سورۃ الانفال۔

(ت ۹۷۲) اس سورت مین جنگ بدر کا ذکر ہے جنگ بدر کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بسبب ان مجبوریون کے جو کفار سے پیش آئین نکلے اور مکہ سے دوسو ڈہائی سو میل پر آ ڈیرا لگایا لیکن مکہ کے دشمنون نے دشمنی مین اور ترقی کی اگرچہ وہ تجارتون کے لئے مختلف ممالک مین جایا کرتے تہے جن مین سے ایک شام بہی تہا لیکن ان دنون مین انہون نے شام کا سفر زیادہ کردیا۔ مدینہ مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے کے باعث انہون نے یہ شروع کیا کہ بہانہ تو شام جانے کا لیکن مقصد نبی کریم کی مخالفت مین لوگون کو اکسانے کا وہ کبہی مدینہ کے مشرق سے گذرتے اور کبہی مغرب سے گذرتے اور کبہی مدینہ کے اندر سے بہی گذر جاتے وہان کے یہود اور باقی مشرک قومون کو جو مدینہ کے نواح مین رہتی تہین انکو آپکے مقابلہ کے لئے اکساتے تہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کئی دفعہ آپکے صحابہ مین سے ایک دو کو قتل کردیا۔ اور کئی دفعہ آپ کی کھیتون اور مویشیون پر چہاپے مارے جب آپنے دیکھا کہ یہ دوسو میل پر بہی چلے آنے سے دشمنی سے باز نہین آتے اور آگے سے بہی دشمنی کو خطرناک کردیا ہے۔ تو آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ اجازت ہوئی کہ آپ انکے انسداد کی فکر کرین۔ آپکو اجمالاً بتلایا گیا کہ دشمنون کے دو گروہ ہین جن مین سے ایک پر ضرور غلبہ حاصل

زمعہ۔ ابوالبختری۔ حکیم بن حزام وغیرہ جمع ہوئے۔ اور مشورہ کیا یا تو محمد کو قید کر دیا گھر سے نکال دو ابوجہل نے یہ رائے دی کہ قریش کے تمام قبیلوں کا ایک ایک نوجوان تلوارے کر ایک ہی دفعہ جا پڑیں اور محمدؐ کو ماریں اس رائے کو سب نے پسند کیا اور رات کو آنحضرت کا گھر گھیر لیا اور آپ کو اللہ نے خبر کر دی اسپر آپنے ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کی اور انکی سب تدبیریں الٹی ہو گئیں۔ اور خدا کی تدبیر نیک ہوئی اور یہی مکر الہی کے معنی ہیں (ت ۹۸۷) او ائتنا بعذاب الیم یعنی ہم تجھ سے ناراض ہیں ضرور عذاب لا کر دکھا یہ کافرون نے کہا (ت ۹۸۸) ان اولیاؤہ۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ کعبہ کے متولی اہل حق ہی رہیں گے چنانچہ اس وقت تک اہل سنت و جماعت ہی اس کے متولی ہیں (ت ۹۸۹) ان الذین کفروا بشک جو کافر ہیں بدر کے بعد مال جمع کریں گے جنگ احد کی تباہی کے لیے مگر فائدہ انکو کچھ نہ ہوگا۔ مال ضایع اور انجام کار مغلوب ہوگی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ (ت ۹۹۰) ثم تکون علیہم حسرۃ الخ یہ غزوۂ خندق کے متعلق پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی (ت ۹۹۱) یغفرلہم تک شرارت مانع عذاب کے (ت ۹۹۲) فقد مضت سنۃ الاولین۔ یعنی پھر بھی نہیں بھیجے گی عذاب ہے۔ جنکی شرارت کا اللہ علیم ہے (ت ۹۹۳) کلہ للہ یعنی ہر شخص اپنے معتقدات یا اعلان بیان کر سکے اور مذہبی رکاوٹ نہ ہو مذہب حق غالب ہو۔ یعنی اپنے فرض مذہبی کو بخوبی ادا کر سکے۔ بصیر۔ یعنی انپر زیادتی نہ ہوگی نظر مہربانی الہی ان پر ہے۔ انکی حفاظت کی جاوے گی۔

الجزء ۱۰

(ت ۹۹۴) غنمتم من شیٔ۔ کل مال غنیمت کے پانچ حصہ کریں اور پانچویں حصہ کے چھ حصہ کریں جو اللہ اور رسول اور قرابتیوں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا حصہ ہے رہے چار حصے اسکو اس طرح تقسیم کریں۔ سوار کے دو۔ پیادل کا ایک۔ جائداد غیر منقولہ مستثنے ہے اس کا امام کو اختیار رہے آنحضرت کے بعد آپکا حصہ اسلامی ضرورتوں میں دیا جاوے کہ اللہ کا القربی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلیفہ یا امام وقت کے قریبی رشتہ دار ہیں اور اللہ والرسول میں اشاعت قرآن و حدیث شامل ہے (ت ۹۹۵) یوم التقی الجمعٰن۔ یعنی جمعہ کے دن جس میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی ہوئی ملائکہ کا نزول دست پاک سرور کائنات کی مشت خاک کے تیجے نے ایک شناخت و تمیز اس دن قایم کی ۱۷ رمضان شریف روز جمعہ یوم الفرقان تھا (ت ۹۹۶) ان اللہ لسمیع علیم اللہ سنتا ہو تمکو دعا میں لی اور وہ تمہاری کامیابی کو بخوبی جانتا تھا۔ یعنی بدر کی لڑائی محض اللہ کی مدد سے ہوئی۔ یہ لڑائی قصداً تم کرتے تو ایسا موقعہ نہیں ملتا بیشک غالب مغلوب پر حجت ملزمہ قایم کر دی (ت ۹۹۷) منامک منام آنکھہ کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اصل اسکے معنی ہیں نیند کی جگہہ تو نیند آنکھوں میں ہی آیا کرتی ہے۔ اور رویا کو بھی کہتے ہیں۔ تمہاری آنکھوں میں تھوڑے دکھنے کچھہ تھلے پستہ کچھہ نیچے (ت ۹۹۸) فتفشلتم۔ فشل کا بگڑا ہوا لفظ اردو میں پھسل ہے۔ اور اس پانی کو بھی کہتے ہیں جو روش میں نکل جاتا ہے (ت ۹۹۹) منامک اے نبی عینک و لیجرامک و نومک بعض چیزیں بڑھا گھٹا کر دکھلائی جاتی ہیں اسمیں مصلحت الہی ہوتی ہے (ت ۱۰۰۰) واذکروا ذکر کے معنی دعا سیاد محبوب تذکرہ بہ نیت عبادت کچھہ پڑھنا۔ اگر دینی مقابلہ اور مباحثہ ہو تو پہلے بہت عاجزی سے دعا میں کرو کہ کامیابی ہوگی ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے خیال کے نزدیک ہوں جہاں وہ یاد کرتا ہے میں وہیں موجود ہو جاتا ہوں اگر وہ جی میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسکو اس سے بھی بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت آتا ہے تو میں اسکی طرف گز بھرا آتا ہوں اور اگر وہ گز بھر آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے میان کے برابر آتا ہوں اور اگر وہ چلتا ہوا آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں ترمذی (ت ۱۰۰۱) وتذھب ریحکم اتفاق نہ رکھوگے تو جاتی حکومت۔ اقبال۔ نصرت۔ قوت جنگ۔ فتح مندی۔ نفاذ حکم غلبہ جاتا رہے گا۔ (ت ۱۰۰۲) بطراً ورئاء الناس۔ جنگ بدر کے واسطے اہل قریش ابوجہل وغیرہ بڑے گھمنڈ سے اکڑتے ہوئے نکلے اور نیت میں لوگوں کو اپنی بڑائی دکھانا تھا۔ اور انکو یہ خیال ہی تھا کہ مسلمانوں کو ہمارے مقابلہ کی تاب ہے اور نہ فی الواقع مسلمانوں کو تاب تھی کفار تمام چیدہ چیدہ آدمیوں کا لشکر بناکر بطور سیر و تماشا کے نکلے خیال یہی تھا کہ کوئی جنگ نہیں ہوگی بلکہ یوں ہی ملک پر رعب بیٹھ جاوے گا چنانچہ وہ پیتے کھاتے ہوئے ناچ کراتے ہوئے آئے جیسا کہ فرعون بنی اسرائیل کے پیچھے پڑا مگر موسیٰ کا فرعون تو دریا میں غرق ہوا ہمارا

اتنے نامدار کا فرعون معہ اپنے لشکر کے خشکی ہی مین غرق و تباہ ہوا۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

(ت ١٠٠٣) اذ زین لھم الشیطن اعمالھم۔ بدیون پر اسے جرأت ہوتی ہے جو مومن باللہ نہو یا یوم آلاخرۃ کو نمانتا ہو یا منجی کرامت گنہگاران کا معتقد ہو یعنی اخلاص اور توبہ کے بدون یا بد صحبت مین رہا کرے ۔ ع (ت ١٠٠٤) دینھم یعنی کثرت اسباب دنیوی اور رسوم آبائی نے منافقون و دنیا دارون کو خود پسند بنا دیا کہ وہ مسلمانون کو ایسا سمجھتے ہین۔ حالانکہ مسلمان متوکل علی اللہ ہین۔ ومن یتوکل علی اللہ (١) دنیا مین دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک وہ جنکی نظر صرف دنیا ہی کے اسباب پر پڑتی ہے۔ دوسری وہ جو ظاہری اسباب کو بھی اللہ ہی کے دست قدرت مین جانتے ہین یعنی مسلمان وہ ہوکر خوردہ نہین متوکل ہین انکی نظر خدا پر ہے کسی رسم و رواج کو خدا کے مقابل پسند نہین کرتے (ت ١٠٠٥) قوتی۔ اپنے کسی قانون کی خلاف ورزی کو جائز نہین کہتا (ت ١٠٠٦) وھم لا یتقون۔ یہان یتقون کے معنی عہد کے ہین اور لایتقون کے معنی عہد شکنی۔ جیسے یہود بار بار عہد شکنیان کرتے رہے ع۔ (ت ١٠٠٧) واعدوا لھم۔ اب بھی مسلمانون کو چاہئے کہ وہ اپنے دشمنون کے لئے ہمیشہ تیار رہین اور مدافعت کرین مقابلہ کے لئے چار چیزون کی ضرورت ہے۔ (١) دل مطمئنہ (٢) دشمن کے حالات سے پوری واقفیت (٣) قول ہو تجہا ور دلائل مضبوط (٤) خدا پر بھروسہ ہو اس سے مدد اور دعا چاہیے جسمین یہ بات نہو مجاہدین کو مدد دو اور انفاق فی سبیل اللہ کرے۔ (ت ١٠٠٨) وتوکل علی اللہ۔ اس مین حقیقت توکل کی بیان فرمائی ہے یعنی جسقدر جائز کوششین ہین نیکی کے ساتھ کی جائین اور نیک تدابیر عمل مین لائی جائین۔ اور اگر ظاہرا ناکامی اور مایوسی کے آثار رہین یا دنیا کے لوگ مخالفت کرین تو خدا ہی پر بھروسہ کہو یعنی کاہلی اور غفلت اور بے تدبیری اور بے عقلی اور ہاتھ پر ہاتھ دہرے رہنے کا نام توکل نہین ہے جیسا کہ بد فہم اور سست و کاہل بے کاری کی حمایت مین کہا کرتے ہین کہ ہمارا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے اور ہماری تقدیر مین یہی لکھا ہے کہ اپنی سستی اور کاہلی کا الزام خدا ہی پر لگایا کرین اور اس گستاخی اور کفر بکنے سے کچھ خوف نکرین۔ اور لیس بظلام للعبید کی کچھ پروا نکرین (ت ١٠٠٩) یخذ عوک۔ مالی امداد سے ہاتھ اٹھانے کو بھی خدع کہتے ہین۔ (ت ١٠١٠) حسبک اللہ یعنی ظاہری مخالفت و ناکامی سے جو نہ ڈرے اور نیک اعمال توکل سے کرتا جائے تو اوسکے لئے ارشاد ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ٢٨ پ اور حسبک اللہ وغیرہ آیات توکل۔ (ت ١٠١١) الف بینھم اس سے معلوم ہوا کہ جسقدر صحابہ ہین وہ باہم کمال محبت رکھتے ہین شیعہ جھوٹے ہین جو صحابہ کو باہم دشمن بتاتے ہین۔ کیونکہ ومن اصدق من اللہ قیلا ع (ت ١٠١٢) حرض حث ادنیٰ درجہ کی ترغیب ہے پھر حض اس سے بھی بڑھکر حرض اس سے بڑھکر حرض ہے (ت ١٠١٣) خفف اللہ۔ یہ آیت منسوخ نہین کیونکہ پہلی آیت اسلام کی ترقی کی حالت پر دلالت کرتی ہے۔ اور دوسری ابتدائے اسلام کی منظہر ہے۔ پہلے مین جو آن ہے وہ استقبال کیلئے ہے یہ آیت منسوخ نہین۔ اور دوسری مین الآن ہے اب سوقت تو تخفیف کردی۔ آیندہ ایسا وقت آئیگا جیسا کہ غزوہ موتہ و تبوک و یرموک و شام و مصر مین ہوا کہ مومنون کی تعداد دس فیصدی ہی شکل ہتی یرموک مین ساٹھ ہزار کا ساٹھ آدمیون نے مقابلہ کیا۔ ہان بعد اسلام جو ابتدائی جنگین تہین انمین کافرون سے نصف یا ⅓ کا مقابلہ ہا (ت ١٠١٤) واللہ مع الصبرین۔ صوفیون مین ایک بحث ہے کہ تفویض علی ہے یا توکل بعض کہتے ہین کہ تفویض اعلیٰ ہے کیونکہ اسمین سب کچھ سپرد کردیا جاتا ہے۔ (ت ١٠١٥) حتی یثخن فی الارض جبتک دنیا مین کوئی اوس سے مقابلہ نکرے اور جنگ نہ چھیڑے (اور اگر بغیر جنگ کے ایسا کیا جاوے تو سمجھا جاویگا کہ) تریدون عرض الدنیا کیا تم دنیا کے طالب ہو؟ نہین تم اللہ والے ہو (ت ١٠١٦) لولا کتب من اللہ سبق ایک گروہ کو صحابہ مین سے آنحضرت نے ساحل پر بھیجا اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے انہون نے اہل مکہ کا ایک قافلہ جاتا ہوا دیکھا یہ انپر ٹوٹ پڑے۔ مال چھینا اور ایک کو قتل کیا اور بعض کو پکڑ کر مدینہ مین لے آئے۔ منشاء یہ تہا کہ لے لیوین اور یقیدی جرمانہ لیکر چھوڑے جائین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا۔ انکو چھوڑ دیا۔ مال واپس کردیا مقتول کی دیت دیدی۔ غیرون کو شکار کے چھٹ جانے کا غم ہوا اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عتاب آیا کہ بغیر اسکے کسی قوم سے جنگ ہو اور کشت و خون کے بعد باقی فوج کو پکڑا جائے یون ہی راہ چلتون کو پکڑنا جائز نہین

اگر یہ حکم پہلا نہ ہوچکتا کہ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم
تو اس گمنہ کو سزا ہوتی (ت ۱۰۱۷) اخذ تم عذاب
عظیم ۔ اسیر بغیر جنگ عظیم کے بغیر فیصلہ بین کے شرارت و غلبہ سے
بنا لینا کسی طرح جائز نہیں موجب عذاب ہے ۔ (ت ۱۰۱۸)
حلٰلًا طیبا ۔ یعنی فدیہ لینا یا قتل کرنا دونوں خدا کی طرف سے تمہیں
جائز ہوچکے تھے اسلئے اس غرض فدیہ لینے پر تم پر کچھ مواخذہ نہیں ہے
اگر ایسا نہ ہوتا اور لالچ سے یہ فعل ہوتا تو ضرور عذاب آتا ۔ وہ قیدی مسلمان
ہوئے اور امور عظام سلطنت کے متولی ہوئے ۔ ع (ت ۱۰۱۹)
من ولایتھم من شئی ۔ یعنی جب تک بُری عادتیں نہ چھوڑیں ۔
بیہودہ رسومات اور خیالات کی اصلاح نہ کریں یا دین کے واسطے وطن
ترک نہ کریں تو ایسوں کی رفاقت ایمان دار نہ کریں ۔ (ت
۱۰۲۰) وان استنصروکم ۔ دینی بات میں مدد چاہیں اور
مسئلہ پوچھیں تو بتا دو ۔ ع

سورۃ التوبہ

(ت ۱۰۲۱) تمہید ۔ سورہ توبہ میں اعلان جنگ ہے
یہ کوئی علیحدہ سورۃ نہیں بلکہ بقیہ سورہ انفال کا ہے ۔ آٹھویں سال
ہجرت کے جب مکہ فتح ہوا تو بہت سی قومیں مسلمان ہوگئیں اور نویں سال
ہجری میں جب آنحضرت شام کی طرف غزوہ تبوک میں تشریف لیگئے
تو قوموں نے عاصیانہ رنگ اختیار کرکے مخالفانہ افواہیں اڑائیں
اور عہد توڑ دیا اور موقع پاکر مسلمانوں کو ایذا رسانی کی تجویزیں کرنے لگے
اسی سال حضرت نے حاجیوں کا قافلہ سالار ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
کیا اور پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ناقہ پر سوار کرکے بھیجا کہ وہاں
مجمع عام میں یہ آیتیں لوگوں کو سناویں یعنی سورہ توبہ تو ابو بکر رضی
اللہ عنہ نے احکام حج تعلیم کئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
یوم النحر جمرۃ العقبیٰ کے پاس کھڑے ہوکر لوگوں کو یہ سورۃ سنائی
چونکہ یہ حصہ الگ سنایا گیا تھا اسلئے علیحدہ ہی رہا ۔ اور کہہ دیا کہ آئندہ
سے کوئی مشرک مکہ میں نہ آئے اور نہ ننگا طواف کرے جنت میں اہل
ایمان کے سوائے کوئی نہ جائیگا ۔ بہت اقرار پورے کئے گئے ۔ لوگوں نے
نے کہا اے علیؓ تم اپنے بھائی سے کہہ دینا کہ ہمنے خود ہی عہد توڑ دے

ہیں اب تلوار ہے یا تیر ۔ غرض چار مہینے کی مہلت ہے یہی چار مہینے مہلت
والے ہیں جسمیں جہاد کی ممانعت فرمائی گئی ہے یعنی مخالفوں کے لئے
رجب ۔ ذی قعدہ ۔ ذالحجہ ۔ محرم (ت ۱۰۲۲) غیر معجزی اللہ
جنگ و غلطی ہے اکیس برس تک صدمات عظیم اُٹھانے کے بعد خدا کی
طرف سے جہاد کا حکم ہوا اور وہ بھی عذاب کے رنگ میں یہ کفار کے نقض
عہد کا نتیجہ تھا ۔ جو بہت ہی برا فعل ہے چونکہ جب تک کفار کی طرف سے
ابتدا نہو تب تک اسلام جہاد کا حکم نہیں دیتا ۔ حضور سرور کائنات نے
ارشاد فرمایا اترکوا الترک ماترکوکم اور قاتلوا فی سبیل اللہ
الذین یقاتلونکم ۲ وغیرہ آیات بھی (ت ۱۰۲۳) مامنہ
قید خانہ و قتل مراد نہیں ہے ۔ مسکن کی جگہ ۔ یعنی اسکے گھر پہنچا دے قتل و
قید نکرے ۔ ع (ت ۱۰۲۴) فسقون ۔ فاسق ینقضون
عھد اللہ کی صفت والا ہوتا ہے پارہ (۱) رکوع (۲) (ت
۱۰۲۵) الا ولا ذمۃ ۔ اِلّ کے معنی اللہ ۔ قسم کھانا ۔ قرابت
عام مادری یا پدری ۔ سسرالی رشتہ دار ۔ معاہدہ ۔ ذمہ ۔ قسم عہد
(ت ۱۰۲۶) ینتھون ۔ اس لئے نہیں کہ سب کے سب مسلمان ہوجائیں
بلکہ بدی چھوڑیں اور شرارت نہ کریں بلا روک عام آزادی ہے ۔ جاہل ایمان والے
شریفوں کو نہ ستائیں (ت ۱۰۲۷) جاھدوا منکم ۔ آدمیوں
کی کثرت کی ضرورت نہیں بلکہ محنت کش مستقل عاقبت اندیش ۔ راست باز
بلند ہمتوں کی ضرورت ہے ع ۔ (ت ۱۰۲۸) شاھدین علیٰ
انفسھم بالکفر ۔ (اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی) رذائل کو دور کرنا
فضائل کو بتدریج و ترتیب حاصل کرنا اور رضائے الٰہی اور رسولوں کا
ماننا اور اونکے کہنے کے موافق چلنا حسن سلوک ہے ورنہ شٰھدین
علیٰ انفسھم بالکفر کا مصداق بنتا ہے ۔ برائیوں سے ہٹ کر
پوری نیکیاں لیں ورنہ حسنات کی بھی تضییع ہے ۔ (ت ۱۰۲۹)
سقایۃ الحاج ۔ مشرکین عرب ۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کیا کرتے اور حاجیوں
کو پانی پلایا کرتے تھے اور اوسی کو اپنا دین اور موجب نجات سمجھتے تھے
اور اسی طرح بعض مسلمان جو ہاجر نہ تھے ان کاموں کو موجب فخر سمجھتے
تھے آجکل بھی مسجدیں بنانا اور عاشور خانے (امام باڑے) اور سماع خانے
اور عرسوں کی مجلسوں میں شریک ہونا اور تعزیہ داری وغیرہ وغیرہ رسوم کو
دین کا جزو اعظم سمجھا جاتا ہے ۔ اور توحید و اتقا جو اصل اعظم دین کا
ہے متروک ہے ع (ت ۱۰۳۰) حنین ۔ ایک وادی ہے

ہوازن قوم کی یعنی حنین ہے طائف اور مکہ کے درمیان - ہزار مسلمان تھے
کل چار آدمی آنحضرت کے پاس رہ گئے تھے ۔ (ت ۱۰۳۱) اذ اعجبتکم
ہجرت کے آٹھویں سال جب مکہ فتح ہو چکا تو آنحضرت صلعم بارہ ہزار مسلمانوں کے
کے ساتھ جن میں دو ہزار نو مسلم تھے حنین کے طرف چلے جو مکہ اور طائف
کے فیما بین ہے ۔ حنین میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبیلے تھے انہوں نے
جلدی سے فوج جمع کر کر حضرت کے راستے میں پہاڑیوں کے تنگ گھاٹیوں
مین تیر اندازون کو بٹھا دیا - نو مسلم تیرون کی تاب نہ لا سکے اور بھاگ گئے
اور کئی مہاجر و انصار بھی حضرت کے ساتھ صرف عباسؓ اور ابو سفیان بن
حارث اور کئی آدمی بچ رہے - حضرت نے یک مشت خاک اٹھا کر
مخالفون کی طرف پھینکی - کہ وہ سب کے سب آنکھیں ملتے رہ گئے اور حضرت
عباسؓ نے انصار و مہاجر کو پکارا ملائکہ آسمان سے ابلق گھوڑوں پر دکھے
اور مسلمانون کو فتح ہوئی اوائل میں کثرت تعداد کے تکبر کی وجہ سے انکے
قدم پھسلے آخر خدا نے بتا دیا کہ ہم ایک مشت خاک سے فتح دے سکتے ہیں یعنی فتح
ہمارے فضل پر موقوف ہے نہ تمہاری کثرت فوج پر اس لئے ایک امام فرماتے ہیں
کہ اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل
ہر ایماندار کو ہر وقت خصوصاً نماز میں بھی معنی کا لحاظ رکھ کے پڑھتے رہنا
واجب ہے (ت ۱۰۳۲) ثم یتوب اللہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ مسلمانون کی لغزش تھی اور وہ گناہ - اللہ نے معاف کر دیا - (ت
۱۰۳۳) وان خفتم عیلۃ - چونکہ اہل مکہ کا اکثر گذارہ بتون کے
چڑھاوے پر تھا - ادھر یہ مسلمان ہوئے ادھر مشرکون کو مکہ سے روک دیا گیا
تو انکو اپنے گذارہ کا فکر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انکو تسلی دی کہ یہ بیت اللہ حج
کے لئے کہ اس میں کچھ مشرکین آتے تھے اب تمام دنیا سے کل موحدین یہان کو جمع
کرنے کے لئے آئینگے اور یہ کل دنیا کا مرکز بنیگا اور ہر ایک ملک کا رزق یہان
لایا جائیگا اس کی عزت بڑھ جائیگی - اور اسکی تجارت وسیع ہوگی دنیا کے
بادشاہ اسکے خدام ہونگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اگر آمدنی کی کمی کا ڈر ہے
تو اللہ بہت کچھ دیگا اعلیٰ درجہ کا تقویٰ اختیار کرو - کیونکہ ویرزقہ
من حیث لا یحتسب - ارشاد ہے - ۲۹ - (ت ۱۰۳۴)
قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ اس آیت سے بھی یہ نہیں ثابت
ہوتا کہ جہاد لوگون کو بجبر مسلمان بنانے کے لئے ہے بلکہ اس سے
مقصد یہ ہے کہ پہلے دشمن آنحضرت کے اہل مکہ اور اس کے معاونین مشرکین
مین سے تھے جب انکا فیصلہ ہو چکا یعنی گروہ آیا اور اس کے مددگار مغلوب اور مفتوح
ہو چکے تو اب دوسرے دشمن جو اہل کتاب سے ہین انکا مقابلہ ہونا چاہئے
انکو بھی اگر وہ جزیہ دے دین تو چھوڑ دینگے (ت ۱۰۳۵)
من الذین اوتوا الکتب مشرکین کے بعد اہل کتاب سے مخاطب ہے
جنہوں نے من گھڑت باتون کی پیروی کی ہے دین حق اہل حق سے
نہیں لیا - (ت ۱۰۳۶) الجزیۃ - جزیہ کے معنی ہین فدیہ
جو بدلہ میں دیا جائے چونکہ وہ قوم جو برسر حکومت ہوتی ہے وہ اپنی رعایا
کے مال اور جان اور عزت اور عصمت اور عقل اور دین اور نسب کی محافظ
ہوتی ہے اسلئے اسکے بدلہ مین پولیس اور افواج یعنی سول ملٹری
دونون کے اخراجات کے لئے انپر ٹیکس لگایا جاتا ہے - کافر دولتمند
سے (۴) دینار متوسط سے (۲) اور فقیر سے (ایک) ہے - (ت
۱۰۳۷) الیھود - وہ یہود کی قوم مصر میں تھی جو عزیر کو ابن
اللہ کہتی تھی جو تھی صدی ہجری تک رہتی پھر برباد ہو گئی (قسطلانی)
یہان الیھود کا لفظ ہے بنی اسرائیل کا نہیں جو یہودہ بن یعقوب
کی اولاد ہین دنیا کے مذہب کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نے
کسی نہ کسی بزرگ کو خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے کوئی مذہب ہو بدون کسی
خوبی کے نہیں چل سکتا ہے پہلے تبع بڑے مخلص ہوتے ہین کیونکہ
وہ دنیاوی بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہین - خوبی نہ ہو تو وہ کیون
تکلیف اٹھائین - دوسرا وقت مذہب کی کامیابی کا آتا ہے اور بادشاہی
آجاتی ہے - اسوقت دنیا دار بدمعاش اگر شریک ہو جاتے ہین انہین
کے ساتھ قصہ کہانیان رسوم و بدعادات وغیرہ امور آتے ہین اور
ترقی کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے - اور اندر ہی اندر کچھ اعتراض
اور شبہے پیدا ہو جاتے ہین پھر تیسرا زمانہ آجاتا ہے جس مین سلطنت چھن
جاتی ہے - دشمنون کو قوت ملتی ہے وہ اعتراض کرتے ہین اسوقت
بیہودہ روایات کو جھوٹا کہنا پڑتا ہے - پھر احادیث پر جرح کیجاتی ہے
یہان تک اصلی کتاب جو سچی ہے وہ رہ جاتی ہے مسلمانون پر یہ وقت
چھٹی صدی مین آچکا ہے - (ت ۱۰۳۸) ابن اللہ اور
اسکے مقابل مین دوسری جگہہ قرآن مین یہود کا قول نحن ابناء اللہ
واحباءہ آیا ہے جس سے علمی مذاق کے موافق وہ تفسیری بکر
ابن اور ابناء کی تعریف معلوم ہوتی ہے یعنی صرف پیارے اور مقرب
اور محب الہ ابناء ابن کا ترجمہ ہے - (ت ۱۰۳۹) قول الذین
کفروا یعنی کنعان اور یونان کی قومیں اپنے دیوتاؤن کو خدا [illegible]

اور اپنے بزرگون کو خدا کا خزانہ کہتے تہے - ت ۱۰۴۰)
من قبل - عام کتب یہان تک مہا بہارت کے پڑہنے سے ہندوؤن
کے خیالات معلوم ہونگے اور ہندوؤنکی تاریخ بہی پڑہو - ت ۱۰۴۱)
احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ - عدی بن حاتم
جب مسلمان ہونے کے لئے حضور علیہ السلام کے دربار مین پہنچے انہون نے
سوال کیا کہ مسیح ابن مریم کو تو ہمنے معبود بنایا لیکن قرآن نے ہمارے
ذمہ احبار اور رہبان کو بہی لگایا ہے یہ کسطرح پر ہے - حضور علیہ
السلام نے فرمایا کہ تم اپنے علماء کے قول کو حجت قطعیہ جانتے ہو تمہاری حرمت
او حلت کا فیصلہ تمہارے علماء کا قول ہے - اصل شریعت کو تم نہین سمجہتے
اصل کتاب سے مطابقت کی ضرورت کو نہین سمجہتے تمہارے علماء اور مشائخ
ہی تمہارے شارع ہین یہ حدیث متفق علیہ ہے - جیسا کہ نصاری کے
رومن کیتھولک پوپ جو ان کا مشائخ ہوتا ہے - اسکے قول کو حجت
مانتے ہین اور پروٹسٹنٹ اپنے کلیسا کے قانون پر جو کہ پیشوا لوگ
بناتے ہین چلتے ہین - اور پرستش کے اصول - تصرف، علم، اور امید
بیم ہین یہ شرک اور عوام جاہل ہر فرقہ کے ماسوا اللہ کو پہلے علیم
سمجہتے ہین - پہر متصرف سمجہ مین امید و بیم پیدا کرتے ہین جسکا تعلق رب سے
ہی انسان مخلوق ہے یہ تعلقات وہمی طور پر جسکی کچہ اصل نہین پیدا کرتے
ہین اسیکا نام شرک ہے - اتخذوا والی ایک عبرتناک تمثیلی پیش گوئی
بہی ہے جسکا ظہور مسلمانون کے لئے ہمنے اپنی آنکہون سے دیکہ لیا کہ
علماء اور مشائخ و فقہاء مفسرین و محدثین کے قول کو قرآنی آیات کے
مقابل پر زیادہ فیصلہ کنندہ اور رہبتین مانتے ہین - یعنی اپنے بزرگون کے
اقوال کو خدا کے ارشادات کے سامنے اس طرح پیش کرتے ہین جیسے کوئی
حاکم و مقتدر کی بات کمزور کے مقابلہ مین نعوذ باللہ منہا وما قدر اللہ
حق تاہا ؟ کی شکایت سے بہی نہین ڈرتے - ت ۱۰۴۲)
یریدون ان یطفئوا عہد نبوی مین دین کا مقابلہ پر دف
سے نہین ہوتا تہا بلکہ سیوف سے ہوتا تہا مگر انکو لسانی مقابلہ کیطرف
بلایا جاتا تہا - وہ سنانی محاربہ کیطرف دوڑتے تہے زبانی باتون کو جن
پر حملہ کرنا شبہات کے ایراد سے اور دلائل کے انکار سے علی الخصوص نصاری
کی طرف سے یہ تیرہوین صدی مین پیش آیا کیونکہ اسلام مین حکومت کا تو
خود ہی اڈ گیا مخیرون کے مقابلہ کے لئے سوائے دین کے کچہ نظر نہ آیا
انہون نے دین پر شبہات وارد کئے - ت ۱۰۴۳) ولو کرہ

الکفرون - یعنی محمد رسول اللہ کو ضرور غالب کریگا اور اس کے
پیچہے متبع ماموروں کو - یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ تشریف
فرمائی کی پیش گوئی ہے جسکا بیان قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین کیا ہے
اور متعلق بہ مسیح موعود و مہدی مسعود ہے - چنانچہ آیت ذیل مین اسکا بیان
فرمایا لیظہرہ علی الدین کلہ - ت ۱۰۴۴) یا ایہا الذین امنوا
ان کثیرا الخ یعنی اہل کتاب کے ایماندار اور انکے مثل ہمارے زمانے کے بزرگوار
دنیادار واللہ سے ڈرو اور مخالفت حق نکرو - اسمین بہی یا ایہا الذین
ھادوا امنوا کہا کیونکہ اسوقت کے علماء اور مشائخ نے مسیح موعود کی
مخالفت اور نصاری کی تائید کرلی تہی اسواسطے مسلمانونسے خطاب فرمایا
کہ ہوشیار و بیدار رہین - یہود و نصاری کی طرح نہو کہ مین ذرا بہی تیرہ
سال ہوگیا انکے پادریون اور راہبون نے انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو قبول نہین کرنے دیا کہ تمہین بہی حق سے نہ روک دین - ت
۱۰۴۵) اموال الناس - اس مین جہوٹے وکلاء اور گندے
فلیتہ کرنے والے و مساجد کے نا پرہیزگار ملا اور مشائخ دنیا دار
خدا اور رسول کے کلام سے غافل نفس پرست دغاباز وغیرہ وغیرہ سب
شریک ہین - ت ۱۰۴۶) یکنزون الذہب والفضۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای انسان جو کچہ ضروری خرچ کے
بعد تیرے پاس بچے اسکو جمع رکہنا تیرے حق مین بہتر نہین خیرات کا
دینا بہتر ہے اور اہل و عیال کے ضروری خرچ کے موافق جمع رکہنے مین
تجہپر کچہ الزام نہین مشکوۃ صفحہ (۱۵۶) اور ایمان والون مین دو
چیزین جمع نہین ہوتین حرص و بدخلقی رواہ الترمذی یحمی علیہا
فی نار جہنم - تپایا جائیگا اور گرم کیا جائیگا جہنم کی اگ مین سونا
چاندی جباہہم کیونکہ سائل کے سامنے بخیل پہلے چہرہ بگاڑتا ہے پہر پہلو
پہیرتا ہے پہر پیٹہ پہیرتا ہے - ت ۱۰۴۷) اربعۃ حرم - یعنی
رجب - ذیقعدہ - ذالحجہ - محرم - مشرکین عرب کو اگر لڑائی
پیش آتی ہی تو ان تعظیم کے مہینون کا نام بدل دیتے اور لڑائی
چہیڑ دیتے محرم کو صفر بنا لیتے اس کا نام نسی کا مہینہ تہا - تعظیم کے مہینون
مین لڑائی منع تہی شمسی و قمری مہینون کا حساب الگ ہے بشرطیکہ انکو
دین مین دخل نہ دیا جائے - ت ۱۰۴۸) النسئ دنیوی
معاملات کا اندازہ عموما شمسی حساب پر کیا جاتا ہے اور دینی کا
قمری پر - عرب شمسی حساب پورا کرنے کے لئے تاجرانہ حیثیت سے اکثر

زیادہ کر دیا کرتے تھے جسکو نسی کہتے تھے گویا وہ ننگا چھینا تھا اسوجہ سے
اوپر کہ مہینے اپنے موقعہ پر نہیں رہتے تھے اسلئے قرآن مجید نے قمری مہینہ پر
زور دیا اور کہا کہ ذٰلک الدین القیم۔ حضرت نوحؑ کے تین بیٹے تھے۔
سام۔ حام۔ یافث۔ انکی اولاد بہت پھیلی چوتھا بیٹا یام ہے وہ طوفان میں
غرق ہوا۔ یوم نور ہدین کے نقطہ میں اس کا ذکر ہے۔ قاموس میں ہے
کہ کنعان کو لوگ نوحؑ کا بیٹا کہتے ہیں وہ غلط ہے وہ انکا پوتا ہے۔ حام کی
اولاد افریقہ میں ہے وہ جاہل ہیں۔ سام کی اولاد عرب ہیں۔ یافث کی
اولاد یورپین ہیں۔ یافث سورج کا نام ہے۔ سام چندر کا نام ہے۔ سورج
بنسی اور چندر بنسی بھی کہلاتے ہیں۔ سام کی اولاد قمری حساب لیتی ہے
اور یافث کی شمسی مسلمانوں کا حساب ہی چاند کا ہے۔ چاند اور سورج کے
حسابوں میں باہم تفاوت ہے چاند کا سال (۳۵۵) دن کا ہے اور سورج کا
سال (۳۶۵) دن کا۔ (۳۶) سال میں ایک سال کا فرق پڑ جاتا ہی
اسواسطے جب کی عمر (۵۰) سال کی ہوگی وہ گرمیوں سردیوں کا رمضان
دیکھ لے گا۔ جو عرب رحلۃ الشتاء والصیف کی حالت رکھتے تھے
اور اونکا تعلق غیر قوموں سے تھا وہ سورج کا حساب رکھتے تھے۔ اور
دوسرے عرب چاند کا اب سال میں دس بارہ دن کا فرق پڑنے لگا۔ رہنے
والوں نے سورج کا حساب رکھا تاکہ برسات اور موسموں کا حال ٹھیک
معلوم رہے بعض ایسا کرتے کہ محرم کو (۱۲) دن بٹھا دیتے پھر مقرر شدہ
کرتے۔ سود کھانے والے عموماً چاند سے حساب رکھتے ہیں اور
دوسرے امور میں سورج سے جسکو سدی بدی کہتے ہیں نو رسدی میں
حساب کو لالیتے ہیں۔ مالی میں تنخواہ لینے والوں اور عبادت کرنے
والوں کو فائدہ ہے۔ ع (ت ۱۰۴۹) اذا قیل لکم
امتحان کے طور پر حکم ہے۔ اور امتحان تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ذلیل
کرنے کے لئے جیسے کذٰلک نبلوھم بما کانوا یفسقون۔ پ ۹/۱۱
(۲) اظہار کمالات کے لئے اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمٰت پ ۱/۱۵
(۳) پہلی غلطیوں کو چھڑوانے کے لئے۔ جیسے بلونٰھم بالحسنات
والسیّات پ ۹۔ یہاں تیسری قسم امتحان کی مراد ہے جس میں تحریص
و ترغیب کی گئی ہے (ت ۱۰۵۰) انا قلتم۔ اس میں جنگ
تبوک کی طرف اشارہ ہے جو ہجرت کے نویں سال واقع ہوئی اسکو غزوۃ
العسرۃ اور جیش العسرۃ اور غزوۂ فاضحہ بھی کہتے ہیں (ت ۱۰۵۱)
یستبدل معلوم ہوتا ہے اسلام تو ہمیشہ رہے گا مگر نصاری وغیرہ مسلمان
ہو کر اسکے مالک ہو جائیں اور ہم مفلس بے دین نہ رہ جائیں۔ اور ہمارے
گھروں سے اسلام ہی نہ نکل جائے۔ جیسے دنیا نکل گئی ہے۔ اللھم انا نعوذ بک
من الحور بعد الکور (ت ۱۰۵۲) ان اللہ معنا۔ آنحضرتؐ کے
غیر معمولی توکل و استقلال کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ عرب کی اتنی بڑی سخت
عداوت اور آپ کی بیکسی اور اسیر محزون فرمانا۔ کیونکہ قرآنی آیت سے تو کیا
حدیث سے بھی ثابت نہیں کہ آپ دنیوی افکار سے کبھی محزون رہتے ہوں۔
اس آیت سے اعلیٰ درجہ کی معیت حضورؐ کی ثابت ہے ع (ت ۱۰۵۳)
عفا اللہ عنک۔ خدا تیرا بھلا کرے تکلیف دور کرے۔ لم اذنت لھم
کیوں اجازت دیدی انکو۔ سادوم اگر ایسا پیچھے چھوڑتے پھر اجازت دیتا یہ
حضورؐ کی بشریت کا ذکر ہے عالم الغیب کی ضمیت جنت تک واقع ہوتی ہے
انما یستاذنک الذین لا یؤمنون۔ اذن دو قسم کا قرآن میں
مذکور ہے اور ہر ایک اپنے محل پر سچا ہے ایک تو پارہ (۱۸) سورۃ نور ان
الذین یستاذنونک الخ یہ ایمان داروں کا ہے دوسرے اس مقام
پہ بے ایمان اور منافق اور جھوٹے عذر پیش کرنے والوں کا بیان ہے
(ت ۱۰۵۴) وھم کارھون۔ یہ سستی ایمان اور ضعف ایمان
کی علامت ہے کیونکہ اعمال سے ایمان کی قوت وضعف معلوم ہوتا ہے ع
(ت ۱۰۵۵) الصدقٰت۔ آنحضرتؐ نے بنو ہاشم پر مال صدقہ
و زکوٰۃ لینا حرام فرما دیا گو وہ کتنے ہی غریب ہوں تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کی
طرح اور موسیٰ کی قوم لاوی کی مانند مفت خور نہ ہو جائیں اور لوگ انکی پوجا
نہ کرنے لگیں اور خود غرضی دین کے خلوص کو نہ کھو دے۔ احکام الصدقات
(۱) زکوٰۃ یہ سوائے ان لوگوں کے کسی کے لئے جائز نہیں انما الصدقٰت
للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب
والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ
واللہ علیم حکیم ہ (ترجمہ) زکوٰۃ جو حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور
اس کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا ہے اور گردن چھڑانے
اور جو تاوان بھریں اور اللہ کی راہ میں اور راہ کے مسافر کو ٹھہرا دیا ہوا ہے
اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ)
(۲) صدقہ بھی مثل زکوٰۃ کے سادات کے لئے لینے یا کھانے سے روکا گیا ہے
عن ابی ملیکۃ ان خالد بن سعید بن العاص بعث الی عائشۃ
ببقرۃ فقالت انا آل محمد لا ناکل الصدقۃ (کنز العمال
جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ حدیث نمبر ۵۲۰۷) حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک

ایک گائے حصتہ بھیجا گیا آپ نے فرمایا ہم آل محمدؐ میں ہم صدقہ نہیں کہایا کرتے (۳) ہان سادات کے لئے انکا ذاتی صدقہ کہانا جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ عن طاؤس قال اخبرنی حجری المدری انسانی صدقة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل منہا اھلھا بالمعروف غیر المنکر (ش) سندہ صحیح۔ طاؤس سے روایت ہے کہ حجر المدری نے مجھے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے آپکے گھر والے کہاتے تھے بلا کراہت۔ (۴) کسی کے پاس صدقہ آیا ہو اور وہ کسی کے ہان بہیجدے خواہ سادات خواہ غیر کے وہ تحفہ ہوگا یعنی بہیجنے والے کے لئے صدقہ اور جس کے لئے اس نے بہیجا ہے وہ تحفہ ہوجاتا ہے (ت ۱۰۵۶) للفقراء۔ فقراء کے اقسام ہین المسٰکین۔ مساکین کے اقسام ہین۔ العٰملین علیھا۔ زکواۃ اور چندون کا مال جمع کرنے والے۔ فی سبیل اللہ یعنی مجاہدین کی خدمت گذاری مین جو شمشیر یا قلم وغیرہ سے کام کرتے ہون۔ وابن السبیل مسافر۔ ان ہی کو صدقات کا دینا حصر ہے۔ (ت ۱۰۵۷) نخوض ونلعب مین اشعار فساق اور ہزلیات اور تلازمات یارانہ وغیرہ ہی داخل ہین۔ چنانچہ کوئی کہتے ہین۔ دل از جہر محمدؐ ریش دارم۔ رقابت با خدائے خویش دارم + اور عرفی کا قول۔ تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل سلمائے حدوث تو ولیلائے قدم را وغیرہ۔ ع (ت ۱۰۵۸) یامرون بالمنکر۔ منافق الٹی چال چلتے ہین۔ مومنون کو ان کا مون سے بچنے کے لئے سنایا گیا۔ اسی طرح مغضوب کے حالات سنا کر تمام قرآن مجید مین محفوظ رہنے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ اور مقصود تلاوت اور حفظ قرآن سے یہی ہے کہ منافق اور مغضوب کے حالات سے عملاً ضرور ضرور بچین۔ (ت ۱۰۵۹) فنسیھم۔ نسیان بمعنی فراموشی اور اس کے معنی لغت مین ترک بہی ہین کیونکہ نسیان شان وصفت الٰہی کے خلاف ہے۔ ع۔ (ت ۱۰۶۰) جاھد الکفار۔ منافقون کے سات خوب کوشش کرنا کہ مخلص اور منافق اور دغاباز اور بے دیا الگ ہو جائین اور واغلظ علیھم کی ضمیر منافق اور کفار دونون کی طرف پہرتی ہے کیونکہ اشداء علی الکفار ہی آتا ہے (ت ۱۰۶۱) ماوٰلھم جھنم۔

جہنم گر دوادت آن حب +
ہمین حرص دنیاست جان پدر

یہ عقائد باطلہ کے جلانے کی بھٹی اصلاح کا کارخانہ بدترین از شر الناس کی باخیر اصلاح کا موقعہ ہے۔ اوائل مین انسان کی بذریعہ توبہ۔ استغفار صدقہ۔ دوسرے سے دعا کرانا۔ تقویٰ اور عبادات۔ خدمت مخلوق اعمال صالحہ۔ مصائبات کے بہت کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔ پہر قبر کے مشکلات صالحین کا جنازہ پڑہنا۔ روزے اور کہانا اور قرآن وغیرہ نیکیونکا اجر بہی میرے نزدیک مردہ کو فائدہ دیتا ہے۔ اور اسکی اصلاح کے لئے مفید پڑتا ہے۔ اور انسان کو بہشتی بنا دیتا ہے۔ (ت ۱۰۶۲) یحلفون باللہ یہ بہی منافقون کی علامت ہے کہ قسمین بہت کہاتے ہین۔ وھموا بما لم ینالوا۔ یعنی ایسی چال چلے جسمین ناکامیابی حاصل ہوئی۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ منافق اپنی تدبیرون مین اکثر ناکامیاب ہوتے ہین۔ منافقون کی قرآن مجید وحدیث شریف مین بہت سی عادات وحالات کا ذکر ہے ایک اس مین سے یہ بہی ہے کہ ھموا بما لم ینالوا پ اسمین شیعون کا بہی رد ہے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام خلافت اولیٰ کی خواہش کی ہوتی تو وہ کامیاب ہو جاتے (ت ۱۰۶۳) عذابا الیما فی الدنیا۔ یہ پیش گوئیان ہین اور دنیا کے عذاب وپیش گوئیون کا ظہور آخرت کے عذاب اور پیش گوئیون کے ظہور کی خشت ہین۔ صحابہ رضہ تو کامیاب رہے شیعون سے پوچہو وہ منافق کیسے تہے۔ (ت ۱۰۶۴) من عٰھد اللہ بہت معاہدے اور نیتین نکرنا چاہئے بلکہ جو نیکی ہو سکے وہ فوراً کر دینا چاہئے۔ کیونکہ کہین نقص عہد نہ ہو جائے۔ جو موجب نفاق ہے۔ وھم معرضون خدا سے عہد کر کے بدعہدی کرنا۔ اسکی منت پوری نکرنا جہوٹ بولنا موجب نفاق ہے ہر گناہ کی اصل خدا فراموشی ہے (ت ۱۰۶۵) سخر اللہ منھم۔ جو کوئی غرور یا دعوی کرتا ہے کسی پر ہنستا ہے تو وہ اسی مین مبتلا ہو کر مرے گا۔ جیسا کہ حدیث مین آیا ہے صحیح حکمت الکلمات (ت ۱۰۶۶) سبعین مرۃ۔ ہمارے حضور شفیع ہین۔ ہماری طرف سے بہت بہت استغفار کرتے ہین یہ آیت بہی شفاعت کے دلائل مین سے ہے۔ ع۔ (ت ۱۰۶۷) لن تخرجوا کم عقل آدمی گناہ کر کے کہتا ہے۔ کہ (یا رب تو کریمی ورسول تو کریم) سچ تو ہے ہمارے حضور رحمۃ للعٰلمین ہین اور اللہ ہی رحمٰن رحیم ہے مگر دیکہو منافق گنہگارون کے حق مین قطعی فیصلہ ہو گیا ہے

لن تجزو امعی ابدا ور استغفر لھم او لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم اوپر آچکا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بین الخوف والرجا ہے بڑی بڑی خطائیں کر کے معافی مانگنے کو پیشہ قرار دینا بہت ہی بُرا ہے ہر وقت استغفار اور توبہ مین لگے رہنا چاہئے اور خطاؤن کو چھوڑ دینا چاہئے۔ (ت ١٠٦٨) ولا تعجبک۔ یعنی بدعہدون اور سرکشون کو اسقدر مال و اولاد کی کثرت کیون ہوتی ہے جب کہ وہ ہر امر مین رب العالمین کو ناراض کرتے ہین؟ جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ انکی آسایش کا موجب نہین ہے بلکہ موجب تکلیف دنیا اور آخرت ہے۔ کیونکہ مہلت و تنبیہ اور شکر گذاری اور اطاعت کے درجے غفلت مین طے ہو جاتے ہین اور موقعہ نہین رہتا۔ دیکھا اور غریب آدمی دنیا سے بیزار ہو کر کبھی رجوع بہ حق کر لیتا ہے مگر مال و دولت مین پہنسے ہوئے اس سے مرتے دم تک بہت کم باز آتے ہین اللھم اصلح امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ع

الجزء

(ت ١٠٦٩) صلوات۔ یہ قطعی آیت شفاعت کی ہے (ت ١٠٧٠) والسبقون۔ یعنی غیر مقلدون کی کتابون مین بار بار دیکھا ہے کہ قول صحابہ اور تابعی حجت نہین وہ اسی آیت کو بار بار پڑھین اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی تو پھر ان کا فتوی کیون نہ مقبول ہو ذالک کا مرجع بعید سابقین اور اولین مہاجرین اور انصار مثلاً حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور تابعین مین حضرت امام اعظم وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو لوگ بغض و عداوت رکھتے ہین اور انکو برا کہنا عبادت سمجھتے ہین وہ اس آیت سے عبرت پکڑین کیونکہ یہ سب لوگ جنتی ہین۔ جن سے اللہ خوش ہے۔ (ت ١٠٧١) ان یتوب۔ یعنی ان سے گناہ چہڑا دے نیک بنا دے۔ انسان سے غلطی ہو جائے تو نیکی کرتا ہی اور نہ تہکے تو امید ہی کہ اس پر اللہ کا فضل ہو جائے کیونکہ وہ تواب رحیم ہے جیسے ابو لبابہ اور دوسرے صحابہ جو سستی سے جنگ تبوک مین شریک نہوسکے تھے پہر اس سستی پر سخت نادم ہوئے اور مسجد نبوی کے ستونون پر اپنے آپ کو باندھ دیا۔ اور کئی روز تک بند بندھے ہوئے روتے رہے پہر حسب الحکم آن حضرت نے انکو کہولا اور اونہون نے گناہون کے کفارہ مین صدقات دے اور نیکیون پر جمے رہنے کا نتیجہ پایا۔ (ت ١٠٧٢) سکن لھم۔ یہ آیت بہی شفاعت کی قطعی آیت ہے۔ (ت ١٠٧٣) مسجد ضرارا۔ ابو عامر نامی توراۃ و انجیل سے واقف پیشوا بننے کی ہوس رکہتا تہا اس کا بیٹا حنظلہ مسلمان ہو چکا تہا غزوہ ہوازن کے بعد یہ مایوس ہو کر شام کی طرف نکل گیا حق اور خلاف اسلام منصوبے باندہتا رہا منافقین مدینہ کو کہلا بہیجا کہ تم سامان جنگ تیار رکہو مین قیصر روم کا ایک لشکر لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک حملہ کرون گا منافقین نے ایک مسجد اس غرض سے بنائی کہ مسلمانون مین تفرقہ کر دین اور کچہ اپنی طرف شریک کرلین جب آنحضرت جنگ تبوک کے لئے تیار تہے اسوقت یہ مسجد طیار ہو چکی تہی منافقین نے آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ ہماری مسجد مین تشریف لے چلین آپنے عذر فرمایا کہ مین برسر سفر ہون واپس آکر چلونگا۔ واپسی کے بعد پہر وہی درخواست کی تب اللہ تعالیٰ نے ان آیات مین اسکے حالات بیان فرما دئے۔ آنحضرت نے مالک بن دخشم اور معان بن عدی اور عامر بن سکن وغیرہ کو اس مسجد کے گرا دینے کا حکم دیا چنانچہ انہون نے اسکو جلا دیا اب بہی مسجد ضرار کی جگہ مزبلہ و ویرانہ ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی نیکی کا کام بہی اگر ضد و خلاف تقوی کیا جائے تو وہ ناجایز ہے۔ (ت ١٠٧٤) لمن حارب اللہ۔ اس مین پیش گوئی ہے جو ایسا کریگا وہ سزا پائیگا۔ ع (ت ١٠٧٥) انفسہم نفس کے دو معنی جان اور راس روح کا ترجمہ عام ہے روح کے معنی خاص جان نہین کیونکہ ارشاد ہے قل الروح من امر ربی۔ پ ١٥ امر رب وحی الہام فرشتہ جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعات عظیمہ اور یہ لفظ قرآن شریف مین تقریباً بارہ جگہ آیا ہے اور اکثر مختلف المعنی ہے (ت ١٠٧٦) حقا دیکہو سفر استثناء ٢٨ باب تا ١٢ ورس اور متی باب ١٠ ورس (١) دیکہو انجیل متی ٥ باب آیت بارہ ١٢۔ (ت ١٠٧٧) السائحون۔ سفر کرنے والے اعلاء کلمۃ اللہ و تبلیغ و ملاقات صالحین و ادائے حج و تجارت بہ ضمن افشائے حق تیار کے ہین (ت ١٠٧٧) الحفظون لحدود اللہ۔ یہ غلط ہے کہ مستحق کرامت گنہگار رہتے ہان بعد توبہ مقبول اہل حدود اللہ کی حفاظت ایمان دار کا دستور العمل و اسوہ حسنہ ہوتا ہے (ت ١٠٧٨) ان یستغفروا یہ سوچنے کی بات ہے کہ کوئی کسی کے ماں باپ کو دہیڑ یا چمار یا مہتر کہدے تو وہ آگ بگولا ہو جائیگے اور مرنے اور مارنے پر تیار ہو تو ما سوائے اللہ کو اپنا اللہ

کہنے والے مومنون کو کیسی آگ لگاتے ہین۔ اور اونکے قلوب رقیقہ کا کیا حال ہوتا ہوگا اگر وہ شریعت سے مودب نہوتے اور اخلاق الٰہیہ کا پیرتو نہ کہتے تو ایسے لوگون کا نام و نشان نہ رہنے دیتے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان الشرک لظلم عظیم۔ (ت ۱۰۷۹) لابیہ۔ اب کا لفظ عام ہے یعنی چچا اور تایا کو بھی کہتے ہین اور یہان چچا ہی مراد ہے جس سے دعا ابراہیم نے کرنیکا وعدہ فرمایا تہا دیکہو ۱۴ اور جب معلوم ہوا کہ وہ عدو اللہ ہے تو بہ اس سے حضرت ابراہیم بیزار ہوگئے چچا کو آب کہنے کا محاورہ دیکہو پارہ (۱) رکوع (۱۴) اور ۱۳ رکوع (۲) اور والد کا لفظ جو خاص ہے انکے لئے حضرت ابراہیم نے دعا کی ہے اور اسکے ساتھ کوئی تنبیہ و ممانعت نہین دیکہو پارہ ۱۳ رکوع ۱۸۔ ابراہیم کے والد کا نام تارخ تہا جیسا کہ تورات اور زرقانی شرح مواہب مین مذکور ہے یہ آزر اس شہر کا بڑا آدمی تہا۔ (ت ۱۰۸۰) لیضل۔ جبر و تقدیر کے مسئلے پر ہر قوم مین بہت سی بحثین ہوئی ہین اور ہوتی ہین اگر قرآن تدبر کیساتھ لوگون کے ہاتھ مین ہوتا تو کبھی غلطی نہ کہاتے۔ کیونکہ یہ واضح کردیا گیا ہے کہ قرآنی احکام انسان کے ان قوی کے لئے ہین جن پر انکو اختیار ہے اس بنا پر اعتقاد تثلیث اور کفارہ اور بدعات اور رسوم واہیہ جو طبعی یا شرعی طور پر مفید نہون۔ غلط اور بیہودہ اور قابل عمل عقلاً نہین۔ (ت ۱۰۸۱) فی ساعۃ العسرۃ۔ اس سے جیش عسرہ مراد ہے جسمین بیس ہزار صحابی ستہے (ت ۱۰۸۲) وعلی الثلثۃ۔ کعب بن مالک شاعر مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ انصاری بخاری نے کعب سے روایت کی ہے کہ مین بدر کے سوا کسی جنگ پر آنحضرت سے پیچھے نہین رہا اور جنگ تبوک مین اسبب سستی کے کہ آج چلتا ہون کل چلتا ہون پیچھے رہ گیا ع (ت ۱۰۸۳) کونوا مع الصدقین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی دولت یہ تو تم خیال رکہا کرو کہ کس طرح تمہارا لوگون سے میل جول ہے۔ یعنی تم چورون کے پاس ہو یا امینون کے اگر چورون کے پاس ہو تو وہ بے محل خرچ کرینگے اور اگر امینون کے پاس ہو تو وہ تمہاری عزت و آبرو کی محافظت کرینگے۔ ع (ت ۱۰۸۴) یلونکم من الکفار اعلی اعدوک نفسک التی بین جنبیک نفس کشی اور رسم کشی اور ترک بدعات خلاف شرع و عقل و حکمت و صحبت بد پہلے جہاد ہو کیونکہ یہ بہت قریب ہے اسکے بعد کونوا مع الصادقین پر عمل کیا جاوے۔

(ت ۱۰۸۵) ولا ھم یذکرون۔ آدمی پر کوئی مصیبت آئے تو وہ جہٹ توبہ کرلے اور اطاعت الٰہی مین لگ جائے اور خدا کی نصیحت یاد رکہے اور غافلون مین نہو (ت ۱۰۸۶) العرش العظیم عرش اللہ کی صفت ہے جس سے سارے امور کا انتظام متعلق ہے اور اسکو آسمان اور زمین کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین نہ کوئی مخلوق چیز ہے ع ۱۶

سورۃ یونس

(ت ۱۰۸۷) تمہید۔ یہ سورۃ مکی ہے ایک پہچانت جس سے مکی اور مدنی سورتون مین جلد تمیز ہو جائے یہ ہے کہ مکی سورتون مین دلائل توحید و دلائل ہستی باری تعالیٰ و مسئلہ جزا و سزا و تقدیر وغیرہ بڑی شد و مد سے بیان ہوتے ہین۔ اور مدنی مین نرمی سے (ت ۱۰۸۸) الٓر یا انا اللہ اریٰ مین اللہ دیکہتا ہون تمہارے تعلقات جو نبی کریم سے ہین اور انکے معاملات جو تمہارے ساتھ ہین (ت ۱۰۸۹) عجبا۔ لوگون کو ہمیشہ تعجب ہوا کرتا ہے کہ وحی کیسی ہوتی ہے ہم بھی جیسا ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے وحی ہوئی اس وحی مین دو باتین ہوتی ہین دشمنون کی ذلت کا اور اپنی اور اپنے دوستون کی عزت اور فتوحات اور کامیابیون کا بار بار بیان ہوتا ہے اور ظہور واقعات کے بعد وحی کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ جہوٹا کامیاب نہین ہوتا اور راستباز کامیاب ہو جاتا ہے۔ تعجب کی کیا بات ہے تمام عہدہ دار اور عہدہ کا مونیر لوگون ہی سے منتخب کئے جاتے ہین جیسے بادشاہ و وزیر اور عالم و طبیب عوام سے ممتاز ہوتے ہین اسی طرح ایک انسان پر وحی نازل ہو تو کیا تعجب ہے۔ شعر

وان تفق الانام وانت منہم
فان المسک بعض دم الغزال

(ت ۱۰۹۰) صدق۔ عرب مین ہر عمدہ کا نام کذب ہے اور ہر عمدہ بات کا نام صدق ہے۔ (ت ۱۰۹۱) لسحر مبین۔ یہ نبوت کی دلیل ہے کہ دشمن بہ اقرار کرتا ہے کہ تیری باتین تو بہن دلربا پر ملک قوم سے قطع تعلق کرانے والی ہین) کیونکہ انکی اصطلاح مین فرق الولد و امرہ کو سحر کہتے ہین (ت ۱۰۹۲) ستۃ ایام۔ ہر ایک شے کو کمال درجہ ترقی کے بعد ہوتا ہے مثلاً (۲) ماہ مین کہتیان پیدا ہو کر پکتی ہین اور آدمی سال ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ (ت ۱۰۹۳) شفیع۔ یہ اور ایک

دلیل ہے نبوت کی یعنی شفیع اور حیاتی ہوا سے رسول کے کوئی نہین ہوتا اور
رسول بغیر اللہ کے حکم کے کوئی نہین بن سکتا (ت ۱۰۹۴) حمیم
کیونکہ حق پوشی جوش غضب کا موجب ہوگئی ہے تو پانی مین بھی لذت اور
برودت نہین (ت ۱۰۹۵) الشمس۔ اس مین ظاہری [illegible]
بتا کر باطنی روحانی امور کی طرف اشارہ اور استدلال فرمایا ہے کہ بنانے
والا کیسا مبدء الانوار والفیوض ہوگا (ت ۱۰۹۶) الحساب
مسلمانون کو چاہئے کہ ریاضی اور حساب پر توجہ کرین۔ ان کا
خداوند جلد حساب لینے والا ہے آخرت کا حساب تو جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہے
معلوم مگر یہان دنیا مین بھی شرمندہ و ذلیل ہونا پڑے اور ذرا ذرا سی
ادنی حساب مین نقصان اٹھا کر رہتے ہین (ت ۱۰۹۷)
لا یرجون۔ یعنی امید نہین رکھتے اور خوف نہین رکھتے (ت
۱۰۹۸) غفلون۔ غفلت کے دس بُرے نتیجے ہین (۱) پہلے جو شخص
تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے منہ پھیرتا ہے وہ مجرم الٰہی ہے دوسرے
غفلت کے باعث انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہین کر سکتا
اور ظالم ہو جاتا ہے۔ تیسرے غفلت سے انسان حیوان لا یعقل بن جاتا
ہے اور اصلاح و تہذیب ناممکن ہو جاتی ہے۔ چوتھے غفلت سے بے فکری یا
دنیا پرستی اور استغنا عن اللہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پانچوین غفلت مین انسان
کا دل غیر مستقل رہتا ہے۔ اور انجام سے خبر نہین ہوتا۔ چھٹے غفلت سے
واہیات قصے نا معلوم طور پر انسان کو بے دین بنا دیتے ہین ساتوین غفلت
سے لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہین اور عذاب کے مستحق ہوتے ہین۔ اور دھرم کو
بھی گنارہ کر دیتے ہین آٹھوین غفلت سے بھولے ہوئے لوگ دل لگی بازی
کی باتین کر کے لعنت الٰہی کے نیچے آجاتے ہین۔ نوین غفلت سے نصیحت
دیا دو بانی غیر موثر ہوتی ہے۔ اور خدا ترسون پر موثر اور یہی سعید اور
شقی کی پہچان ہے۔ دسوین غفلت سے جب قساوت قلبی و بدکاری انتہا
درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو بدبخت لوگ سرکشی اور مخالفت سعیدون سے کرنے
لگتے ہین۔ اور شیطانی جامہ پہن لیتے ہین (ت ۱۰۹۹)
الحمد للہ یعنی سب حمد اللہ ہی کی ہے جو آہستہ آہستہ سب جہانون کو
کمال کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور حسب مراتب مقاصد و مطالب پر
فائز کرنے والا ہے (ت ۱۱۰۰) یعجل اللہ للناس
بدی کی دعائین ایسی تیزی اور دلچسپی سے مانگتا ہے علی الخصوص
عورتین جیسے کوئی بڑی بھلائی و خیر کے لئے عاجزی اور گڑگڑا کے
دعائین کرتے ہین۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہے فرماتا ہے کہ اگر ہم
انکی بد دعائین جلدی سے منظور فرما لیتے جو جہالت کی وجہ سے مانگتے ہین
تو دنیا و ادرستیاناس ہو جاتی۔ اور تمام کام درہم و برہم ہو جائین جیسے
ابو جہل وغیرہ نے دعا مانگی امطر علینا حجارۃ الخ پ ۹۔ عورتین
اور جاہل ماں باپ اپنے بچون اور جانورون اور تجارت و زراعت و اموال
وغیرہ کو بھی جہالت و غصہ مین وہ ضرور ضرور کہتے ہین کیونکہ بعض وقت
ایسا ہوتا ہے کہ [illegible] کوئی ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوا
جس طرح ہم نیک دعائین جلدی قبول کرتے ہین اسی طرح بد دعائین بھی جلد
دیتے تو یہ کبھی کے مر جاتے (ت ۱۱۰۱) بالبینٰت۔ معنی
کے لئے اتمام حجت ہے کیونکہ جو بینات مفصل ہین جتنی نعمت
کا [illegible] آتا ہے۔ تم رسول کے آگے یعنی بیعت ہو کر جانا چاہئے۔ پ ۱۱۔
(ت ۱۱۰۲) کیف تعملون۔ یعنی [illegible] ذکر مین [illegible] والی آیت
ہے۔ [illegible] (ت
۱۱۰۳) [illegible] قرآن کی جگہ [illegible]
وغیرہ کی خواہش ہو اگر کسی نیک انسان نے ایسا کہا ہو تو وہ بیمار سمجھا
جائے اور اسکی بات کی تاویل کی جائے نہ کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ
(ت ۱۱۰۴) لبثت فیکم عمرا۔ یعنی دعوی نبوت سے پہلے
چالیس سال تمہارے ملک مین رہا ہون۔ تم کیا کبھی نے سوچا ہے کہ
میری دغا بازی یا فریب یا کوئی بناوٹ کبھی کی۔ اس آیت شریف سے رسول اللہ
کی پاک زندگی کا ثبوت اعلیٰ درجہ کا ملتا ہے۔ اور ان دو آیتون مین نبی
کی شناخت کرنے کے لئے دو باتین فرماتا ہے اول یہ کہ اسکی وہ عمر
جو دعوی سے پہلے ہے نہایت پاک صاف گذری ہو۔ کیونکہ جو مخلوق
پر کذب نہین کرتا ہے وہ ایسا نہین ہو سکتا کہ وہ ایک دم خالق پر افترا
کرے دوسری بات دعوی کے بعد وہ کامیاب ہوتا اور اسکا دشمن
ناکام ہوتا (ت ۱۱۰۵) امۃ واحدۃ۔ جب دینی غیرت
کم ہو جاتی ہے اور لوگ کہنے لگتے ہین کہ عیسٰی بدین خود موسٰی بدین
خود اور اختلاف سخت بطور نقار خوب مین ثابت ہو جاتا ہے اور
ایک کو ایک نیک بات نہین کہتا اور ایسے موقعہ پر سکوت کو کلام سے
بہتر سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر ایک کو اپنی قبر مین جواب دینا ہے کسی سے
ہمکو کیا کام اور ایسے زمانہ انبیا اور مامور اور مجدد کے مبعوث ہونے کا
ہوتا ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے فبعث اللہ النبیین الخ

مبشرین و منذرین بقرہ رکوع ۳۱ ت ۱۱۰۶)
کلمۃ - دیکھو پارہ (۹) رکوع (۱۸) آیت (۶) سے ع - ت ۱۱۰۷)
لنفلین - انبیا اور اولیا اور بت وغیرہ کو لوگ اپنے ہی خیال سے
پوجتے ہین جسمین نہ انکی مرضی ہے نہ انکو خبر ہے اور اسکا خدا انکو کوئی ع
ت ۱۱۰۸) یخرج الحیّ - انڈون سے چوزے اور مرغی سے
انڈے گندون سے نیک اور نیکون سے گندے پیدا فرماتا ہے -
ت ۱۱۰۹) یدبر الامر - خدا کی صفات یاد دلانے سے ایمان
بڑھتا ہے اور احسان یاد دلانے سے محبت اسلئے دونون سلسلے قرآن
مین چلتے ہین - ت ۱۱۱۰) فما لکم کے بعد وقف ہے مطلب
یہ ہے کہ خوب سمجھ لو - ت ۱۱۱۱) لیسور ۃ - فصاحت مین بلاغت
مین پیش گوئیون مین قصص سابق مین جوامع الکلم ہونے مین مثل
بنانیکی کوشش سے باز رکھتے ہین - دل پھیر دیتے ہین وغیرہ وغیرہ سب
امور مین بیمثل ہے - ت ۱۱۱۲) کذبوا - اگر حق بات پر تکذیب
ہونے لگے تو اس سے نجات کے لئے مجرب نسخہ یہ ہے (۱) خیرات وصدقہ
و استغفار و لاحول و درود شریف و سورۃ الحمد بالاستقلال یعنی کالی
رکھ کر پڑھا کرے - (۲) پھر یا جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل
کے لفظ کے ساتھ دعا مانگے - چونکہ محکمہ دینیات و علوم حقہ کا افسر حکمت
مین جبرئیل ہے - دنیاوی علوم کا افسر میکائیل ہے اور اموات ڈال
کا عزرائیل اور حیات اللہ کارگزاری کا افسر اسرافیل ہے - پھر عاجز
ہے نماز کے اندر ہر رکن مین چہار کان سنو ہ کے دعائین یا اللہ دوام مانگا
کرے اور یہ اسم اعظم پڑھے یہ رب کل شئی خادمک رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا - ت ۱۱۱۳) ھٰذا الوعد یعنی فتح
فتح کب ہوگی - مکہ والون نے سمجھا کہ پیشگوئی کر کے ہمکو ڈراتا ہے تو پوچھا کہ
یہ وعدہ کب پورا ہوگا تیری فتح کب ہوگی - ت ۱۱۱۴) انہ الحق
یہ تکرار اختلاف طبائع کی وجہ سے ہے کہ ہان ضرور ضرور ایسا ہی ہوگا اور
تاکید کی ہے - ت ۱۱۱۵) اسروا - اسر الغت اضداد مین سے
ہے جس کے معنی اظہار اور اخفا کے ہین - ت ۱۱۱۶) لمّا - اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف مین لمّا استقبال کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے
ت ۱۱۱۷) یجمعون - صد ہزار افسوس ایسی عزیز کتاب بے
سمجھے چھوڑ دیگئی اور اکثر نابیناؤن اور نادانون نے بے سمجھی سے حفظ کر لی
اور روحانی اور باطنی فائدہ جس سے مراد عملی حصہ ہے بڑی بے قدری سے

چھوڑ اگیا - انکو انبئی وحنانی الی اللہ - ع ت ۱۱۱۸)
یہہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جسمین آنحضرتؐ کی حفاظت کے
سوا انکے ازواج کو بھی محفوظ کر لیا ہے یعنی حفاظت اور نصرت انکے
شامل حال بھی رہیگی چونکہ انسان کے ننگ ناموس بیبیان ہوتے
ہین اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکی حفاظت کا وعدہ بھی آپکے ساتھ فرمالیا
کیونکہ مفرد صیغے آرہے تھے پھر ساتھ ہی لنخلون اور علیکم کی ضمائر
جمع آگئین اور آپکا طرز عمل بھی تھا کہ ازواج کو ساتھ رکھا کرتے تھے اور
صدیق بھی جو کامل رنگ سے مخدوم کے رنگین ہو گئے تھے محفوظ رہے
ت ۱۱۱۹) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم
یحزنون - جب یہ قاعدہ ہے کہ اولیاء اللہ بے خوف اور بے حزن
ہوتے ہین تو تو بھی اولیاء اللہ سے ہے - پھر فطرتی سوال ہے کہ ولی
کون؟ ارشاد ہوتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون - یعنی جو مومن
باللہ ہو اور اللہ کا متقی - مومن کی تعریف پارہ (۱۸) قد افلح المومنون
تا ختم رکوع دیکھو - اور لا خوف یہ جملہ اسمیہ ہے جسمین استمرار اور دوام
پایا جاتا ہے - تو اس کے افراد اور مصداق ہمیشہ ہو سکتے ہین -
فلیعمل العاملون - ت ۱۱۲۰) اتخذ اللہ ولدًا
خدا کی شان ان باتون سے بالکل بری اور پاک ہے کہ اسکے واسطے
کوئی بیٹا تجویز کیا جاوے نصاریٰ کی یہہ کیسی مہمل دلیل ہے کہ جب بیٹون سے
کام نہ چلا تو خود مریم کے پیٹ سے خدا پیدا ہوا یعنی وہ انسانی شکل
مین آکر دنیا کو پاک کرے اور وہ پھر بھی کامیاب نہوا نعوذ باللہ منہا
عیسائیون کے عقیدہ کے موافق بیٹے مین رحیم ہے عدالت نہین
اور خدا مین عدالت ہے اور رحم نہین قابل صد افسوس -
ت ۱۱۲۱) متاع فی الدنیا - یہ نصاریٰ کے لئے پیشگوئی
ہے - کہ وہ دنیا مین تو دولتمند ہو جاوینگے مگر دین سے بے بہرہ رہینگے
کہ مسیح کو خدا اور خدا کا فرزند مانتے رہین گے - ت ۱۱۲۲)
واتل علیہم - قرآن شریف مین بعض قصے ایک ایک اور دو دو اور تین
اور چار اور پانچ اور چھ اور سات سات مرتبہ آئے ہین اور بعض بکثرت
جسکو خدا کی ہستی کے ساتھ تعلق ہے وہ سب سے زیادہ آیا ہے کیونکہ اسلام
توحید سکھانے کو آیا اسی طرح نبوت کے بحث مین بہت دلائل ہین
خاصکر حضرت موسیٰ کا قصہ بار بار بیان ہوتا ہے کیونکہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو انکا مثیل قرار دیا ہے انکے سوا وہ قصے ہین جنکی

پیشگوئی عظیم الشان ہے (ت ۱۱۲۳) لا یفلح الساحرون
جادوگروں کی پہچان اور ان کا انجام اس آیت شریف میں بیان ہوا ہے
کہ وہ کامیاب نہیں ہوتے ذلیل رہتے ہیں ع (ت ۱۱۲۴)
فتنة - یعنی ہمکو ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنانا کہ وہ ہم پر ظلم کرتے
جائیں (ت ۱۱۲۵) بیوتکم قبلة - اسکے پانچ معنی ہیں
ایک مقابلہ گھر بناؤ دوسرے امن کا گھر بناؤ تیسرے حضرت موسیٰ کا الہام
ہے گھروں میں قربانی کرو خون کا چھاپہ لگاؤ وبا آئیگی تو تمہارے
گھر بچے رہیں گے چوتھے ذکر کی جگہہ بناؤ - نماز گھروں میں پڑھو باہر جانا
نکرو - اللہ کو مانا ہے تو تم اسی پر بہروسہ کرو جب خدائی فرمانبردار ہو
(ت ۱۱۲۶) لا یعلمون - یعنی وقت معین ہے چالیس سال کا
جلدی نکرنا اور تاخیر کی مصلحت سے بیخبر ہو جانا - (ت ۱۱۲۷)
ببدنک - یہہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ زمانہ حال میں فرعون
کی نعش دستیاب ہوئی جو مصر کے عجائب خانہ میں رکھی ہوئی ہے دیکھو
کتاب انکشاف عالم - ننجیک - ننجی نجوۃ سے مشتق ہے جسکے معنی اونچی
جگہہ کے ہیں ع (ت ۱۱۲۸) جاءھم العلم - اللہم لا تجعلنا
منھم ولا تجعلنا من الغافلین المتخالفین بعد ما اعطانا
العلم آمین ثم آمین (ت ۱۱۲۹) فان کنت فی شک
اس میں مخاطب نبی کریم صلعم اور مومن آپ کا متبع نہیں کیونکہ آپکے
لئے یہ آیت وارد ہے قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة
انا ومن اتبعنی (سورہ یوسف رکوع آخر) مراد اس سے مخاطب شکی یا
متردد کو ہے مما انزلنا الیک سے نبی کریم کی تعیین نہیں ہوتی
کیونکہ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم - الایہ میں خطاب کو عام کر دیا
ہے - اور عقلاً بہی جائز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شک
ہو (ت ۱۱۳۰) فلولا یہاں لولا ترغیب کیلئے ہے یا بستی والوں نے
نہیں کیا یعنی ایسا کرتے تو اچھا تہا (ت ۱۱۳۱) الا قوم یونس
یونس کی قوم کے لئے عذاب مقرر اور معین ہو چکا تہا مگر جب آثار عذاب
ظاہر ہوئے تو وہ ایمان لائے اور تائب ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ٹالدیا
اس امر کا ثبوت کہ عذاب ان پر مقرر ہو چکا تہا اس سے پہلی آیتیں ہیں -
ان الذین حقت علیھم کلمة ربک لا یومنون ولو جاءتھم
کل آیة حتی یروا العذاب الالیم - کہ جن لوگوں پر عذاب
کا حکم لگ چکا ہے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں حالانکہ انکو
مناسب تہا کہ وہ ایمان لاکر اپنے آپ کو بچاتے - مگر یونس کی قوم ایسی
ہوئی کہ وہ ایمان لائے اور انکا عذاب ہٹنے ٹلا یا اس سے ظاہر ہے
تبدیل حالت سے پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں کیونکہ وہ کینہ ور نہیں
بلکہ رحیم وکریم ہے (ت ۱۱۳۲) ولو شاء ربک امن آیة
سے ظاہر ہے کہ ایمان بالجبر نہیں ہوتا (ت ۱۱۳۳) باذن اللہ
یعنی جس نفس کو خدا کی طرف تعلق ہوتا ہے اس کو توفیق اور ایمان عطا ہوتا
ہے (ت ۱۱۳۴) لا یعقلون - جہالت اور نادانی بے ایمانی
کا موجب ہے ع

سورة الھود

(ت ۱۱۳۵) الر - یا انا اسرادی (ت ۱۱۳۶)
یثنون - یعنی ظاہر کچھہ کرتے ہیں اور باطن میں کچھہ ہے (ت
۱۱۳۷) ثیابھم - جب وہ مکاری اور دغابازی اور دہوکہ
دہی کا لباس پہنتے ہیں یعنی جہوٹ کو حق کے لباس میں ظاہر کرتے
ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں اور عقائد باطلہ کو دل میں جگہہ دیتے ہیں
عجیب طرح سے بہکت نے پہرتے ہیں تاکہ دغا کو سچ بتائیں -

الجزء ۱۲

(ت ۱۱۳۸) علی اللہ رزقھا - صحابہ کو ہجرت کا حکم ہو رہا ہے
وہ پوچھہ رہے ہیں حضور وہاں گھر ہوگا نہ سامان تو اللہ تسکین دیتا ہے
کہ خدا ہی سب کچھہ دیگا (ت ۱۱۳۹) مستقرھا - مستقر دنیا
میں تو جہاں وہ رہے اور آخرت میں بہشت یا دوزخ (ت ۱۱۴۰)
مستودعھا - قبر یا رحم یا دنیا یا حشر یا کہیں عارضی ٹہیرنے کی جگہہ -
(ت ۱۱۴۱) الماء یعنی جب تمام زمین اور آسمان کے اجسام مثل
گیس کی طرح تہے اس پر بہی اللہ کی حکومت تہی یا نطفہ انسان وحیوانات
یا اور عارفوں کے پاس الماء سے وہ پانی مراد ہے جو تذکرہ الٰہی
وخشیت الٰہی سے آنکھوں سے جاری ہو - اور صوفی کہتے ہیں کہ وہ نقطہ کا
پانی ہے - اور یہ سیدہی بات ہے کہ اس سے مراد وہی پانی لیں جو پانی
ہے یعنی پانیوں پر بہی اسی کی حکومت ہے چونکہ پہلی آیت میں دنیا

یہ متکبرون اور جاہل خود پسندونکی ہمیشہ سے رائے ہے کہ وہ منفد سین کو جہوٹا سمجہ کر اپنے کو اسی کی صورت مین پیش کرتے ہین۔ (ت ۱۱۵۴) خزائن اللہ۔ مجھے مشہور دست غیب کا دعویٰ نہین۔ (ت ۱۱۵۵) بمعجزین۔ یعنی عذاب سے بہاگ کر اللہ کو تہکا نہین سکتے یا دلائل مین۔ (ت ۱۱۵۶) یغویکم۔ نوح علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب تمہارا رب تمہاری بدکاری اور نا پرہیزگاری و ظلم شرارت و نافرمانی کی سزا مین توفیق نیک نہ دے وان اللہ لیس بظلام للعبید۔ لا یرضیٰ لعبادہ الکفر وغیرہ کے ہوتے ہوئے خذلان پسند کرے۔ یعنی خفگی کی وجہ سے ختم اللہ علیٰ قلوبھم الخ اور وما یضل بہ الا الفسقین گمراہی کی حالت مین رہنے دے اور عدم استغاثت و توجہ لطف ہٹالے خلاصہ یہ کہ ہر ایک اعمال کے تقاضے کے موافق اللہ تعالیٰ کا عمل در آمد اس کے ساتھ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم الخ۔ سینٹ پولوس نے بہی تقدیر کے مسئلہ مین غلطی کہائی ہے جو کہتا ہے کہ برتن کاریگر کو کیا کہہ سکتی ہے۔ حالانکہ برتن وغیرہ مین کسی قسم کی عقل و اختیار نہین اور انسان مین یہ بات ہے۔ ع (ت ۱۱۵۷) التنور۔ طلوع فجر یا روئے زمین یا بہتے چشمے یا ندی کی سیلاب معدہ ہی جس مین وسلیتی ابلتی ہین۔ (ت ۱۱۵۸) ارکبوا فیھا۔ توریت مین ہے کہ اس کشتی کی لمبائی تین سو ہاتہ اور چوڑائی پچاس ہاتہ اور اسکے تین درجے تہے اور اس مین روشن دان اور دروازے اور کہڑکین اور کوٹہوٹہریان تہین اور اسکے اندر اور باہر رال لگائی گئی تھی خشکی مین اسکو دیکھکر کافر ہنستے تھے۔

(ت ۱۱۵۹) نوح ابنہ۔ صاحب قاموس نے لغت یم مین اسکا نام یام بتایا ہے۔ مگر قرآن سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوح کا حقیقی بیٹا نہ تھا جیسا کہ نوح کا قول ہے کہ ان ابنی من اھلی اور اللہ تعالیٰ اسکی بداعمالی کی وجہ سے اسکو نوح کی اہل سے ہی خارج فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح (ت ۱۱۶۰) الجودی۔ توریت سفر پیدائش باب ۸ ورس ۴ ساتوین مہینے کی سترہوین تاریخ کو ارارات کے پہاڑون پر کشتی ٹک گئی۔ جودی کے معنی ہین جود و رحمت کی جگہ۔ مسٹر میتھو بائبل کے صفحہ ۱۹۶۰ مین کہتے ہین کہ ارارات ملک آرمینہ کا صوبہ ہے مگر یہ معلوم نہین کہ اس ملک کے کون سے پہاڑ پر کشتی ٹہیری تہی اسکندر کے وقت مین بردس نے یہ قرار دیا تہا کہ جبل جودی جو کردستان کے پہاڑون آرمینہ کے دکن کی طرف ہے وہی پہاڑ ہے اور کشتی کے ٹکڑے بہی اس پہاڑ پر موجود خیال کرتے تہے اور ایک خانقاہ کشتی بہی بنا تہا جو ۷۷۶ہ مین تجلی سے نیست ہوا۔ ارارات اصل مین ارائت کا بگڑا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ دجلہ اور فرات کے درمیان ہے۔ (ت ۱۱۶۱) وعدک الحق یعنی وہ کیون ڈوب رہا ہے جبکہ میرے گہر والون کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ جسکا جواب ارشاد ہوا انہ عمل غیر صالح معلوم ہوتا ہے بداعمالی کی وجہ سے سلسلہ حقہ سے منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ لوط کی جورو ہو یا نوح کا بیٹا یا ابراہیم کا تایا۔ یا ہمارے حضور کا چچا وغیرہ کوئی ہی ہو۔ (ت ۱۱۶۲) اعوذ بک یعنی بے علمی سے اعتراض کے رنگ مین مین کبہی نہ پوچہون گا اور اس کام مین مدد کا خواستگار رہون۔ چاہئے تو یون تہا کہ کہتے اب مین ایسا نہین کرونگا مگر نکتہ عرفان کے رنگ مین اپنی کمزوری کا اظہار کرکے استقامت کی دعا کی ترک فعل کے ساتہ (یعنی آپ ہی ایسی توفیق دین کہ مین ایسی دعا نکرون جس کا مجھے علم نہو) دعویٰ نہین کیا کیونکہ پہلا قول دعوی کے رنگ مین ہوتا تہا۔ اور اسکا نباہنا بشری طاقت سے بلا مدد الٰہی خارج ہے۔ (ت ۱۱۶۳) اھبط بسلام منا یہ تعوذ اور دعا اور ادب کا نتیجہ اور صلہ ملا برکات اور دوسرے انعامات الگ ہین جنگ شرعی مناظرہ مین بہی مقابل والے کو پہلے کہنے دے اور دعا و استغفار مین لگا رہے۔ ع (ت ۱۱۶۴) اعبد واللہ یہ ضروری اصل الاصول ہے ہر ایک کام خدا کے ماتحت اور رسول کریم کی سنت کے مطابق ہو اور کوئی نفسانی اغراض شامل نہ ہون تو خالص اللہ ہی کی عبادت ہو گی۔ (ت ۱۱۶۵) الٰہ قول و فعل و نیت مین اللہ ہی محبوب و مطلوب ہو۔ تو سچا معبود ہے ورنہ الٰھہ ھویٰ ہوگا۔

(ت ۱۱۶۶) صراط مستقیم۔ یعنی مین صراط المستقیم پر ہون جو میرے رب کا راستہ ہے۔ اور سب کی چوٹی اس کے ہاتہ مین ہے پہر کسی کی مجال ہے کہ کوئی مجھے نقصان پہنچا سکے۔ غرض جو اسی کی راہ چلیگا وہ اسے بچائے گا اور اسکی حمایت مین آئے گا۔ ع (ت ۱۱۶۷) ثمود۔ یہ یمن اور عدن سے لے کر حضرموت تک چلی گئی تہی اور عرب کے سامنے مقیم تہی مخالف آتے جاتے انکو دیکہتے تہے۔ (ت ۱۱۶۸) من الارض۔ یعنی ہر ایک آدمی مٹی اور پانی سے بنتا ہے ہماری خوراک یا نباتی ہے یا حیوانی اور حیوانات کی غذا بہی نباتات ہی ہے اور نباتات مٹی اور پانی سے پیدا ہوتے ہین اور ہماری غذا مین یہ ساری چیزین صاف اور زہرون سے پاک ہو کر شریک ہین تو اس

لرح یہ سب کا خلاصہ مٹی ہوتا ہے ۔ اور اس مٹی مین اجزا روان کیڑا ہوتے ہین اور وہ بھی صاف ہو ہو کر ایک یا دو یا غایت چار تک جنین بنتی ہین اور عورتون کو توامین بدن ہی پیدا ہوتے ہین ۔ ت ۱۱۶۹) فاستغفروہ ۔ یعنی جو غلطیین قابل الوقوع ہین یا واقع ہو چکی ہین یا آیندہ ہون ان سے حفاظت طلب کرو ۔ ت ۱۱۷۰) توبوا ۔ فرمان برداری مین دو چیزین ہوتی ہین اوّل فعل دوسرے ترک فعل ۔ استغفار تو ترک فعل ہے اور توبہ فعل ہے مثلاً زنا چھوڑنا استغفار ہے اور عفت اختیار کرنا توبہ ہے ۔ الفاظ کوئی چیز نہین جو صرف منہ سے کہے جائین کیونکہ جب توبہ اور استغفار پورے معنون مین ادا ہوتے ہین تو زبان کیا ہر رگ تن سے مستغفر الفاظ جاری ہو جاتے ہین ۔ ت ۱۱۷۱) مجیب ۔ یعنی دعا کی قبولیت استغفار اور توبہ کا نتیجہ ہے ۔ اور قرب الٰہی کا سبب کیونکہ انکے خیال مین یا تو وہ خود پسند نظر آتے ہین یا بجہہ انکی یا انکے بزرگون کی کجی اور رسمی باتین بگڑتی ہین دعوے سے پہلے وہ ساکت ہوتے ہین تو وہ انکو اپنے مین ملا ہوا جانتے ہین بلکہ اپنے سے بہتر کیونکہ وہ نیک اعمال ہوتے ہین ۔ ت ۱۱۷۲) مرجوا ۔ انبیا ادعویٰ سے پہلے ہر ایک کے مقبول خاطر ہوتے ہین ۔ جب وہ دعوی کرتے ہین تو ہر لوگ مخالفت کرتے ہین تخ ت ۱۱۷۳) سلٰما وسلام مین فرق ہے اوّل مین کوئی فعل یا وقت مقدر ہے اور ثانی مین دوام ۔ اور ابراہیم کا جواب بہتر ہے حسب حکم خدا جیسا کہ ہونا چاہیے حیوا باحسن منھا ۔ ت ۱۱۷۴) حنیذ ۔ اصلی معنی پسانا اور ربو دور کیا ہوا ۔ بھنا ہوا تلا ہوا ۔ ت ۱۱۷۵) خیفة ۔ چونکہ فرشتے عذاب بھیکر لائے تھے خوف الٰہی کا پرتو ابراہیم پر جو صفی قلب رکھتا تھا پڑا ۔ ت ۱۱۷۶) شیخا ۔ اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر ننانوے سال تھی ۔ ت ۱۱۷۷) علیکم ۔ گو لفظ کم ضمیر جمع حاضر مذکر کی ہے ۔ مگر مخاطب عورت سے ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل تخاطب اسکا عورتون ہی سے ہے ۔ ضمناً مرد شامل ہون یا نہون حضرات شیعہ اس پہ نظر رکھین ۔ ت ۱۱۷۸) یجادلنا ۔ یہ مجادلہ حضرت ابراہیم کا اپنے لئے نہ تھا بلکہ غیرون کے لئے کیونکہ وہ اواہ حلیم تھا یعنی نرم دل برخلاف اسکے نوح نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کی تھی جس مین وہ منع کئے گئے تھے ت ۱۱۷۹) یوم

عصیب ۔ کیونکہ ان بستیون مین طوائف الملوکی تھی اور ایسی جگہ اجنبیون کو جاسوس سمجھتے تھے قوم نے فرشتون کو ایسا ہی سمجھا ہے ۔ اور یہ جانتے ہین کہ نبیون کو کسی پولیٹکل مقدمہ مین پھنسائین ۔ اور اس قانون کا کہ اجنبی یہان نہ آئین وہ اعلان کر چکے تھے جو کہ چودہون پارہ سورہ حجر کی اس آیت سے ظاہر ہے قالوا اولم ننھک عن العٰلمین ۔ ت ۱۱۸۰) بناتی ۔ یعنی تمہاری بی بیان ۔ توریت شریف مین لکھا ہوا ہے کہ پانچ بیٹیان لوط کی اسی گاؤن مین بیاہی گئین تھین اور وہ بستی والون کی بی بیان تھین انکو قسم دلائی گئی ہے کہ مین تو تم مین کا ہون ۔ مین تمہارے مخالف جاسوسون کو کیسے اپنے گھر مین جگہ دونگا یا لوط نے کہا تحقیقات کی مدت تک اپنی لڑکیون کو مین حاضر ضامنی مین دینا چاہتا ہون قوم نے انکار کیا اور کہا کہ ان لوگون کو نکالو یا ہمارے حوالہ کرو ۔ ت ۱۱۸۱) اطہر لکم ۔ حاضر ضامنی کے واسطے یہ بہت ہی مناسب ہین ۔ ع ت ۱۱۸۲) کمانرٰک حسنا اپنا نمونہ پیش کیا ہے کہ باوجود ماپ تول مین کمی نکرنے کے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے نقلانی اور عزت کی روزی دی ہے جو تمہارے لئے قابل غور ہے ۔ ت ۱۱۸۳) انیب یعنی عہدہ نبوت اصلاح خلق اور توکل علی اللہ رجوع بخدا کا نام انابت اور مین آگے حاصل کیا ہوا ہون ۔ ت ۱۱۸۴) ودود ۔ بڑا محبت کرنے والا ۔ یہ عیسائیون کے لفظ سے بڑھ کر ہے ۔ کہ وہ کہتے ہین کہ خدا محبت ہے کیونکہ اس سے حقیقت صفت ہونے کی نہین نکلتی ۔ ت ۱۱۸۵) ما نفقہ ۔ انبیا جو دین لاتے ہین وہ سہل ہوتا ہے اور قریب الفہم اور سہل الحصول ۔ عوام کی من گھڑت رسوم عجیب اور پیچیدہ اور تکلیف دہ ہوتی ہین ۔ جو لوگون کو بجائے نفع دینے کے اور مشکلات مین ڈال دیتی ہین ۔ ت ۱۱۸۶) ظہریا یعنی جہلا قومی رسوم اور انسانی دباؤ کو خدا سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہین حالانکہ خدا سب پر محیط ہے نادانی سے کسی طرح وہ پس پشت ڈالا جاتا ہے ۔ ت ۱۱۸۷) امر فرعون ۔ نبیون کے حکم کے مقابلہ مین کسی بادشاہ کے حکم کی پروانہ کرنی چاہیئے ورنہ سخت تباہی ہو گی ہر فن مین جو اس فن کا ماہر ہو اسکی بات مانی جاتی ہے انگریزی علوم کے مسئلہ انگریزی خوانون سے شعر شاعرون سے وغیرہ وغیرہ اسی طرح رسالت مین رسولون ہی کی بات ماننے کے قابل ہے نہ کہ متکبر

دولت مندون اور بادشاہون کی جیسا کہ قوم فرعون اس بات مین فرعون کا کہنا سن کر برے گہاٹ ہمیشہ کے لئے داخل ہو گئی (ت ۱۱۸۸) الاوتاد۔ وتد کے معنی لکڑی کا بڑا پیال اور گہاٹ پر اترنا اور دو فد کے بہی ہین (ت ۱۱۸۹) انباء القری یعنی ان بستیون کے رسولون کے حالات کی خبرین ہین جن مین بعض تو اب تک بہی ہین جیسے مصر اور بعض جڑ پیڑ سے اکہڑ گئین جیسے لوط کی بستیان جن کا نام سدوم وغیرہ تہا جو پانچ بستیان تہین صوفیون نے لکہا ہے کہ انسان کا جسم ہی ایک بستی ہے (ت ۱۱۹۰) تتبیب تباہی ہلاکت جیسا کہ سورہ تبت یدا مین ہی آیا ہے (ت ۱۱۹۱) شقوا ففی النار۔ جو اپنے مطالب مقاصد مین ناکام نامراد ہو تو عربی مین شقی کہلاتا ہے۔ یعنی ناکام اور مراد سے الگ پڑا ہوا۔ اور یہہ شق سے مشتق ہے (ت ۱۱۹۲) السموات والارض۔ یہان آسمان و زمین سے مراد وہ آسمان و زمین ہین جو عالم آخرت یا جنت و دوزخ مین ہونگے جیسا کہ ارشاد ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار ۱۱ سورہ ابراہیم رکوع ۱۹۔ (ت ۱۱۹۳) الا ما شاء ربک۔ اس کے معنی و سمجہ کرنے مین بہتون نے بحث و کوشش کی ہے مگر میرے نزدیک اس سے اظہار عظمت و جبروت الٰہی مراد ہے کہ ہر ایک کام مشیت و رضائے الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ نہ ظاہر یہی (ت ۱۱۹۴) غیر مجذوذ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عذاب دوزخ سے کبہی چہوڑے جائینگے۔ چنانچہ ایک حدیث مین ہی آتا ہے کہ جہنم پر بہی ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس مین کوئی بہی نہ رہیگا اور ہوا اسکے کہڑکیون کو کہڑ کہڑا رہی ہوگی۔ مگر بہشت والے بہشت مین سدا رہینگے اور انکی عطا ان سے کبہی چہینی نہ جائیگی۔ (ت ۱۱۹۵) تک۔ اصل مین تکن تہا فصحاء عرب کثرت استعمال مین نون کو حذف کر دیتے ہین (ت ۱۱۹۶) کلمۃ سے مراد وہ آیت ہے جو پارہ (۹) رکوع (۱۸) مین ہے۔ یعنی اگر تو ان مین موجود نہوتا تو عذاب ضرور آتا۔ تیرا وجود باعث تاخیر عذاب ہے جیسا کہ ارشاد ہوا کہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ (ت ۱۱۹۷) ومن تاب معک۔ یہ حدیث جس مین آتا ہے کہ مجہے سورہ ہود نے بوڑہا کر دیا اسکا باعث یہی آیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مع آپکے ساتہیون کے استقامت کا حکم ہے ساتہیون کا معاملہ بہت مشکل ہے۔ (ت ۱۱۹۸) ظلموا۔ یعنی خلاف شرع لوگون کی طرف مت جہکو نہین تو عذاب آئیگا۔

(ت ۱۱۹۹) طرفی النہار۔ دو طرف دن کے چڑہتے وقت فجر و اشراق اترتے وقت ظہر عصر۔ زلفا۔ ساعات رات مین مغرب وعشاء و تہجد۔ (ت ۱۲۰۰) بقیۃ۔ وہ لوگ جن مین نیکی کا اثر باقی ہو۔ (ت ۱۲۰۱) لیہلک القری بظلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے یہان جبری کارروائی نہین ہے (ت ۱۲۰۲) تمت کلمۃ سے وہ کلمہ یعنی جملہ مراد ہے جو ولقد ذرانا لجہنم کثیرا ہے۔ (ت ۱۲۰۳) اجمعین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف باقی رہیگا۔ کیونکہ اوپر ارشاد ہو چکا ہے کہ لا یزالون مختلفین ۱۲ع

سورہ یوسف

(ت ۱۲۰۴) الر کے معنی انا اللہ اری کے بہی ہین۔ تمام انبیاء کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کا بیان ہے جیسا کہ لکہا گیا ہے۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران۔

عرب والون کو سنا یا جاتا ہے کہ تم میرے ایسے ہو جیسے یوسف کے لئے انکے بہائی تہے بڑا عجبہ تو جو ہوا سو ہوا (ت ۱۲۰۵) مبین اس لئے کہا کہ شرائع بیان کئے برکات ظاہر کین اللہ کی مرضی کی باتین اللہ کے اسماء حسنیٰ کا ثبوت دیا حق کو باطل سے جدا کیا۔ (ت ۱۲۰۶) الغافلین۔ اس سورۃ مین نبی کریم کا حال یوسف علیہ السلام کے ضمن مین تمثیلی طرز پر حسب حالات جملہ انبیاء بیان ہوا ہے (ت ۱۲۰۷) سجدین۔ سجدہ کر رہے ہین یا میرے سبب سے اللہ کو سجدہ کر رہے ہین۔ خواب سرسری نظر سے عموماً تین قسم کے معلوم ہوتے ہین (۱) ایک اضغاث واحلام جو دنیا مین محو رہنے کے خواب ہین انکی ہی تعبیر ہوتی ہے۔ (۲) واقعات دیدہ و خوابیدہ یکے بنگ

مین نظر آتے ہین یہ قطعی تعبیر طلب ہوتے ہین اور جب تک ظہور واقعہ نہ ہو منشا نہین معلوم ہوتے (۳) تیسری قسم کے خواب اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہین۔ وہ یہ کہ صاف صاف واقعی طور پر ہوتے ہین اور کسی قدر استعارہ کے طور پر ہوتے ہین بعض وقت خواب دیکھنے والے کے زبان سے کوئی عمدہ فقرہ یا شعر یا مصرعہ جاری ہو جاتا ہے اور کبھی آیت قرآنی یا حدیث یا کسی بزرگ کا قول یہ ہی الہام کہلاتا ہے۔ نبی کریم کی ہی چاند سورج کے حساب والون نے فرمان برداری کی عرب کی گیارہ قومین مطیع ہوئین (۱) بنی عدی (۲) بنی مخزوم (۳) بنی تمیم۔ (۴) بنو اسد (۵) بنو امیہ (۶) بنو سلیم۔ (۷) بنی جمح صفوان (۸) بنی نوفل (۹) بنو عبد الدار یعنی بنو عبد الدار (۱۰) بنی ہاشم۔ (۱۱) بنو نظیر۔ (ت ۱۲۰۸) للانسان عام لے کر خاص مراد ہے۔ ع۔ (ت ۱۲۰۹) عصبۃ ہم قوت دار جماعت ہین مکے والون نے بہی کہا کہ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ش یعنی امرا اور قوت دارون پر کیون نہین اترا۔ (ت ۱۲۱۰) اقتلوا۔ یوسف کو ہی مار ڈالو۔ مکہ والون کے بیان مین ہی آیا ہے واذ یمکر بک الذین کفروا الخ پ ۹ یعنی سردار ع کو قتل کرو۔ (ت ۱۲۱۱) لحفظون۔ انشاء اللہ ہم ہین کہنے جس سے یعقوب علیہ السلام ہی سمجھ گئے ہین اور کہتے بھی ہین مگر بد گمانی نہین کرتے۔ انبیاء کے اخلاق کس خوبی کے ہوتے ہین۔ (ت ۱۲۱۲) المستعان۔ یوسف کا رویا مجھے یاد ہے وہ ضایع نہین ہو گا۔ (ت ۱۲۱۳) علیم بما تعملون مکہ نبی اسرائیل نبی اسمٰعیل کے غلام ہو جاوینگے یہ ہاجرہ کے قصہ کا جواب ہے جسکا بکنا ہی ثابت نہین ع۔ (ت ۱۲۱۴) واللّٰہ غالب علیٰ امرہ۔ اس آیت شریف مین جہوٹی تقدیر کے مارے ہوؤن کا جواب اور علاج ہے۔ یعنی اللہ تو اپنے حکم پر غالب ہے مجبور نہین کہ مین نے ایسا کہہ دیا اب کیا کرون اگرچہ کبھی وہ اپنے کہنے کے خلاف نہین کرتا فسبحٰن اللّٰہ عما یصفون۔

(ت ۱۲۱۵) لا یفلح الظٰلمون۔ مکہ والون کو بتلایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین ناکام ہونگے اور وہ ودوا لو تدھن فیدھنون کی کوشش بیکار کر رہے ہین کبھی سست نہین پڑسکے چکنی چپڑی منافقانہ کارروائی نہین کرتے۔ (ت ۱۲۱۶) قد شغفھا۔ بیشک یوسف محبت سے اس کے دل مین گہس گیا ہے سما گیا ہے دل جیکر یوسف کی محبت گہس گئی ہے۔ اسی شغف کا منعرب بگڑا ہوا شگاف ہے۔

(ت ۱۲۱۷) بمکرھن۔ اور صحابہ نے اس کی تفسیر مین کہا مکر قولھن یعنی مکر کے معنی قول کے لئے ہین یعنی قول آلزور (ت ۱۲۱۸) متکاءً۔ مسندین۔ تکیہ۔ گدیلے۔ فروش عالیہ۔ (ت ۱۲۱۹) السجن احب الیّ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا سے منع فرمایا ہے اور رحمت اور مغفرت کی دعا کے لئے تاکید کی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جناب الٰہی سے حضرت یوسف کی دعا کے جواب مین ارشاد ہوتا ہے فاستجاب لہٗ یعنی ہم نے اس کی بات مان لی لیکن یوسف کا کیا عجیب تقویٰ ہے کہ خدا کے لئے ہر ایک تکلیف کے اٹھانے پر تیار ہو گیا (ت ۱۲۲۰) فاستجاب لہٗ۔ بڑی غلطی کی بات ہے کہ عورتین یا مرد بچون کو کوستے ہین اور اپنے لئے بددعائین کر بیٹھتے ہین۔ جناب الٰہی کے یہان اوقات ہین معلوم نہین کہ کب مقبول ہو جاتے۔ اس لئے بددعائین نہ کرو خیر کی دعائین مانگا کرو۔ ع۔

(ت ۱۲۲۱) الی ارٰنی وہ لوگ کیسے بدقسمت ہین جو رؤیا کو بے حقیقت سمجھتے ہین مجرم قیدیون کی ہی لو رؤیا صحیح ہوئی ہے رؤیا کا علم نبوت کا ایک جزو ہے۔ کتنا تعجب ہے کہ لوگ اسکی قدر نہین کرتے (ت ۱۲۲۲) عند ربک۔ رب کے معنی بادشاہ ہے یہی سبب ہے کہ فرعون رب کہلاتا تہا بلکہ اب تک مصر کے بادشاہ خدیو کہلاتے ہین جس کے معنی ہین چہوٹا خدا۔ اور ہماری فارسی اردو انشاؤن مین امرا کو خداوند نعمت لکہا جاتا ہے۔ (ت ۱۲۲۳) بضع سنین۔ تین برس سے نو برس تک۔ وہ سات برس تک ع (ت ۱۲۲۴) البقرا۔ گائے بیل کو کہتے ہین (ت ۱۲۲۵) سمان۔ اسم جنس ہے۔ خواب کا عجیب طرز ہے کہ کثرت کو قلت کے رنگ مین بڑی چیز کو چہوٹا بناکر بتایا جاتا ہے جب اچہا سمان ہوتا ہے تو ایک گائے موٹی ہوتی ہے نہ ایک بالی سبز ہوتی ہے بلکہ عموماً سب گائین موٹی اور بالین سبز ہو جاتی ہین اسی طرح قحط مین ایک اور ایک بھٹا خشک نہین ہوتا بلکہ عموماً سب ہوتے ہین۔ علم کے لئے مشتے نمونہ از خروارے یا دیگ کا ایک دانہ کافی ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دجال کو شخص واحد دیکھنا یہ لازم نہین آتا کہ وہ ایک ہی ہو بلکہ اس جماعت مین سے ایک فرد دکہلا دیا۔

(ت ۱۲۲۶) الذی نجا۔ یعنی فرعون کا ساقی جو یوسف کی تعبیر کے تین روز بعد جب فرعون نے جشن سالگرہ کیا تہا اپنے عہدہ پر

مقرر کیا گیا تھا اور خانساماں پھانسی دیا گیا تھا تو ساقی کو یاد آیا۔ **ت**

۱۲۲۷) یعلمون۔ تمہارے کمال اور نبوت کا حال بھی یہین۔

ت ۱۲۲۸) سبع شداد حمل النظیر والنقیض علی النقیض

خشک کو سات کہا کیونکہ اوپر سات تر مین مذکور ہو چکی ہین یہی حمل النظیر

اور تقابل اور نقیض علی النقیض ہے **ت ۱۲۲۹)** عام فیہ یغاث الناس

جس مین بارش بہت ہو جب بارشین بہت ہوتی ہین تو بیچے علی الخصوص

گرم ملک اور گرم موسم کے بہت تیرتے ہین۔ جسکو عربی مین عوم کہتے

ہین یہ لفظ اسی سے مشتق ہے **ت ۱۲۳۰)** یعصرون

یعنی قحط سالی دور ہو گی سما اچھا ہو گا۔ یہ تعبیر ساقی نے بادشاہ کو سنائی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر و فاسق کے بھی بعض خواب صحیح نکلتے ہین

اور یہ امیر لوگون پر حجت قایم کرنے کے لئے ہے تا کہ منہدر و یا وحی الہام

کے منکر نہ ہو جائین۔ کشف والہام گویا خواب کی دوسری منزل ہے جس

مین غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے بے اختیار ایک وقت مین صاف

و شفاف طور پر ایک صحیح واقعہ یا کوئی امر غیبی بتایا جاتا ہے۔ اور یا تمکن

و شان جلالی ہوتا ہے اور دلمین لولا کی میخ کی طرح جم جاتا ہے۔ اور اطمینان

قلبی اس سے ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ صحابی کے قول سے ثابت کرتے ہین

کہ وحی ختم ہو چکی۔ مگر لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے معلوم

ہوتا ہے کہ شرعی احکام کا نزول اور شریعت جدیدہ نباہ ہو گئی بشارت

باقی ہین۔ اور حضرت عمر والی بات مان کے جیسی ہے جو بچون مین سے

ایک بچے پر خوش ہو کر کہے میرا کوئی بیٹا ہے تو احمد ہے اور عیسیٰ علیہ السلام

کا نبی اللہ ہونا اور وحی کا ان پر آنا اہل سنت کے مذہب مین ثابت و محقق

ہے۔ جیسے حدیث مشکوٰۃ نزول عیسیٰ دلالت کر رہی ہے ع **ت**

۱۲۳۱) ارجع۔ اس مین حضرت یوسف علیہ السلام کے

کمال صبر کا حال اور تقویٰ کا کمال اور توکل علی اللہ اور استغنا عن ما

سوی اللہ کا بیان ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تہمتون سے برات

حاصل کرنا چاہئے۔

ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ۔ بعض فضلا نے کہا یہ

بقیہ ہے یوسف کے قول ارجع الی ربک کا اور یوسف کے آنے

کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ خطاب بادشاہ سے نہین۔ **ت**

۱۲۳۳) قال اجعلنی علی خزائن الارض۔ بادشاہ کی صحبت

پسند نہین کی الگ رہنا بھی منظور نہین ہدایت و تبلیغ عام کا موقع

ملنے کے لئے درخواست کرتے ہین۔ یعنی یوسف علیہ السلام نے وہ

عہدہ اختیار کیا جس سے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دست نگر بھی رہے۔ اور اپنا

حفیظ و علیم ہونا بھی ظاہر ہو۔ کذلک مکنا لیوسف ابتدا مین

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بتایا گیا کہ تجھے برگزیدہ کرین گے اور

تیرے نعمت پوری کرین گے۔ ظاہری سامانون کا یہ حال کہ بھائیون کو جنہین

دست و بازو سمجھا جاتا ہے ان بازوؤن نے یوسف کو قعر چاہ مین پھینکا پھر جنہون

نے حضرت یوسف کو وہان سے نکالا انہون نے اس سے بدتر کنوئین

مین ڈالا کیونکہ غلام بنا دیا جو کہ مرتبہ انسانی سے انسان کی حریت کے مقام

اعلیٰ سے جانورون تک پہنچا دیا پھر خریدارون نے یہان تک یوسف سے

کیا کہ اسکو حبس دوام مین ڈالدیا جہان یوسف کا کوئی غمگسار اور رہائی

اپیل کرانے والا بھی نہ تھا۔ یوسف نے ایک تدبیر کی کہ ساقی شاہ کو قابو

کیا لیکن نسیان نے اسکو بھی کہنا بھلا دیا غرض ہر ایک طرف سے یوسف

کو مصائب نے گھیرا اور تکالیف کا آماجگاہ بنایا پھر وہ خدا جو غالب

علیٰ امرہ ہے۔ اس نے یوسف کو اس قعر عمیق سے نکال کر سریر اوج

بلندی پر جگہ دی بندی خانہ مین رکھنے والے اور غلام بنانے والے

کنوئین مین ڈالنے والے سب اسکے دست نگر ہوئے۔ **ت**

۱۲۳۴) لبسیر یعنی اس قحط سالی مین بڑی چیز ہے

یا بادشاہ مصر کے پاس کچھ بڑی بات نہین۔

الجزء ۱۳

ت ۱۲۳۲) وما ابرئ نفسی۔ ممکن ہے کہ یہ عزیز کی عورت

کا قول ہو کیونکہ یوسف تو ابھی آئے نہین جیسا کہ آگے آیت سے معلوم

ت ۱۲۳۵) متفرقہ۔ اسمین کئی احتمال

تھے کوئی جاسوس نہ سمجھین یا سب کو ایک سمجھ کے ایک ہی غلہ دین

ڈاکہ والے نے یا نہ سمجھے جائیں وغیرہ وغیرہ ابنیا اور نظر نہ لگے یا یہ کہ ڈس مختلف بازاروں سے گزرتے ہوئے یوسف کا پتہ لیتے جائیں یا یہ کہ یوسف کے مصر میں ہونے کا یعقوب کو یقین تھا بن یامین کو علیحدہ ملانا چاہتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ (ت ۱۲۳۶) ان الحکم الا للہ یعنی وہ جو چاہے گا سو کرے گا۔ میری دوراندیشیوں سے کیا ہوتا ہے تفویض الی اللہ پر عمل ہے۔ (ت ۱۲۳۷) ما شہدنا کے تین مطلب (۱) عزیز سے ہم نے وہی کہا جو ہماری شریعت میں تھا۔ (۲) ہم نے آنکھوں دیکھی بات آپ سے عرض کی ہے۔ (۳) عہد کرتے وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ واقعہ پیش آئیگا۔ (ت ۱۲۳۸) القریہ۔ اہل قریہ۔ بیر سب ہیں جیسے اکلت الدجاجہ۔ (ت ۱۲۳۹) سولت یعنی خود بنا کر بیٹھے (۲) بامید فضلہ نزول مصیبت ہوا۔ (۳) تمہاری غلطی ہے کہ اسکو چور سمجھا۔ (ت ۱۲۴۰) عسی اللہ۔ حالات انبیاء اور عوام الناس میں فرق۔ مصیبت پڑے تو توکل اور امید رحمت الٰہی زیادہ ہوتی ہے۔ برخلاف عوام کے کہ انہیں گھبراہٹ پڑتی ہے اور صبر جاتا رہتا ہے۔ (ت ۱۲۴۱) ان یاتینی۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ کنعان میں سب جمع ہوں جائیں کہ مصر میں ملاقات ہونا مراد ہے۔ (ت ۱۲۴۲) لا تثریب الخ۔ چونکہ تمام سورہ یوسف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تمثیلی پیشگوئی ہے اس لئے اکثر واقعات اسکے آپکے حال سے مشابہ ہیں چنانچہ دار الندوہ میں آپکے قتل کی تجاویز ہورہی تھیں اور آپ وہاں مثل یوسف کے تھے۔ یوسف کے گیارہ بھائی تھے ویسے ہی آپکے مقابل عرب کی گیارہ قومیں تھیں (۱) بنی عدی (۲) بنی مخزوم (۳) بنو تیم (۴) بنو اسد (۵) بنو امیہ (۶) بنو سہم (۷) بنو جمح (۸) بنو نوفل (۹) بنو عبد الدار (۱۰) بنو ہاشم۔ چونکہ یوسف کے گیارہ بھائیوں میں سے بن یامین تو حمایتی ہیں اور روبن سفارشی باقی رہے تو بھائی۔ پس اسیطرح تمثیلی طور پر آنحضرت کے مقابل تسعۃ رہط یفسدون فی الارض میں ظاہر فرمایا ہے وہ نو شخص جو آنحضرت کے سخت مخالف تھے یعنی ابو جہل۔ ابو لہب۔ عقبہ۔ شیبہ۔ ابی بن خلف ربیعہ۔ ولید۔ زمعہ۔ امیہ۔ بھائیوں نے یوسف کو کہیں چھوڑ دیا تھا آپ کو بھی قوم کے سبب طائف میں رہنا پڑا۔ آنحضرت کو مثل یوسف کے وطن سے الگ ہو کر امارت ملی۔ قحط والے مثل یوسف کے ایام قحط میں آنحضرت کے محتاج ہوئے۔ فتح مکہ پر مثل یوسف کے آپنے فرمایا

کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ اس تمثیلی پیشگوئی پر خدا نے خود شارہ فرمائے ہیں جیسا کہ فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب اور من انباء الغیب وغیرہ آیات یوسف کی نسبت فیکیدوا لک کیدا۔ اور آنحضرت کی نسبت یکیدون کیدا۔ آیا ہے۔ یوسف کی نسبت اقتلوا۔ اور آنحضرت کی نسبت او یقتلوک او یخرجوک آیا ہے۔ یعقوب نے فرمایا ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین اور آنحضرت نے دخول مکہ کے وقت فرمایا انشاء اللہ آمنین۔ (ت ۱۲۴۳) وا لو لی۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں پوتوں اور بیویوں کے ساتھ جن کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے فرعون کی بھیجی ہوئی سواریوں پر بیٹھکر روانہ ہوئے۔ سجدہ سنت ہے۔ اگر کسی شہر میں داخل ہوں تو دوگانہ شکرانہ ادا کیا جائے۔ (ت ۱۲۴۴) تفندون۔ تفنید۔ ملامت کرنا۔ احمق بنانا۔ خطاکار و گنہگار ٹھہرانا۔ (ت ۱۲۴۵) ادخلوا۔ معلوم ہوا کہ باہر استقبال کے لئے تشریف لائے تھے یہ بھی ادب میں داخل ہے۔ (ت ۱۲۴۶) احسن بی یعنی قید سے نکالنا محض اللہ ہی کا فضل تھا اور قفس سے نکلتے ہی عزیز مصر بنا۔ (ت ۱۲۴۷) توفنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توفی اور موت کے ایک ہی معنی ہیں۔ (ت ۱۲۴۷) بالصالحین۔ اہل مکہ کو یوسف کے رنگ میں رسول اللہ اپنی پیشگوئی تبلاتے ہیں۔ (ت ۱۲۴۸) یمکرون۔ یعنی مکہ والے جو یوسف کے بھائیوں کی طرح ہیں۔ نبی کریم کی مخالفت کی تدبیریں کر رہے تھے مکر کے معنی تدبیریں۔ (ت ۱۲۴۹) عبرۃ۔ جزئیت اسمیں بہت سی نصیحتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ عبرت پکڑنے والوں کے لئے مثلاً علم رؤیا صحیح ہے (۲) دشمنوں سے بعض خواب چھپانا (۳) حسد آگ ہے جو نیکیوں کو کھا جاتی ہے (۴) جھوٹ بولنے سے اعتبار جاتا رہتا ہے اور کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں آخر ندامت ہوتی ہے۔ (۵) مستقل نبیوں کو علم غیب نہیں ہوتا (۶) دلسوز و مضطربانہ دعا قبول ہو جاتی ہے (۷) نامحرم کو گھر میں آنے دینے سے ضرور خرابی ہوتی ہے (۸) تبنا بنانا ناپسند امر ہے۔ (۹) نیکوں کو اللہ بدیوں سے بچاتا ہے (۱۰) مخلص محسن کو اللہ تہمتوں سے بری کر دیتا ہے۔ نعوذ اللہ ما نفقد الخ۔ (۱۱) متقی اور صادق پر حملہ پر حملہ ہوتا ہے یہاں تک

کو مخالف سمجھ لیتے ہین کہ ہمنے اسکو بیشک الایہ روہ ہ رتہ اللہ سے غالب ومنصور ہو جاتا ہے۔ (۱۲) قیفرسان سکھ مین رہتا ہے اسکی شان بلند ہوتی ہے۔ (۱۳) خود عمل کرد و دوسرون کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہو یہ سب سے بڑی خیرات ہے (۱۴) کافر کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔ (۱۵) خواب کی تعبیر کامل بتاتے ہین (۱۶) زبانی جمع خرچ کچھ چیز نہین عمل ہونا چاہئے۔ (۱۷) حق کی ہمیشہ فتح ہے۔ (۱۸) کافر کی نوکری کرنا جائز ہے۔ (۱۹) بہائی بندون کے ساتھ یوسفی اخلاق برتا کرو۔ (۲۰) بھائیون کے برے اخلاق مت سیکھو۔ (۲۱) قصورون کا اقرار کرو اللہ کے حضور مین جھک جاؤ۔ (۲۲) صبر کا اجر ضرور ملتا ہے گا نون والون کو بڑا سے بڑا عہدہ اور حکومت ملسکتی ہے (۲۳) اللہ کی باتین ہو کر رہتی ہین درمیانی حالات سے ڈرا نوان ڈول نہو (۲۴) اللہ کے فضل سے سب کام بنتے ہین (۲۵) حضرت یوسف کے طرز عمل سے انکی علمی قابلیت کا اظہار اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کا بین رہا ہے۔ (۲۶) غیر معمولی عفت کا ثبوت (۲۷) حافظہ کی قوت بھائیون کو دیکھتے ہی پہچان لیا (۲۸) قوت بیانی سے حالانکہ بڑا اثر ڈالدیا۔ (۲۹) باوجود قدرت کے عفو۔ (۳۰) کنبے کا اکرام (۳۱) اپنے پیر بن عند اللہ ہوتوتی۔ (۳۲) بچپن ہی مین جو وہ دماغ کس اعلے درجہ کا خواب دیکھا (۳۳) ہمراہیون پر شفقت یا صاحبی لسجن رہ گئے ہین۔ (۳۴) نرمی و گرمی انا خیر المنزلین اور فلا کیل لکم۔ (۳۵) حسن تدبیر قحط سالی کا انتظام (۳۶) حالت غضب مین درگذر۔ ... (۳۷) باوجود حصول دنیا اللہ سے سچا تعلق حرص کو غالب نہونے دیا وصال الٰہی کے طالب رہے دعا کو نچھوڑا۔ قرآن مجید پڑھنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ انسان سب باتون کو اپنے پر وارد کرے کیونکہ یہ عالم صغیر ہے سب نمونے اسمین موجود ہین عارف اکمل نے بتایا ہے انسان کا دل یوسف ہے اور روح باپ نفس و بدن بھائی وہ دونون مینا صلح کو ناپسند کرتے ہین اور یوسف کو گڑہی کے گڑھے مین ڈالدیتے ہین (اللہ کی) توفیق اور باپ کی دعا مین شامل حال ہو جائے تو مصریون کا وہ عزیز بنجاتا ہے اور بھائیون کو بچاکر انکا فلاس کا انتظام کرتا ہے پھر جب اس دل سے قلب سلیم ملجاتا ہے تو نفس مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ نفس مطمئنہ ماں اور روح لطیف باپ اور قلب شہید یوسف عرش شاہی قرب الٰہی تک پہنچے تو سب قوی یعنی بھائی حقیقی سجدہ مین گرے یعنی فرمانبردار الٰہی ہوگئے انکا ماسوا اللہ جو بھائیون کو نیکی کے قحط سالی مین خراب کرتا ہے جب وہ حضور یوسفی ارادت کی یوسف دل کے پاس لاتے ہین تو صالحات طریقت کا انبار پاتے ہین روح کی آنکھون کا نور تقویٰ ہے۔ جب دل اسکی نگرانی کم تو وہ جاتا رہتا ہے۔ وصال فنا فی اللہ کا مقام ہے جہان لقا باللہ حاصل ہوتی ہے جیسکے حصول کیلئے دعا انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین مالا بمطناہ نہم کی ضرورت ہے۔

سورۃ الرعد

آیت ۱۲۵۰) المر مین اللہ ہون جسنے حسب الواح موسی رسول موعود پر یہہ کتاب اتاری **آیت ۱۲۵۱)** لا یومنون یعنی سے آدمی تو مانتے ہی نہیں جسم مین اعلیٰ تر چیزین ہوتی ہین دماغ و دل علما اور بادشاہ دماغ ہین صحت دماغ کے لئے کل اسباب مہیا کئے جاتے ہین مگر خدا کی خوشنودی کیلئے نہین فقرا و مشائخ دل ہین دل خوش کرنے کے بہت سے اسباب بنائے جاتے ہین مگر مولا کو خوش کرنے کے نہین تو گویا دل و دماغ دونون نے قرآن کو دستور العمل نہین بنایا **آیت ۱۲۵۲)** بغیر عمد۔ یعنی آفتاب اور زمین کی کشش اور قوت جذب والتصال ہے جو ان آنکھون سے کوئی تعلق نہین رکھتے اور نظر سے پوشیدہ ہین۔ آسمان کی چھت بس قائم ہین **آیت ۱۲۵۳)** علی العرش۔ صاحب حکومت و اختیار یعنی قاہر غالب **آیت ۱۲۵۴)** بماء واحد + باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس + اسیطرح نیک سب یکساں ہوتی ہین اور تعلیمین بھی نظرون مین خواہشات انسانی مختلف ہوتی ہین وہ اثر نظر کو رکھ کر مختلف ہوجاتی **آیت ۱۲۵۵)** نفضل یہہ تقاضائے فطرت اور قانون نیچر کا رد فرمایا یعنی ایک مختار بالارادہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے **آیت ۱۲۵۶)** الاغلل۔ یہہ ایک پیشگوئی تھی جو بدر مین لفظا پوری ہوئی۔ اور ایک رسومات توہمات کے طوق بھی ہوتے ہین جو کور باطنون کے گلے مین پڑے ہوئے ہوتے ہین۔ جیسے آیت ہے ویضع عنہم اصرہم والاغلل التی کانت علیہم ۹/۹ — **آیت ۱۲۵۷)** قبل الحسنۃ۔ یعنی ہمپر عذاب نہین آتا ترے

ہمین نقصان کیون نہین ہو نچلتے۔ اس قسم کے الفاظ اور خیالات جُہلا اور عوام مین اکثر ہوتے ہین کیونکہ وہ کوئی علم و حکمت نہین رکھتے چنانچہ ارشاد ہے ومنھم امیون لا یعلمون الکتٰب الا امانی الخ میرے نزدیک یہ امانی ہی شرک ہے جسکے دفع کے لئے انبیا رنے زور لگایا۔ (ت ۱۲۵۸۔) کل انثیٰ یہ سب پیٹ کے بچون کے لئے پیشگوئی ہے کہ وہ مسلمان ہونگے۔ (ت ۱۲۵۹) یحفظون۔ یہ مامور اور مومن کے لئے حفاظت کی پیشگوئی ہے کہ اللہ اس کلام ہمیشہ محافظ او رنگہبان رہتا ہے اور وہ اکثر کامیاب رہتا ہے (ت ۱۲۶۰) السحاب الثقال۔ اس سے بعض عارفون نے باریک مضامین قرآن بھی لئے ہین جو انسان کو علمی و عملی قوتون سے بشرط عرفان و قابلیت سیراب کردیتے ہین۔ اور وہ عامل و حامل قرآن مجید کے ہی مراد ہین جو اسکو پھیلا ئین گے اور اشاعت کرینگے —— (ت ۱۲۶۱) الرعد۔ نفس کو توڑنے والے جو سخت احکام آتے ہین تو وہ موجب حمد و ثنا ر الٰہی ہوتے ہین جس سے اصلاح ہوتی ہے اور نیک بخت لوگ بھی اللہ کی حمد و ثنا مین مشغول رہتے ہین تاکہ ترقی مدارج ہو۔ (ت ۱۲۶۲) بالغہ۔ پہلے سے اختیار چیز ہین کسی کی کیا مدد کرین گی یا پانی سے مراد شریعت آسمانی ہے جس کا صرف مُنہ سے بلا عمل اقرار اس مضمون کا حسب حال ہے۔ (ت ۱۲۶۳) خالق۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو تخلق من الطین کے الفاظ آئے ہین اُس سے اس قسم کی خلقت مراد نہین۔ بلکہ حد نبوت تک محدود ہے ورنہ چرند و پرند کا پیدا کرنا مشابہ خالقیت ہے جس سے اس آیت شریف مین انکار کیا گیا ہے اور خلقوا کخلقہ سے اس کا رد فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد کے مطابق سوائے خدا کے کوئی خالق نہین اور اس نے فرمایا ہی ھل من خالق غیر اللہ ۲۲ اور ہو خالق کل شیٔ ۱۳ و ۲۴ - ۲۴ —— (ت ۱۲۶۴) زبدا رابیا۔ جھاگ سے وہ شبہات و اعتراضات ہی مراد ہین جو لوگ حق کو چھپانے کے لئے کیا کرتے ہین اور احتمل کا لفظ انکے احتمالات کی دلیل ہے جیسے موسیٰ کے عصا پر فرعون کی طرف سے احتمال سحر کا بیان کیا گیا۔ (ت ۱۲۶۵) جُفاءً۔ یعنی جھوٹے معترضون کے اعادات کا تا

چلے جاتے ہین اور خدا کا سلسلہ قایم ہو جاتا ہے۔ (ت ۱۲۶۶) یصلون ما امر اللہ نبی کریم و ازواج مطہرات و اہل بیت کے بعد صحابہ و تابعین و تبع تابعین مفسرین و محدثین فقہا و صوفیا و محققین صلحا و اتقیا کے ساتھ کامل تعلق ہونا چاہئے نہ مثل متعصب اہل حدیث و شیعہ و چکڑالوی وغیرہ کے اپنے من مانی بات پر خوش ہون۔ (ت ۱۲۶۷) جنت عدن۔ جنت عدن کی یاد مدت ہائے دراز سے پیروان مذہب کے لئے باعث حسرت ہو رہی ہے اور اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو دل ہی دل مین کچھ کھتے ہین کہ انہون نے شیطان کا کہا مان کر دانے کے لالچ سے اپنی عزیز اولاد کو ہمیشہ کے لئے ورثہ پدری سے محروم کر دیا اور باوا حضرت تو فوت ہو گئے۔ مگر وہ انکا اور ہمارا پرانا دشمن شیطان جس نے انہین ورغلایا تھا اب تک زندہ ہے بہت سے تو اس کے مل جانے کی فکر مین ہین کہ خوب خبر لین اور بہت سے اسکے پھندے مین ایسے پھنسے ہوئے ہین کہ غلام بے دام بنے ہوئے ہین جب شیطان ہی نہ ہوگا ایسے ہی موقعہ پر کسی نے کہا ہے کہ لڑکا بغل مین ڈھنڈورا شہر مین۔ کسی نے خواب مین شیطان کو دیکھکر اسکی ڈاڑھی پکڑ کر تھپڑ ایک تان کر طبانچہ مارا تھا اور ایک مارنا ہی چاہتا ہی تھا کہ اسکی آنکھ کھل گئی اور معلوم ہوا کہ اپنا ہی منھ اور ڈاڑھی تھی۔ اور طبانچہ بھی بر کلہ خود ہے اور مار کے صدمے سے آنکھ کھل گئی ہے معلوم ہوا بہت بڑا شیطان تو اسکا نفس ہی ہے اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک کیونکہ ابلیس کا تسلط کسی انسان پر نہین ہوتا سوائے اس شخص کے جو ابلیس کو اپنے نفس پر قابو دے اور اسکا کہنا ماننے لگے تو باعث فساد و بانی فساد نفس امارہ ٹہیرا اور وہی قابل ملامت ہے اب بھی انسان یعنی لالچی اور حریص جنت اور آرام گاہ سے صرف دانہ کی خاطر نکالا جاتا ہے احمق انسان خیال کرتا ہے کہ روزی حلال و حرام کا خیال کر سکا اور سچ اور جھوٹ کا تمیز رکھکر الگ کماؤنگا اور راست بازی اور تقویٰ اختیار کرونگا تو فاقون مر جاؤنگا۔ اور اوسکا نفس اسے ناصح امین بن کر دھوکہ دیتا ہے کہ زیست کا مدار اسی دانہ اور روزی پر ہے جس طرح میسر ہو جائے آخر اس جنت عدن سے جسکا نام اطمینان نفس اور آرام گاہ نفس مطمئنہ اور ایمان و یقین اور رضائے الٰہی ہے ہمیشہ کے لئے نکالا جاتا ہے اور ایسا نکلا

مفلس قلاش اور عیب دار ہوتا ہے کہ ہر ایک شریف آدمی اسکو دیکھہ کر شرم و حیا کی مارے منہہ پہیر لیتا ہے اور خیال بد سے باز نہین آتا اور آنکھین بند کر لیتا ہے اور اپنے باپ پر یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر بہونا ۔ کہانے کا الزام لگاتا ہے جو جائے ادب ہے حالانکہ خود ایک دانہ کے لئے شیطان کے دام مین گرفتار ہے الا ماشاء اللہ اور جنت عدن کی فکر مین ہمیشہ رہتا ہے بعد تحقیقات کامل کے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ شہر بابل کے قریب جنت عدن تھی ۔ حالانکہ عراق ایک علاقہ محدود ہے اگر حضرت آدم اور اونکی اولاد سب وہان رہ پڑتی تب بہی وہان جگہہ نہ رہتی اور عراق کا ملک تو اب بہی موجود ہے اور وہان کے رہنے والے بہی جو مذہبی تحقیق کے موافق عدن کی جنت کے رہنے والے ہین حضرت آدم کی جنت کے لئے رو رہے ہین نادان انسان اتنا نہین جانتا کہ عدن کے معنی تو ہمیشہ رہنے کے ہین اور وہ انعامات جو ہمیشہ رہین لیس وہ جنت عدن جسکا ذکر قرآن مجید مین ہے کبہی دنیا مین نہ تہی اور اب بہی موجود ہے نہ تھی کا تو یہہ مطلب کہ کسی جگہہ کا نام نہ تہا اور ہے کا مطلب یہ ہے کہ متقی انبیا و اولیا نیک لوگ ہمیشہ جنتون مین رہتے ہین جو اُن سے کبہی نہین چہینی جائینگی رہے آخرت کے جنت و انعامات اس کے لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ما لا عین رأت ولا اذن سمعت وہ نہ کسی آنکہہ نے دیکہین نہ کان نے سنین مبارک ہو اسکے لئے جو قرآن مجید کی بتائی ہوئی جنت کی تلاش کرے۔ توریت کے بتائی ہوئی جنتون کا خیال چہوڑے جنت بہی ایک رضائے الٰہی کا نام ہے (ت ۱۲۶۸) فنعم عقبی الدار ۔ یہان تک ایماندار عاقلون کا ذکر ہوا ۔ اب منافقون اور فاسقون کا ذکر ہوتا ہے ۔ یعنی جو لوگ اللہ کا اقرار توڑتے ہین ۔ اسکو مضبوط کئے بعد اور اون سے جدائی اختیار کرتے ہین جن سے ملنا اللہ پسند فرماتا ہے اور ملک مین شرارت پہیلاتے ہین یہ ہی لوگ ہین جن کو اللہ نے دربدر کردیا اور انکے لئے برا گہر ہے (ت ۱۲۶۹) یکفرون بالرحمٰن جیسے مشرکین عرب کو وحدانیت سے چڑ تہی ویسے ہی رحمان کے اسم شریف سے ۔ اور وہ مثل عیسائیون آریون کے رحم بلا مبادلہ کے قائل نہ تہے جو اس اسم شریف کا تقاضا ہے ۔ (ت ۱۲۷۰) الجبال ۔ چنانچہ ایسا ہوا ہے کہ فارس اور شام اور روم کی کوہسار سلطنتین اس کلام مجید کے مقابلہ مین اڑا دی گئین اور بڑے بڑے قطعات زمین کو تہا ہوا یہہ قرآن پہیل گیا اور ہزارون روحانی مردے اس سے زندہ

ہو گئے اور لاکہون بے زبان اسکی بدولت بڑے مقرر اور متکلم بن گئے ۔ اور علم کلام پیدا ہو گیا مگر وائے بدنصیبی کہ پہر بہی اکثر لوگ کافر ہی رہ گئے حالانکہ فلسفہ اس کے مسائل کو مان چکا ہے ۔ (ت ۱۲۷۱) کُلّم بہ الموتیٰ ۔ یہ پیشگوئی ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ مُردے بڑے لوگ مارے جاینگے قرآن کی پیشگوئی کے موافق اور زمین پہٹ جائے گی اور مردے کافر دینیات عرفانی الٰہی حاصل کرینگے ۔ (ت ۱۲۷۲) یائس کے معنی ۔ یتبین چنانچہ ۔ اقول لهم بالشعب اذیاسرونني ۔ الم تیاسوا انا ابن فارس زھدم ۔ (ترجمہ) مجہے شعب مین قید کرنے لگے تو مین نے کہا کہ تم کو علم نہین اس بات کا کہ مین کون ہون ع (ت ۱۲۷۳) انہم ازواجا و ذریۃ ۔ وہ تارک الدنیا اور سادہو اور نانڑ بند وغیرہ نہ تہے جب تک صاحب خانہ نہو گھر بار والا نہو اخلاق کاملہ کا نمونہ اور کمالات انسانیہ کا جامع نہین ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ راستبازون کی جماعت بال بچہ والی ہوتی ہے ۔ (ت ۱۲۷۴) باذن اللہ ۔ یعنی کوئی رسول خود کسی فرمائشی معجزہ کا جواب نہین دے سکتا ۔ مگر اللہ چاہے تو اکثر انسانون کی عادت ہے کسی مقدس کا اعتقاد اگر انکے دنیوی اغراض مین مفید پڑا مثلاً گہر پیدا ہوئے تو ترقی دنیا یا کوئی اور مطالب دلی برآئے تو خوش ہوتے ہین اور بڑا مقدس مانتے ہین ورنہ سوء اعتقادی سے کہتے ہین کہ کچہہ نہین ۔ چنانچہ ارشاد ہے فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ (ت ۱۲۷۵) ام الکتب ۔ ایک قوم کو با اقبال بناتا ہے اور ایک کو تباہ اور یہ اللہ کا منشا اور فعل ہے اور اس کے پاس اصل کتاب یعنی تعزیرات کی کتاب ہے اسی کے ضمن مین یہ جو بعض دنیا کی عمر سات ہزار بتلاتے ہین یا دوارب یا اس سے بہی بڑہکر بتاتے ہین خدا کی ابدیت اور اقتدار کے سامنے یہ کچہہ بہی حقیقت نہین رکہتی اس لئے قرآن شریف مین کوئی میعاد مقرر نہین کی گئی ۔ ہم تو ان قائلین کے ساتھ ہین جو دعا کرتے ہین اللّٰھم ان کنت من الاشقیاء فامح اسمی من الاشقیاء واکتبنی فی السعداء کیونکہ ارشاد ہے واللہ غالب علی امرہ ۔ اللہ اپنے کام پر ہی غالب ہے پہر کیا ہے (ت ۱۲۷۶) بعض الذی نعدھم لہ ۔ وعدہ وعید وعدہ و علی ھذا باتین ہین وعید کا خلاف ہوتا ہے اور اس کا کرنیوالا کاذب نہین سمجہا جاتا بلکہ حلیم و کریم مانا جاتا ہے ۔ عرب کہتا ہے ۔ انی اذا اوعدتہ او وعدتہ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی ۔ یعنی ہم وعدہ کرتے ہین اور پورا کرتے ہین

وتحمید کرتے ہین تو خلاف کردیتے ہین انذار کی پیشگوئیان بعض وقت ٹل جاتی ہین۔ رہا وعدہ وہ اکثر خلاف نہین ہوتا۔ ہان بمصلحتاً یا بہ ترقی یا عمل کمال حاصل ہونے یا کرانے کے لیے کبھی صورت بدل جاتی ہے یا تنزل یا بندلیل اور دیری ہین اسکی ترقی ہوتی ہے مثلاً ہم ایک طالب علم سے کہین تم کامیاب ہوتو ایک معوبیہ دینگے اور کامیابی کے بعد کسے دس دین یا بجائے دینے کے آیندہ کی تعلیم کا کل خرچ اپنے ذمہ لے لین یا کسی دوست سے وعدہ کرین کہ ہم تمسے فلان وقت ملین گے یا فلان طبیب بڑا ہی تجربہ کار ہے پھر کبھی سخت مجبوری یا مصلحت سے وقت مقررہ پر نہ مل سکین یا مذکورہ طبیب کے علاج مین شفا نہ پائین وغیرہ امور واقعہ اسکے شاہد ہین اور یہان خلاف وعدہ کوئی اور بھی نہین سمجھاجاتا۔ بعض الذی نعدھم کے معنی اس تشریح سے سمجھ مین آجائینگے انشاءاللہ تعالی۔ ۲ اینا الحساب۔ یعنی پیشگوئی تیرے سامنے ظاہر ہو جیسے واقعہ بدر۔ اطراف کے معنی حاکم محکوم امراغربا اغنیا و فقرا وغیرہ۔ لرت ۱۲۷۷) بعض دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھیڑئیے بھوکے کسی ریوڑ مین چھوڑدیے جائین تو ادنسے اتنا نقصان نہین پہونچیگا جتنا مال اور منصب کے حرص سے دین کو پہنچتا ہے مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳ اسیطرح فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت دین کو نقصان پہونچاتی ہے۔ اور دین کی دنیا کو تو تم باقی رہنے والی چیز کو اختیار کرو مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۳ ع ـــــ لرت ۱۲۷۸) فردوا ایدیھم کی چار صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ انگلیان منہ مین پکڑتے ہین دوسرے ہاتھ کاٹتے ہین تیسرے نبیون کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہین چوتھے اونہین کے ہاتون سے اونکا منہ بند کرتے ہین۔ لرت ۱۲۷۹) افی اللہ شک۔ ماننے والون کے چار گروہ ہین (۱) صاحبان الہام وحی جن کو اعلی درجہ کا یقین حاصل ہونے کے سبب وہ کسی منکر سے کہتے ہین کہ افی اللہ شک (۲) ان کے متبع (۳) حکما و عقلا جو کارخانہ عالم کو دیکھکر اللہ کو مانتے ہین (۴) اعوام جو آبا و اجداد کی پیروی کرتے ہین۔ رت ۱۲۸۰) بسلطن مبین منکرون کا یہ ہمیشہ قاعدہ ہے وہ رسولون کو بھی کہا کرتے ہین کہ تم مین کمال کیا ہے تمہارے لیے دلیل کیا ہی تمکو کیا فوقیت ہے ہم تم کو ملک سے نکالدینگے۔ یا قتل کردینگے۔ ہان تم ہمارے مذہب مین واپس آجاؤ تو اچھا ہے۔ چونکہ نبوت کی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہین۔ عملی، تو تمہارا ساتھ جو سنگ تعامل سے واضح ہوتا ہے۔ علمی مدہ سرات تہ تہا رے ین

ظہور ہوتا ہے۔ اور انکے ساتھ سلطان مبین رہتی ہے اور رسوم الف کے خلاف مین منکرین کا یہ وہ مخالفت کرتے ہین آخر ذلیل ہوتے ہین ع لرت ۱۲۸۱) ولنھلکن۔ راستبازون کا سچا معیار یہی ہے کہ مقابلہ کے وقت انکا دشمن ہلاک ہو جاتا ہے اور راستباز یا انکی جماعت انکی جگہہ پر قایم ہو جاتی ہے۔ لرت ۱۲۸۲) وراءہ۔ یہ لفظ کہین پیچھے کے معنی مین بھی آتا ہے جیسے وراءظھورھم الخ اور کہین آگے جیسے یہان لرت ۱۲۸۳) الموت۔ یہان موت کے معنی مصیبت کے ہین۔ دلی جسمانی۔ مالی۔ اور اولادی دوست وغیرہ کی۔ یعنی دکھ کے ایسے اسباب پیدا ہونگے کہ ان مین سے ایک بھی دنیا مین ہو تو وہ مرجائے لیکن وہان نہین مریگا ع لرت ۱۲۸۴) کل حین باذن ربھا۔ یہ ایک تمثیلی پیشگوئی ہے کہ اسلام سدا بہار رہیگا اور عقائد با دلائل برباد وزائل ہوتے رہین گے اور قرآنی حقائق و معارف ہر موقعہ پر کھلین گے اور متردین کو کامیاب کرینگے ع۔ ت ۱۲۸۵ بامرہ کی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ مین ضمیر پھرتی ہے۔ وہان بھی ضمیر کو اللہ ہی کی طرف پھیرنا چاہیے کیونکہ اللہ ہی نے انکی ہوا بنا رکھی تھی اور وہی عزت وآبرو کا انکے محافظ تھا لرت ۱۲۸۶) سالتموہ۔ یعنی حقیقی حاجتون کے اسباب تمہیں اندر سستے رکھے ہین اور جسقدر حاجت کے دور ہوتے جاتے ہین اسیقدر گرانی ہوتی ہے۔ جیسے آب وہوا روشنی وغیرہ چیزین مدار زندگی بہت سستی ہین اور جواہرات الماس وغیرہ بہت گران ہین کیونکہ ضروریات سے نہین بلکہ تکلفات انہد بیتون سے ہین ع۔ لرت ۱۲۸۷) ابراھیم۔ ابراہیم علیہ السلام ایک عظیم الشان انسان جسکے فخر کے لیے یہ کافی ہے کہ سرور دوجہان سید المرسلین کو انسے تشبیہ دیکر فرمایا ہے کہ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی الخ اور کما صلیت علی ابراھیم وغیرہ ادعیہ تمام اہل کتاب اور اہل اسلام کا مانا ہوا مقتدیٰ نبی ہے جو ابو الملۃ کہلاتا ہے۔ لرت ۱۲۸۸) البلد مقام غیرذی زرع حضرت کو البلد نظر آرہا ہے جو اس کے لیے آیندہ پیش گوئی کا رنگ رکھتی ہے لرت ۱۲۸۹) لوالدی۔ اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہ تھے بلکہ تایا تھے۔ تبھی تو انکے لیے دعا منع کی گئی تھی۔ کیونکہ یہان والد کے لیے جو دعا کی ہے

اسکے ساتھ کوئی ممانعت نہین کی گئی۔ والد کا لفظ خاص ہے اور اب کا لفظ عام ہے جو چچا اور تایا پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور یہ اخیر عمر کی دعا ہے جو بعد المنع ہوئی ہے ع - (ت ۱۲۹۰) الامثال یعنی شجر طیب اور شجر خبیث کی جو اس پارہ کے رکوع (۱۸) مین آچکا ہے اور پند و نصیحت کے لئے خیر الواعظ الموت ہے جو سیدنا عمرؓ کی مہر مبارک مین بھی کہدوا ہوا تھا۔ ~

خنبس و عظ و گفتنت ہوس است

مرگ ہمسایہ واعظے تو بس است

جناب گوتم بدہ نے بھی خوب کہا جبکہ انکے پاس ایک عورت نے آکر عرض کی میرا بچہ ابھی مر گیا ہے آپ بڑے مہاتما ہین کرپا کر کے اسے زندہ کر دو چونکہ مرض لاعلاج تہا کہا کہ بہتر مگر رائی کے چند دانے ایسے گہر سے لادے جہان کوئی مرا نہو۔ آخر عورت نے پہر پہر کر مردہ کے دفنانے کی اجازت حاصل کی اور مرید ہو گئی راستی کا راستہ اختیار کر لیا۔ مرگ انبوہ جشنے دارد کے رنگ مین فرمایا تا کہ وہ تسکین پا جائے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ت ۱۲۹۱) ذوانتقام۔ نصاریٰ بڑے ہمدرد و رحیم کہلاتے ہین ان سے پوچھا کہ عیسیٰؑ کا کفارہ یہود کے لئے بھی مفید ہے یا نہین تو وہ گہبرا اٹھے اسی طرح شیعہ جو حضرت حسینؓ کو کفارہ مانتے ہین مگر انتقام کے درپئے ہین۔ وغیرہ وغیرہ تو مین غور کرین کہ انتقام کا مسئلہ بھی برحق ہے (ت ۱۲۹۲) تبدل الارض۔ یہ مطلب بھی ہے کہ زمین کفر کی بدل کر اسلام کی زمین ہو جائیگی اور آسمان بجائے غضب نازل کرنے کے رحمت نازل کریگا۔ یعنی عالم آخرت مین وہان کے مناسب حال اور ہی زمین و آسمان ہونگے یہان کے زمین و آسمان ہونگے جیسا کہ ارشاد ہے یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب الخ پ۱۷ اور دنیا مین متقی غالب ہو جائینگے کافرون کی املاک زمین پر (ت ۱۲۹۳) فی الاصفاد یعنی جس سے چورون اور گدھون وغیرہ کو باندھتے ہین پیشگوئیون کا ظہور اخروی امور کے ثبوت کے لئے ضروری و قطعی ہے۔ ع۔

الجزء ۱۴

(ت ۱۲۹۴) ذرہم۔ اسلام جبری نہین کہ زبردستی منوایا جائے عذاب اور جہاد کا حکم تفرقہ ان اور منتقمون کے انکے دینی کام سے روکنے کے سبب آتا ہے۔ تبدیل و اختلاف مذاہب سے نہین پکڑے جاتے (ت ۱۲۹۵) کتاب معلوم یعنی کل امتہ اجل فی علم اللہ یا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنی رسول کی تبلیغ کے بعد بھی سرکش بدکلدار ہین تو عذاب آتا ہے (ت ۱۲۹۶) انک لمجنون۔ اسکا جواب سورہ نون کی پہلی سطر مین یون دیا ہے کہ تمام تحریرات کو خلاصہ در خلاصہ اور بحث در بحث کر کے دیکھا جائے تو بھی کسی تحریری دلیل سے تو مجنون ثابت نہو سکے گا۔ بلکہ انک لعلی خلق عظیم اس سے بڑہ کر یہ ہے کہ مجنون کو کوئی مزدوری نہین ملتی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی مزدوری کی کوئی انتہا نہین اور مجنون کے اخلاق درست نہین رہتے آپ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہین۔ سورہ نون قلم پ۲۹ مین تفصیل دیکھو (ت ۱۲۹۷) لحافظون یہ ایک اٹل پیشگوئی ہے جسکا ثبوت ہر زمانہ اور ہر ملک مین ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا گو چہپائی اور لکہائی مین اکثر غلطیان ہوتی رہتی ہین مگر حفاظ علاوہ عامل قرآن کی حفاظت کا کامل ذریعہ خداوند تعالیٰ نے اہل اسلام مین ایسا جاری کر رکہا ہے جس سے چہپائی اور لکہائی کی غلطی فوراً دور ہو سکتی ہے ع (ت ۱۲۹۸) شہاب مبین۔ یعنی کوئی خبیث منکر آسمانی الہام حاصل نہین کر سکتا یا اس سے فائدہ نہین اٹہا سکتا مگر یونہی چوری سے اور پہر اسکے پیچہے شہاب مبین یعنی دلائل واضحہ حقہ اسکی چوری کو ثابت کر دیتے ہین۔ قبل از وقت واقعات معلوم ہونیکے لئے انسان کو تڑپ لگی ہوئی ہے جسکے لئے عجیب عجیب تجویزین کین (۱) شانہ بین کی کتابین (۲) خط تقدیر جسکے لئے چار مقامات بتا کے ہین ہاتہ۔ پیشانی۔ پاؤن لکھیری بعض نے تل بعض نے رمل بعض کا لی پانے جانورون سے شگون علم سرودہ جسے عربی مین علم النفس کہتے اسی اعضا کے اختلاج ہے اس سے بڑہکر علم نجوم جسکے ۲ حصہ ہین جفر ان سب سے بڑہکر کہانت جسکا کچہہ حصہ یورپ مین اور امریکہ مین آجکل بھی پایا جاتا ہے جو سپرچولزم کہلاتا ہے اور انسانی روحون سے مکالمہ کرانے کا مدعی ہے۔ ہمارے ملک مین حاضرات دوا اور ہمزاد والے خبیث فرقہ جو بالکل تجسس رہتا ہے غیب بینی مین کوشش کرنے والون پر تعجب آتا ہے ورنہ تمام جہان پیشگوئی کا عادی ہے۔ ایک دوست دوست کو لکہتا ہے کہ اتنے بجے مین آؤنگا (۲) کاشتکار

اناج بوتا ہے۔ (۳) ملازم کام کرتے ہین (۴) تاجر کی کارروائی (۵) اشتہارات
کا جاری کرنا۔ وغیرہ وغیرہ انکا معیار صداقت کثرت و قلت پر ہے کاہن نجومی وغیرہ
کا جھوٹ کثرت سے ثابت ہوتا ہے اور نبیون و راستبازون مین صدق کثرت
سے پایا جاتا ہے۔ وہی کلام الٰہی کا حال ہے یعنی قول و فعل برابر ہے
ناسمجھی سے کبھی بے موقعہ بات سمجھی جاتی ہے اصل مین برموقعہ ہوتی ہے

ت ۱۲۹۹) مد دنھا۔ زمین بڑہتی رہتی ہے اور جزائر
پیدا ہوتے رہتے ہین کبھی شمالی حصہ پانی مین دبا ہوا تھا اب وہان آباد
ہے۔

ت ۱۳۰۰) مسنون۔ یہ مشتق ہے سنت او جہ سے
کسی چیز کو کسی کے مناسب بنانا۔

ت ۱۳۰۱) والجن۔ ابن
ابن عباس جنون کے باپ کا نام ہے بعض لوگ ابلیس سے مراد لیتے ہین اور تمام
شریر نافرمان لوگ دوزخ مین جائین گے جو انکی مان ہے فامہ ھاویہ یعنی جتنے
شریر شیطان ہین وہ سب آگ کے فرزند ہین

ت ۱۳۰۲) قال۔ بذریعہ نبی یا فرشتون کے بطور حکم شرعی نہ بطور حکم کونی کے
ارادہ مشیت۔ قضا۔ امر۔ کن۔ حکم۔ خلق۔ جعل وغیرہ یہ سب امور کونیہ
ہین دوسری قسم کے امر شرعی ہین جسمین مخلوق مخالفت کر سکتی ہے اور قسم اول
مین نہین

ت ۱۳۰۳) یبعثون۔ یعنی ہر ایک مامور کے
وقت مین نمایان بدکاریان دکھاؤنگا

ت ۱۳۰۴) کا زینن
انکو بنا سنوار کر حرص کی دہت لگاؤنگا

ت ۱۳۰۵) علی
مستقیم۔ یعنی بندون کو کہے رکہتا ہون کہ وہ اس راستہ سے میرے
پاس آئین تیرے کہنے پر نہ چلین۔ یہ بندون کے حال پر حق کی مہربانی
اور فضل و رحمانیت ہے

ت ۱۳۰۶) المخلصین۔ ان
کید الشیطان کان ضعیفا۔ بھی آیا ہے کسی بدکار یا نیکوکار سے
شیطان نے جبر نہین کیا ہمنے بڑے بڑے بدکارون سے پوچھا ہے کہ
کیا تم کو کوئی جبر کرکے لے گیا ہے تو کہا نہین بلکہ ہم خود ہی گئے ہان کوئی
اسکو اپنے پر مسلط کرلے اور راضی ہو جائے تو خوب ناچ نچواتا ہے۔

ت ۱۳۰۷) لہا سبعة ابواب۔ انسانی سات دروازے
جس مین شیطان کو دآنے دینا چاہیے آنکھہ کان۔ ناک پیشاب
کی جگہہ پاخانہ کی جگہہ۔ زبان۔ خیال یعنی حصہ اندرون

ت ۱۳۰۸) لوط۔ قوم لوط کی بستیان بحر مردار کے کنارہ
پر تہین جو بدکاری کی وجہ سے تباہ ہو گئین۔ جنکے نام سدوم صعر عمورہ
و ادما و ضبوئیم تھے

ت ۱۳۰۹) وامضوا۔ چنانچہ حضرت لوط صعر کو چلے گئے

ت ۱۳۱۰) بناتی۔ صعر قریب ہی ایک پہاڑ تھا وہان بطوائف الملوکی
کے زمانہ مین امرا کے حملون کے خوف سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی قوم کے
جاسوس لوط نے گھر مین چھپا لئے ہین اسلئے انکی تباہی کے در پے ہوئے
اس خیال کے دفعیہ کے لئے لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیونکو بطور ضمانت کے
پیش کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ جاسوس ثابت ہون تو میرے لوگونکو سزا
دیجئے۔ اور طالب الزام اس لئے خوش ہوئے

ت ۱۳۱۱) الایکۃ
ایکہ درختون کے بن مدین کے شہر کے اطراف درختون کے بہت جنگل ہین
اسلئے یہ لوگ ایکہ والے کہلاتے ہین یہی شعیب علیہ السلام کی قوم ہے

ت ۱۳۱۲) سبعا۔ یعنی الحمد شریف جو نماز مین دوہرا دوہرا کر
پڑہی جاتی ہین جسمین سات آیتین ہین یا اوائل کی سات سورتین

ت ۱۳۱۳) مقتسمین۔ یعنی قرآن کی خاص خاص آیتون
کو لے لیا اور خلاف نفس جو ہمارا ارشاد تہے انکو کیون ترک کر دیا

مقتسمین کے کئی معنی ہین (۱) یومنون ببعض و یکفرون ببعض
(۲) تقاسموا باللہ انبیاء اور اولیاء کے قتل کے منصوبے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض دشمن جو راستہ روکنے کو مختلف رستون
مین بیٹھتے لوگونکو بہکانے سورتونکو بانٹ لیتے کہ مین البقرہ لونگا تو آل عمران
وہ عنکبوت لیگا وغیرہ وغیرہ ٹھٹھے کرنے والے یہود وغیرہ جن پر عذاب
اتر چکا اور وہ مغضوب ہو گئے اب آیت شریف تمثیلی طور پر ان
مسلمانون کی نسبت پیشگوئی ہے۔ جو قرآن کو ضد اور عناد کی راہ سے
بوٹی بوٹی یعنی آیۃ آیۃ بمطلب خود لیکر تفرقہ اندازی کرینگے اور
واعتصموا بحبل اللہ کے خلاف ورزی ہوگی چنانچہ بعض بعض
اخلاقی حصون کو پسند کرنیوالے تقدیر و تدبیر سے جھگڑا کرنیوالے
تشبیہ و تنزیہ کی بحث کرنیوالے ناسخ و منسوخ بتانیوالے عرش و فرش وغیرہ وغیرہ
کا جھگڑا کرنے والے افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض کے پورے
مصداق ہین

سورہ نحل

تمہید (ت ۱۳۱۴) — اس سورہ شریف مین بہت سی پیشگوئیان ہین
توحید نبوت و ختم نبوت پر بحث ہے۔

تمہید دلائل ضرورت نبوت | تقریر ان دلائل کی یہ ہے کہ صرف عقل تخریج

مسائل شریعت کے لئے کفایت نہین کرتی بلکہ اسکے لئے سماوی وحی کی ضرورت ہے گو سچی اور صحیح باتین دنیا کے مختلف اشخاص یا امم مین موجود ہین ان تمام کے اجتماع کے لئے وحی کی ضرورت ہے جیسے کہ پانی جبکہ لوگون کے دست مال سے یا زمینی آلائشون سے انسانی تربیت کے لئے مضر ہو جاتا تو اسکو لطیف بناکر پہر آتارا جاتا ہے تاکہ وہ لوگون کے لئے مفید ہو اور بارش کے بغیر ندیین اور کوئین اور تالاب خشک ہو جاتے یا زہریلے ہو جاتے اسی طرح وحی تمام سچائیون کو منتخب کرکر انبیاء کے ذریعہ سے مخلوقات تک پہنچاتی ہے اسیطرح گہانس اور پہولن مین دودہ موجود ہے اس کے الگ کرنے کے لئے جانورون کے پیٹ کی مشین ہے۔ اسی طرح پہولون مین شہد موجود ہے لیکن اسکے الگ کرنے کے لئے شہد کی مکہی کا پیٹ ہے۔ (ت ۱۳۱۵) تسرحون۔ واپسی کے وقت چونکہ وہ پیٹ بہر کر آتے ہین تو زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے ہین اور چکتے اور خوش حال ہوتے ہین جو قدرت الہی اور واحد قہار کی عظمت کا نظارہ ہے (ت ۱۳۱۶) مالا تعلمون۔ دلیل ششم۔ جیسے ریل و بائیسکل و موٹر و غبارے ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ پیدا شدہ و پیدا شدنی چیزین (ت ۱۳۱۷) لہدا اکم۔ دلیل نہم۔ یعنی اگر بتائے ہوئے راستہ پر چلتے تو تم سب راہ پا جاتے اور ہم کسی پر جبر نہین کرتے (ت ۱۳۱۸) ماء۔ سماوی پانی کے بغیر جسمانی قیام ہی نہین ہو سکتا پہر روحانی وحی کے نزول کے بغیر کس طرح روحانیت محفوظ رہ سکتی ہے (ت ۱۳۱۹) تسیمون۔ میدہ چکر کہانا۔ دوسرے میدہ مادہ سے تیار ہوا یعنے ان سے برف پگہل کر بہتی ہے اور چشمے جاری ہو جاتے ہین اور سامان غذا جاری ہوتے ہین تیسرے میدہ کے معنی ٹہیرنے کے ہین چوتہے میدہ کے معنی جو کہلاتے ہین (ت ۱۳۲۰) بالنجم ذات پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہے۔ جب آدمی جسمانی راستون کے لئے ستارونکو راہ نما بناتے ہین تو روحانی راستون کے لئے کیا کسی رہنما کی ضرورت نہین ہے بیشک النجم کی ہے اور النجم سے مراد عموماً عربی زبان مین ثریا تارہ مراد لیتے ہین یون معنی کسی اعتبار سے قطب بہی ہو سکتا ہے۔ و بالنجم ہم یہتدون یعنی ہدایت روحانی سے سبل انبیاء کو حاصل کرلو اس النجم کو نہ چہوڑو (ت ۱۳۲۱) لا یخلقون شیأ۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کی خلق طیر کس طرح ثابت ہو۔ خالق اور غیر خالق کو شریک فی العبادۃ یا تصرف کیونکر بنا سکتے ہین۔ (ت ۱۳۲۲) ایان یبعثون۔ پہر حضرت مسیح جو یورپ و امریکہ اور اکثر اہل السنت کے بزعم مشرکین معبود مانے گئے ہین وہ زندہ کیونکر مانے جا سکتے ہین۔ ع (ت ۱۳۲۳) الہ واحد۔ جن کو جاہل مشرکون نے معبود ٹہرایا ان مین سے اکثرون پر بڑے بڑے مصائب آئے تاکہ انکی بشریت عوام کو معلوم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت حسین علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام اور رامچندر جی مہاراج وغیرہ۔ (ت ۱۳۲۴) و من اوزار الذین الخ کا مقابلہ لا تزر وازرۃ الخ سے بعض سائلین نے کیا تہا جسکا جواب یہ ہے کہ گناہ و ثواب کرے کوئی اور ملے کسیکو ایسا اندہیر نہین ہوگا ہان ہدایت گمراہی کا ثواب و عذاب فاعلین کو ملے گا۔ کیونکہ لا یضیع اجر المحسنین ارشاد ہے۔ (ت ۱۳۲۵) التسقف یعنی وہ تدابیر جو آنحضرت کے قید یا قتل یا جلاوطن کرنے کے لئے کی گئین تہین اور پہر یہ پیشگوئی فرمائی جاتی ہے کہ وہ تمام کارروائین خاک مین ملادی گئین۔ اور انکا استیصال کر دیا۔ کیونکہ کوئی سچا نبی دشمنون کے ہاتہ سے ہلاک نہین ہوتا (ت ۱۳۲۶) فی ہذہ الدنیا۔ یہ صحابہ کرام کے لئے پیش گوئی ہی ہے جن کی دنیوی کامیابی آخرت کی کامیابی کا قطعی ثبوت ہے۔ ع (ت ۱۳۲۷) من قبلہم۔ یعنی سب نافرمانون نے بلا اجازت خدا کے بیجا کام کیا ہے۔ یعنی ظلم کیا ہے اپنے نفسون پر پ ۸ میتلبی مضمون بہ تفصیل مذکور ہے دیان ملاحظہ ہو۔ یہ مضمون رد جبر مین ہے۔ (ت ۱۳۲۸) کن مردونکو جلانا کچہ بڑی بات نہین۔ مصرع۔ قول سے زندہ ہی پتلا خاک کا (ت ۱۳۲۹) حسنۃ۔ یہ صحابہ کے حق مین پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جو کہ دلیل ہے اثبات قیامت کی (ت ۱۳۳۰) یخسف خسف کے معنی سخت ذلت کے ہین جیسے کہ شاعر کے قول مین ہے مصرع اذا اسیم خسفا وجہہ تربدا۔ مقصد یہ ہے کہ انکو ملک مین ذلیل کردیوے۔ کیونکہ اہل مکہ تمام عرب مین معزز تہے (ت ۱۳۳۱) داخرون۔ ڈہلتے سایہ کی مثال انبیا اور اشقیا کے نوبت و دورے سے ہی ہے یخ (ت ۱۳۳۲) الہین اثنین۔ یہ آتش پرست یعنی ثنویہ فرقہ کے مذہب کا رد ہے جو یزدان اور اہرمن کے قائل ہین یعنی خالق خیر اور خالق شر وغیرہ (ت ۱۳۳۳) لطیفہ۔ فایای فارہبون۔ ف۔ ایای۔ ف کے معنی اور دو مجہ پہر کہتا ہون مجہ سے ہی۔ پہر مجہسے ہی ڈرو (ت ۱۳۳۴) یفترون۔ یعنی زبردستی بغیر اجازت الہی نذر اور بہینٹ مخلوق کی

ناجایز طور پر تصرف کرتے ہیں حالانکہ یہ سب کام اللہ ہی کے لئے کرنا تہا یا اوسکے
حکم سے ۔ کیا خوب کہا حضرت سعدیؒ نے کہ ؎

نہ بے حکم شرع آب خوردن خطاست
اگر خون بہ فتویٰ بریزی رواست

(ت ۱۳۳۵) للہ البنات ۔ نصاریٰ خدا کو باپ مخلوق
کو بیٹا عرب خدا کو باپ اپنے کو بیٹیاں برہمو خدا کو مان کہتے ہیں۔
سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون (ت ۱۳۳۶) فی التراب
آنحضرتؐ جب لڑکیونکو قتل سے بچانے کا وعظ فرما رہے تہے تو ایک شخص
جلا اٹھا کہ مجھے ایک حسین لڑکی پیدا ہوئی تھی جسکے حسن نے قتل سے روکا مگر
اوسکی جوانی نے مجھے غیرت سے مجبور کیا میں نے اوسکی والدہ کو عمدہ پوشاک
اور زیور سے آراستہ کرنے کا حکم دیا پہر میں اوسے جنگل میں لیگیا جہاں پہلے
سے کنواں تیار کر لیا تہا لڑکی میرا ارادہ معلوم کر کے بہت بلبلائی اور چلائی کہ
اے میرے باپ میں تیری وہی پیاری بیٹی ہوں جسکو تو نے شغف سے پالا
گو میرا دل پگہلا مگر غیرت نے مجبور کیا اور میں نے اوسے کنوئیں میں دہکیل دیا
ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے آٹھ لڑکیاں قتل کی ہیں یہ رحمۃ للعالمین
نے عرب پر رحم فرمایا کہ بے رحمی کو رحم سے بدل دیا اور قتل موقوف ۔ اللّٰھم صل علیٰ
سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم (ت ۱۳۳۷)
مثل السوء مثلاً کمثل الحمار یحمل اسفارا ۔ اور کمثل الکلب اور جعل منہم القردۃ
والخنازیر الخ اور کالانعام بل ہم اضل (ت ۱۳۳۸) مفرطون
یعنی بدکاریوں کے سبب آگ کی طرف دوڑ رہے ہیں یا اہل نار کے میر قافلہ ہیں
یا مفرط بمعنی جہوٹ بولنے میں زیادتی کرنے والے ہیں ۔ جہوٹ خواب بنانے والے
اور پیشگوئیاں کرنیوالے وغیرہ ہیں ۔ (ت ۱۳۳۹) ماءً
دلائل کی تمہید یہ ہے کہ صرف عقل اور قوائے بشری استخراج مسائل شرعی
کے لئے کفایت نہیں کرتے جیسا کہ ہمنے اوپر سورہ نحل رکوع ۱۲ میں ذکر
کر دیا ہے لہذا بار بار دلائل توحید و نبوت ارشاد فرما کر کم عقلوں کو قوت اور
ضالین کو ہدایت دعا شقین کو جلالی اور جمالی تجلیات سے مانوس اور مائل فرمایا
گیا ہے چنانچہ نبوت کو پانی سے مثال دی ہے یعنی دنیا میں بیج تو موجود ہوتے
ہیں یعنی نیک و بد باتیں پہلے سے جانتے ہیں مگر جب تک بارش نہو وہ نشو و نما
نہیں پاتے فلاصہ یہہ کہ تازہ الہامات اور وحی کی ضرورت ہے مگر یہہ
سننے والونکے لئے ہی ہے ۔ یہ نبوت کی پہلی دلیل ہے ع ۔ (ت
۱۳۴۰) لعبرۃ ۔ اسمین اشارہ کیا ہے کہ رسول کیوں آتے ہیں کتاب

کیوں آتی ہیں ۔ اور حق بطلان کے جہنڈ و بلڑ میں سے کس طرح لطیف
طور پر بے آمیزش ظاہر ہوتا ہے ۔ اور جسمانیات میں سے روحانیات
کی طرف غور اور تامل کا موقعہ کس طرح دیا جاتا ہے اور حق و ناحق کی تمیز رنگ
اور بو اور مزہ سے کس طرح صاف صاف حکمت الٰہیہ کی مدد سے ظاہر
ہوتی ہے (ت ۱۳۴۱) لبنا ۔ یہہ نبوت کی دوسری دلیل ہے
یعنی جسطرح دودھ خالص گہاس پہوس کے اجزا میں سے قدرت الٰہی
سے خالص ہوتا ہے اسیطرح نیک و بد عقلی و نقلی دلیلوں میں سے کلام الٰہی خالص
ہو کر الہام الٰہی کے پیٹ میں دودہ کا رنگ لیتا ہے (ت ۱۳۴۲)
واوحیٰ ۔ وحی کے اقسام بہت ہیں جس میں سے چند یہ ہیں زمین کو
وحی ہوتی ہے بان ربک اوحیٰ لھا ۔ پ۳۰ اور آسمان کو بہی جیسے ۔
واوحیٰ فی کل سماءٍ امرھا پ۲۴ پہر مکہی کو جیسے اوحیٰ ربک
الی النحل پ۱۴ ۔ عورتوں کو اوحینا الی ام موسیٰ پ۲۰ عام مسلمانوں کو
اذا اوحیت الی الحواریین پ۷ ۔ یہ نبیوں کے درجہ سے نیچے کی
وحییں ہیں (ت ۱۳۴۳) ثمرات مختلف الوانہ
عربی میں شہد کے نام چار سو ملتے ہیں جو اسکی کثرت پر دلالت کرتے
ہیں اور اسکے رنگ بہی کئی طرح کے ہیں (ت ۱۳۴۴) یتفکرون
شریعت کاملہ کے نزول کے بعد اوسکی محافظت کس طرح ہوتی جو عمر کے پہر ایک حصہ میں
مفید ہو جب رسول آتے ہیں قوم کو راستبازی سکھلاتے ہیں اور ایک ہدایت
نامہ مکمل دے جاتے ہیں اور ایک جماعت نیکوں کی تیار ہو جاتی ہے پہر کمائی
کے سبب وہ متمول بہی ہوتی ہے اور اونکی اولاد میں تکبر اور بڑائی اور خود رائی
پیدا ہوتی ہے اور نبی کی راستبازی کی تعلیم بہولی جاتی ہے بلکہ بد معاشی کے
لئے نبی کی تعلیم کو غلط طور پر پیش کیا جاتا ہے جسکی اصل اونکو معلوم نہیں
ہوتی اور نبی و غیر نبی کی تعلیمات خوب مختلط ہو جاتی ہیں تو شہد برسات کے
الہام شروع ہو جاتا ہے جو اولیاء اللہ و مامورین کا حق ہوتا ہے اور صرف
دودھ کو الگ کیا جاتا ہے اور فضلات کو الگ ۔ ملہمین کی ذات پاک دودہ کو
اسطرح الگ کر دیتی ہے کہ عقلی تجربہ والے تحقیقات کے بعد بہی یہی صداقت
کو نہیں پہونچتے ایک سوال یہ ہے کہ جب مسائل سمجھ لئے تو پہر الہام کی کیا حاجت
رہی ۔ جواب یہ ہے کہ اگر بچہ کو دودھ ایک وقت دیکر چہوڑ دیا جائے تو وہ ہلاک
ہو جائے جیسا ہر وقت کہانے پینے کی ضرورت ہے ویسے ہی تعلیم الٰہی کی بہی
ہر وقت ضرورت ہے ۔ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب وہ بچہ جوانی کو پہنچ گیا
تو اب دودھ کی کیا حاجت رہی ۔ تو جواب یہہ ہے کہ نتائج اور پہلوں کی

حاجت ہے۔ جیسا کہ تجھیل کے تعلیم دینا اشارہ ہے۔ یہ ترہ پاپے مین تُسد کی
ضرورت اکثر بیماریون مین ہوتی ہے یہ الہام کی تین مثالین ہوئین اور تیسری
حقہ کا بیان انزل من السماء مین ہو چکا ہے۔ (ت ١٣٤٥)
بمآ ادی الیہم۔ اس آیتہ کا خلاصہ یہ ہی کہ رسول کو خدا نے اعلیٰ درجہ
کی نبوت دی ہے وہ دوسرون کو مستقلاً نہین دے سکتے جیسے کسی کو اعلیٰ درجہ کی
جاگیر ملی تو وہ اپنے ماتحتون کو پوری پوری دیکر اپنے برابر نہین کر سکتا اور مفلس
وقلاش نہین بنتا۔ (ت ١٣٤٦) بنین وحفدۃ۔
یعنی دنیوی ہر کام بتدریج ہوتا ہے دیکھو نکاح ہوتے ہی بچے اور بچون کے
بچے نہین ہو جاتے اور پاکیزہ روزی مین بھی دھیان کرو۔ اسیطرح اس نبی
کی بھی کامیابی بتدریج ہوگی۔ (ت ١٣٤٧) ہم یکفرون
یعنی نبی اور اعلیٰ درجہ کا نبی ہوتا تو جھٹ کامیاب ہو جاتا ہے ایسی واہیات
باتون کے ماننے سے نعمت اللہ کا انکار کر دیا یعنی نبوت کا۔ (ت
١٣٤٨) لا یستطیعون۔ یعنی جھوٹے معبود نہ آسمان سے
پانی برساتے نہ زمین سے غذا نہ انکے اسبابون پر قدرت رکھتے ہین پھر کیسے
معبود ہو سکتے ہین۔ (ت ١٣٤٩) فلا تضربوا۔ یعنی خدا کو
تم خود کسی درجہ کا قرار نہ دو کیونکہ تم نادان جاہل ہو اسکی صفات سے
جیسے اکثر نادان کہا کرتے ہین کہ خدا کی مثال بادشاہ کی جیسی ہے اور
انبیا اور اولیا وزرا اور امرا کی طرح ہین جنکی وساطت کے بغیر کچھ کام نہین
چل سکتا اور عیسائی تو کہتے ہین کہ خود خدا انسان کی شکل مین آگیا جب
نبیون سے کام نہ چلا۔ نعوذ باللہ منہا (ت ١٣٥٠) ہل یستوٗن۔ یعنی بت
جو بت پرستون کے اختیار مین ہین یا مردے جو زندون کے اختیار مین
ہین یا بت پرست جو اپنے گرو دونکے اختیار مین ہین دوسرے بھی اور
ان کے ساتھ ہی ایسے جسکو ہمنے اپنی ذات سے اختیار دیا ہے دونون کہان برابر
ہو سکتے ہین کیا اچھی مثال دی ہے۔ (ت ١٣٥١) کلّ اَبکم
یعنی نہ دوسرون کو راہ راست پر لا سکتا ہے نہ اپنی صاف صاف کہہ سکتا ہے
(ت ١٣٥٢) لا یقدر علٰی شیءٍ۔ یعنی اخلاقی اور روحانی
ترقی نہین کر سکتا اور نہ اصلاح عادات (ت ١٣٥٣) لا
یأت بخیر۔ وہ اپنے منصوبہ بازیون اور پیشگوئیون یعنی اٹکل بازیون
مین کامیاب نہین ہوتا۔ اور اس سے کار حق بن نہین پڑتا نہ اس کی
توفیق پا سکتا ہے (ت ١٣٥٤) جلود الانعام
یعنی چمڑے کے ڈیرے خیمے۔ بستر۔ لباس اور ادنیٰ ادنیٰ چیزین وغیرہ

اصوافہا۔ صوف۔ اون جس سے شال دوشالے باریک چیزین بنتی ہین۔
وبر۔ اونٹ کے موٹے بال جس سے نمدے۔ ٹوپی وغیرہ بنتے ہین۔ اشعار
وہ بال جس سے کمل اور رسیان اور زنجیرین اور ڈوریان وغیرہ مختلف
چیزین بنتی ہین۔ (ت ١٣٥٥) ظلالاً۔ یعنی مکانات اور درخت
اور چھتریان وغیرہ۔ (ت ١٣٥٦) شہیدا۔ جب مامور آئے
تو اسی قوم کا ہوگا۔ (ت ١٣٥٧) یستعتبون۔ اور وہ
دروازہ کی چوکھٹ کے نزدیک بھی آنے نہ پائینگے یہ عتبہ سے
مشتق ہے۔ یعنی توفیق نیک چھن جائیگی رجوع برحمت نکر سکینگے
(ت ١٣٥٨) یأمر۔ اس آیت مین تین حکم فرمائے ہین عدل
خدا کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ دوسرے احسان جو بڑھ کر نیکی کرتا ہے
تیسرے ایتاء ذی القربیٰ وہ احسان سے بھی بڑھکر نیکی کرتا ہے۔ اور یہ ہر
ایک دو دو قسم پر ہے۔ بدیان بھی تین قسم کی ہین ذاتی بدی جیسے لواطت
و کبر وغیرہ اسکو فحشاء فرمایا ہے دوسرے وہ بدی جو متجاوز ہو۔ اسکو منکر
کہا ہے۔ تیسرے بغاوت جو بڑی خطرناک بدی ہے۔ فحشاء خلاف
تہذیب اخلاق ذاتی برائیان منکر خلاف تدبیر منازل قومی برائیان
والبغی خلاف سیاست مدن حاکم سے سرکشی ریاست کی خلاف ورزی (ت
١٣٥٩) دا نقضوا۔ یعنی رسول اللہ سے صلح ہونے والی تھی
توڑنے والے تھے جس پر تاکید اور پیش گوئی فرمائی گئی تھی۔
(ت ١٣٦٠) من امّۃ الخ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا کہ قوم سے
قسمین کھاتی پھر دوسری قوم کو زبردست دیکھتی تو قسمین توڑ کر اودھر جا ملتی
ایسے ہی سب ریاکار دنیا پرستون کا حال ہے کہ وہ ہوا کو دیکھتے ہین اور
خوشامد کا رخ پلٹتے رہتے ہین یہ کام مومنون کی شان سے بہت بعید ہے
اور قرآن شریف نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یعنی قسمونکا بہانہ کرکے
یا توڑ کر اودھر سے اودھر نہ ملو کفار کے جاہ و مال کا اعتبار نکرو پختہ
ایمان کو دیوانی بڑھیا کے تاگے کے مانند توڑ ڈالو۔ (ت
١٣٦١) ولو شاء اللہ۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اگر جبر مقصود ہوتا تو سب
مسلمان ہو جاتے۔ مگر ہمنے جبر نہین کیا۔ ضلالت کی راہ جسنے اختیار
کی تو اسے گمراہ ٹھیرایا اور ہدایت کی راہین جسنے اختیار کین اسے
ہادی اور مہدی بنا دیتا ہے۔ (ت ١٣٦٢) صددتم۔
حج ٦ھ سے کفار مکہ نے آنحضرت کو روک کر بڑی شکست عظیم
اٹھائی۔ (ت ١٣٦٣) فاستعذ باللہ۔ اعوذ باللہ

من الشیطان الرجیم پڑھ لیا کرو یہان ف تعقیب کے لئے نہین نہ اذا اکلت فقل بسم اللہ مین اور نہ الی الصلوٰۃ فاغسلوا مین ہے ع ت ۱۳۶۴) مشرکون بہ فرقہ ثنویہ اور پارسیون کا رد ہے۔ جو اہرمن کو مانتے ہین۔ اور ضمناً تمام شیطانی چال چلنے والون کا رد ہے۔ ت ۱۳۶۵) روح القدس چونکہ آنحضرت کی تمام باتین روح القدس سے ہتین اس لئے انجیل مقدس مین آپکا اسم مبارک روح الحق ہے یوحنا ۱۶ ت ۱۳۶۶) یعلمہ بشر یعنی رسول اللہ کو دوسرا شخص جو ذی علم ہے سکہایا کرتا ہے۔ پادریون نے لکہا ہے کہ بلعام یا سر یسار جبیر وغیرہ کے اقوال سے قرآن بنایا گیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ تو غلام تہے اور تم انکے آقا ہو تم کسی قرآنی خوبی کا معارضہ نہین کرسکتے ہو اصل اصول مذہب نصاریٰ تثلیث و کفارہ وغیرہ کی خود تردید قرآن مجید مین مدلل فرمائی گئی ہے تو گویا نصاریٰ کے مقدسون نے اپنی تردید آپ ہی کی ہے۔ اب اس زمانہ مین تو اعلیٰ سامان موجود ہین۔ سلطنت ہی زورون پر ہے اور انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اب ہی کچہہ کرد کہاؤ جیسا مدلل بیان قرآن مجید مین ہے وہ توراۃ مین ہے نہ دوسری کتب مین تو یہ نہ منتشر ہے نہ مستنبط ہے نہ مولف ہے بلکہ تنزیل عزیز الرحیم ہے۔ ت ۱۳۶۷) لسان۔ کلام۔ اور زبان پارہ گوشت مستلفظ مذکر و مونث ت ۱۳۶۸) من اکرہ۔ بشرطیکہ اوسکا دل ایمان پر بخوبی قایم ہو۔ جہانکہ بلال جناب یاسر سمیہ وغیرہا کو بہت بہت جسمانی تکالیف دی گئین یہان تک کہ ابوجہل نے سمیہ کے شرمگاہ مین نیزہ داخل کرکے مار ڈالا۔ پہر اوسکے خاوند یاسر کو قتل کر دیا بعض کو دہوپ مین لٹا کر گرم پتہر اونپر رکہے گئے مگر کسی نے بہی دلی ایمان کے خلاف زبان سے اقرار نہ کیا صرف عمار بن یاسر نے شدت تکلیف سے خلاف ایمان قلبی اقرار کرلیا جسکا ذکر آنحضرت کے حضور ہوا کہ وہ پہر گیا آپ نے فرمایا نہین نہین اوسکا دل تو ایمان سے بہرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے آنحضرت کے قدم مبارک کے پاس آئے چنانچہ آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اونکے آنسو پونچہے اور فرمایا عمار غم نہ کہا اس آیت شریف سے تقیہ کا صاف رد اور ابطال ثابت ہوا جو بعض بزدل شیران خدا کی نسبت ریاکاری اور کمینہ پن کو منسوب کرتے اور اوسکا نام تقیہ رکہتے ہین ت ۱۳۶۹) لا یہدی۔ ہدی ضد ہے منکرین چونکہ لتسمو باللہ جہد ایمانہم پ ۱۴۔ کی حالت ہے کہتے ہین اور ان الذین کفروا سواء علیہم پ ۱۔ وغیرہ کے سچے مصداق ہین اس لئے لا یہدیہم اللہ کا فتویٰ انپر لگا ہے۔ کیونکہ کافر جس راستے پر چل رہے ہین وہ اللہ کا بتایا ہوا نہین۔ ت ۱۳۷۰) طبع اللہ۔ دل مین بدخیالات کا جم جانا مہر الٰہی ہے اور کانون سے حق باتون کو نہ سننا اور آنکہون سے راستی کو نہ دیکہنا یہ غفلت کے پردے ہین قلوب کو سخت کردیتے ہین گناہون کا علاج ایک تو موت کی یاد ہے دوسرا استغفار کی کثرت تیسرے سخاوت و خدمت صالحین ع ت ۱۳۷۱) یوم۔ یہ وقت عام انسان پر علی الخصوص کاملون پر کئی وقت آچکے ہین اور ایک دن فیصلہ کن آنے والا ہے جو رب العرش العظیم کے سامنے ہوگا۔ بدی اور نیکی بمنزلہ تخم ہے جو اپنے وقت پر پہل لائیگی ت ۱۳۷۲) اذاقہا اللہ الخ۔ یعنی مکہ مین سات سال کا قحط پڑا یہان تک کہ مرے ہوئے کتے اور ہاڑین کہانے لگے اور آسمان کی طرف دیکہتے تہے تو دہوان سا معلوم ہوتا تہا آخر قریش نے حضرت کے پاس بچون اور عورتون کو بحالت گریہ و زاری پیش کرکے رحم دلایا پہر آپ کی دعا سے یہ بلا دور ہو گئی ت ۱۳۷۳) امۃ۔ پیشوا۔ حنیف صراط مستقیم پر چلنے والا۔ معلم الخیر والامام والجماعت اور قائم مقام جماعت ت ۱۳۷۴) شاکراً شاکرین کے لئے ازدیاد ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ۵

سر نوشت ما ز دست خود نوشت

خوش نویس است او نخواہد بد نوشت

ت ۱۳۷۵) السبت۔ کتب سابقہ مین سبت کا دن حضرت ابراہیم پر مقرر نہین ہوا بلکہ یہود پر ہوا جنہون نے خلاف ورزی کی اصل مین یوم الجمعہ تہا۔ یہود و نصاریٰ نے ہفتہ و اتوار قرار دیا پہر کل شئ یرجع الی اصلہ۔ ہمارے حضور نے پہر اسے جمعہ ٹہرایا الحمد للہ علی ذٰلک ت ۱۳۷۶) واصبر سے عملی طور پر کفار کو ڈرایا تہا۔ سورہ نحل مین علمی رنگ مین کفار کی شرارتون کا ذکر کیا۔ اب آپکی ہجرت کا واقعہ آتا ہے۔ آیندہ سورت مین تمام ترقیات اسلام

کا ذکر فرمائے گا پس ماصبرک الا باللہ فرماکر بتایا ہے کہ تمہاا صبر کمزوری سے نہو بلکہ اللہ ہی کے لئے ہو اور صبر بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ہو سکتا ہے۔

الجزء ۱۵ ع

سورۂ بنی اسرائیل

(ت ۱۳۷۷) اسریٰ اس آیت پر بڑے بڑے مباحثے ہوئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ معراج کے متعلق ہے بعض نے کہا اس میں معراج کا لفظ ہی نہیں ہاں الی المسجد الاقصیٰ ہے تو یہ اسریٰ بیت المقدس تک ہے سب سے زیادہ لطیف بات یہ ہے کہ یہ راتوں رات لیجانا جو ہے کے متعلق ہے اور نشانات جنکا بیان امثال تبیان میں ہے یعنی ۳۷ برما ا میں اور جن کا وعدہ کتاب ملاکی باب ۳ کی پیشگوئی ہے کہ اچانک ہیکل میں پہنچیگا یہ معراج کے طرف دلالت کرتے ہیں جو رات کے وقت ہوئی اور صحیحین میں کئی حدیثین قتادۃ انس اور ابن شہاب وغیرہ سے معراج کے بارہ میں آئی ہوئی ہیں اور اس کے ات رات سورہ والنجم میں بیان پائے جاتے ہیں اور اُمّ ہانی کے گھر میں سونا جو حضرت علی کی ہمشیرہ اور ابو طالب کی بیٹی ہیں اور رات کے وقت گھر کی چھت پھاڑ کر جبرئیل کا آنا پھر اسی حدیث میں دودھ کی تعبیر فطرت بتانا یعنے دین اسلام اور حضرت عائشہ کی حدیث صریح شاہد ہے کہ معراج ایک رؤیا تھا اور صحیح بخاری میں فاستیقظ کا لفظ موجود ہے اور بار بار نمازوں کی کمی کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے جناب باری میں جانا حالت بیداری میں خلاف فضا ہو تو تعجب ہے کیونکہ بیداری کی حالت میں اگر یہ واقعہ ہوتا تو اس کے لئے دن کا وقت زیادہ موزون تھا لہذا انبیاء علیہ السلام کی رؤیا قطعی اور یقینی ہے اور وہ بڑی بڑی پیشگوئیوں پر مبنی ہوتی ہیں جس سے دینی اور دنیوی ترقیوں کے بڑے بڑے نظارے قبل از وقت دکھلائے جاتے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام نے چاند اور سورج اور ستاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ایسی رؤیا اور پیشگوئیوں کی تعبیر اکثر تعبیرین دیکھنا چاہئے۔ میرا ایمان ہے کہ معراج عین بیداری میں معجزانہ رنگ سے آنحضرت کو جسم مبارک کے ساتھ ہوئی ہے اور وہ حالات اور مقامات دنیا اور آسمان اور دوزخ و جنت کے جو ابھی ظاہر و پیدا بھی نہ ہوئے تھے سب آپ کو دکھائے گئے یعنے طی الزمان وطی المکان اور طی العلم ضروری حصول لئے

آپ کی ذات اقدس کو ہوا باوجود یکہ آپ اپنے بستر سے مثل نور بصر کے مرکزی حالت سے جدا بھی نہ ہوئے اور سب اتفاقات واقعی اور حقیقی طور پر طے فرمالئے اور بعد معراج کے رؤیا ہونے پر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو رؤیا فرمایا ہے جیسے وما جعلنا الرءیا التی اریناک الا فتنۃ للناس اللھم صل علی محمد وآل محمد واصحابہ وخلفائہ اجمعین

(ت ۱۳۷۸) مرّتین چنانچہ احبار باب ۲ یسعیاہ باب ۱۹ آیت میں اس کا بیان ہے کہ پہلی شرارت کے وقت تو بخت نصر نے بیت المقدس کو تاراج کیا اور یہودیا ہو دوسری دفعہ حضرت مسیح کی تکفیر و تکذیب کے سبب طیطس شہزادہ روم کے ہاتھ سے غارت ہوا اور انہی بیت المقدس کو جلا کر گرا دیا اور بت خانہ بنا دیا تو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کو بھیجا جو سب سے ہے اسکو بھی نہ مانا پھر آیت ان عدتم عدنا کے موافق یہودی قتل و جلاوطن کئے گئے۔

(ت ۱۳۷۹) جاسوا اور جوسیان کے معنے کسی ملک میں چلنا پھرنا مسلمانوں کو بھی کامل اتقا کے زمانہ میں یہ غلبہ مل چکا ہے بہت بڑی سلطنت کے وہ مانند سلیمان و داؤد و عمالیق کے دنیا کے مالک تھے جب ان کے تقویٰ میں فرق آیا تو پھر کمی ہو گئی۔

(ت ۱۳۸۰) یرحمکم رحم کی امید دلائی بشرطیکہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اگر ایمان نہ لاؤ گے اور شرارت کرو گے تو دنیا میں ذلیل ہو گے اور آخرت میں جہنمی۔ ع

(ت ۱۳۸۱) بالشر بری دعائیں مانگنا اور کوسنا اپنے آپ کو نہایت مکروہ فعل ہے آدمی خیر کی دعائیں کیا کرے جو نیک نتیجہ دیں۔

(ت ۱۳۸۲) آیتین یعنے کفر و اسلام کے پہچاننے کے لئے اگر کوئی عاقل ہو تو سمجھ لے کہ جب کفر کی رات دور ہوگی تو اسلام کا دن چڑھے گا۔ اور عدد السنین سے انبیا کے زمانہ اور حساب سے وہ نتائج جو کفر و اسلام کے مقابلہ سے ہوتے رہتے ہیں مراد ہیں **(ت ۱۳۸۳)** نبعث مسند امام احمد حنبل اور ابن جریر میں بھی بعض حدیثین ایسی ملتی ہیں جن سے عوام ناواقف ہیں یعنے اور وہ جنہوں نے انبیا و رسل کے زمانوں کو نہیں پایا یا بچے یا بوڑھے جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ ہمیں کوئی خبر نہ تھی وہاں بھی اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے انہیں رسول بھیجیگا۔ بغیر رسول کے عذاب نہیں ہوتا۔ **(ت ۱۳۸۴)** کفیٰ بحوی نکتہ۔ کفیٰ بر کیں میں ب کیوں لگایا گیا جواب دیا گیا کہ جب مدح یا ذم کا

موقعہ آتا ہے تو ایک جملہ کے دو جملے بنا لیتے ہیں جیسے اکتف برئک تو کفایت کرا اپنے رب سے کرنے لگنے تک تمام بانچیکس مرحہ کے مقام میں بولیں گے۔ (ت ۱۳۸۵) لا ابتغی طرز بیان قرآنی یاد رکھنا چاہئے کہ کہیں عام لوگ مراد ہوتے ہیں اور الفاظ مخصوص اور معنی طلب سوال سمجھے ہیں جیسا کہ اس آیت شریف میں ہے ع (ت ۱۳۸۶) عند ک مشکوٰۃ باب البر والصلاح میں ابو امامہ روایت ہے کہ آنحضرت سے ماں باپ کے حقوق پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ تیرے جنت دوزخ ہیں اور ابو ہریرہ سے مرفوعی روایت ہے کہ ہر گناہ کیلئے ایک قاعدہ مقرر ہے کہ جا ہے بخشدے مگر ماں باپ کی نافرمانی کیلئے نہیں اس کا نتیجہ بہت جلد ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا ہی میں ظاہر ہو جاتا ہے ــ (ت ۱۳۸۷) فی نفوسکم یعنی سعادت سمجھکر خدمت کرتے ہو یا بوجھ سمجھکر برے دل سے نباہ رہے ہو۔ (۱۳۸۸) للاوّابین یعنے اگر نیک نیتی سے ماں باپ کو کچھ بیٹے جبھی ناراض ہوں پھر تو بہ کرلی اور انھیں خوش کر لیا تو اللہ غفور ہے یا یہ کوشش کرتا ہے لیکن وہ خوش نہیں ہوتے مثلاً کوئی مذہبی معاملہ ان کی رضا میں روک ہے تو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے ورنہ انسان ماں باپ کی خدمت ان کی زندگی میں اور ان کی زندگی کے بعد ہر وقت کر سکتا ہے (ت ۱۳۸۹) ان المبذرین الخ شیطان کو یہ حالت پیش آئی کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا اس کو ایسا حکم دیا گیا جس سے اس کا تکبر ٹوٹ جائے یعنے آدم کی فرمانبرداری اس نے اس کو ذلت سمجھا اور نتیجہ میں حیلہ ت سے بچا تہا وہی ہوئی کہ وہ ذلیل اور ملعون کرا گیا اور وہ اس نعمت کا بھی ناشکرا ہوا جو اس کو پہلے حاصل تھی اسی طرح سے جو بیجا خرچ کرتے ہیں وہ اس کو ترک کرنا اپنی ذلت سمجھتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مال خرچ ہو جانے سے خود ذلیل ہو جاتے ہیں آخر ان کا دل کڑھتا اور خدا کی پہلی نعمت کے بھی ناشکرے ہو جاتے اور خدا کو کوسنے لگ جاتے یعنی شیطان کا بھائی بنتا ہے۔ (ت ۱۳۹۰) قولا میسورًا اپنے سائل سے کہے بھائی میں خود محتاج ہوں خدا دیگا تو میں تمہاری خدمت کروں گا یا اسے کوئی ایسی تدبیر بتا دے جس سے اس کو تیسر حاصل ہو جائے۔ (ت ۱۳۹۱) مغلولۃ۔ قاعدہ ہے کہ بچے وغیرہ جو چیز دینا نہیں چاہتے ہیں اس کو مٹھی میں پکڑ کر گلے سے چپکا لیتے ہیں جو شدت بخل کی علامت ہے (ت ۱۳۹۲) محسورًا اس آیت میں سخت بخل اور نہایت زیادہ خرچ کرنے کو منع کیا گیا ہے اور اس بیہودہ بد نتیجوں کا مرتب ہونا بطور وجہ بخل کے بیان فرمایا ہے۔ اوّل ملوم جب انسان بخل کرتا ہے تو کل دنیا اس کو ملامت کرتی ہے دوسرا۔ محسورًا جب انسان سب کچھ دے بیٹھتا ہے تو پھر کی ضروریات سکے لئے کچھ رہتا نہیں چاروں طرف سے اسے فروتنین پیش آتی ہیں یہ کسی کو ہٹا نہیں سکتا انھیں میں گھرا رہتا ہے ــ (ت ۱۳۹۳) یبسط الرزق جن کو خدا نے کشادہ روزی دی ہے ان پر حسد نہیں کرنا چاہئے بلکہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے اور جیسے کسی عمدہ پھول کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اسی طرح خدا داد نعمت والے کو دیکھکر خوش ہونا چاہئے۔ ویقدر جن کو تنگ روزی دی ہے، ان کو حقارت سے نہیں دیکھنا بلکہ کثرت سے استغفار پڑھنا اور گناہوں سے بچنا ع (ت ۱۳۹۴) لا تقتلوا چونکہ لڑکیاں کما نہیں سکتی تھیں اور بلوغ تک ان کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے اور تنگدستی کی حالت میں کفو والے نکاح نہیں کرتے غیر کفو میں دینا بڑی عار کی بات سمجھی جاتی تھی یہ وجہ تھے قتل اولاد کے جس کے لئے قطعہ ما کرو گئی اور قریب ہی زنا کا ذکر اسلئے فرمایا کہ اسمیں بھی تضیع اولاد ہے قتل اولاد فضول خرچیوں اور بیجا تکبر اور اپنے آپ کو رزاق سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے جن باتوں سے پہلے روکا گیا آج کل لوگ کثرت اولاد کے مخالف ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کی پوری تعلیم نہیں کر سکتے یا ان کی جائدادیں کم ہوتی ہیں جو کثرت اولاد میں بٹ کر کچھ نہیں رہتا اس لئے حمل روکنے کی دوائیں اسقاط کی دوائیں اپنی بیویوں کو کھلاتے ہیں یا عزل ولف اور استمنا بالید وغیرہ عمل قاطع النسل کرتے ہیں۔ (ت ۱۳۹۵) لا تقف ما علومات کے کہنے سے روکا لیکن اس کی خلاف ورزی پر سوال سمع وبصر اور فواد سے ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لسان تو ترجمان ہے اس کو ذاتی طور پر علم حاصل کرنے کے حواس نہیں دئے گئے یہ جو بیان کریگی وہ دوسرے حواس سے لیکر بیان کریگی اور اگر وہ جھوٹ ہوگا تو دوسرے حواس اس کے خلاف گواہی دینگے تو انسان اپنے آپ ہی ملزم ہوگا۔ (ت ۱۳۹۶) چونکہ مشرکین معبودان باطل کو خدا تعالیٰ کے حضور میں پہنچنے اور اس کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور ان کو اپنا سفارشی سمجھتے ہیں جیسا کہ سورہ زمر رکوع (۱) میں اور سورہ یونس رکوع (۲) پ۱۱ میں فرمایا مشرکین کا قول نقل کرتے ہوئے ما نعبدہم

الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ - ویقولون ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ
- اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مشرکون کا خیال صحیح ہوتا تو مدیون
سے یہ ہمارے حضور مین رستہ پالیتے کیونکہ جب کسی بادشاہ کی وزراء
اور درباریون کو راضی کر لیا جائے پھر اس دربار مین پہنچنے سے کوئی روک
نہین ہوتی لیکن ان مشرکون مین سے تو آج تک کسی کو دربار مین
رسائی نہ ہوئی اور نہ پروانہ خوشنودی کسی کو ملا اور اگر انکا خیال
سچا ہوتا تو ہمارا رسول تو ایک اکیلا ہے اور یہ سب ان معبودون کا جن کو
تم درباری سمجھتے ہو دشمن ہے پھر وہ بھی اس کے جواب مین اس کے
دشمن ہون گے پس اس کی تو کسی قسم کی رسائی اس دربار مین نہین
ہونی چاہیے پھر تم رعایا اور تمہارے معبود بین وزراء سب اس کے دشمن
ہوئے تو چاہیے کہ یہ ہر ایک کاروائی کا شکار رہو لیکن یہ اکیلا تمہارے خیال مین
جس کا خدا کے حضور مین کوئی قرب نہین ہو سکتا وہ کامیاب ہو رہا
ہے اور تم ناکام ہو رہے ہو اس کی کامیابی باوجود تمہارے خیال کردہ شرکاء
کی مخالفت کے اور تمہاری ناکامی اور تم مین سے کسی کے دربار مین
رسائی کا نہ ہونا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ عقیدہ شرک درست نہین
اور آنحضرت واقعی نبی اور رسول ہین - (ت ۱۳۹۷)
مسحورا چونکہ آنحضرت مسحور نہین ہوئے اسلئے یہان یقول الظلمون ارشاد
ہوا ہے اور جو قصہ مشہور ہے کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا تھا اس آیت
سے اس قصہ پر زد پڑتی ہے - ع (۱۳۹۸) ھی احسن
پر ایک صرفی لطیفہ - کسی نے سوال کیا کہ احسن کے ساتھ ھی کی ضمیر
کیسی - جواب دیا گیا افعل تفضیل پر اگر ال نہ آئے تو ضمیر مذکر مؤنث
دونون کے لئے یکسان آتی ہے - (ت ۱۳۹۹) اولئک الذین
پہلی آیت مین یہ کہا گیا ہے کہ مشرکین کے معبود ان کو کسی قسم کا نقصان
یا نفع نہین پہنچا سکتے دوسری اور تیسری آیت مین اس امر کا ثبوت دیا گیا
ہے کہ تم لوگ جن کو پکارتے ہو وہ خود اپنے رب کے حضور مقرب بننے کے لئے اور اس کی
رحمت لینے اور عذاب سے بچنے کے لئے تم یہ بتلاؤ کہ تم مین سے آج تک کسی کو
قرب ملا نہین ہے اگر یہ ثابت ہو گیا تو اس کے بعد کہ دونون مقصد یعنی
یعنے رحمت لینا اور عذاب سے بچنا پورے ہو جائین گے لیکن تم
اسکا کچھ ثبوت نہین دے سکے کہ تم کو کچھ قرب ملا اور یہ امر کہ تم اس
کے عذاب سے محفوظ نہین رہو گے یہ ہم بتلاتے ہین کہ تمام بستیون
کو اسی دنیا مین شرک کے باعث ہم سزا دین گے پھر دیکھین گے
کہ کون سچا ہے - (ت ۱۴۰۰) مھلکوھا - یہ پیش گوئی
ہے جو مسیح موعود کے زمانے مین پوری ہو رہی ہے طاعون اور جنگون
اور سیلابون وغیرہ من الآفات کے ساتھ ہے -
(ت ۱۴۰۱) وما منعنا یعنے یہان لفظ منع ہے امتناع نہین دوسرے الف لام
استغراق کا ہے یا عہد کا اگر استغراق کا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہم کو کسی نے
کل آیات کے بھیجنے سے نہین روکا اور اگر عہدی لین تو یہ ہوئے کہ بعض
آیات کے بھیجنے سے نہین روکا تفسیر الاعا ملتا ہے جیسا کہ اس آیت
مین لا یخاف لدی المرسلون پ۱۹ ر۱۶ خلاصہ یہ کہ کوئی چیز ارسال
معجزات سے مانع نہین ہے نہ اگلا ولون جن معجزات کا انکار کر دیا
وہ ہمیشہ عذاب قہر کے موجب ہوتے ہین چونکہ آنحضرت رحمۃ للعالمین ہین
اسلئے اس قسم کے معجزات سے اعراض فرماتے ہے بعض متعصبین نے اس آیت
سے آنحضرت کے معجزات ہی کا انکار کر دیا نعوذ باللہ منہا اور دو دلیلین
پیش کین کہ قرآن مین معجزہ اور خرق عادت کا لفظ کہین نہین دوسرے
اسی آیت سے معجزات کا انکار کیا ہے حالانکہ یہان الا بمعنی واو عاطفہ
ہے جیسا کہ حاشیہ مین مذکور ہوا اور معجزہ اور خرق عادت کی لفظ
لغو ہین کیونکہ کوئی واقعہ نہین کہ جو خلاف عادت الٰہی ہو پس انبیا
ہمیشہ نشانات دکھاتے رہے اور وہ عادت الٰہی کے موافق ہے معجزہ کا لفظ
یعنے عاجز کرنے والا یہ بھی ٹھیک نہین کیونکہ ایک مقابل اپنے مقابل کو کسی
طرح سے عاجز کر سکتا ہے ہان نشان و آیت انبیا و اولیا سے مخصوص ہے اسلئے
معجزہ اور خرق عادت الفاظ قرآن و احادیث اور اعلیٰ درجہ کے کتب اسلام
مین نہین بلکہ آیت و برہان و فرقان کے الفاظ آتے ہین دیکھو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ان غلط الفاظ کے استعمال سے محفوظ رہے ہین مگر پیچھے بڑے علماء
و فضلا پھنس گئے خلاصہ یہ کہ ارسال آیات سے ہم کسی طرح رک نہین
سکتے جو کوئی تصدیق کرے یا تکذیب یہان بعض فلسفی خیال کے
لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے چنانچہ سید احمد خان صاحب بھی کہ وہ ظہور
معجزات کے بقول عام قائل نہین مگر ثمود کے لئے اونٹنی اور موسیٰ کا
عصا وغیرہ معجزات و آیات قرآنی خیال مذکورہ کی مکذب ہین -
ہان وما منعنا کے لفظ سے کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نشانات کے اظہار
سے رک گیا ہے کیونکہ لفظ تو یہ ہین کہ ہمین پہلون کی تکذیب کے سوا کسی چیز نے
نہین روکا ان لفظون سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ رک بھی جائے جیسے یخادعون
اللہ پ۱ ر۲ - یہ لازم نہین آتا کہ وہ دھوکہ کھائے بھی اور اسی کی مثل اس

سورۃ کے رکوع (۱۱) میں ایک آیت ہے کہ وما منعا الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا کہ نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے مگر اس قول نے کہ بشر رسول کو اللہ نے مبعوث کیا یعنے یہ قول روکنے کا باعث نہیں ہو سکتا چنانچہ پھر لوگ ایمان لائے جیسے ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (پ ۳۰ سورہ نصر) سے ثابت ہے پس اس لحاظ سے آیت کا یہ مقصد ہوگا کہ ہم کو ارسال آیات سے اگر کوئی مانع ہے تو وہ پہلوں کی تکذیب ہے لیکن یہ کچھ معنے نہیں ہم نشان بھیجتے ہی رہیں گے جیسا وما نرسل بالآیات الا تخویفا پ۱۵ ر۶ سے ظاہر ہے دوسرا پہلو اس آیت کا یہ ہے کہ لوگ یہ درخواست کرتے تھے کہ آپ وہی نشان لائیں جن نشانوں کو پہلے نبی لا چکے جیسے ناقہ صالح اور عصا اور ید بیضا وغیرہ اور سورۂ انبیا کے پہلے رکوع سے ثابت ہے فلیأتنا بآیۃ کما ارسل الاولون ما آمنت قبلھم من قریۃ اھلکنٰھا افھم یؤمنون پ ۱۷ ر۱ انکو جواب دیا گیا کہ ان آیات کے بھیجنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وہ آیات جب ہم نے بھیجے تھے تو ان پر بھی لوگ ایمان نہیں لائے تھے بلکہ ان کی تکذیب کی تو ان نشانات کے آنے سے تم بھی ایمان نہ لاؤ گے پس جیسے وہ ہلاک ہوئے تم بھی ہلاک ہوگے یہ کہنا درست نہوگا کہ آیات سے قطعی انکار ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بالآیات مبعوث ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے کما قال اللہ تعالیٰ قل انی علی بینۃ من ربی پ ۷ ر۱۳ - اولم تأتھم بینۃ ما فی الصحف الاولیٰ پ ۱۶ ر۱۷ - (ت ۱۴۰۲) الشجرۃ الملعونۃ معراج زقوم کا درخت ہے جہاں اس سچی صداقت پر ہنسی اڑائی وہاں یہ بھی ہنسی اڑائی کہ خیر آپ پر تو آسمان پر نہ گئے - اور از خود زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سب سیر کر آئے - جہنم کی دھکتی آگ میں سبز درخت دیکھ آئے یہ عجیب بات ہے - ع (ت ۱۴۰۳) لاحتنکن کرنا - بالکل لے لینا گدھے کے منہ میں رسی ڈال کر پیچھے کے جبڑے کو باندھ کر لے چلنا لگام دینا - (ت ۱۴۰۴) بخیلک و رجلک سوار و پیدل سے مراد شریر ہلاک کنندہ کافر منافق ہی ہیں - (ت ۱۴۰۵) وشارکھم یعنے فضول و حرام طریقوں پر خرچ کروا چوری غصب رشوت میں لگا کسب حلال سے پھر اولاد وغیرہ کے لئے قبروں اور دیویوں کی منتیں منوا تعویذ و فلیتے بیجا نذر و نیاز کرا کسب علم اور اخلاق حسنہ سے محروم رکھ وغیرہ نحوستیں و شقاوتیں - ع (ت ۱۴۰۶) یوم ندعوا -

اس سے معلوم ہوتا کہ ہر ایک امت میں بعثت انبیا کی ہوئی - یا امام دو قسم ہوتے ہیں مطبوع یا مطاع - مجتہدین دین مطیع ملہمین رہے ہیں - مطاع صاحب وحی و الہام ہوتے ہیں - (ت ۱۴۰۷) من کان فی ھذہ اعمیٰ - جو لوگ الفاظ کو ہمیشہ ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں ان کو اس آیت میں غور کرنا چاہیے - کہ اعمیٰ سے ہر جگہ ظاہری اعمیٰ مراد نہیں ہوتا - اسی طرح قرآنی الفاظ الگ الگ محامل رکھتے ہیں لفظی بحث اچھی نہیں اور نہ ہر جگہ مفید ہے - (ت ۱۴۰۸) غیرہ یعنے کافر کہتے ہیں کہ قرآن کی نصیحتیں تو اچھی ہیں لیکن ہر جگہ رد شرک اور خلاف رسوم کا بیان پڑا ہے کہ اسے بدلا دو تو ہم سب ایمان لائیں (ت ۱۴۰۹) ترکون صحبت بد سے ضرور ضرور بچنا چاہیے - کیونکہ حدیث میں آیا ہے الصحبۃ مؤثرۃ ولو کان ساعۃ - (ت ۱۴۱۰) ضعف - بڑھ بڑھ کر یہی امام بخاری نے اس کا ترجمہ کیا ہے (ت ۱۴۱۱) خلفک الا قلیلا - یہ فتح مکہ کی پیشگوئی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مشرکین مکہ بعد ہجرت کچھ قحط میں اور کچھ لڑائیوں میں فنا ہوگئے - ع (ت ۱۴۱۲) اقم الصلوٰۃ اہل اللہ کی خاص نمازیں آٹھ اور عام نمازیں حسب ذیل بارہ ہوتی ہیں - آٹھ تو یہ (۱) فجر (۲) اشراق (۳) چاشت (۴) ظہر (۵) عصر (۶) مغرب (۷) عشا (۸) تہجد اور بقیہ جس پر بعض لوگ مواظبت کرتے ہیں (۱) تحیۃ الوضو (۲) تحیۃ المسجد (۳) اوابین بعد مغرب (۴) صلوٰۃ التسبیح قبل سنت ظہر - یہ سب خلوص اور بے ریائی اور طمانیت اور وقار اور آہستگی و دعاؤں سے معمور یعنے ہر رکن میں دعائیں کہتے ہوئے ادا کی جائیں تو بہتر ہے ورنہ شعر

زبان بذکر و دل در فکر خانہ ٭ چہ حاصل زین نماز پنجگانہ -

(ت ۱۴۱۳) قرآن الفجر - یعنے صبح کی نماز پڑھو جس میں قرآن بہت پڑھا جاتا ہے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھنا سنت ہے (ت ۱۴۱۴) فتہجد ہجود کے معنے سونا (ھذا طریقنا والرقاد ہجود میری پیاری کیوں نہیں آتی ساتھی تو سب سو گئے ہیں) تہجد کے معنے نیند کو ہٹا کر کھڑا ہونا محنت کرنا اللہ کے لئے اسمیں اکثر اہل دل کو پانچ روپیہ کے نوٹ سے بھی زیادہ دی ہے اس طرح کہ وہ اپنی ڈیوٹی رات کو ادا کرنا بہتر جانتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے آرام و آسائش اور پلنگوں پر سونے والے اپنی ڈیوٹی سے غافل پڑے ہیں - عبرت عبرت عبرت

اور نماز تہجد ملا کر نمازین جو پانچ ہو گئین تین دن کی تین رات کی آخر
نماز یعنے تہجد مین فضیلت زیادہ ہے جیسا کہ حدیث تقرب بالنوافل
سے معلوم ہوتا ہے۔ (ت ۱۴۱۵) مقاما محمودًا اسی رکوع کا
دوسرے رکوع کا حاشیہ کچھ طرز بیان قرآن کے متعلق کہ لفظ ناس اور
مراد عام یہان بھی شروع رکوع سے وہی رنگ ہے تو تہجد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص نہین بلکہ عام ہے اور رات دن کی نمازون
کی ترتیب بھی بہت ہی مسلسل اور تقریب بقریب ہے دن کے اول حصہ مین
فجر کی نماز اور رات کے اول حصہ مین مغرب دن کے وسطی حصہ مین
ظہر اور اوسی کے قریب قریب رات کے حصہ مین عشا اور دن کے اخیر
حصہ مین عصر کی نماز اور رات کے اخیر حصہ مین تہجد کی نماز۔ پھر عصر کے
بعد مغرب کی تین رکعتون کا فرض ہونا اور ادھر تہجد کے بعد وتر
کی تین رکعت ہونا عجیب مناسبت ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم
(ت ۱۴۱۶) سلطانا نصیرًا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ
بڑی عزت سے مدینہ پاک مین داخل ہوئے اور آپ نے بڑی قوت و شوکت
سے مکہ کو فتح کر لیا۔ (ت ۱۴۱۷) زھوقا۔ صحیحین مین ہے
کہ جب فتح مکہ کے کچھ دن بعد آپ داخل ہوئے تو وہان تین سو
ساٹھ بت رکھے تھے جسکی طرف آپ لکڑی سے یہ آیت پڑھکر
اشارہ کرتے تھے وہ اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔ (ت ۱۴۱۸)
خسارًا۔ اسلئے قرآن کریم کے پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کا حکم دیا گیا یا خسارہ سے محفوظ رہین اور شفا اور رحمت حاصل
کرین۔ (ت ۱۴۱۹) شاکلته۔ نیت خلقت جبلت نظر
بخاری۔ ع (ت ۱۴۲۰) یسئلونك عن الروح کہتے ہین کہ یہ
سوال بیت المدراس کے قریب یہود نے کیا تھا کسی نے کہا کہ یہ سورہ مکی ہے
تو کہلا بھیجا تھا میرے خیال مین عام ہے۔ سائل نے پوچھا جیسے فاعل نے
کیا قرآن شریف سے روح کی تشریح ذیل مین معلوم ہو گی اس ہمارے
زمانہ مین روح کچھ مشتبہ سا لفظ ہو گیا ہے بعض نے کہا خون کو کہتے ہین
بعض نے کہا اجزا بخاریہ ہین جو خلط سے پیدا ہوتے ہین وغیرہ وغیرہ۔
ابن قیم اور حضرت غزالی نے بھی اسپر مبسوط رسالے لکھے ہین۔ فی الحقیقت
تو روح کلام الٰہی کو بھی کہتے ہین اور نبی کو جو اس کا پہچاننے والا ہو تا ہے پھر
جبرئیل کو جو اس کا حامل اور مخزن ہوتا ہے۔ کلام الٰہی کی مثال یعنی
روح بمعنی کلام الٰہی جو آیا ہے جیسا پارہ (۲۵) رکوع (۶) مین ہے وکذلک

اوحینا الیك روحا من امرنا الخ اور بالروح من امرہ الخ پ ۱۴
ع ۱۰ مین اور یلقی الروح من امرہ پ ۲۴ ع ۲ مین وحی اور کلام الٰہی کو روح
اسلئے کہا کہ انسان مردہ کو نئی حیات اس سے حاصل ہوتی ہے
اور یہی محاورہ کتب سابقہ کا ہے۔ چنانچہ سموئیل باب ۲۳ آیت ۲
اور امثال باب ۱ آیت ۲۳۔ مین روح کے کئی اور معنی قرآن مجید اور
توریت و انجیل مین ہین ایک کلام الٰہی دوسرے معنی جبرئیل جیسے
نزل به الروح۔ یا الیھا روحنا یا روح القدس من ربك
تیسرے معنی انبیا جیسے القٰھا الٰی مریم و روح منه۔ چوتھے
یعنے حیات جسمانی یا روح حیوانی جیسے نفخت فیه من روحی اور
اس کے تحت مین روح طبعی اور نفسانی۔ پہلے کا تعلق دل سے
اور دوسری کا جگر سے اور تیسری کا دماغ سے۔ پانچوین جیسا کہ
توریت مین ہے باقی روح سے پیدائش باب ۲ آیت (۷) اور
نیز دیکھو حزقیل باب ۳۷ آیت (۱۴) چھٹے معنی ایمانی
حیات یا روحانی جیسے لما یحییکم یا حیٰوۃ طیبة وغیرہ۔
(ت م) کان علیك کبیرا۔ یعنے تیری شریعت منسوخ نہین
منقطع نہین ہمیشہ ہمیشہ دائمی و مستقل ہے اور تو اشرف
المخلوقات و افضل الموجودات ہے۔

ع (بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر)

(ت ۱۴۲۱) مثله۔ مثل ہی مختلف بیان ہین اصل یہ
کہ جس کو جس بات مین زعم ہو وہ پیش کرے (ت ۱۴۲۲)
یہان دو چیزین مانگی ہین لوگون نے سمجھا کہ وہ کچھ نہ دی گئین حالانکہ
اللہ تعالی نے بتدریج وہ سب عنایت فرمادی اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے
متمتع جیسے آخرت مین ہونگے دنیا مین بھی ہوئے (ت ۱۴۲۳)
قل۔ یہ باتین میرے اختیار کی نہین کیونکہ مین خدا نہین فرشتہ نہین محض
ہون یا یہ پیشگوئیان اگلی کتاب یعنی توریت مین موجود تھین کہ عرب
ملک مین اسکی برکت سے نہرین بہینگی یسعیاہ نبی باب ۴۱ آیت ۱۸ و باب ۱۲
آیت ۳ و ۱۰ و آیت (۱۸) مکہ و مدینہ مین نہرین جاری اور باغ ہونگے
یسعیاہ باب ۴ آیت (۱) استثنا باب ۳۳ امثال باب ۲۱ یسعیاہ باب ۲۵
چنانچہ باغ فدک و عدن و بنی نضیر وغیرہ آنحضرت کی ملک ہوئے اور
اس کے مخالفون پر آسمان ٹوٹ پڑینگے یعنے بلائین آئینگی
حبقوق باب ۳ ورس ۱۰ آیت چنانچہ جنگ احزاب بدر مین اس کے

نظارے دکھلائے گئے اور وہ آسمان پر جائیگا کتاب اُترے گی لوگ اُسے پڑھینگے سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۰ تا ۹۳ چنانچہ معراج اور نزول قرآن سے یہ بات پوری ہوگئی وغیرہ سوالات جنکا جواب یہ دیا گیا کہ ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے میں رسول نہیں بلکہ بشر رسول ہوں تو جس طرح رسولوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی رہی ہیں ویسی میری بھی ہونگی کیونکہ لکل اجل کتاب الخ اور لکل نبا مستقر الخ اور ماکان لنبی ان یاتی باٰیۃ الا باذن اللہ کا ارشاد ہے۔ ع[1] (ت ۱۴۲۴) فی الارض ملائکۃ یمشون معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے زمین پر اصلی طور پر چلتے پھرتے نہیں بلکہ تمثیلی حالت ہے۔ (ت ۱۴۲۵) ومن یھد اللہ یہ رد ہے برہمو سماج اور دہریوں کا جو ہمو تمام انبیا کو مفتری اور دروغ مصلحت آمیز کا پیرو سمجھتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔ (ت ۱۴۲۶) مثلہم کفار کہتے ہیں کہ عظام اور رفات یعنے ہمارے مردہ اجزا پھر کسطرح ہمارے جیسے بنجائینگے اور ہم کیونکر حالت موجودہ کی طرح زندہ ہو جائینگے تو جواب بالاستدلال اولیٰ ارشاد ہوا کہ آسمان اور زمین کو جن کے سامنے تمہاری ہستی ہیچ ہے جس قادر حکیم نے علم محض سے بنا دیا تو وہ عظام رفاۃ کو تمہارے مثل یعنے خود تمہاری دوبارہ آخرت میں پیدا کرنے پر کیوں قادر نہیں اور جو آریہ اس آیت شریف اور نیز بعض اور آیات کو آواگون تناسخ میں پیش کرتے ہیں وہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن کریم میں جہاں خلق جدید کا ذکر آتا ہے وہ بعث آخرت کے متعلق ہوتا ہے نہ دنیا میں پھر آنے سے کیونکہ دنیا میں پھر نہ آنیکا حکم انہم لا یرجعون میں ہو چکا ہے ع[2] (ت ۱۴۲۷) تسع اٰیات۔ پارہ (۹) رکوع ۳-۴-۵- میں مذکور ہیں یعنے ید بیضا وفلق بحر خون ضفادع قمل جراد عصا طوفان غرق آلیم۔ (ت ۱۴۲۸) وبالحق نزل یعنے قرآن کو ہم نے حق وحکمت کے ساتھ بھیجا ہے اور فی الحقیقت اس میں سب سچی باتیں ہیں اور کسیکا اسمیں تصرف وتغلب نہیں (ت ۱۴۲۹) قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن رسول مقبول نے مکہ میں نماز پڑھی تو دعا میں یا اللہ یا رحمٰن کہکر مناجات کی مشرکوں نے اعتراض کیا ہمیں تو خدا کی توحید سے روکتے ہیں آپ دو خداؤں کو پکارتے ہیں تو جواب ارشاد ہوتا ہے۔ (ت ۱۴۳۰) الاسماء الحسنیٰ اللہ کے اسماء شریف جسقدر افعال وصفات ہیں اسیقدر ہیں مگر وہ ننانوے جو آنحضرت نے اپنے کلام

مبارک میں جمع فرما دئے وہ ننانوے ہیں جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے (ت ۱۴۳۱) ولا تجہر یعنے تکلیف دینے والی قرأت اونچی اچھی نہیں اور نہ شائق مقتدیوں سے پوشیدہ کی جائے یا بعض نمازیں میانہ آواز سے اور بعض آہستہ آہستہ جیسے صبح اور مغرب عشا بالجہر اور ظہر وعصر بالسر ع[12]

سورۂ کہف

(ت ۱۴۳۲) تمہید۔ سورۂ بنی اسرائیل میں اکثر مخاطبت یہود سے ہوئی اس سورۃ میں زیادہ تر نصاریٰ کی بہ نسبت ذکر ہے بلکہ بہت کچھ اس سورہ میں امت کو ڈرایا ہے نصاریٰ کے فتنہ سے جو آخر زمانہ میں ہونیوالا تھا چنانچہ ابو داؤد اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں (بقول بعض) اور پچھلی دس آیتیں یاد کرے تو وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہیگا۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۴۳ ان آیتوں کی مطالعہ سے بصیر متقی کو معلوم ہو جائیگا کہ دجال کون ہیں اور اُسکے افعال کیا ہیں۔ عربی لغت میں دجال کے معنی گروہ عظیم۔ کمپنی تجارت۔ مکار۔ ملمع ساز بہت لشکروں والا ہے یہ ایک ایسی قوم ہے جو عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتی ہے اور بڑے بڑے حیرتناک کام زمین پر کرتی ہے یا کریگی یہ بات پادریوں پر صادق آتی ہے جو غلط باتوں کو بہت سنوار سنوار کر پیش کرتے ہیں کہف کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت پر بھی مشتمل ہے کہ آپ بھی پوشیدہ آتا تھا اسکا اعلان نہیں ہوا۔ (ت ۱۴۳۳) من علم ان کو سائنس دانی کا بڑا دعوےٰ ہے مگر مذہبی علم وتقویٰ اور روحانی کمالات سے بالکل بے بہرہ وجاہل مطلق ہیں اور ان کی آبا بھی ایک جاہل رب پرست قوم تھی (ت ۱۴۳۴) کذباً۔ آپ خود الصحابت سے جاہل باپ دادا بھی جاہل بات کہیں تو جھوٹی دغا کی اس سے بڑھ کر قوم دجال کون سی ہوگی۔ (ت ۱۴۳۵) فلعلک بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آیت شریف میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تسلی دیجاتی ہے اور زیادہ فکر سے روکا جاتا ہے (ت ۱۴۳۶) زینۃ دیکھو یورپ کے دستکاری کی وہ درجہ حاصل کر لیا ہے کہ ہر ایک ولایتی چیز پسند کیجاتی ہے (ت ۱۴۳۷)

احسن دنیوی زیب و زینت میں کون بڑا کاریگر ہے ظاہر کیا جائے گا
(ت ۱۴۳۸) جرزا ۔ یعنے اب تو زمین میں سب زینتیں
موجود ہیں ایکدن ایسا ہوگا کہ کچھ نہ رہے گا یعنے نصاریٰ جو آدمی کو
خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور دنیوی زینتوں میں اعلیٰ درجہ پر پہنچے ہوئے
ہیں یہ کچھ نہ رہیں گے ۔ (ت ۱۴۳۹) رقیم ۔ اس جنگل یا
پہاڑ کا نام ہے جس میں غار کہف تھا اور کثرت سے تحریر کرنے والے
لکھنے والے مصور منقور وغیرہ ہو گئے (ت ۱۴۴۰) عجبا ۔ اصحاب کہف
کی عجیب روایات میں سے یہ ہے کہ مدتوں وہ غار کے اندر سوتے رہے کسی نے دو سو
سال کسی نے تین سو نو سال بیان کیا پھر ان کو جگایا تا کہ مدت قیام کا علم
دیکھیں کس کو ہے اس میں فسانہ گویوں نے بہت سی عجیب باتیں لکھی
ہیں جہاں تک ممکن ہوگا انشاء اللہ ہم صحیح بیان کریں گے ۔ ع
(ت ۱۴۴۱) امنوا ایمان کا لفظ قرآن شریف میں چار محل پر
آتا ہے ایک ان امور جن کا اقرار ملجاء و الملجی ہے جو گھٹتا بڑھتا نہیں
یا احکام دنیا ہے مثل نکاح وغیرہ یا امور ظاہری کا انقیاد ہے دوسرے
وہ امور جن کا مدار آنحضرت پر ہے جیسے اعتقاد صحیحہ و اعمال صالحہ
یہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے مثل شجر کے ۔ تیسرے صرف تصدیق قلبی چوتھی
سکینت قلبی یہ چاروں معانی خاص خاص ہیں اور کسی قرینہ کی وجہ
سے مقام کے موافق معنی دیتے ہیں ۔ (ت ۱۴۴۲) تزاور ۔ یعنے
وہ غار شمال رویہ (مشرق ۔ شمال ۔ جنوب ۔ مغرب) اور وہ غار خط سرطان سے اوپر ہونے
کے باعث سورج اس کے نیچے ہی رہتا ہے اس لئے طلوع آفتاب کے وقت
اگر مشرق سے دیکھا جاوے تو سورج اس کے دائیں ہاتھ نظر آئے گا اور غروب
کے وقت بائیں ہاتھ کبھی ان کے سر پر نہیں آتا ۔ غار کہف کی تین نشانیاں
ہیں (۱) شام و روما سے بہت دور ہے (۲) خط سرطان سے شمال کی طرف ہے
(۳) امن گاہ جس پر دشمن کا قابو نہ تھا ع (ت ۱۴۴۳) تحسبہم
ہمارے حضور پر اصحاب کہف کا حال منکشف ہوا تھا اور آپ نے ان کو دیکھا تھا
(ت ۱۴۴۴) رقود ۔ یعنے وہ غار ایسا خوفناک ہے کہ وہاں
سوتا ہوا آدمی جاگتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ کروٹیں بدل رہا ہے
چنانچہ دہشتناک پہاڑوں اور جنگلوں میں ایسے ہی توہمات ہوا
کرتے ہیں بلکہ خوفناک آوازیں بھی کانوں میں آجاتی ہیں بلکہ آگے
ارشاد ہوتا ہے کہ تو انکو جھانکے تو پیٹھ موڑ کر بھاگے اور دہشت سے بھر جائے
(ت ۱۴۴۵) بنیانا ۔ یعنے اس دہشتناک پہاڑی کا منہ
بند کرنے کے مشورے ہوئے ان پر جو گزرتا ہے وہ انکا رب ہی جانتا ہے
(ت ۱۴۴۶) سیقولون ۔ یہاں سے اصحاب کہف کے
بارہ میں لوگوں کے قول شروع ہوئے ہیں ۔ (ت ۱۴۴۷) سبعۃ
یہ تعداد صحیح ہے کیونکہ نصاریٰ کے بڑے بڑے کلیسا بھی سات ہی
ہیں اور اس کے ساتھ قرآن میں تردید بھی مذکور نہیں ہے ع
(ت ۱۴۴۸) ولا تقولن ۔ اکثر لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ تم فلاں
کام کب کرو گے کل یا پرسوں وقت تو ٹھہراؤ خاص کر مامورین سے نیک
و بد دعائیں کراتے ہیں یا غیب کی باتیں بتاؤ ہمیں تعین وقت کیلئے بہت
کچھ بحث کرتے ہیں جس سے مامور کو اضطراب ہوتا ہے اس لئے ارشاد ہوا
کہ لا تقولن الخ مگر جب خدا تعین کردے تو مامور بھی تعین کردیتا ہے
(ت ۱۴۴۹) یشاء اللہ ۔ صدیق اکبر اور عائشہ وغیرہ مستثنیٰ
ہیں جیسے کہ ان یشاء اللہ اس کا شاہد ہے (ت ۱۴۵۰) اذا نسیت
ہدایت خیرات یا کوئی دینی مسئلہ بھولا جائے تو خدا کو یاد کرے لاحول پڑھے
(ت ۱۴۵۱) بما لبثوا ۔ دخول غار سے دو سو سینتالیس برس
کے بعد ایک عیسائی بادشاہ نے زمین لیکر وہ دیوار کھلوائی اور
وہاں سے ان کی ہڈیاں نکال کر تبرکاً اٹلی کو بھیج دی جہاں اب تک وہاں
عزت کے ساتھ محفوظ ہیں دجال پادری انکو تثلیث پرست بتاتے
ہیں اور ان کے مزار پر شرک کیا جاتا ہے نعوذ باللہ منہا ۔ (ت
۱۴۵۲) مثل اصحاب کہف کا قصہ جو ایک عمدہ پیشگوئی ہے اسکو
پڑھ کر سنا کیونکہ یہ واقعات تم پر بھی آنے ہیں کہ صدیق کے ساتھ جا کر غار
میں چھپنا پڑے گا ۔ خدا کے سوا کہیں پناہ نہ ملے گی خدا کے مخلصوں کے ساتھ
رہ غافل یا بت پرستوں کی اطاعت نہ کر ظالموں سے ڈر کر تقیہ نہ کر ثابت
قدم رہ خواہ شہر کو چھوڑ کر جنگلوں اور غاروں میں چھپنا پڑے
(ت ۱۴۵۳) فرطا ۔ یعنے گمراہ دنیا داروں کی بات نہ سننا
ہمارے طالبوں کے ساتھ رہنا ۔ (ت ۱۴۵۴) فمن شاء ہم کسی
پر زبردستی نہیں کرتے یعنے اشاعت اسلام بزور شمشیر ہونا
غلط ہے بلکہ قرآن مجید اس میں افراط و تفریط کی اصلاح کرتا ہے
جو تورات و انجیل میں ہے (ت ۱۴۵۵) جنت عدن
ظاہر میں بھی فتح عراقین سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ۔
(ت ۱۴۵۶) یحلون ۔ یہ ضرور نہیں کہ خود پہنیں بلکہ
مستورات وغیرہ کو دیں (ت ۱۴۵۷) اساور ۔ یہ پیشگوئی

ہے قیصر و کسریٰ کے سونے کی کنگن کی جو صحابہ کو ملے۔ ع ۱۴

(ت ۱۴۵۸) رجلین۔ دو شخصوں سے ابراہیم کی دو بیٹوں کی اولاد اسرائیلی اور اسماعیلی بھی مراد ہیں چونکہ اسرائیلوں نے اسماعیلیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ باغوں اور مال و دولت پر گھمنڈ کیا اللہ کو بھول گئے دنیا کو معبود بنا لیا۔ انبیا کی قتل کے در پیئے ہو گئے۔ انجیل متی باب ۲۱ آیت ۳۳ میں ایک اور تمثیل سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (ت ۱۴۵۹) من تراب یعنی کی کھانا یا ت کھانے سے نطفہ بنتا ہے اور نطفہ سے آدمی۔ (ت ۱۴۶۰) خیر عقبا یعنی جو کام کرو خدا ہی کو خوش کرنے کے لئے کرو ورنہ غضب الٰہی کا موجب ہوگا۔ ع ۱۶ (ت ۱۴۶۱) تری الارض بارزۃ۔ یہاں الارض سے مراد زمین مقدس ہے کہ وہ میدان جنگ بنجائیگی جیسا کہ مکاشفات یوحنا میں ہے (ت ۱۴۶۲) ولا یظلم ظالم وہ مرے ہیں ایک شخص کو جو مشرک ہیں دوسرے بندوں کی حقوق ضائع کرنیوالے ہیں۔ ع (ت ۱۴۶۳) اولیاء من دونی شیطان مخالف دین اور ذریت شیطان مخالفان راست باز و نافرمایان خدا (ت ۱۴۶۴) بلا گا یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ بڑے بڑے عظیم الشان گناہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں پھر وہ کفر کو پہنچا دیتے ہیں یا فضل مولا شامل حال ہوجائے تو نیکی کی توفیق ملجاتی ہے چنانچہ ایک کنجنی نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا تو اسے نیکی کی توفیق ملگئی اور بڑے عابد نے بلی کو مار ڈالا تھا وہ آخر قسی القلب ہو کر مرا۔ (ت ۱۴۶۵) ما اشہدتہم یعنی ان کو کسی غیب کا علم نہیں یعنی شرک کسی کو علیم متصرف و غیب دان سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ع (ت ۱۴۶۶) سنۃ الاولین۔ یہ اوس و خزرج کی لڑائی کی طرف اشارہ ہے جنکو شاس بن قیس یہودی نے لڑانا چاہا اور وہ اپنے ہتیار لینے کو گئے کہ خیر خواہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوگئی اور آپ جھٹ تشریف لائے اور ان کو روکا۔ (ت ۱۴۶۷) اکنۃ یعنی نادانی اور جہالت کے پردے انکے دل پر پڑے ہیں اور نادانی دل میں جم گئی ہے (ت ۱۴۶۸) موعدا یعنی ہر ایک ظلم کا نتیجہ ہر نیکی کا بدلہ ضرور ضرور ملتا ہے کیا تمھیں موسیٰ کا قصہ یاد نہیں ع ۱ (ت ۱۴۶۹) مجمع البحرین یعنی تین دریاؤں ... دریائے نیل کی دو شاخیں ہیں ان دونوں کی ملنی کی جگہ ایک عظیم الشان شہر تہا جو فراعنہ کے وقت دار السلطنت تہا آجکل وہاں شہر خرطوم ہے صحیح بخاری میں مجملاً یہ قصہ یوں بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا زیادہ عالم کون ہے حضرت نے بظاہر اپنی طرف نسبت کی اور موقع وعظ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ چاہیئے تھا اسلئے خدا نے فرمایا کہ مجمع البحرین میں تم کو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو تم سے بھی بڑا عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میں ان تک کسطرح پہنچوں ارشاد ہوا کہ تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو وہاں وہ ملیگا جب بحکم خدا موسیٰ علیہ السلام یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے ایک موقع پر پہنچے جہاں وہ ایک پتھر پہ سر رکھ کر سو گئے مچھلی تھیلی میں سے تڑپکر دریا میں جا گری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوجاتا تہا اور پانی ادہر ادہر سے نہیں ملتا تہا جب بیدار ہوئے تو یوشع مچھلی کا قصہ یاد دلانا بھول گئے اور وہاں سے آگے بڑہے رات تک چلتے رہے یہانتک کہ جب دوسرے روز صبح کا وقت ہوا تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہانا مانگا اور اس منزل میں موسیٰ علیہ السلام تھک گئے تھے مچھلی کو دیکھا تو ندارد اسوقت یوشع نے ذکر کیا کہ میں آپ سے کہنا بھول گیا شیطان نے مجھے بہلا دیا پھر دونوں صاحب واپس پلٹے اور اسی مقام پر آئے اور پھر اس شخص سے ملے جسے علم لدنی دیا گیا تہا۔ او امضی حقبا۔ دیکھو انبیا علیہ السلام کو علم کا شوق کیسا ہے اور وہ صاحب علم کو کسطرح ڈہونڈتے ہیں۔ نسیاحوتہما۔ مچھلی بہنی ہوئی نہ تہی بلکہ بطور نشان کے ان کو دی گئی تہی کہ جہاں وہ سرک جاوے وہیں وہ عبد ہوگا یہ بحث کہ خضر نبی ہے یا کون مولنا نور الدین صاحب خضر کو فرشتہ جانتے تہے اور اس واقعہ کو موسیٰ کا کشف معراج کی طرح سمجھتے تہے خضر کے فرشتہ ہونے کا ذکر اور اس کی تحقیق اصابہ فی شرح الصحابہ میں خوب کی گئی ہے۔ (ت ۱۴۷۰) سربا دیودار کی لکڑی کا برادہ رگڑ کے مچھلی کے منہ میں ڈالدیا جاوے تو دیر تک زندہ رہتی ہے یہ طبی بات ہے مچھلی زندہ تہی۔ (ت ۱۴۷۱) غدائنا واحد کو تثنیہ اور جمع کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہ جمع بولتے ہیں کسی مناسبت کی وجہ سے جیسے صنعت ملو بکما۔ قلبا کما نہیں فرمایا (ت ۱۴۷۲) قال شاگرد و استاد و مرید و مرشد میں کیسے

تعلقات ہوتا تھا۔ وہ اس بیان میں پیر تطہرین (ت ۱۴۷۳) النسئیه۔ ایک صرفی نکتہ ہے کہ ضمیر غائب کے ماقبل زیر یا تی ہو تو ہ پر زیر ہوتی ہے اور اگر یہ نہو تو پیش (ت ۱۴۷۴) عبدا من عبادنا قرآن شریف میں حضرت خضر کا کہیں نام نہیں چونکہ اس عبد صالح کا خضر مشہور نام تھا اس لئے آگے ترجمہ میں یہی لکھا گیا۔

(ت ۱۴۷۵) علما جو علم بذریعہ وحی اور الہام کے معلوم ہوتا ہے وہ علم لدنی کہلاتا ہے جو تجارب عقل سوچ بچار سے معلوم ہو وہ علم ظاہری یا عقلی اجتہادی کہلاتے ہیں۔ ع

الجزء ۱۶

(ت ۱۴۷۶) جدارا۔ اس دیوار کے لفظ میں ایک پیشگوئی ہے۔ اور اس قصہ میں معراج موسوی کا ذکر ہے مشہور قصہ تو معلوم و مسلم ہی ہے اور جن تین باتوں پر حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا ہے وہ خود ان کے گھر میں اور ان پر گذری ہوئی ہیں۔ پانی نہیں ڈولے بلا اجرت پانی شعیب کی بیٹیوں کو بھر دیا قتل قبطی بھی جہاد موسوی میں مشہور ہے۔ یہ بیان موسیٰ علیہ السلام کے معراج کا ہے۔ عبد صالح خضر راہ تھے اور آئندہ کے واقعات کا اظہار تھا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ بادشاہ سے لڑ کر دریا عبور کرنا پڑے گی قتل النفس بھی بہت ہوگا یعنے جہاد سیفی دیوار ملت ابراہیمی گرنے والی تھی اس کو اور عبد من عبادنا یعنے دیوار انبیاء آنحضور نے درست کر دی اور ملت ابراہیم کے خزانے محفوظ رہے۔ ایک پرانی کتاب یہودیوں کے پاس ہے اسکا نام معراج موسوی ہے اس میں موسیٰ کے ہمراہی کا نام خضر لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو انسکلوپیڈیا بیبلیکا حروف موسیٰ و ایلکے لیس)

(ت ۱۴۷۷) لعیبہا۔ آیات مذکورہ بالا میں جہاں صیغہ واحد متکلم کے ساتھ بیان ہے وہاں عیب منسوب ہے۔ اور جہاں خوف بھی ملا ہوا ہے وہاں جمع کے ساتھ ہے جیسے اردنا اور جہاں صرف خوبی ہے وہاں اللہ سے منسوب ہے جیسے اراد ربک۔ ادب طریق انبیاء ہے

(ت ۱۴۷۸) فراق بین۔ اس سے زیادہ بڑا اعتدالی دیکھکر قطع تعلق معلوم ہوتا ہے ع (ت ۱۴۷۹) ذی القرنین کتاب دانیال باب ۸ آیت ۴۔ دو سینگوں والا ایک مینڈھا دانیال پیغمبر نے خواب میں دیکھا جس سے مراد مادہ و فارس کا بادشاہ خورش (کیقباد) ہے

جو بلاد شام و شمالی عرب کو فتح کرتا گیا تو بحر اسود کا کنارہ اس کے آگے آ گیا اور دوسرا کنارہ نظر نہ آنے کے سبب سے سورج سمندر میں ڈوبتا ہوا (ت ۱۴۸۰) اس قصہ میں یہود اور مجوس دونوں کو ملزم قرار دیا ہے سببا۔ کل کبھی ضروری اشیاء کے معنی میں آتا ہے جیسے سفر کا کل سامان طیار کر لیا (ت ۱۴۸۱) مغرب الشمس اس ملک کے لحاظ سے مغرب الشمس دہی تھا کیونکہ ہر مقام کا مشرق و مغرب الگ الگ ہے یعنے ڈیلٹو کے دلدل اور بحیرۂ اسود تک پہنچا (ت ۱۴۸۲) وجد کا لفظ حقیقت واقعہ پر دال نہیں کہ کسی نے سمجھ کا اعتراض ہو۔ اسکی مثال ذوالقرنین کو شاید کا بیان ہے یعنے اس نے ایسا دیکھا (ت ۱۴۸۳) حمئة بحیرۂ کسپین میں مشہور دلدلیں ہیں۔ ذکریا باب ۱۱۔ یرمیاہ ۴۳-۴۴

(ت ۱۴۸۴) یا ذالقرنین مید و فارس کی سلطنتوں کا مورث اعلیٰ کیقباد ہی مشہور ہے۔ دیکھو فصل الخطاب صفحہ ۲۲۶ سطر اور تصدیق براہین صفحہ ۶۴ تا ۲۷۔

(ت ۱۴۸۵) ستراً یعنے اس قوم کو گھر بنانے کا علم نہیں دیا تھا جنگلی خانہ بدوش تھے اس مقام پر اس نے یعنے کیقباد نے عمارت بنانے کا ارادہ کیا تھا ایک مورخ نے لکھا ہے کہ کیقباد بلوچستان سے سائبیریا تک پہنچ گیا تھا۔ (ت ۱۴۸۶) بین السدین فصیل شہر حفاظت شہر کے لئے قدیم سے ایک محفوظ کار روائی چلی آتی ہے مگر اب قلعہ شکن توپوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ (ت ۱۴۸۷) یفقہون قولا۔ مید و فارس کے لوگ ان کی بولی اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے۔ (ت ۱۴۸۸) یاجوج و ماجوج یعنے انگریز اور روس آگ سے کام لینے والی قوم یہ اجیج سے مشتق ہے مشاہدہ گواہ ہے کہ کونسی قوم آگ سے بہت کام لے رہی ہے مجمع فیہ الفنون ذی انکا مقام بلاد چہارم اور ششم کے جنوب میں لکھا ہے جو بلاد پنجم ہے پھر حزقیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ اوج روس کا اصلی بڑا مگر ثبوت یہ ہے کہ لندن کی گلڈ ہال میں یاجوج ماجوج کے بت رکھے ہیں اور لکھا ہے کہ لندن کے پہلے فاتح اور آباد کنندہ یہی ہیں (ت ۱۴۸۹) ربما ایک حدیث میں ہے ہزار برس کے بعد پیرا آزاد اور تباہ ہو جائے گی یوحنا کی مکاشفات میں بھی ہے کتاب ۲۰ آیت ۷۔ الہامی نوشتوں کے مطابق روس اور انگریز اور فرانس کا تسلط ہزار سال ہجری کے بعد عرب و شام کے کناروں کونوں پر شروع ہوا اور ۱۵۹۱ء سے یہ قومیں اسلامی شہروں پر مسلط ہو رہی ہیں قرآن شریف کو نازل ہوئے ۱۳۰۰ برس ہو گئے تو مکاشفات یوحنا اور حزقیل نبی کی کتاب جن میں ہزاروں برس گذر گئے کیسی سچی ثابت ہوئیں اور یاجوج ماجوج انگریز

کیسا آیہ میں قریب پہنچ رہے ہیں (ت ۱۴۹۰) بین الصدفین
یعنی آرمینیہ اور آذربیجان کے درمیان ہی ۳۰ میل کے قریب جگہ ہے اس سے
ملک کو بہت امن ہو گیا پھر یورال کی چوٹیوں پر اسی قسم کی دیوار کھینچی گئی۔
پھر سمرقند کے قریب بھی ایسی دیوار تھی پھر چین کے لوگوں نے مشہور دیوار
منسوبہ خبر انسہ بنوائی یہ سب یاجوج و ماجوج کے حملہ سے بچنے کے لئے بنائی گئی تھیں
(ت ۱۴۹۱) دکاء چنانچہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں اور وہ
دیواریں بالکل ڈھنگی کارروائیاں ہی بدل گئیں (ت ۱۴۹۲)
فلکفرین عرضا یعنی آگ کی لڑائی ہو گی تیر و تلوار کی نہیں اور وہ کافروں
ہی کو پیش آئے گی مومنوں کو منع ہو گیا ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث
یضع الحرب میں بھی آیا ہے کہ مسیح موعود جہاد کو منع کر دے گا۔ ع ۱
(ت ۱۴۹۳) یحسبون علی الخصوص نصاریٰ پھر مشرک پھر عام
دنیا داروں کا یہی حال ہے اور قوم دجال کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگلی
کی تمام صناعتیں اور ایجادیں دنیا کے لئے ہیں اور بمقابلہ دین بیکار رو
محدود دین مومن کو چاہیے کہ کار ہائے دین کرے نہ دنیا چاہے کہ نہ خواہش
نفسانی کے لئے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار (ت ۱۴۹۴) یحسنون صنعا اگر پیشہ ور کسی
زمانہ میں ذلیل سمجھے جاتے تھے مثل جلاہے پیشہ ور موچی حجام اور
لوہار وغیرہ اب کمال والے اور معزز سمجھے جاتے ہیں چونکہ اس پیشگوئی کا
ظہور ہے یہ سب آیتیں دلالت کر رہی ہیں کہ دجال صناع قریب وہ
تجارت پیشہ قوم کا نام ہے۔ (ت ۱۴۹۵) وزنا دنیا اور
عیش میں آخرت سے غافل ہو کر خوب اڑا اور حاصل کر لئے وما لہم فی الآخرۃ
من خلاق ملے تو کیا نیکی تو ہے نہیں۔ ع ۱۲

سورۃ مریم

(ت ۱۴۹۶) کہیعص۔ اس میں پانچ قصوں کی طرف اشارہ
ہے ک سے زکریا ہ سے ابراہیم ی سے یحییٰ ع سے عیسیٰ ص
سے صدیق یعنی ادریس۔ بعض نے کہا کہ فرشتوں کے نام ہیں اور اصل تہ
ک سے کریم ہ سے ہادی ی سے علی اور ع سے عظیم ص سے صادق۔
(ت ۱۴۹۷) رحمۃ اولاد رحمت الٰہی ہے اگر وہ متقی صالح ہوں
اور صاحب اولاد قدر و شکر کریں۔ (ت ۱۴۹۸) وھن العظم
کہا گیا ہے کہ اس وقت ان کی عمر سو برس سے کچھ زیادہ ہی تھی (ت ۱۴۹۹)
رضیا دل پسند یعنی بیہ اس لئے فرمایا کہ بیٹے تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں مگر
خدا کی فضل کا بیٹا جو انبیاء اور اولیاء کا وارث اللہ کا مرضی و برگزیدہ
ہو اس کی درخواست ہے۔ (ت ۱۵۰۰) بغلام کے لفظ میں
اشارہ ہے کہ وہ تیرے سامنے جوان بھی ہو گا اور یحییٰ میں اشارہ ہے
کہ لحیاۃ اللہ بالایمان یا ایمان لمبی عمر والا ہو گا۔ (ت ۱۵۰۱)
انّٰی اس کلمہ سے اظہار یاس نہیں بلکہ دعا عاجزانہ اور اشتیاق رنگ
میں ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء خدا کے ارشاد میں شبہ نہیں کرتے
(ت ۱۵۰۲) الا تکلم یعنی ذکر الٰہی میں خاموشی کے ساتھ برابر مشغول
رہے گا یہ چپ کا روزہ تھا۔ ع (ت ۱۵۰۳) مریم کے معنی خدا کی
طرف جھکی دنیا سے ہٹائی گئی شیطان سے الگ کی گئی یہ مقلوب ہے مرمی کا
(۲) جو صفت ذکوریت رکھتی ہو (۳) متہم کی گئی (۴) قوم سے الگ کی گئی
لفظ ابن مریم ابن اللہ کی تردید کیلئے ہے مریم کو ابن کی طرف منسوب کیا گیا یہ مقام ناصرہ کہلاتا
ہے جو بیت المقدس کے مشرقی طرف ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو
(ت ۱۵۰۴) امراً مقضیا۔ یہ دونوں قصے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے اطمینان کو لئے اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ یہ عرب کا ملک اور مکہ کا شہر اگرچہ
روحانی فرزند پیدا کرنے میں مثل زکریا اور اس کی بی بی کے ہے کم زوری میں
یا اس لحاظ سے کہ اس ملک میں پہلے کوئی نذیر نہیں آیا مثل مریم کے
بے زوج ہے تو بھی اس سے مایوس ہونا چاہیے مکہ کو گزشتہ کتابوں میں
بانجھ کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے جیسے الیسع کی کتاب میں موجود ہے
کہ اے بانجھ تو بھی بچہ جنے گی (ت ۱۵۰۵) مکانا قصیا
تفسیروں میں بھی لکھا ہے کہ وہ مصر تھا ابن جریر نے بھی اس کا تذکرہ
کیا ہے (ت ۱۵۰۶) یلیتنی مت یہ دعا نہیں ہے بلکہ تمنی
ناممکن ہے۔ (ت ۱۵۰۷) سریا میرے سردار کو بھی کہتے ہیں
یعنی تیرے قدموں کے پاس سردار ہے اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام
ہیں۔ (ت ۱۵۰۸) تحملہ۔ یہ وہ زمانہ ہے جب عیسیٰ علیہ
السلام ماں کے ساتھ مصر سے تشریف لائے اور فلسطین و کنعان
پہنچے اور ابھی بچے ہوا تھے (ت ۱۵۰۹) یا اخت ھارون
یہ نسبتاً علیحدہ نام سے پکارا جاتی ہیں حضرت موسیٰ و ہارون کی بہن کا
نام بھی مریم ہے کسی نے کہا ہے کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون
تھا مگر نصاریٰ کی کتابوں میں اس کا پتہ تفصیلی نہیں لگتا۔
(ت ۱۵۱۰) کمر رسید کے سامنے کتنی ہی بڑی عمر کا آدمی ہو بچہ
ہی کہلاتا ہے۔ (ت ۱۵۱۱) والسلام علی۔ صوفیاء نے بیان
ایک حق لطیفہ لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے حضرت یحییٰ سے دعا کی درخواست

کی تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے اچھے ہو کیونکہ میں نے تو خود والسلام علی
کہا ہے اور تم پر سلام علیہ اللہ کی طرف سے کہا گیا ہے اس لئے میں آپ کے
ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ (ت ۱۵۱۲) یمترون۔ یعنے نصاریٰ کے
تین فرقے ہیں (۱) یعقوبیہ جو اسے خدا کہتا ہے (۲) نسطوریہ جو اسے
خدا کا بیٹا کہتا ہے (۳) ملکایہ جو تین کا تیسرا کہتا اور آجکل چوتھا فرقہ جو
اُسے آدمی بھی سمجھتا ہے اور مسیحی قیوم اور خالق طیور و غیب دان بھی
مانتا ہے۔ ع (ت ۱۵۱۳) لارجمنک صحابہ نے ترجمہ فرمایا ہے
کہ لارجمنک لاشتمنک اور یہ پسندیدہ ہے (ت ۱۵۱۴) ملیا
سویا ملیما اور تھوڑی دیر بعیدا (ت ۱۵۱۵) سلام علیک کیونکہ ابراہیم
اپنے کافر چچا کو سلام علیک کہہ رہے ہیں اگر کوئی کافر کو یہ لفظ کہے تو گناہ
نہیں معلوم ہوتا اور باوجود مباحثہ کے کیا خوش بیانی اور لحاظ ادب ہے
(ت ۱۵۱۶) لسانا علیا۔ اللہم صل علی محمد و علی آل
محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔
یہی ذکر خیر جو ابراہیم کو لخت جگر نور بصر سید المرسلین رسول رب العلمین
نے خدا سے حاصل فرما کر پچھلوں میں جاری فرمایا ہے ع۔
(ت ۱۵۱۷) موسیٰ چونکہ یہود و نصاریٰ کو ترغیب دی جا رہی
ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کا مثیل فرمایا ہے
تاکہ عرفان میں آسانی ہو۔ (ت ۱۵۱۸) ورفعناہ یہ رفعت
روحانی ہے جیسا کہ والعمل الصالح یرفعہ پ ۲۲ ر ۱۳ میں اور ارفعنی
واجبرنی اور رفیع الدرجات ذو العرش پ ۲۴ ر۔ اور
رفعنا لک ذکرک (سورہ الم نشرح) وغیرہ (ت ۱۵۱۹)
تلک الجنۃ دنیا کی ایک جنت کی طرف بھی اشارہ ہے جو شام دیر اتین
کے باغات ہیں۔ (ت ۱۵۲۰) سمیا لفظی ترجمہ تو یوں تھا
کیا تو اس کے لئے ہمنام جانتا ہے مگر ہم نے مطلب خیز ترجمہ کیا ہے
یعنے تیرے عقل سمجھ میں اللہ کی جیسا کوئی اور بھی ہے۔ ع۔
(ت ۱۵۲۱) الرحمن۔ اس سورہ شریف میں رحمان کا لفظ
کثرت سے آیا ہے وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ اور آریہ اور عام شیعہ اس
اسم مبارک کے عملی منکر ہیں اور وہ رحم بلا مبادلہ کے قائل نہیں۔
(ت ۱۵۲۲) وان منکم۔ یہاں منکم کی ضمیر سرکشوں کی
طرف پھر رہی ہے کیونکہ صالح متقی تو جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے
جیسا کہ آیا تنزیل میں ہے الی الرحمن وفدا ۱۶ ر۔ اور
نسوق المجرمین الی جہنم وردا ر۔ اور اولئک عنہا مبعدون
لا یسمعون حسیسہا پ ۱۷ ر ۷ ع (ت ۱۵۲۳) عند
الرحمن عہدا۔ علی الخصوص سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین
سفارش کرنے والے ہیں۔ یہ آیت شفاعت کی ہے مگر شفیعوں کا کہنا ماننے
والوں ہی کے لئے (ت ۱۵۲۴) ادّا۔ اس کا بگڑا ہوا اردو میں
اَدّا اور پنجابی میں اید ا ہے۔ (ت ۱۵۲۵) وُدّا۔ ان کو اپنا دوست
بنا دیگا یا آپ ان کا دوست بنے گا یا لوگوں کو ان کا دوست بنا دیگا ع

سورۃ طٰہٰ

(ت ۱۵۲۶) طٰہٰ۔ اس سورہ میں فضائل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بکثرت بیان ہوئے ہیں منجملہ اس کے جس مسلم نے آپ کو دیکھا
اس نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا۔ (ت ۱۵۲۷) لتشقی اکثر کامیابیاں
رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے سامنے دیکھیں۔ یہ پیشگوئی تھی
کہ تمہارے سرکار اپنی ترقی اور جلال کی پوری کامیابیاں دیکھ کر دنیا سے
سدھاریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ت ۱۵۲۸) اخفیہا
(ت ۱۵۲۹) لغات اضداد سے ہے جس کے معنی ہیں چھپانے اور ظاہر کرنے کے
قال ہی عصای۔ حضرت موسیٰ کا جواب میں اطناب کرنا محبوب
سے خطاب کو طول دینا ہے۔ (ت ۱۵۳۰) آیۃ اخریٰ ... اشارہ
یہ بھی ہے کہ تیرے دشمن ہلاک ہوں گے۔ ۲ ید بیضا دلیل یعنے حجج
نیرہ تجھے عطا فرما دئیے (۳) شرح صدر کی علامات (۱) من جمیع الوجوہ
خدا کی طرف متوجہ ہونا (۲) علوم صحیحہ حاصل کرنا (۳) اس پر عمل درآمد بلا قصور
و فتور اختیار کرنا (۴) شہوت کے وقت عفت غضب کے وقت حلم طمع کے وقت
قناعت گھبراہٹ کے وقت استقلال وغیرہ وغیرہ ہیں۔ خطبے اور تقریر و جنگ
کے وقت اگر اس آیت کے ساتھ بخشوع و خضوع دعا کی جاوے تو امید کامیابی ہے
(ت ۱۵۳۱) فتونا محاورہ ہے فتنت الذہب بالنار یعنے ہم نے تجھ کو کندن
بنایا آگ میں تپایا صاف کیا۔ (ت ۱۵۳۲) فی اھل مدین
حضرت شعیب اور موسیٰ معلوم نہیں کہ یہ ہم عمر بھی تھے یا نہیں (ت ۱۵۳۳)
ارسل معنا۔ کل انبیاء خاص خاص امتوں کی طرف آتے تھے مگر ہمارے سردار دو عالم
کافۃ للناس جمیعا کے رسول تھے۔ (ت ۱۵۳۴) اعطی فرعون
بت پرست فلسفی تھا وہ رب الانواع کو مانتا تھا یہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے
رد میں فرمایا۔ اعطی کل شئ خلقہ الخ (ت ۱۵۳۵) بال القرون
الاولیٰ یعنے وہ کہاں ہیں سب مر گئے اور ان کے حالات نسیا منسیا

ہوگئے تمہارا خدا ان کا حال کچھ بتلاتا ہے۔ خدا نے جواب دیا کہ ہمارے
پاس سب محفوظ ہے وقت پر حسب حال سزا و جزا ہم دینگے۔ ع
(ت ۱۵۳۶) ان تلقی الخ اس حسن ادب کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ نے انہیں مسلمان کر دیا۔ ع - (ت ۱۵۳۷)
یبسا - بحر قلزم جو مکے کی طرف ہے وہ خشک تھا۔ (ت ۱۵۳۸)
جانب الطور الایمن وہاں چلہ کشی کرو یا چند آدمیوں کو لاؤ تو تم کو کتاب
ملے گی۔ (ت ۱۵۳۹) السامری۔ سامری سامرہ کا رہنے والا
ہے کتاب خروج ۳۲۔ آیت خدا نے اس کا اصلی نام ظاہر نہیں فرمایا کیونکہ جس
بدکار کی نسل باقی رہتی ہے تو قرآن مجید اسکا خاص نام نہیں بتاتا تا کہ اس
کی نسل سے جو نیک بندے ہوں وہ شرمندہ نہ ہوں۔ دیکھو ابوجہل
ابولہب وغیرہ۔ (ت ۱۵۴۰) ضرا ولا نفعا یعنے نہ لات مارتی
نہ دودھ دیتی نہ چلتی نہ موتتی نہ اس کا بچھڑا جو بیان خانہ کے کام کا۔ ع
(ت ۱۵۴۱) یرجع الینا موسیٰ ہارون علیہ السلام کا قوم پر رعب
نہیں معلوم ہوتا جو حضرت موسیٰ کا ہے۔ (ت ۱۵۴۲) بصرت یعنے
مجھکو ایسی بات سوجھی جو اوروں کو نہ سوجھی یعنے پہلے میں موسیٰ کا
پیرو تھا پھر پیروی چھوڑ کر بت پرستی کا سامان بہم پہنچایا قبض اثر
رسول یعنے رسول کی پیروی کا طریقہ عام مفسرین نے یہاں بہت
سامری کا عجیب حال درج کیا ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں کہیں
نہیں۔ (ت ۱۵۴۳) لا مساس - جیسے خاکروبوں کا
حال ہے کہ وہ کہتے ہیں مہاراج ذرا بچ کر جائیو۔ سچ فرمایا اللہ
تعالیٰ نے انما المشرکون نجس۔ گویا ذات سے باہر کر دیا۔
ذات یا قوم سے باہر کرنے کی اصل بھی معلوم ہوتی ہے۔
(ت ۱۵۴۴) لا تعریٰ یعنے دنیا میں کچھ بھی رہنا نہ ہوا
بے دھوپ اور معصیت میں پھنسے۔ (ت ۱۵۴۵) عہدنا
الیٰ آدم یاد رہے کہ آدم کی بھولنے سے مراد یہ نہیں کہ ان کو لا تقربا
هٰذه الشجرة کا حکم بھول گیا تھا کیونکہ شیطان نے وسوسہ کے وقت
ان کو بھی یاد دلائی ہے اور اسکے وجوہات بیان کئے جیسا کہ سورہ
اعراف رکوع (۲) سے ظاہر ہے فوسوس لهما الشیطٰن لیبدی لهما
الخ میں ما نهٰکما ربکما بیان کیا ہے تو نسیان سے مراد یہ ہے کہ وہ
ابلیس کو دشمن سمجھنا بھول گئے تھے اور اس کو دوست ناصح
سمجھ بیٹھے تھے کیونکہ ان کو بتایا گیا تھا یا آدم ان هٰذا عدو لك
ولزوجك فلا یخرجنکما من الجنة الخ پ ۱۶ ر ۱۶ اس سے عصمت انبیا پر حملہ
نہیں ہوتا کیونکہ درحقیقت گناہ کا تعلق نیت اور میلان قلبی سے
تعلق رکھتا ہے چونکہ مذاہب کا اصل مقصد انسان کی بہیمیت
پر ملکیت کو غالب کرنا ہے اور نفس امارہ کو مطمئنہ بنانا اسی لئے
جیسا کہ آدم کو یہ کہا گیا کہ اس درخت کے کھانے سے تم ملک بن جاؤگے
تو اس نے ملکیت جو قرب الٰہی کا موجب ہے از روئے شوق اور
محبت کو پسند کر لیا اور جبکہ ان کا قول جو قسم کھا کر ناصح مشفق
بنا تھا عاشقانہ رنگ میں قبول کر لیا چونکہ بات اپنے مطلب کی تھی
اس لئے رقیب ناصح کی بات مان لی اور دھوکہ کھا گئے۔ یہی باعث
ہے کہ ان کو ایک رنگ میں کہا گیا کہ تم کو تو روکا گیا تھا لیکن ان کا
تقرب آگے سے بھی بڑھ گیا جو ثم اجتبٰه سے ظاہر ہے اگر نسیان
اور نہی کا توڑنا نافرمانی کے رنگ میں ہوتا تو اجتبٰه ربه کا خطاب
نہی توڑنے کے بعد نہ ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ خود فرمایا ولقد عہدنا
الیٰ آدم فنسی ولم نجد له عزما۔ (ت ۱۵۴۶) فبدت
یعنے مارے غیرت کے اپنے کو ننگا دیکھتے تھے آپ سے باہر تھے۔
(ت ۱۵۴۷) اهبطا یہاں اهبطا تعظیم اور محبت کا کلمہ
ہے جیسے اهبط بسلام پ ۱۲ ر ۴۔ (ت ۱۵۴۸) معیشة
ضنکا۔ اسپر تمام تکلیف اور ہمدردی کرنے والی قوم کو علوم و فنون
کی طرف توجہ دلانے والے بار بار غور کریں اور دیکھیں کہ کیوں مسلمان
خدا کے نزدیک کیسا تنگدست و مفلس ہو رہے ہیں۔ اور نبی الانبیا حسنہ
سے دور اور صحابہ اور تابعین جو حسب ارشاد انا لننصر رسلنا والذین
امنوا معه فی الحیٰوة الدنیا الخ پ ۲۴ ر ۱۱ سے کامیاب تھے یہ محروم ہیں ع
(ت ۱۵۴۹) قبل طلوع الشمس۔ یعنے فجر اور عصر اور اناء اللیل
اور رات کے کچھ حصوں میں یعنے مغرب عشا تہجد اور دن کے طرفوں میں
یعنے ظہر و عصر تاکیداً نماز پڑھا کرو۔ (ت ۱۵۵۰) اهلك
بالصلٰوة۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نمازوں پر
محافظت کرے اسکے لئے قیامت کے دن نور اور حجت اور نجات ہوگی
اور جو نہ کرے وہ ان چیزوں سے محروم اور قارون اور فرعون
ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اور جب تمہاری اولاد
سات برس کی ہو تو نماز کی ہدایت کرو اور جب دس برس کی ہو
تو مار کر نماز پڑھواؤ۔ ع

الجزء ۱۷

سورۃ الانبیاء

(ت ۱۵۵۱) حسابھم - حسب خلاصہ ذیل مضمون اس سورۃ
شریف میں آئے ہیں - (۱) انبیاء پر کیا اعتراض ہوتے ہیں اور ان سے
موافقت و مخالفت کا نتائج کیا ہوتے ہیں ان کے آنے کا وقت اور ضرورت
(۲) لوگ جب عام غفلت میں ہوتے ہیں تو انبیاء آتے ہیں یعنے جب جمیعت
مذہبی کم ہو جاتی ہے ہزار برس میں ایسا ضرور ہوتا ہے - تنسو برس میں
بھی نئے پیرایہ جدید ہوتا ہے اصل شوکت باقی رہتی ہے (۴) لاھیۃ
قلوبھم کھلاڑی دل آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں (۵) وہ نکتہ
چینیاں جو انبیاء پر ہوتی ہیں تو یہ نرم پیرایہ ہے کہ تمہارے جیسا
ایک آدمی ہے کہیں تو اوہ تو اذ لنا بادی الرائی ہی کہا گیا ہے (۶) دل
ربا باتیں کرتا ہے یا جادو گر ہے (۷) ربی یعلم القول - یعنے تم پر فرد
جرم لگ چکا ہے سزا ملیگی - (۸) اخلاق انبیاء اعلی دیکھکر پہلے تیس کوئیوں
پر اعتراض کرتے ہیں اور بشراً مثلکم نہیں کہہ سکتے اس سے بڑھ کر
بل افتراہ کہدیتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر شاعر کہدیتے ہیں کلام مؤثر
بھی دیکھتے ہیں (ت ۱۵۵۲) معرضون - فطرتی بات تو یہ
تھی کہ حساب کا وقت قریب ہو تو لوگ چونک جاتے کہ رسول اللہ
بھیجے گئے ہیں وہ اچھوں کی پڑتال کر رہے ہیں - امتحان ہو رہا ہے
ہر ایک جماعت کا محاسبہ ہو رہا ہے بڑی بڑی سلطنتیں موجود ہیں
عرب کا ملک کہ ادنے اور تعلیم سے مہذب بنایا جا رہا ہے قیصر کسرے
سے کہا جا رہا ہے کہ اگر حساب میں غلطی نکلی تو لا قیصر و لا کسرے
بعدہ یعنے ہر ایک کو اس کے اعمال کا نتیجہ ملنے والا ہے - افسوس
کہ اس پر بھی وہ اعراض کر رہے ہیں اور خواب غفلت کے لحافوں
میں پڑے سوتے ہیں - (ت ۱۵۵۳) انزلنا - کتاب
اتاری تو اس سے بڑھ کر دستور العمل کیوں نہیں بناتے بدیوں سے
کیوں نہیں بچتے (ت ۱۵۵۴) ذکرکم اے شرفکم - ع
(ت ۱۵۵۵) قصمنا - کانت ظالمۃ - قصمنا کی وجہ اور
دلیل ہے - (ت ۱۵۵۶) قوماً آخرین - دیکھو دنیا میں کتنی
قومیں عروج پکڑ کر خاک ہو گئیں - عبرت پکڑو - اگلا گرا پچھلا
ہشیار - (ت ۱۵۵۷) لعلکم تسئلون - یہ کفار سے
تمسخر ہے کہ دنیا کی آؤ بھگت پسند ہے تو ہیں واپس جاؤ کہ
دنیا تمہاری خوشامد و مزاج پرسی کرے (ت ۱۵۵۸)
دعویٰھم - اب وہ واپس تو کیا ہو سکتے خیلی ہو گئے ہیں بار بار
اپنے ظالم ہونے کا اقرار کرتے ہیں - (ت ۱۵۵۹) لا یفترون
تھکتے نہیں - کسی عابد سے پوچھا کہ تم عبادت سے تھکتے نہیں تو اس نے
کیا خوب جواب دیا کہ سانس لینے - پھیک مارنے سے تھکتے ہو
مطلب یہ ہے کہ سانس لینے سے انسان کو راحت حاصل ہوتی
ہے ایسا ہی عابد انسان کی جسم میں جب عبادت رچ جاتی ہے
تو پھر عبادت سے اس کو راحت حاصل ہوتی ہے اور وہ تھکتا
نہیں بلکہ لذت اٹھاتا ہے - (ت ۱۵۶۰) مکرمون -
اولیاء اللہ مقرب بندے ہیں جن پر کبھی ولد کا لفظ مجازاً بولا جاتا
ہے مگر حقیقی ولد وہ نہیں ہوتے - ع (ت ۱۵۶۱) اولم
یر الذین کیا فرعون نے نہیں دیکھا یا یقین نہیں کیا بار بار
نظارہ نہیں کیا (ت ۱۵۶۲) رتقا - دین و دنیا کے کارخانے
ایک دوسرے کے ظل ہیں یا مومن کو چاہئے کہ دونوں کو سمجھ کر کلام کرے دنیا
آخرت کی کھیتی ہے خشکی کے بعد بارش آتی ہے اسی طرح الہامات کی بارش
بھی ضرورت حقہ کے وقت ہوتی ہے ورنہ آسمان و زمین بند پڑے رہتے
ہیں (ت ۱۵۶۳) ففتقنھما - آسمان اور زمین کا کھلنا
بارش اور جھاڑوں کا ہونا اور بند ہونا اس کے برعکس ہے رسول
اللہ کے طفیل سے کھولے گئے ہیں - دیکھنا کیسی ذی حیات اور
اشجار و ثمرہ پیدا ہوں گے (ت ۱۵۶۴) من الماء - کیا حیوانات
کیا نباتات سب پانی ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور پانی ہی کے ذریعہ سے
زندہ رہتے ہیں (ت ۱۵۶۵) افلا یؤمنون - اس وقت
ایک بارش ہوئی ہے طبائع حسب فطرت پھل لائیں گے ع باران
کہ در لطافت طبعش خلاف نیست + در باغ لالہ روید و در شورہ
بوم خس - (ت ۱۵۶۶) ان تمید بکم - پہاڑوں کی
لیکر جا رہا ہے کہا جاتا ہے از ابن عباس اور چکی کی طرح قطب شمالی یا جنوبی میں یا
چرخ کی طرح خط استوا (ت ۱۵۶۷) فجاجا سبلا - جب کسی سے خدا
تنگ ہو گیا اپنا دیگر کا راستہ نہیں ملتا یا [illegible] [illegible] اللہ مستقیم ملتا ہے
(ت ۱۵۶۸) یسبحون - معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کا
وجود جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے نہیں ہے بلکہ سیال لطیف
ہے جس کے دیکھنے کے لئے اب تک سائنس والوں نے آلات پیدا
نہیں کئے - (ت ۱۵۶۹) الخلد - یہ آیت حضرت عیسیٰ
علیہ السلام وغیرہ کی وفات پر دلالت کرتی ہے مفسرین بھی

یہان لکھہ جاتی ہین سب مرگئے (ت ۱۵۷۰) کفرون -
یعنے تمہارے ہی معبودون کی برائی نہین کرتا بلکہ وہ رحمٰن کا بہی ذکر
کرتا رہتا ہے جسکے تم منکر ہو۔ (ت ۱۵۷۱) صٰدقین۔ یعنے
قیامت یا وعدۂ عذاب کب پورا ہوگا۔ سید احمد خان وغیرہ نے دہوکا
کہایا جو معجزات کا انکار کردیا۔ حضور کا ہر قول وفعل معجزہ تہا ع
(ت ۱۵۷۲) یکلئوکم۔ یحفظکم۔ نگہبانی کرتا ہے۔ (ت ۱۵۷۳)
یصحبون یبصرون۔ صاحب دیئے جائینگے نہین جس سے مراد مدد ہے۔ اور بالمدد
(ت ۱۵۷۴) طال علیہم العمر۔ دنیاوی سامانون مین پہنسے
ہوئے عمرین گزر گئین دل سخت ہوگئی ہین۔ اچہے بُری کی تمیز نہین رہی
(ت ۱۵۷۵) اطرافہا۔ امرا غربا۔ شرفا ضعفا۔ غرض ہر جماعت
سے لوگ نکلکر دین اللہ مین شامل ہو رہے ہین یعنے اسلام کا غلبہ
ہو رہا ہے۔ کفار کے امرا وغیرہ مارے جارہے ہین۔ (ت ۱۵۷۶)
بالوحی۔ اندازے وقیاس سے نہین بلکہ اعلام الٰہی وحی الٰہی سے ع
(ت ۱۵۷۷) ابراہیم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل
یا اُور تہا کے باشندے تہے۔ پشتو مین اورتیا آگ کو
کہتے ہین یہان بڑا آتش کدہ تہا۔ بابل مین صابیون کا مذہب
رائج تہا جو آگ اور ستارون کو پوجتے تہے جب مشرکین نے
مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ مین جلاؤ تو وہ اپنی تدبیر مین
ناکام رہے اور فضل الٰہی ابراہیم کے شامل حال رہا اور
وہ ملک شام کو بہیجے اور اُن کے بہتیجے لوط ایمان لائے یہین
حضرت اسحاق پیدا ہوئے اور اُن سے یعقوب پہر اُن کی نسل
سے ہزارہا انبیا اولیا پیدا ہوئے۔ یہ خاص اسی کا نتیجہ ہے لوط
علیہ السلام کو جمیل کے پاس رہنے کا حکم ہوا۔ (ت ۱۵۷۸)
رشدہ۔ انسان سچے اخلاص وسعادتمندی سے کوئی نیکی کرے
تو اس کا بدلہ ضرور ملتا ہے یہان دنیا مین بہی ضرور ملتا ہے ورنہ
سچے اور جہوٹے مذہب مین فرق کچہ نہین رہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم جو مذہب لائے اُسکی بنا صرف باتی وعدون ہی پر نہین
بلکہ حقیقت واقعہ اور عروج بمرتبہ کمال دین اور دنیا مین حاصل
ہوئے اور ہو رہے ہین۔ ملان مذہب حق ترک کرکے مسلمان اسکا نتیجہ
بہگت رہے ہین اور ذلیل ہو رہے ہین۔ (ت ۱۵۷۹) بل
فعلہ۔ قرآن شریف مین اس فقرہ پر آیت یعنے نقطہ لکہا ہے
اسلئے متن مین ترجمہ لکہا ہے۔ (بلکہ کرنے والے نے کیا تو ہے) یہ بڑی

مہنت کہڑے ہین ان سے پوچہو کہ کس نے کیا ہے اگر وہ بولتے ہون
(ت ۱۵۸۰) ان کانوا ینطقون۔ کیا عجیب انداز سے اور
کس خوبی سے بتون کی ناچاری اور بیچاریون کی حماقت کا اظہار
کیا ہے۔ (ت ۱۵۸۱) کیدا۔ اس آیت شریف سے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مشرکین حضرت ابراہیم کو جلانا نہین چاہتے تہے بلکہ
بت پرست بنانے کے لئے اسلئے دہمکی دینا چاہتے تہے مگر وہ اس ارادہ
مین ناکام رہے اور خدا نے انکو آگ سے نجات دی جیسا کہ پ ۲۱
آیت ۲ مین ہے توریت شریف مین حضرت ابراہیم کے آگ مین ڈالے
جانیکا کہین ذکر نہین ہے ع (ت ۱۵۸۲) فی الحرث
یہ قصہ ابن مسعود وشریح ومقاتل نے یون نقل کیا ہے کہ داؤد علیہ
السلام کے زمانہ مین چرواہے کی غفلت سے ایک رات بکریان انگور کے
کہیت مین جا گہسین اور کونپلین کہالین صبح یہ مقدمہ حضرت داؤد کے
یہان پیش ہوا۔ نقصان کا اندازہ لگایا تو بکریون کی قیمت کے
برابر تہا اسلئے بکریان کہیت والے کو دلا دین حضرت سلیمان نے یہ فیصلہ
سنا تو کہا کہ باغ والے کا باغ حسب سابق جب تک درست نہ ہو
بکریان باغ والے کے پاس رہین اور وہ انکے دودہ وغیرہ سے نفع لیتا رہے
اور بکریان والا کہیت کی درستی کرے جب باغ درست ہوجائے تو بکریان واپس
کہیت والا دے دے اس پر فریقین راضی ہوگئے اور حضرت داؤد نے بہی
اس فیصلہ کو بہت پسند فرمایا اور اجتہادی غلطی کو تسلیم کرلیا۔
(گو یہ قصہ مختلف فیہ ہے) مگر اس افتری قصہ کے مقابلہ مین نہایت
ہی صحیح ہے جس کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین سنونگا
کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت کوئی سو ادبی کے الفاظ کہتا
ہے تو اس کو جہوٹے یا زانی کی سزا دونگا۔ (ت ۱۵۸۳)
ففہمنہا۔ بعض وقت بڑون کو نہین چہوٹون کو بات سمجہا دیتا ہے
اللہ کی مصلحت وشان ہے جیسا کہ حدیث صحیح سے معلوم ہوتا
ہے۔ مشرکین اپنے بزرگون کو واجب الاطاعت
جانتے اور اُن پر غلطی کا احتمال جائز قرار نہ دیتے اور اندہی تقلید
جائز رکہتے خدا تعالیٰ نے انکو یون جواب دیا کہ داؤد نبی تہے باوجود
نبی ہونے کے مقدمہ کے فیصلہ کی نہین سمجہ نہ آئی اور سلیمان کو سمجہ
آئی۔ پس اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین اور بنی اسرائیل
کے بزرگون کی غلطیان نکالین پس اگر کوئی خدا کا مامور وملہم
علماء متقدمین کی غلطیون سے آگاہ کرے تو اسپر گلہ

۵۲۰

اعتراض ہے (ت ۱۵۸۴) الجبال یہانپر جبال سے مراد سردار یعنی بہاری لوگ یا سخت و سرکش لوگ بہی ہین (ت ۱۵۸۵) صنعۃ لبوس۔ ہمارے نبی کریم نے بہی زرہ بنائی جو اسلام و قرآن کریم ہے جس کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور اس کو عملاً یہین کہ کبہی شکست کا منہ نہین دیکہا۔ (ت ۱۵۸۶) بامرہ۔ سلیمان کو ہمنے اقبال دیا تہا اور بڑے بڑے تختون کے جہازون کو موافق ہوا اسکا تابع کردیا تہا جسسے کوہ جہاز دور و دراز مسافت کو تہوڑی مدت مین طے کرلیتے تہے ادر وہ جہاز شہر صور کے بادشاہ ذی بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑی پہونچانے کو بنوائے تہے جیسا کہ اول سلاطین باب ۵ مین ہے۔ (ت ۱۵۸۷) یوکنا فیہا سے مراد خلیج فارس جہان موتی نکلتے ہین (۲) بحیرہ روم (۳) بحر قلزم غرض تین طرف سے کرکے سفر ہوتا تہا اور اشیاء چلی آرہی تہین (ت ۱۵۸۸) یغوصون۔ یہ قوم ایک بہی نہر سویز وغیرہ دریاؤن مین پتہرون کے لئے غوطے لگاتی ہی اور بڑی ذلیل قوم ہے یہ عماتقی اور فلسطی اور افریقی وغیرہ قوم کے سرکش تنومند ہین دیکہو سفرنامہ روم شبلی نعمانی (ت ۱۵۸۹) ذاالکفل۔ عبدیاہ اٹھارہ باب پہلی سلاطین کو دیکہو۔

(ت ۱۵۹۰) النون۔ سورہ انبیاء سے ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام حکم الٰہی کے خلاف ورزی کا ارادہ کبہی نہین کرتے ارشاد ہے عباد مکرمون الخ پ۱۷ س۱۔ ایسی فطرت والے نافرمانی کا ارادہ بہی نہین کرسکتے اس مستحکم قاعدہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء کا حال بطور مثال کے بیان فرمایا پہلے حضرت ابراہیم۔ آیت ۵ ع۲۔ اور انکی اولاد مین حضرت اسحاق و یعقوب کا ذکر فرمایا اور سب کو صالحین کہا اور لوط علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور اسکو حکمت و علم سکہایا اور نوح کا اور اس کی دعا قبول کی پہر سلیمان اور داؤد کا ذکر فرمایا کہ انہین بہی علم و حکمت دی پہر ایوب کا کہ اسکی دعا قبول کی اور اسکا دکھ دور کیا پہر اسمٰعیل و ادریس و ذوالکفل کا کہ یہ صابر اور راست باز تہے پہر ذوالنون یعنے یونس علیہ السلام کا ذکر فرمایا (یہان ذوالنون منصوب آیا ہے) اور واؤ عاطفہ ظاہر کر رہا ہے کہ اسکا عطف کسی پہلے فعل پر ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم کے بعد سب انبیاء کرام واؤ عاطفہ کے ساتہ منصوب آئے ہین اور وہی فعل یہان مقدر ہے جو حضرت ابراہیم کے متعلق اتیناہ آیا ہے

رشدہ بولا گیا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ترجمہ مین اس مقدر فعل کو ہمنے ظاہر کردیا ہے ہان انبیاء پر جو مصائب آتی ہین اور انکی دعا کے بعد دور ہوجاتے ہین یہ انکے گناہ اور ذلت کی وجہ سے نہین کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہین بلکہ انکا صبر استقلال دشمنون کے مقابلہ مین اور خدا پر بہروسہ کرنا اور اسیکی مدد چاہنا بلکہ سارے نبیا جہو ثابت کرنا منظور ہوتا ہے اور ہر ایک نبی کی مصیبت کے ساتہ نجینا ہ کا ارشاد اور آخر یہ فرمانا کہ کذلک ننجی المؤمنین یہان مغاضبا کا لفظ جو آرہا ہے تو اس بات کا بیان نہین کہ وہ غضب کس کے متعلق تہا خدا کے متعلق تو نہین ہوسکتا کیونکہ رشد عطا ہوچکا تہا اور وہ مکرم بندے کہلاتے ہین اور خدا کے خلاف کوئی حرکت نہین کرسکتے تہے ہان وہ اپنی قوم اور بادشاہ کے متعلق غضب میں تہے۔ جیسا کہ ابن عباس کی ایک روایت مین ہے دوسرا فظن ان لن نقدر علیہ جس کے معنی ہین اسپر ہم تنگی نہین کرینگے جیسا لسان العرب جلد ۶ صفحہ (۳۸۶) اور قرآن مین من عبادہ و یقدر لہ پ۲۰ ع۱۱ دوسرا کنت من الظالمین کا لفظ ہے جو انسانی کمزوری اور نقص کا اظہار ہے اور خدا سے دعا کرتے ہین اور حدیث سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مصائب دور کرنے کے لئے ایک مجرب دعا اور اسم اعظم ہے نہین معلوم ہوتا کہ گناہ سے معافی مانگنے کے لئے استغفار ہے کیونکہ آگے پیچہے کسی گناہ کا ذکر نہین یہان ظالم کے معنی زیر مصائب کے نیچے دبا ہوا ہے ہین اور آگے و نجیناہ من الغم ان معنی پر خوب روشنی ڈال رہا ہے اس مقام پر حضرت یونس کا نہ خدا کے قرب سے بہاگنے کا ذکر ہے اور نہ حکم توڑنے کا اور نہ کسی گناہ کا اقرار ہے اور نہ سورہ صافات مین مچہلی کے نگلنے کا ذکر ہے پہر انکے تسبیح و تقدیس کے سبب سے نجات اور یہ بات نہ ہوتی تو مچہلی کے پیٹ مین دائمی رہتے اسکا ذکر فرمایا گیا ہے ان بیانات سے یہ خیال کرنا کہ حضرت یونس خدا پر خفا ہو کر بہاگے تہے پرلے درجہ کی حماقت ہے ور نہ خدا خود اس بات کو بتاتا نبیون سے جرم نہین ہوتا چنانچہ قرآن شریف اس بات پر شاہد ہے کہ کسی نبی پر مجرم کا لفظ اطلاق نہین پایا ہان ذنب کا لفظ جو انسانی کمزوری پر بہی بولا جاتا ہے بعض نبیون کے ساتہ آیا ہے اسی طرح استغفار جس کے معنے غلطیون سے محفوظ رہنے کی دعا اور ترقیات کمال کی درخواست کرنا نبیون کے ساتہ آتا ہی کا غیر

(ت ١٥٩١) رب لا تذرنی - یہ آیت شریف اولاد کی ہونے کے لئے مجرب نسخہ ہے - جو اس کتاب مین اور جگہ بھی ذکر ہو چکا ہے -

(ت ١٥٩٢) المحصنت - فرج کا لفظ سوراخ پر دلالت کرتا ہے اور معنی عیب ہے اور سوراخ سات قسم کے ہین جسکی طرف سبعة ابواب مین اشارہ ہے - (ت ١٥٩٣) تقطعوا امرهم - اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جیسے تنزیہ و تشبیہ کی بحث تقدیر و تدبیر کا جھگڑا اور ناسخ و منسوخ کے بیان اور عرش و فرش کے مسئلے اور وجود و شہود کی تقسیم وغیرہ وغیرہ - اصل حقیقت سے دور رکھ کر مسلمانون نے لکھے اور بیان کئے اور جامعیت کو جس کی طرف خدا بلاتا تھا اور کلام الٰہی اس کا مبین تھا چھوڑ دیا - اور جامعہ اتفاق کا پارہ پارہ کر دیا - اصل مین سب کا دین اور طریقہ ایک ہی تھا جو ملا اتفاقی اور ناسمجھی سے الگ الگ ہو کر عیسٰی بہ دین خود و موسٰی بہ دین خود کا مصداق بس مقولہ بنا - (ت ١٥٩٤) کاتبون - یعنی دین اسلام اور اعمال صالحہ کے تیرے محفوظ رکھنے والے ہین (ت ١٥٩٥) انهم لا یرجعون - یعنے دوبارہ دنیا مین زندہ ہون یا اصلاح کی طرف آئین یا قیامت مین ہمارے سامنے سرخرو ہون یہ محال ہے (ت ١٥٩٦) یاجوج و ماجوج دو آدمیون کا نام ہے جو کہ انگریزون اور روسیون کے مورث اعلٰی تھے چونکہ عرب مین قومون کا نام ان کے مورث اعلٰی کے نام پر ہے اس لئے ان قومون کا نام یاجوج ماجوج رکھا گیا اور اس کی وجہ تسمیہ ایک یہ بھی ہے کہ اج آگ کو کہتے ہین - ان قومون کے رنگ چہرہ کی بھڑک اور غضب آتشین ہے اور زمانہ حال مین تو انہون نے اپنے ہر ایک کام کا مدار آگ ہی پر رکھ لیا ہے اصل امر کا ثبوت کہ اس سے مراد انگریز اور روس ہی ہین علماء اسلام کی کتب و علماء نصارٰے کی کتب حزقیل باب ٣٨ و ٣٩ و مقدمہ ابن خلدون کے جغرافیہ مین یاجوج اور ماجوج کا محل تعین کیا ہے - جو کہ انگریزون اور روس کی جگہ ہے (ت ١٥٩٧) زفیر - گدھے کی اونچی آواز کو بولتے ہین - (ت ١٥٩٨) الفزع الاکبر جیسا نامہ عبرانیہ باب ١ آیت ١١ تا ١٢ - وہ سب پوشاک کے مانند پرانے ہون گے اور چادر کی طرح تو انہین لپیٹے گا لکھا ہوا ہے (ت ١٥٩٩) [illegible] سے مراد ملک شام ہے چنانچہ زبور باب ٣٧ آیت ٩-١٠-١١ - مین اس کا ذکر ہے -

(ت ١٦٠٠) الحسنٰی - مطلب یہ ہے کہ عذاب جو نہین آتا تو تمہین گویا موقع دیا جاتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور غفلت چھوڑ دو یا دنیا کا چند سے فائدہ اٹھا لو ع

سورۃ الحج

(ت ١٦٠١) تمہید - یہ سورۃ مدنی ہے مدینہ طیبہ مین (٧) گروہ آپ کے دشمن تھے (٣) یہودیون مین سے (٢) مشرکون مین سے (١) عیسائیون مین سے - چوتھا گروہ منافقین مکہ والے بھی مخاطب ہین کیونکہ اسمین فتح مکہ کا بھی اشارہ ہے اس رکوع مین شدائد قیامت کا بیان ہے - (ت ١٦٠٢) شیء عظیم یعنے اللہ کا عذاب بہت سخت ہے - بظاہر جنگ بدر و فتح مکہ مین یہ واقعہ پیش آ چکا ہے (ت ١٦٠٣) بغیر علم - افسوس ہمارے زمانے کے لوگ اس مرض مین زیادہ مبتلا ہین - یا تو سرے سے علم ہی نہین یا علم ناقص جو بدتر از لاعلمی ہے - ہمارے مرشد حضرت مسیح موعود فرماتے ہین - ز علم ناتمام شان چہا افتاد ملت را - (ت ١٦٠٤) لنبین - یعنے دنیا ہی مین ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہم پیدا کرتے چلے گئے تو پھر قبر کے بعد جی اٹھنے پر وہ کیون نہین ایمان لاتا - (ت ١٦٠٥) طفلا - بچہ طفل یعنے طفیلی بنا ہوا ہو تا کہ خود کچھ نہین کر سکتا - (ت ١٦٠٦) ارذل العمر - یعنے بہت بوڑھے ہو جاتے ہین - اعضا ناتوان اور دماغ مین خلل اور دوسرون کا محتاج ہو کر پھر اسی بچپنے کی باتین آ گئین ہین -

(ت ١٦٠٧) هامدة - مر کے اٹھنے کی دوسری مثال اور رسول اللہ کی آمد کی طرف اشارہ ہے (ت ١٦٠٨) بغیر علم ولا ھدی الخ نہ تو اسے الہام ہے نہ عقلی دلیل نہ کتب آسمانی کی سند ہے محض تکبر و شیخی سے لوگون کو گمراہ کرتے ہین اکثر لوگ علم سمجھتے ہین مگر غرض نیک نیتی ان مین نہین ہوتی اور نہ کتاب منیر واعظ اکثر مضحکات و مبکیات کو وعظ کی روح سمجھتے ہین مگر قرآن مجید کا صحیح وعظ و سنت نبی کریم کا موثر بیان ایسا نہین کرتے جیسا چاہیے

(ت ١٦٠٩) ذلک یہ اس کا بدلہ جو تم آگے بھیج چکے ہین اس مین تناسخ کا بھی رد ہے جس مین سزا پانے والے کو خبر نہین ہوتی کہ کس قصور کی سزا ہے - (ت ١٦١٠) بظلام - یعنے انسان اپنی ہی بدکاریون کا نتیجہ پاتا ہے کیونکہ خدا کچھ بھی ظلم نہین کرتا

ع (ت ١٦١١) ومن الناس اس رکوع مین منافقین سے تخاطب ہے

مؤمن کو چاہیئے کہ خوش حالی و تنگ حالی دونون مین قضا و قدر کے ساتھ موافقت کرے نہ کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔

(ت ۱۶۱۲) علی الحرف ـ یعنے اطمینان و استقلال سے نہین بے دلی و عوض و سُستی سے جیسے آخر وقت نماز پڑھنا وغیرہ (ت ۱۶۱۳) انقلب علی وجھہ یعنے دین یا نماز چھوڑ دی اور سمجھا کہ دین اور نماز ہم کو راست نہین اور بعض لوگ نماز کو دنیوی اغراض کے حاصل ہونے کی وجہ سے پڑھا کرتے ہین اسی طرح وظائف و اعمال ہو رہنا فقانہ نماز و اعمال صالحہ اگر انہین نقصان آجائے تو نماز روزہ وغیرہ مین بھی نقصان آجاتے ہین کتنا ہے کہ نمازی ہین (ت ۱۶۱۴) لن ینصرہ اللہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آسمانی تعلقات اور ربانی امداد ہے اسکو آسمان پر جا کر قطع کرنے کی کوشش کرے کیونکہ اسمین تو اسکے ہاتھ پیرون سے کچھہ نہین ہوسکتا پھر آسمان پر جانا تو محال ہی ہے اس نادان کو سمجھا کہ نصرت آسمانی کو کون روک سکے ـ چھت مین رسا ڈال کر سولی لے خودکشی کرے ۵ گر توہے پسندی تغیر کن قضا را ـ لن ینصرہ اللہ مین ضمیر آگئی ہے ـ یا اس آیت کا یہ مطلب ہے عبادت مین مطلب کا یار نہین ہونا چاہیئے عسر یسر مین قدم آگے بڑھانا چاہیے اگر تنگی دیکھہ کر انسان خدا کو چھوڑیگا تو اس سے زیادہ مصیبت مین پڑیگا کوئی مصیبت آئے تو اس سے مایوس نہین ہونا چاہیئے ان مع العسر یسرا جس شخص کو مایوسی یہان تک پہونچا دے کہ وہ خدا پر ایسا سوء ظن کرے کہ خدا اس پر کبھی رحم نہ کریگا تو ایسا شخص اگر اپنی چھت سے رسا باندہ کر پھانسی لے لے اس سے بھی اسکو کچھہ فائدہ نہین کیونکہ جس خدا پر وہ بدظن ہے وہ خدا تو بعد الموت بھی عالم برزخ مین بھی موجود ہے تو دنیا کے دُکھہ کی وجہ سے خودکشی کرنا بھی کسی خوشی کا موجب نہین السماء کے معنی السقف کے آتے ہین اور ان لن ینصرہ اللہ مین ہ کی ضمیر مَن کی طرف جاتی ہے مقصد یہ ہے کہ خدا پر حسن ظن کرو اگر اس سے بدظنی کروگے تو پھر تمہارا کوئی ٹھکانہ نہین خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہوگے ـ ومن ورائہ جہنم ویسقی من ماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت ۔ والصابئین یعنے گنتی ٹوٹکے وغیرہ کرنے ستارون کا خیال رکھنے نقش بروج بنانے صوفیانہ طبیعت رکھتے فیلسوفانہ دلائل سے بھی مانوس ہین ـ جن کے مثیل آجکل تھیوسوفیکل سوسائٹی جن مین پارسی

مسلمان اور بعض انگریز اور ہنود وغیرہ جماعتین شامل ہین سمجھنا چاہیئے ـ (ت ۱۶۱۶) جنت یعنے فتوحات کی نسبت پیشگوئیان بھی ہین فتح مکہ و عراق اور وہان کے لباس زیورین ـ عرب خشن پوش قوم تھی بالون کے کپڑے پہنتے نہ ریشم و پشمینہ وغیرہ ـ ع

(ت ۱۶۱۷) للیشھدوا ـ حضرت حکیم الامۃ مولٰنا و سیدنا مولوی نورالدین صاحب کا بیان ہے کہ مین نے غور کیا ہے کہ حج مین کیا کیا فائدے ہین ان کثیر فائدون مین چند یہ ہین (۱) وضعداری جو امرا وغیرہ سست الوجود لوگون مین بہت ہوتی ہے اور بڑی خراب تکلیف دہ چیز ہے اسکا ازالہ ہوا امیر ہو خواہ بادشاہ اسکو بھی دو ہی چادرین (۲) دوست احباب وغیرہ کا ترک کرنا خاص خدا کے لئے (۳) جوکس ہشیار رہنا (۴) انانیت اور تکبر چھوڑنا (۵) مجمع عام کی دعائین جو اکثر مقبول ہوتی ہین (۶) دولتمندون کے لئے ساری دنیا کے عجائبات تجارب تجارت وغیرہ کے نظارے و اطلاع ہو (۷) مکہ شریف مین اڑھائی سو سے زیادہ زبانین بولی جاتی ہین وہ سیکھے ـ اور مکہ معظمہ کے نظارون مین بڑی بڑی خوبیان ہوتی ہین

(۸) اللہ جل جلالہ کی عظمت کا نشان دکھاتے ہے کہ وادی غیر ذی زرع کو کیسا آباد کر دیا خشک پہاڑ جہان بارش نہین گھاس تک نہین وہان انواع و اقسام کی نعمتین موجود کر دین (۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون کی عظمت دکھی ہے (۱۰) عرفان الٰہی کا مظہر (۱۱) ہر مقصد کے حاصل ہونے کی جاہے (ت ۱۶۱۸) ایام معلومٰت یعنے عشرہ ذی الحجہ اور یوم النحر اور اس کے بعد کے ۳ روز مین خدا کا ذکر اور قربانی کرو (ت ۱۶۱۹) بھیمۃ الانعام قربانی عظیم الشان واقعہ کا یادگار ہے یعنے حضرت ابراہیم کے نوجوان بیٹے کا جسکی نسبت ذبح کا حکم ہوا اسوقت ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی تو گویا حضرت ابراہیم کو عزت اور اسمٰعیل ارمان اور آرزوئین سبھی کچھہ قربان کرنا پڑا اور صبر و استقلال کا سبق کیا پہلی دفعہ ہے اور صفا و مروہ پر جانے سے حضرت ہاجرہ کو کیا بلا نیاز مندی کے دو قسمین ہوتی ہین ایک خادمانہ دوسرے عاشقانہ خادمانہ تو نماز و زکوٰۃ سے ادا ہوتی ہے جو ہر روز اور سالانہ کرنا ہوتی ہے اور عاشقانہ حج اور روزہ کی صورت مین ظاہر ہوتی ہے حج دربار شاہی کی مثال ہے اور روزہ محبوب کے بلا اجازت ضرورت ذاتی کو ترک کرنے کی نظیر ہے جو عاشقانہ رنگ رکھتی ہے ـ (ت ۱۶۲۰) تفثھم

یعنے حج مین قربانی کرکے احرام کھول دین حجامت بنوائین نہائین دھوئین
میل کچیل دور کرین (ت ۱۶۲۱) ولیطوفوا - ایک نا واقف نے
یہان اعتراض کیا کہ طواف و سجدہ کعبہ کا پرستش بغیر اللہ ہے یا نہین
اسکا یہ جواب ہے کہ پرستش کے معنے معلوم نہ ہونے کے سبب اس قسم کی بہت
سے غلط سوالات پیدا ہوتے ہین اور مشرک و موحد مین فرق نہین
رہتا - سناتن اور آریہ برہمو - صابی - عیسائی - مسلمان وغیرہ سب نے
مان رکھا ہے کہ ایک ایسی وجود جو ہمارے لئے مفید یا مضر ہو ان سے فائدہ حاصل
کرنے یا مضرت سے بچنے کے لئے دعا پیار اور یاد کر اسکی مدح بجا لانا مطلب کا
اظہار اس سے کیا جاتا ہے پھر اپنے افعال پر اسکی عظمت کا اثر ڈال کر
عاجزانہ تذلل کی حرکتین کی جاتی ہین اسی کا نام پرستش ہے مگر مکہ یا مسجد یا
کسی اور مقامون مین جہان ہم اللہ کی نماز پڑھتے ہین یا عبادت کرتے ہین
ہماری نمازون اور تمام عبادت مین نہ تو اس مقام کا نام نہ دھیان نہ اسکی مدح
نہ اس سے طلب وغیرہ امور مذکورہ کئے جاتے ہین دوسرے معابد گرجے پڑتے بھی ہین
مگر عبادت مین تو اسکا کچھ ہرج نہین تیسرے پرستش کیلئے اصلی یا اصل روح ہے
اور روح جہت نہین رکھتی ہان جسم کی یہ خاصیت ہے کہ اسکی توجہ کسی خاص طرف کا
اسلئے ہر ایک ستارہ کو کسیطرف توجہ کرنی پڑتی ہے نہ روح کو (ت ۱۶۲۲)
ومن یعظم - جس کو خدا نے بڑا بنایا اسکی تعظیم کرنا چاہئے مثلاً مامور
اور کلام الٰہی وحاکم واستاد و مان باپ وغیرہ کی (ت ۱۶۲۳)
الانعام - قربانیون مین ترقیات کا اصل الاصول ہے دنیا مین کوئی
مذہب و سلطنت نہین جس مین قربانی کی رسم نہو - تو بغیر اس کے
کمال اور افزونی حاصل نہین ہوتی - جو باغبان تبر دست نشتر دیدہ انگور
قربانیون کے اور اسرار بھی اپنے اپنے محل پر بیان کئے گئے ہین -
(ت ۱۶۲۴) قول الزور - چونکہ بت اور جھوٹ مفہوماً توحیداً
ایک ہین اس لئے قرآن مجید مین قریب قریب بیان کئے گئے بتون
کے ساتھ جھوٹی بات کو بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہالت
سے فرضی تصرف کا انہین قابل سمجھا جاتا ہے اسی طرح جھوٹا اپنی
جھوٹی بات کو سچ سمجھ رہا ہے - ع (ت ۱۶۲۵) لحومہا یعنے
تمہاری دلی ارادات اور اطاعت اللہ کو پسند آتی ہے - نہ گوشت اور
اشیاء وغیرہ - ع (ت ۱۶۲۶) اذن - دیکھو اسلام مین جنگ
دفاعی ہے نہ خود اختیاری، نہ شوقی نہ جبری ہو تکلیف کے بعد آرام ملتا
ہے قتل و روزہ کے بعد فرزند [illegible] ہو تو تکلیف [illegible] یہ راحت ہوئی

سے ہے بعض صحابہ کو اونٹون کے ذریعہ چیر ڈالا بعض عورتون کی شرمگاہ
مین برچھین مارین - گرم پتھرون پر بھی لٹایا گیا - بنی ہاشم
کا غلہ روکا گیا ان تکالیف کے بعد جنگ دفاعی کا حکم ہوا -
(ت ۱۶۲۷) نکیر - یہ تمثیلی پیشگوئی ہے تکذیب سے جسطرح
قومین معذب ہوئین اسیطرح تیری قوم کو خبیث ہلاکت کے بعد تیری تکذیب
اور تکفیر کی وجہ سے نیست و نابود کر دیا جائیگا (ت ۱۶۲۸) مما تعدون
بعض دن پچاس ہزار برس کا بعض ایک سال کا بعض ایک لحظہ کا تو گویا یوم سے
مراد صرف مدت ہے سنة الفراق سنة وسنة الوصال سنة اگر
سا ایک سال ایک جھپک کے برابر ہے - مرزوق کو دیکھو حضرت کو مکہ والون
نے عمرہ سے روکا اور کہا کہ اس سال اگر اجازت دیدین تو ہماری عزت مین
فرق آ جائے گا اگلے سال آنا اور یہ شرائط بھی کین (۱) تلوارین میان کی
نہ ہون تیر ترکش مین ہون بھالے برچھے مین (۲) تین ہی دن رہین یہان
کا کوئی مسلمان ان کے ساتھ نہ جائے یہان خود آوے تو روکا نہ جاوے
غرض یہ بات منظور تو کر لی مگر فرمایا کہ تم عزت وجاہت کیلئے پھرتے ہو
عنقریب خاک مین مل جائے گی ہان جو مجھے مانین گے اور بھلے کام کرین گے
وہ معزز ہون گے ع (ت ۱۶۲۹) ما یلقی الشیطن غلط
باتین غلط ثابت ہو گئین اور القائے شیطان دور ہو گئے حق اور سچی
باتین رہ گئین ۵ غرض رک سکتے نہین ہرگز خدا کے کام بندون سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے (ت ۱۶۳۰)
یحکم اللہ - بعض مفسرین کی عادت ہے کہ بعض آیات قرآنی کے متعلق کوئی
قصہ گھڑ لیتے ہین اور کوئی شان نزول قرار دیتے ہین چنانچہ اس
آیت شریف کی تفسیر مین ایک قصہ نقل کرتے ہین - سورۃ نجم کی
آیت ومنوة الثالثة الاخری کے بعد آنحضرت نے شیطان کے القا
سے یہ جملہ پڑھا تھا نعوذ باللہ منہا تلك الغرانیق العلی وان
شفاعتهن لترتجى اس سے بت پرست بہت خوش ہوئے
اور یہ بھی لکھا ہے کہ جبرئیل نے تنبیہ کر دی کہ یہ شیطانی الہام ہے
استغفر اللہ العظیم - یہ قصہ ہی سراسر لغو ہے جسکی تردید
امام فخر الدین رازی اور صاحب مدارک و بیضاوی وغیرہ محققین
نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کر دی نزول وحی اللہ کے ساتھ
بڑا انتظام ہوتا ہے چنانچہ سورہ جن مین فرمایا ہے فانه یسلك من
بین یدیه ومن خلفه رصدا پ ۲۹ ر ۱۲ - (ت ۱۶۳۱)

یہ پیشگوئی ہے کہ یہی وحی کے منکر کافر ہونگے اور اس کا سلسلہ قیامت تک رہیگا۔ (ت ۱۶۳۲) عقیم - کام یابی کا بچہ نہ جنے مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ جنگ بدر کا دن ہے - غ -
(ت ۱۶۳۳) ابراھیم - ابراہیم کا باپ مراد یعنی محبت الہی رکھنے والا

الجزء ۱۸

سورۃ مؤمنون

(ت ۱۶۳۴) تمہید - دنیا میں لوگوں کے دو غلط خیالات مشہور ہیں ایک یہ کہ صرف ایمان ہی سے نجات ہو گی (۲) کہتے ہیں عذاب کرنے سے خدا کو کیا فائدہ یا عبادت کی اسکو کیا ضرورت ہے دینیات میں ایمان سے مراد اس مضمون سے ہی جو پارہ ۲ ۲۲/۳ لیس البر میں جسکا بیان ہے اور نیز پارہ (۵) ۱۶/۲ اور ان ایمانیات کے منوانے میں کسی زبردستی کی ضرورت نہیں جیسے آیۃ الکرسی میں لا اکراہ فی الدین ۳ ۲ اور لو شاء ربك پارہ (۱۱) ۱۴/۲ میں ہے لیسے ایمان ہی میں صرف صاف صاف تبلیغ کر دینی چاہئے پھر جسکا جی چاہے مانے اور جس کا جی چاہے نہ مانے جیسے فمن شاء فلیؤمن ایک ایمان محض زبانی اقرار ہوتا ہے جو ایک قسم کا فریب ہے اصل ایمان والے کو نتیجہ جناب الٰہی سے مردود ہونے کا ملتا ہے اور نیکی اور بدی کی تمیز اس سے جاتی رہتی ہے اور تکبر اور خودداری اور ریاکاری اور ظلم اور بدعملی اور بے ایمانی اسکا شیوہ ہو جاتا ہے جیسے پ ۱ ع ۲ - ومن الناس سے شروع ہے اور اسی کیلئے ارشاد ہوتا ہے وقالت الاعراب امنا پ ۲۶ اور حقیقی ایمان سے خدا کی محبت شیطان اور بدکاریوں سے نفرت ہوتی ہے اور خدا اسکی خاص مدد فرماتا ہے اور اس کو ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے جیسے آیت الکرسی کے رکوع کی آخری آیت اسپر دلالت کر رہی ہے اور وھو خیر الناصرین اور مع المتقین اور حق علینا نصر المؤمنین - وغیرہ آیات کثیرہ - جو تھے ایمان کی حیات اعمال صالحہ سے ہے اسکو اپنے اعمال درست رکھنا چاہئے اور ایمان کی باغ کو عمل صالح کے پانی سے تر و تازہ رکھتا وہ اس خوشخبری کا مستحق ہو - وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات پارہ (۱) ع ۳ - آیت ۲۴ - وغیرہ آیات کثیرہ اور یہاں بھی اسی ایمان کی طرف اشارہ ہے

(ت ۱۶۳۵) قد افلح المؤمنون الخ - فتحمند کا طریقہ بتلایا کہ نماز با حضوری قائم کریں زکوٰۃ دیں غرض کتاب اللہ پر عمل کریں براہین کے حصہ پنجم میں ان آیات کی بہت ہی اچھی تفسیر لکھی ہے - خاشعون کی تفسیر میں صوفیا نے فرمایا ہے
رسم دعا از تو اجابت ہم ز تو + عبادت میں پورا تذلل خوف حق مع محبت
اللغو کل باطل کل معاصی تاش گنجفہ چوسر کبوتر بازی مرغ بازی اور پتنگ بازی گپیں بیجا نکتہ چینیاں وغیرہ چھوٹ جائیں خلقنا اندازہ کیا قیاس کیا یا نچ معنی (۱) قرن صدی (۲) من مات فقد قامت قیامتہ (۳) انجام کار (۴) صدمہ مصیبت (۵) روز خیر و شر (ت ۱۶۳۶) اللغو - لغویات سے مراد عام ہے اقوال و افعال کچھ ہوں جو بے سود یا بے محل ہوں - (ت ۱۶۳۷) ترے العادون - یعنی متعہ لی ویو گیا بر داشتہ و خواص وغیرہ نے نکاح کی عورتیں حرام ہیں - (ت ۱۶۳۸) لقادرون یعنی تجدید ہی ہوتی رہے گی ہم ہی آتے رہیں گے نیا پانی پرانے گند آمیز پانی کو یعنی فہم غلط کو دور کرتا رہیگا - غ (ت ۱۶۳۹) مثلکم یعنی تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہے یہی خیال حصول فیض کا مانع ہے جب حقارت سے کسی کو دیکھا جائے اور سوء ظن ہو (ت ۱۶۴۰) جنۃ یہ فیلسوفی خیال ہے - مجنون ہو گیا ہے - اس کو آسیب ہو گیا ہے حد سے پہنچ گیا ہے - دماغ بگڑ گیا ہے (ت ۱۶۴۱) فار چونکہ یہ سب پیشگوئی ہے اس لئے ماضی بہ معنی مضارع ہے اکثر قرآن شریف میں باعتبار علم یقینی امر الٰہی ہونے کے ماضی ہی کے لفظوں میں آتا رہتا ہے - (ت ۱۶۴۲) التنور (۱) مشہور روٹی پکانے کا (۲) زمین کے اوپر کا حصہ (۳) اونچی جگہ (۴) جہاں سے چشمہ نکلے (۵) پچھلی رات صبح صادق کے بعد کا حصہ - مرتبہ منزلی حصول مقصد کے بعد بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے تاکہ حاصل شدہ زائل نہ ہو جائے (ت ۱۶۴۳) منزلا مبارکا - اس سے حدیث صحیح معلوم ہوتی ہے کہ بعض مکانات منحوس ہوتے ہیں اور بعض گھوڑے اور عورتیں بھی - (ت ۱۶۴۴) الملاء جنکی بات کی طرف لوگ مائل ہوں - وہ بڑے اشراف - حاکم - بڑے دنیا دار - موٹے تازے اس کے مقابل میں غلام کو رقیق کہتے ہیں جو دبلا ہوتا ہے -
(ت ۱۶۴۵) هیهات - اور اسکے معنی ہے بعید ہے اسم فعل

ہوتے ہین ان کے معنی مین افعل تعجب یا مبالغہ ہی ہوتا ہے یعنی مابعد (ت ۱۶۴۶) نموت۔ مرتے ہین اس واسطے مقدم ہوا ہے کہ بعث ابھی تک بھی یا رنج و خوشی کا آنا کافرون کا مرنا ہی دنیا ہے ان کیا اعتقاد مین ہے (ت ۱۶۴۷) رب انصرنی۔ انبیاء کا ہتھیار دعا ہے جسکو چلا کر ہمیشہ کامیاب ہوتے ہین ع (ت ۱۶۴۸) کلوا من الطیبٰت عمل صالح کے حصول کا ذریعہ اکل حلال ہے اور رؤیا صالحہ اور الہامات کیلئے صدق مقال چاہئے علیم۔ جو اس بات کا بیکا خیال رکھے گا یعنے خدا کو یقیناً علیم جانے گا وہ عمل صالح ضرور کرے گا انشاء اللہ۔ (ت ۱۶۴۹) زبرا۔ لغت مین ٹکڑے ٹکڑے کہین نہین لکھا ممکن ایک معنی یہ ہو سکتے ہین ہر ایک گروہ یہی سمجھ بیٹھا ہے بس کتاب الٰہی یہی ہے جو ہمارے پاس ہے۔ (ت ۱۶۵۰) راجعون۔ یعنے رجوع بحق ہونا ہے اس خوف سے کہ ہمارے اعمال قبول ہی ہوئے یا نہین حضرت عائشہ صدیقہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اگر آدمی زنا کرے چوری کرے پھر خوف کرے اللہ کا تو نجات پائے گا فرمایا اے ابنتہ الصدیق نہین بلکہ وہ نیک کام کرے اور ڈرے بھی کہ قبول ہوئے یا نہین۔

(ت ۱۶۵۱) لا نکلف یعنے ہم تو کسی پر جبر نہین کرتے کسی کے حوصلہ سے بڑھ کر کام نہین لیتے یہ غلط بات مشہور ہے کہ ؎
درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ + باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

(ت ۱۶۵۲) بالعذاب۔ قحط سالیین ہوئین مری پڑی مگر منکرون نے رجوع بحق نہین کیا ع (ت ۱۶۵۳) انشأ لکم الخ بنائے تمہارے لئے پیدا ہوتی ہے محبت نعمان بحق اس لئے اللہ تعالیٰ بار بار اسکا ذکر فرماتا ہے اگرچہ احسان الٰہی کی کوئی حد نہین۔ کان کیا عجیب چیز ہین ہم اس سے نبیون اور ماموروں کی باتین سنتے ہین اور قسم قسم کی آوازین امدد عا و سلام وغیرہ۔ آنکھ کیا عمدہ چیز ہے جس سے پاک صورتین و کلام اللہ شریف کی رنگین عبارتین اور جمال حسن کی پاکیزہ تصویر دیکھتے ہین۔ عقل اگر نہ ہو تو سب بیکار ہے۔ اختلاف الیل الخ کسی ملک مین رات ہے کسی مین دن ہے (ت ۱۶۵۴) تعقلون عقل ہی تمیز کا آلہ ہے ورنہ انسان بے تمیز ہے (ت ۱۶۵۵) ولا یجار۔ یعنے خدا کسی کو پکڑنا چاہے تو کوئی بھی ایسا نہین جو بنا دے سکے ممکن تعوذ اور دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جو شیطان سے بھی بچا سکتی ہے اور کامیابی کے دروازے کھول دیتی ہے۔ انبیاء ہمیشہ دعائین لگے رہتے ہین اسلئے وہ معصوم ہین علیٰ ہذا فرشتے وغیرہ کمتر قدر خوف کا مقام ہے کیونکہ انبیاء ڈر رہے ہین ع (ت ۱۶۵۶) ادفع بالتی ھی احسن برائی کا دفعیہ اپنی خصلت سے کر جو اچھی ہی نہین بلکہ بہت اچھی ہو۔ ترمذی مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ ہم کسی کے مہمان ہون اور وہ ہماری مہمانداری نہ کرے تو کیا وہ جب ہمارا مہمان ہو تو ہم اس کا بدلہ کرین تو آپ نے فرمایا ایسا مت کرو بلکہ اسکی مہمانداری کرو بدی کے دفعیہ کے لئے عمدہ عمدہ تدبیرین سوچنا چاہیے آخر اور بہتر تدبیر دعا پھر قول موقعہ پھر سمجھانا پھر علانیہ نصیحت۔ کیا خوب کہا حضرت سعدی نے ؎
بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی احسن الیٰ من اسا

(ت ۱۶۵۷) حتی۔ یہ حتیٰ ابتدائیہ ہے جسکے معنے ہین یا ورنہ ارجعون چاہئے تھا ارجع یہان جمع آگیا ہے اصل مین تین بار تھا جمع کر دیا گیا ہے۔ دنیا مین مُردون کے واپس نہ آنے کی ایک دلیل ہے کیونکہ اسکا جواب نفی مین دیا گیا ہے (ت ۱۶۵۸) کلا دنیا مین مردون کے دوبارہ آنے کی ممانعت ہے یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص کے جواب مین جو کہتا ہے کہ مجھے دنیا مین پھر بھیج دے تا کہ مین نیک عمل کرون اسکو ارشاد ہوتا ہے۔ کلا ہرگز ایسا نہین ہو سکتا یعنے دنیا مین تم دوبارہ نہین بھیجے جا سکتے (ت ۱۶۵۹) یبعثون ان کے پیچھے ہوا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون یعنے قیامت تک دنیا اور آخرت کے درمیان ایک حیلولہ اور آڑ ہے کہ نہ مردہ ادھر آسکے نہ ادھر جس سے قیامت ہو سکے بعد نجات ہوگی مردون کے دنیا مین پھر نہ پلٹنے کی یہ بھی دلیل ہے۔ (ت ۱۶۶۰) جھلس کر سکڑ جانے والے کالح جل کر سکڑ جانے والا (ت ۱۶۶۱) ذکری سے مراد قرآن و عمل قرآن ہے (ت ۱۶۶۲) تضحکون یعنی نیکیون کی عداوت میری یاد سے تم کو غفلت کا موجب ہوئی اس غفلت کی تمہین خبر نہ ہوئی اور تم ہنستے ہی رہے۔ (ت ۱۶۶۳) لا یفلح۔ اس سورہ کا شروع بھی فلاح کے لفظ سے اور آخر بھی اسی سے ہے ع

سورۃ نور

تمہید۔ شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدینہ سابق مرشد حضرت خلیفۃ المسیح کا کہنا ہے کہ یہ سورہ شریف ہندوستان مین بدعملی کی وجہ سے

منسوخ ہو رہی ہے کسی عورت نے کہا کہ اگر میں اس سورہ پر یہاں عمل کروں
تو گھر میں رہنا مشکل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان مرد اور عورتوں کو
ثبات فی الدین اور عمل بالقرآن نصیب کرے۔ (ت ۱۶۶۴)
الزانیۃ۔ زانیوں کے کئی گروہ ہیں سب سے بدتر راج دلاریوں کی
جماعت ہے جو یہ فعلی کراتے ہیں۔ وام مارگی یا ریسی جو کہ محرمات سے
بھی احتراز نہیں کرتے۔ دوسرے رنڈیاں اور ڈومنیاں ہیں تیسرے
خانگیاں ہیں پھر عام بدکار قومیں۔ انسے کم بدنظری کرنے والے
انسے کم قصے اور ناولیں پڑھنے والے وغیرہ وغیرہ اس سورہ شریف کا
اصل مطلب تو خلافت کی بحث ہے اور شروع فرمایا زنا کی بیان سے
اسمیں بڑا راز ہے کیونکہ جو قوم خلفاء راشدین کی عیوب بیان کرنے والی
ہے اسکی نسبت خدا کو معلوم تھا کہ ان میں فسق و فجور کثرت سے
ہوگا شیعوں کی حالت کو غور سے دیکھو اور اس سورہ شریف کو
انزلنہا و فرضنہا کہکر شروع فرمایا ہے یعنی خلافت عطاء الٰہی ہے
خلافت کو بیان سے پہلے ایک بہت بڑے گناہ کا ذکر کیا جس سے
تمام تمدن درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ تمدن کا قیام حفاظت
نفس و دین و مال و عزت و نسب و عقل ان تمام کی حفاظت سے ہوتا ہے
اور زنا ان تمام امور میں خلل انداز ہے چونکہ ایسے حوادثات کا روکنا
بدون خلافت و سلطنت اسلامی کے نہیں ہو سکتا رسول کی
حیثیت اقامت شریعت کے لئے کافی نہیں وہ تو صرف تبلیغ شریعت کے
لئے آتے ہیں شریعت کی اقامت کے لئے امام عادل مقسط کے قیام کی ضرورت
ہے خلفاء سے بھی یہی مراد ہے جیسے کہ ہم خلافت کی آیت میں تشریح
کرینگے۔ (ت ۱۶۶۵) جلدۃ۔ شریعت موسوی میں زنا کی
سزا جان سے مار ڈالنا تھا کتاب احبار باب ۲۰ و ۱۰۔ انجیل میں کچھ
سزا نہیں ہے قرآن شریف نے افراط تفریط کو دور کرکے اصلاح فرمائی
کہ سو سو کوڑے مارے جائیں سنت اور آثار سے ثابت ہے کہ یہ سزا
بے بیاہی مرد اور عورت کے لئے ہے ورنہ ان کی سزا رجم ہے۔
(ت ۱۶۶۶) حرم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رنڈی کے ساتھ
نکاح جائز نہیں (ت ۱۶۶۷) یہ لولا تحضیض کا ہے۔
(ت ۱۶۶۸) کبرہ۔ امام بخاری مسلم وغیرہ محدثین نے روایت
کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سرور کائنات جب باہر
تشریف لیجاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ نکلتا اسکو ساتھ لیجاتے چنانچہ
ایک جہاد میں میرا نام نکلا تو آپ مجھے ساتھ لیگئے آیت حجاب نازل
ہو چکی تھی اونٹ کے ہودہ میں چلتی تھی جب اس سفر سے واپس آئی
رات کو مدینہ کے قریب ٹھیرنا ہوا اور رات سے کوچ پکارا گیا میں قضائے
حاجت کو گئی ہوئی تھی لوٹ کر آئی تو گلے کا گلوبند نہ پایا اسکو
لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودج اسی طرح اونٹ پر
کس دیا اور بوجھ کا خیال نہ کیا کیونکہ اس زمانہ میں تنگدستی کی
وجہ سے کھانا کم ملتا تھا عورتیں دبلی تھیں وہ سمجھے کہ میں ہودج
میں ہوں قافلہ چلا گیا تھا میں لوٹ کر آئی تو کسی کو نہ پایا یہ سمجھکر
وہیں بیٹھ گئی کہ کوئی تلاش کرتا ہوا آوے گا اتنے میں مجھے نیند
آگئی صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے اسلئے چھوڑا جاتا تھا کہ گری
پڑی چیز ہو لے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ قریب آیا اور صبح
ہو گئی تھی تو اسنے مجھے پہچانا مگر انا للہ کہا کہ اسکی آواز سے میں
بیدار ہو گئی پھر اسنے اپنی ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر اپنے اونٹ پر
چڑھا لیا اور نہ میں نے اس سے کچھ بات کی اور نہ اسنے مجھ سے کچھ
بات کی قریب دوپہر کے وہ ٹھہراؤ پر لے آیا۔ عبد اللہ ابن ابی منافق
نے جو بظاہر مسلمان تھا نشان طوفان اٹھایا اور مجھ پر تہمت
لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح اور حمنا بنت جحش اسکے
ساتھ میں ہاں ملانیوالی اور اس بات کو مشہور کرنیوالی ہوئے
جب یہ خبر مسطح کے والدہ کے ذریعہ مجھے پہونچی تو میری آنکھوں سے آنسو
تھمتے نہ تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت التفات سے
پیش نہ آتے تھے آخر کار میری بریت میں یہ آیت نازل ہوئی
اور مجھے پہلے ہی سے اللہ پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ
میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا (ت ۱۶۶۹) عذاب
عظیم۔ روایت ہے کہ حسان بن ثابت جناب صدیقہ کے پاس بیٹھے
تھے کسی نے کہا یہ وہی ہیں جنہوں نے تہمت میں شرکت کی تھی
حضرت عائشہ نے جواب دیا مگر سزا پا چکے ہیں یعنے آنکھیں کھو
بیٹھے (ت ۱۶۷۰) لولا یہاں لولا توبیخ کا ہے بانفسہم
خیرا۔ جو شخص بدنظری اور اپنے کو لوگوں کی بدگمانی سے بچائے
تو اسکے دل میں نور الٰہی داخل ہوتا ہے (ت ۱۶۷۱) لولا
یہاں لولا شرط کا ہے (ت ۱۶۷۲) لولا فضل اللہ
یہاں لولا امتناعیہ ہے (ت ۱۶۷۳) عظیم۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ جناب صدیقہ کا اتنگ۔ اللہ کریم ہر اتنک تہا کیونکہ کیا ایسا ہو سکتا تہا کہ رسول کریم کی ازواج مطہرات ایسی ہوں اور قرآن میں فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین حاشاو کلا۔ (ت ۱۶۷۴) بہتان۔ عربی میں سبحانک کا لفظ تعجب اور استبعاد کے موقعہ پر بولا جاتا ہے جہاں ہم بمعنی بولتے ہیں۔ یہ ایک وجہ ہے جناب الٰہی کا کیونکہ حقیقی پاکیزگی تو اسی کو حاصل ہے جب ہم کسی کو گناہ سے بری کہیں تو پہلے جو اصل پاک ذات ہے اسی کی تنزیہ کریں۔ (ت ۱۶۷۵) ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ۔ جو لوگ کسی پر یہ الزام لگاتے ہیں وہ خود مجرم نہیں جب تک وہ الزام خود انپر نہ لگا یا جاوے۔ ان کو دنیا میں سزا ہوتی ہے اور آخرت کی سزا بھی باقی ہے۔

(ت ۱۶۷۶) فی الذین امنوا شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے صدیق اکبر مراد ہیں ؓ (ت ۱۶۷۷) محصنات کریم۔ یعنے پاک لوگ بری تہمتوں سے پاک ہیں اور ناسمجہ بے وقوف بہتان کے طور پر کہہ بیٹھتے ہیں اور نیک لوگ اللہ کے پاس مغفرت والے اور عزت والے ہیں ؓ۔ (ت ۱۶۷۸) یغضضن۔ حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس میں سے متقی طبیب وغیرہ نکالے جا سکتے ہیں اور من سے مراد یہ ہو کہ اپنی پوری آنکھ بند نہ کرنا بلکہ کچہ دھیمی نگاہ سے دیکہنا (ت ۱۶۷۹) الا ما ظہر منہا۔ مثلاً پاؤں یا ضرورۃً آراز بیماری میں ہاتہہ وغیرہ حکیم کو دکہانا (ت ۱۶۸۰) جیوبہن۔ یعنے سر پر سے منہ کے سامنے گھونگھٹ لٹکا کر دوپٹہ رکہیں تاکہ نظر بہی بچی رہے اور سر بہی ڈھپا رہے۔ عرب میں ناک کیلئے
(ت ۱۶۸۱) نساءھن
کوئی زیور نہیں ہماری شریعت میں اس کا ذکر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام عورتوں کو پردہ کا حکم ہے تو انگریزنیوں اور ڈاکٹرنیوں وغیرہ کو گہر میں آنے کی کیونکر اجازت ہو کیونکہ بڑے بڑے فساد زنانہ میں پیدا ہوتے ہیں (ت ۱۶۸۲) الایامٰی یعنے خواہ کنوارا ہو یا بیوہ (ت ۱۶۸۳) فکاتبوھم جو غلام اپنی قیمت کچہ کر تم سے تحریر آزادی کی لیں تو لکہہ دو۔ (ت ۱۶۸۴) ولا تکرھوا الخ رنڈیاں نہ بناؤ متعہ نہ کرو اور نیوگ کی اجازت نہ دو یہ رسم متعہ در حرام کاری کا استعمال کیا گیا ہے جیسا زنا حرام ہے ویسا ہی کسی سے زنا کروانا حرام ہے (ت ۱۶۸۵) بعد

اکراھھن الخ کوئی دیوث جہوکریوں سے بدکاری کرائے تو چہوکریوں کا قصور معاف کیا جائے گا بشرطیکہ جابر کے ہاتہہ سے نکلنے کا چارہ نہ پائیں اور نیت ان کی قرینہ جاتی ہیں یعنے کہلی بے حیائی کی ما لکنا زنا کا وبال پڑے گا اور ان کو خدا کبہی فضل بدسے بچائے گا ؓ (ت ۱۶۸۶) آگ کہتے ہیں فلاں شخص گہر کا چراغ ہے یعنے رونق ہے اور تازگی ہے (ت ۱۶۸۷) مثل نورہ۔ حدیث شریف انا من نور اللہ کی تصدیق اس آیت شریف سے ہوتی ہے۔ (ت ۱۶۸۸) مصباح جیسے ہانڈی لیمپ وغیرہ۔ نور سے ہر ایک چیز دکہہ سکتی ہے یہ ایک عمدہ رنگین بیان ہے، اوسکا ایک نور کی مثال دیکہو اسی اپنے نور کا عکس جسمیں ڈالا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مشکوۃ یعنی طاق مصباح چراغ زجاجہ جیسے یہ نور یعنے محمد نہ شرقی ہے نہ غربی ہے بلکہ آسمانی ہے وہ نور جنید گہر وہ نہیں ہے اللہ نے خبر دی کہ وہ گہر شہری ہو جائینگے جن سے صحابہ کے گہر جن کے طرف اشارہ ہے جہاں رسول اللہ رہتے ہیں یہاں سے خلافت کا مسئلہ شروع ہوتا ہے جسکی ابتک تمہید تہی اور شیعوں کا خوب رد فرمایا گیا اور آخر اس قوم پر فسق کا فتوی دیا اور فرمایا کہ عام گہروں میں آنکی اجازت لیا کرو کہا کہ صحابہ کے مطاعن تلاش کیا کریں وغیرہ وغیرہ امور غور کے قابل ہیں۔ (ت ۱۶۸۹) نور علی نور۔ یعنے ہمارے رسول کی فطرت بہی اعلیٰ درجہ کی ہے اور وحی بہی اعلیٰ درجہ کی ہے (ت ۱۶۹۰) داکا صحابہ کرام کی گہروں کی طرف اشارہ ہے جہاں رسول بہی ہیں اب یہاں سے خلافت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ابتک اسکی تمہید تہی۔ (ت ۱۶۹۱) او کظلمات اس رکوع کی اول سے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا حال بیان کیا ہے ایک تو آسمانی نور والے یعنے رسول اللہ کے سچے متبع جن کو تجارت خرید و فروخت وغیرہ امور خدا کی یاد سے اور اعمال صالحہ سے غافل نہیں کرتے دوسرے خشک عقل کے پیرو وہ ہیں جن کی حالت ریگستانی سے تشبیہ دیکر ظاہر فرمائی تیسرے اہل کتاب جنکی حالت بحر عمیق مواج سے تشبیہ دیکر ظاہر فرمائی پہر دوسرے رکوع یعنے گیارہ کی (۹) آیت سے ان مسلمانوں کا ذکر کیا جو کہتے ہیں ہم فرمانبردار ہیں مگر اپنے قول کے خلاف کرتے ہیں اور مرض القلوب و ریب کی اور ناقص الایمان ہیں پہر پانچویں آیت میں اسکا جواب ہے کہ

بزرگ واجب التعظیم سامنے ہو۔

کامل الایمان اور ناقص الایمان میں فرق کیا ہے تو تیا ناکہ جنہیں میں وہ خلیفہ بنائے جائینگے جو اچھے عمل کرتے ہیں اور انکی پسندیدہ دین کو قائم کرینگے تو کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین وتابعہم الی یوم الدین سے بڑھکر کوئی کامل الایمان ہوسکتا ہے؟ (ت ۱۶۹۲) فوق بعض منکروں کی نسبت خدا کا حکم ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون یعنے عقائد فاسدہ کی اندھیری جو بحر عمیق کی شاید ہے جسمیں شرارت اور بد ایمانیوں کی تلاطم موج زن ہیں دوسرے اقوال کی اندھیریوں تیسرے حجابیہ محیط ہو رہی تھیں ۔ ع (ت ۱۶۹۳) علمہ ۔ یا اللہ نے جان رکھی ہے اسکی نماز و تسبیح (ت ۱۶۹۴) وعد اللہ الذین آمنوا الخ یعنے خلفاء مجددین اسی امت میں سے ہوتے رہینگے اور بالکل زمانہ کا کوئی نبی وغیرہ مجدد اور رسول بنکر نہیں آئیگا اور ان خلفا کی جو رسول اللہ کے بعد سے قیامت تک ہونگے برائی کرنے والے فاسق و بدکار و منافق ہونگے (ت ۱۶۹۵) معجزین ۔ یعنے ایسے کفر یات سے حق والوں کو دبا لین یہ ناممکن ہے ۔ ع (ت ۱۶۹۶) لم یبلغوا الحلم ۔ غیر حر دوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہو چکا ہے کہ اجازت حاصل کرکے گھر میں آئیں ان آیات میں غلام و نابالغ بچے اور لونڈیوں کے نسبت حکم ہے کہ تین وقتوں میں اجازت لیکر گھر میں آیا کریں عشا کی نماز کے بعد صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو (ت ۱۶۹۷) واستغفر لهم الخ یہ آیت بآخر دلیل شفاعت میں قطعی ہے ۔ ع

سورۃ الفرقان

(ت ۱۶۹۸) الفرقان ۔ دوست دشمن میں فرق کر دینے والی کمر توڑ دینے والی دشمن کی حق و باطل میں فرق بتانے والی فیصلہ کرنیوالی ۔ (ت ۱۶۹۹) لیکون للعالمین نذیرا جب کوئی مامور آتا ہے تو اسکے منکر اس حکم میں داخل ہوجاتے ہیں یعنے کثرت سے لوگ اس کے مخالف ہوجاتے ہیں اسلئے للعالمین نذیرا فرماکر سب کو ڈرایا (ت ۱۷۰۰) فقدرہ ۔ مسئلہ تقدیر کی نسبت ہزار ہا عام غلط فہمیاں رواج پذیر ہیں جنکی وجہ سے ان مبارک خانوں پر اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں حالانکہ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ دنیا میں ہر ایک شئ کی تقدیر الگ ہے اور ہر ایک فعل کی چنانچہ چاہیئے کی تقدیر الگ ہے ۔ غبانی کی الگ ہے اور یہ بالکل ظلم اور جھوٹ ہے کہ تقدیر اور مشیت کا بہانہ کرکے اپنی تقصیروں کو چھپایا ۔ ان اللہ لا یامر بالفحشاء ۔ وما اللہ بظلام للعبید ۔ کل کتب آسمانی اور انبیاء اور اولیا کی جانفشانی اور مخلوق کی کارگزاری میں سعی ان امور کے موید ہیں الیمان کہ سنت الٰہی پر کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں لها ما کسبت وغیرہ آیات اسپر دلالت کر رہی ہیں اور قرآن میں مجبوریہ تقدیر کہیں نہیں آتا ہے اور جن آیتوں سے ایسے مضمون سمجھتے ہیں تو اسکی تشریح سے غافل ہوگئے ہیں اور اکثر آیات کی تشریح تو وہیں اور بعض کی اور جگہ موجود ہیں اور خدا نے کسیکو نیکی پر بھی مجبور نہیں کیا تو بدی پر مجبور کرنا اسکی ذات مقدس سے بہت بعید ہے جیسا کہ فرماتا ہے ۔ ولو شاء اللہ لهدٰکم اجمعین اور وما اللہ بظلام للعبید وما ظلمونا ولکن کانوا انفسهم یظلمون وغیرہ آیات کثیرہ (ت ۱۷۰۱) ولا نشورا ۔ یہ آیت بھی دنیا میں مردے کی دوبارہ زندہ ہونے کی مانع ہے ۔ ع (ت ۱۷۰۲) قصورا ۔ یہ پیشگوئی عراق اور شام کی فتح سے پوری ہوگئی اور قیصر و کسریٰ کے محلات ہاتھ آگئے (ت ۱۷۰۳) بالساعة قیامت یا مصیبت اور گردش کی گھڑی ۔ (ت ۱۷۰۴) وعد یعنے خدا یوں ہی کرے گا کہ سعید متقیوں کو جنت میں داخل کرے اور بدبخت شقیوں کو دوزخ میں ۔ (ت ۱۷۰۵) کذبوکم رہنما و مرشدوں نے تمہاری تکذیب کی اور الٹا کہیں کہ ملزم قرار دیا (ت ۱۷۰۶) فتنة اسے ظاہر یعنے ایک نبی دوسرے نبی کے لئے ایک کلام دوسرے کلام کے لئے معیار و مصدق و موجب تمیز بعد ایک گمراہ دوسرے کی گمراہی کا موجب ہوتا ہے اور استدلال کا باعث ہے ۔ ع

الجزء ۱۹

(ت ۱۷۰۷) الملائکة ۔ بعض خبیث الطبع بد ظن کہتے ہیں ہمیں رویا والہام کیوں نہیں ہوتا فرشتے کیوں نہیں

یہ ٹھٹھے سے کہا کہ ہم اپنے رب کو کیون نہین دیکھتے اور رسول
کی تکذیب کے واسطے ۔ (ت ۱۷۰۸) ھباءً منثورًا ۔
اور جو کوشش رسول اللہ کے مقابل کیجاتی ہے اسے ہم دھول
کی طرح اوڑا دینے کے لئے آمادہ ہوگئے ہین ۔ ظاہر ایہ حالت
جنگ بدر مین ہوئی کہ بارش کے بعد فرشتون کا نزول ہوا
اور بڑے بڑے گردن کش ہلاک ہوئے اور انکا زور ٹوٹ گیا
اور ھباءً منثورًا ہوگیا ۔ (ت ۱۷۰۹) الحجر مین
اور کتاب الٰہی یعنے قرآن سے ہٹا دینے والے اشخاص مراد ہین ۔
(ت ۱۷۱۰) جملۃ واحدۃ لیسیا پا ۲۵ آیت ۱۰ مین رفتہ رفتہ تنزیل کی بابت پیشگوئی ہے جسکو مقابل مین شرارت سے
یہود نے جملۃ واحدۃ مانگا ۔ اور حضور کا امتحان کیا
اور دھوکا دینا چاہا ۔ (ت ۱۷۱۰) علی وجوھھم یہ جنگ
بدر کے متعلق ہے کیونکہ کفار کو اسی طرح گرایا گیا تھا ۔ یعنے
اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے ع (ت ۱۷۱۱) اصحاب
الرس ۔ اصحاب الرس اور اصحاب الاخدود ایک ہی ہین ۔ یہی
اصحاب الاخدود ہین اور حضرت شعیب کی قوم ہین ۔
(ت ۱۷۱۲) تبّرنا تتبیرا یہ مسئلہ قرآن شریف مین
بہت ہی تکرار اور وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ ہمیشہ مرسلین
کی تکذیب ہوتی رہی اور انجام مین مکذب نامراد اور نابود ہوگئے
(ت ۱۷۱۳) اھٰذا یعنے یہ غریب مفلس گمنام جو ہمارا
ناتوام نہین ہے کیا یہ رسول ہو سکتا ہے ؟ (ت ۱۷۱۴) صبرنا
یعنے ہم نے اپنے دین کو بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے ورنہ یہ
بہکا ہی دیتا (ت ۱۷۱۵) الٰھہ ھوٰیہ جیسے دنیوی تین
خلاف حکم الٰہی اور نا مشروع ورد وظائف اور عمل اور ہر ایک نیک
بات مین افراط و تفریط خواہش نفس کے موافق ہون تو
عامل اسکا فرمان بردار نفس ہے اور نفس پرست سمجھا گیا
نہ عابد حق اور حق پرست ۔ تکلف اسمین یہی نا سمجھی سے
اتباع نفس ہو جاتی ہے کہ کہین حدیثون مین آتا ہے
غضب چھوڑ دو حلم اختیار کرو تو بس ہے کہین خیانت
نہ کرو امانت دار رہو تو بس ہے کہین نماز وغیرہ وغیرہ
امور کی تاکید آئی ہے حتی کہ من قال لا الٰہ الا اللہ ۔

وغیرہ ۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنمین جو
کمی دیکھتے ہین یا کمال مین فرق پاتے ہین تو اسکو اسی امر کی
حکیمانہ تنبیہ فرما دیتے ایک باطنیہ فرقہ کے فقیر کا قول ہے کہ
ہمارے نزدیک تو سبھی اچھے ہین موجودہ جھگڑے ملانون کے
بکھیڑے ہین ایک نورانی بزرگ نے اسکا جواب دیا کہ اگر ایسا ہے
تو تو تمہارے پاس سبھی برے ہین کیونکہ کوئی فرقہ کسیکو اچھا نہین
سمجھتا ۔ ع (ت ۱۷۱۶) الظل صبح صادق سے کر سورج
نکلنے تک کا وقت ظل ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کو بتلا رہا ہے کہ رسول
کریم کا زمانہ مکہ مین ظل کے رنگ مین ہے دیکھو سورج نکل آیا ہے ۔
ظل مین یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جانداروں مین ہل چل پڑ جاتی ہے اور
وہ فطرتی اقرار ہوتا ہے دن اور سورج کے نکل آنے کا پرندون سے
عبرت پکڑنا صبح کی نماز کے لئے مفید طریقہ ہے آجکل ہی خاص خاص
لوگون کو اسلام کی طرف بڑی حرکت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نیابت کا سورج نکل آیا ہے ۔ یعنے مسیح موعود و مہدی مسعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو چکے ہین ۔ دلیلا ۔ اسمین سورج پر ستون
کو تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تو تمہارا خادم ہے معبود کیسے بنلیا (ت ۱۷۱۶)
لیا ۔ سوقدم سے دوست ہی نہین پہچانا جاتا رسول اللہ سے
پہلے جو حالت عرب کی تھی اسکیطرف اشارہ ہے (ت ۱۷۱۸)
سباتا یعنے رات اور نیند سے جب گزر چکو اور دن پاؤ تو کام کاج
کرو یعنے رسول اللہ سے ملو خواب غفلت چھوڑ دو اور عمل کرو (ت ۱۷۱۹)
ماءً جیسے روحانی کششین ہو رہی ہین اسی طرح وحی کا پاک پانی
نازل ہو رہا ہے (ت ۱۷۲۰) بلدۃ میتا ۔ یعنے مکہ کی
بستی والون کو زندہ کرینگے جن مین روحانی قوتین نہین ۔
(ت ۱۷۲۱) حجرا محجورا ۔ دیکھو سمندر کسقدر تلخ
ہوتا ہے کتنے میٹھے دریا اسمین ملتے ہین لیکن تلخی نہین جاتی
مگر جو پانی مینہ کا نیکر برستا ہے وہ کیسا شیرین ہوتا ہے مطلب
کہ مومن و کافر مین بڑا امتیاز ہے (ت ۱۷۲۲) اس میں خشیہ
آب زلال کے بعد چار عظیم الشان نہرین ہین کہ بعض کےگھر مین آپ کی لڑکیان
ہین اور بعض کی لڑکیان آپ کے گھر مین ہین ۔ (ت ۱۷۲۳)
ظھیرا ۔ یعنے آپ کا مخالف اپنے جھوٹے معبود کا نشیبان ہوکر
خدا کی مخالفت کرتا ہے ۔ (ت ۱۷۲۴) سبیلا کوئی

چاہیئے تھا پھر تو ہی پڑ کا ... لے تو مجھ ... اجرت مل گئی میری کل
محنت ضائع ہو گئی - جبرا مسلمان بنانے کا رد ہے (ت ۵۷ ۲۵ ۱)
سقایۃ پیالہ کسی چیز کا پیمانہ حاصل کرنے کے لئے جیسے مراتب طے کرنا پڑتی ہیں
جسم کے نیچے میں جیسے درجے ... بڑھائے ہیں - کذا فی الطلب۔

(ت ۶۰ ۲۵ ۱) وما الرحمٰن - رحمٰن کو عرب جانتے نہ
تھے ان کے شعراء لکھتے ہیں - نہ مکہ میں رسم و عادت کے خلاف کرنا موت
کے برابر سمجھتے تھے یعنی جس مقام پر رحمان کا لفظ رسول کریم
بولتے تھے وہاں ان کی جان نکلتی تھی یعنی جس مقام پر رحمان کا
لفظ میں آریہ شیعہ سنیوں اور عیسائیوں کا رد ہے - ع

(ت ۶۳ ۲۵ ۱) هونا یعنے وہ ضرورت کے موافق کلام کرتے ہیں
کلام کرتے ہیں اور بقدر ضرورت ان کا زمین سے تعلق ہے -
(ت ۶۳ ۲۵ ۱) سلاما - یعنے اپنے اموال و انفاس اپنے اور
غیروں کے لئے سلامتی کی راہ نکالتے ہیں جیسے کہ میں کہ دیا مشتقہ
(ن) وہ شخص بہت ہی سمجھدار ... بہت ہی ... جس کے
اخلاق بہت نیک - بعض اور ... ترین اور پردو ...
ترکار ... رسول اللہ نے ... ثرثارون
اور متشدقون کو جانتے ہیں متفیہقون کون ہیں آپ نے فرمایا متکبر
کرنے والے ... ثرثارون ... باتیں کرنے والے متشدقون
زبان دراز الفاظ میں طوالت کے ساتھ کلام کرنیوالے متفیہقون
متکبر یعنی غرور سے اپنی بڑائی اور شیخت جتانے کی غرض سے فضول کلام
کرنے والے (ت ۶۴ ۲۵ ۱) قیاما یعنے نیکوں کا سونا بھی
فرمانبرداری کے رنگ میں ہے - (ت ۷۰ ۲۵ ۱) حسنات یعنی
جب وہ صالح ہو جائیں گے تو وہ بدیوں کے نشان زدہ ہو گئے بلکہ
حسنات کی کیونکہ اللہ آئیندہ محفوظ رکھیگا اور قصوریں معاف کریگا
اور نیک کشش کا بدلہ دیگا (ت ۷۲ ۲۵ ۱) لا یشہدون
الزور یعنے کسی گناہ کی جگہ اور کذب و بہتان کے مقام میں جاتے ہی
نہیں وہ ہم سے سنی سنائی کہہ دیتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والے کا قدم حساب تک ہٹ ہی نہ
سکیگا جب تک اللہ اسکے واسطے دوزخ واجب نہ کر دیگا

(ت ۷۴ ۲۵ ۱) قرۃ اعین - بیوی
بچے ایسے ہوں جن سے دل اور آنکھیں ٹھنڈی رہیں نیک بندوں کی

یہ بھی دعا ہوتی ہے (ت ۷۷ ۲۵ ۱) لزاما - یہ جنگ
بدر کے متعلق پیشگوئی ہے - ع

سورۃ شعراء

(ت ۱ ۲۶ ۱) تمہید - یہ ایسی سورۃ شریفہ ہے کہ تصدیق
کی بنا اسی پر ہے نبوت کے اعلیٰ درجے کے دلائل ہمیں دئیے ہیں اللہ تعالیٰ
ایک ایسی ذات ہے جس کو کسی نے نہیں بنایا اسی طرح اسکی صفات کو کسی نے
نہیں بنایا - سوال ہوتا ہے پھر چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ
اپنی مخلوق بنائی تو جواب یہ ہے کہ خدا کی صفات ہیں اور وہ موثر نہ ہوں
تو صفات ہی کیا ہوئیں پس وہ خالق تھا اس لئے خلق بنائی قادر تھا
اسلئے قدرت دی غرض جس قدر دنیا میں چیزیں ہیں اسکی صفات کا نتیجہ ہیں
یعنی وہ صاحب اختیار و طاقت تھا اسلئے اسنے طاقت و اختیار بھی
دیا وہ صاحب سمعت تھا اسلئے سمع بھی مخلوق کو دی اللہ نے
نور و ظلمت بھی بنائی ہیں اب جو ظلمت میں جاتا ہے اسے امتیاز
نہیں رہتا اور جو نور میں آتا ہے اسے ہر ایک چیز کی پہلی سوجھنے لگتی
ہے اب سزا کی وجہ یہ ہے کہ نور کی طرف نہیں آتا کیونکہ نور کے ماتحت میں
ہدایت اور امتیاز کا چراغ ہوتا ہے اور ظلمت والا اندھا ہو کر ٹھوکریں
کھاتا پھرتا ہے نور و ظلمت کی سدا جنگ ہو رہی ہے اور یہ مضمون
شروع سے آخر تک ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات کا
باہم تبادلہ بھی ہوتا رہتا ہے چھوٹے بڑے اور بڑے چھوٹے ہو
جاتے ہیں اس مضمون سے یہ راز سربستہ بھی کھل گیا کہ انبیاء کیوں
آتے ہیں اور وہ کس جماعت کے سرگروہ ہوتے ہیں ظلمانی خلقت کا
منبع سرگروہ شیطان ہے اور گندہ گروہ ہے اور آدم نور و انبیاء
کا سردار صاحب وسعت ہوتا ہے فرشتے وہ صرف تسبیح اور تقدیس
کا عنصر رکھتے ہیں یہ لوگ مامور من اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ خلیفۃ اللہ
بننا صاحب وسعت عظیم کا کام ہے حاصل کلام نبی کے پہچان کے
لئے یہ سورۃ شریف ایک معیار کامل ہے (ت ۲ ۲۶) طسم - طا سے
طاہر - س سے سمیع م سے علیم - یا محی - طسم یا طالع
من سید یا محمد ای محمد سید ولد آدم تو نیکی کا حریص ہے (ت ۵ ۲۶ ۱)
محدث یعنے جدید شریعت جو حقائق و مرضیات الٰہی سے الگ ہو
نہیں آئی بلکہ بطور کلیات اور جامعیت کے رنگ میں جو اصلاح خلائق

دوم مفصلات جمع کی تھی جو کہ ارشاد ہے فیھا کتب قیمہ۔
(ست ۶ ۳ ۷ ۱) اتباع۔ نبوت کا یہی کام ہے کہ دورن پہلوؤن کو الگ کرکے منافقون اور مخلصین میں تفریق کرا دے غیب کی خبر دے (ست ۷ ۳ ۷ ۱) لآیة۔ یعنے جیسے چھوٹے بیج بڑے بڑے کھیت بنا دیتے ہیں ویسے ہی اسلام ترقی کریگا۔ ع (ست ۸ ۳ ۷ ۱) الضالین۔ محبت قوم عاشق الٰہی وجدک ضالا فھدیٰ۔ کو دیکھو کہ یہاں گمراہی کے معنی نہیں بلکہ خدا کا شیدا مرضی آلٰہی کا ڈھونڈنا خیالات محبوب میں ڈوبا ہوا۔ (ست ۹ ۳ ۷ ۱) عبدت۔ اور نعمت جسکا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے اس لئے ہے کہ تو نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو مجھ ایک پر احسان جتانے سے کیا ہوگا جب کہ کل قوم بنی اسرائیل کو خادم بنا رکھا ہے ساری قوم کو غلام بنانا پھر ایک کی پرورش سے احسان جتانا کیسی اعلیٰ درجہ کی بے حیائی کی بات ہے ع (ست ۴۰ ۷ ۱) لسٰحر علیم۔ ساحر عصا کے مقابلہ میں ہے اور علیم یدبیضا کے مقابل ہے۔ (ست ۴۱ ۷ ۱) ان یخرجکم۔ تمام حکام اور متمدن لوگوں کو موسیٰ کے برخلاف بھڑکایا ہے اور بدانتظامی اور انقلاب و غدر سے ڈرایا ہے اور یہ اسکی شرارت اور خباثت تھی تاکہ راہ حق کو مشتبہ کردے آج کل بھی جب ہمارے علما و مشائخ سے بات نہیں بنتی تو حکام کو غلط بات سمجھا کر فرعون کی طرح بھکایا کرتے ہیں اور اہل حق کے مقابل میں اکساتے ہیں۔
(ست ۴۲ ۷ ۱) نتبع السحرة۔ کہ ہم جادوگرون کی بات مان لین گے اور موسیٰ کی نہین مانین گے۔ اس سے ان کی بدنیتی ظاہر ہے فیصلہ نہین چاہتے جب اپنی ہی پیش کردہ لوگون کی بات ماننی ہے تو مقابلہ کا ہے کا ہے۔ (ست ۴۳ ۷ ۱) اذن لکم۔ موسیٰ نے دعوے مع دلائل عقلیہ پیش کیا تو اس پر فرعون نے مجنون کا فتویٰ لگایا یعنے گویا موسیٰ کے دلائل عقلیہ صحیح نہیں اور نشان کا مطالبہ کیا نشان کے ظہور پر ساحر ہونے کا شبہ تو کیا مقابلہ مین فیصلہ ہو سکتا تھا لیکن اس غلبہ پر بھی یہ شبہ کیا کہ تم آپس میں مل جل گئے ہو فرعون کے لئے کوئی دلیل کام نہین آتی اور نہ کوئی نشان مفید ہوتا ہے جب کوئی شبہات نکالنے لگ جاتے تو کوئی دلیل اس کے لئے مفید نہین ہوتی اس موقع پر کہا گیا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنے اگر کوئی شخص شبہات نکالتا رہے تو دنیا مین کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی اور مصرع

مین نہ مانون تو بھلا کیا کوئی منوائے مجھے

ع (ست ۴۴ ۷ ۱) لا ضیر۔ کچھ ڈر نہین یہ ایمان دارون کا کہا جو موسیٰ پر جادوگرون مین سے ایمان لاچکے ساحرون کی پہلی حالت اور اس حالت کا مقابلہ کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ ایمان مین کیسی طاقت ہے وہان وہ اجر پیسہ مانگ رہے تھے۔ یہان مال و جان سے قربان ہین ایمان کا کیا عجب نشان ہے۔ ع (ست ۴۵ ۷ ۱) حٰذرون یعنے گو بنی اسرائیل تھوڑے ہین اور ہم بہت ہین مگر ہوشیاری بھی چاہئیے کہ سب جمع کئے جائین۔
(ست ۴۶ ۷ ۱) واورثنٰہا۔ یہ ضمیر مثل کی طرف جاتی ہے نہ اصل کی طرف جیسے عندت الدرھم ونصفہ بنی اسرائیل کبھی مصر کے مالک نہین ہوئے ہین ارض مقدس یعنے شام کا جسکو یہود یہی کہتے ہین انکو پہونچے۔ لمدرکون۔ معلوم ہوتا ہے کہ ادراک اور رویت مین فرق ہے کیونکہ ایک دوسرے کو دیکھکر جب بنی اسرائیل چلاتے ہین کہ انا لمدرکون۔ تو موسیٰ نے جواب دیا کلا ہرگز ایسا نہین لاتدرکہ الابصار۔ پ ۷ سے یہ استدلال کرنا جیسا کہ شیعہ اور معتزلی کا مذہب ہے کہ دیدار الٰہی نہوگا محض غلط ہے کیونکہ ادراک کے معنے ہیں احاطہ کرنا تو یہ ناممکن ہے اور دیکھنے کی نسبت تو صاف قرآن میں موجود ہے الی ربہا ناظرة پ ۲۹ ع ۱۸ (ست ۴۷ ۷ ۱) ان معی ربی موسیٰ علیہ السلام نے برخلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معی کہا رسول اللہ نے غار ثور میں ان اللہ معنا کہا۔ دونون کا فرق ظاہر ہے۔ ع (ست ۴۸ ۷ ۱) کذلک یفعلون۔ الخ۔ ایسا ہی کرتے ہین دنیا مین تو لوگ جدت پسند ہیں کوئی یہ نہین کہتا کہ مین ریل۔ بگی۔ بائیسکل وغیرہ پر کیون سوار ہون میرے بزرگ تو ہنڈیون پر بیٹھا کرتے تھے دین کے معاملہ میں الفینا علیہ اباءنا کہہ دیتے ہین اس مین ایک لطیفہ تو ہے کہ قدیم مذہب قرب الٰہی والون یعنے مقربین حق کا صاحب الہام و وحی ہوتے ہین پسند کرتا ہے مگر مجددین جو غلطیون کو اصلاح کرکر قدیم کو جدیدون کے سامنے جدید کرکے پیش کرتے ہین درحقیقت وہ بات جدید تو نہین ہوتی مگر پیرایہ یا تفہیم یا اصلاح بہ حق و بجا اسکو مانتے

روپ مین کر دیتی ہے مگر الاماشاءاللہ عام کو وہ بات جدید معلوم ہوتی ہے اور ڈرتے ہین کہ حق قدیم جو وحدہ لاشریک کے ساتھ آ رہا ہے ہاتھون سے نہ جاتا رہے۔ اسلئے

(۱) الفلاح مشتملہ جدید کو نہین مانتے سب باتون نہین تحقیقات اور جدید کو پسند کرتے ہین صرف دین مین نہین اگرچہ وہ غلط خیالات سے کتنا ہی دور از حق ہو گیا ہو۔ نعوذ باللہ من سوء الفہم۔

(ست ۱۷۴۹) ھیبنی ثم یحیین۔ یعنے مقام فنا سے مقام بقا کو بار بار پہنچاتا ہے ؎

کشتگان خنجر تسلیم را – ہر زمان از غیب جانے دیگر است۔

ع (ست ۱۷۵۰) فی الاخرین۔ یا میری زبان ایسی صحیح القول و پختہ اور مؤثر تا فیر ہو جس کے خلاف کبھی ثابت نہو۔ اور تمام پچھلی قومین میری مقلد اور متبع ہون یا ہر ایک مسلمان زن و مرد ہر دوگانہ وغیرہ مین اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ کے پڑھنے کے لئے مامور ہے جو اس دعا کی قبولیت کا اثر ہے۔ ع۔ (ست ۱۷۵۱) وما علمی۔ یا حضرت نوح فرماتے ہین کہ میرے ماننے والے میری سمجھ مین اپنی نیکیون کی وجہ سے میرے متبع ہوئے ہین یہ اللہ کا فضل ہے ع (ست ۱۷۵۲) تعبثون۔ یعنے بے ضرورت مکانات پہاڑون وغیرہ پر بناتے ہو ہوا خوری وغیرہ کرنے کھیلنے کو۔ یہی حال گنبدون چوکھٹون قبرستانون دعا شہر خانون وغیرہ کا ہے (ست ۱۷۵۳) تخلدون۔ سنگ شیب اور مضبوط عمارات بنانے والے اس آیۃ شریفہ کو بار بار پڑھین۔ اور اس شعر کو بھی اسکے ساتھ ؎

مکن درخانہ سازی طول اندک عرض من بشنو۔ کہ این را قصرے گویند باید مختصر دن

اور ارشاد حضرت امام اعلم خادم دین رسول اکرم حضرت محی الدین اورنگ زیب۔ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ ہر چہ گیرید مختصر گیرید بہت پسندیدہ اور زیبندہ ہے (ست ۱۷۵۴) معذبین عذاب یعنے آفت اور تکلیف ہونا ہوا تا کچھ نہین ہمارے بزرگ خواہ نخواہ یون ہی ڈرایا کرتے ہین اور یہ بزرگون سے بد ظنی تھی جس کا نتیجہ انہون نے پالیا۔ ع

(ست ۱۷۵۵) الذکران۔ حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوط کی قوم کا ذکر قرآن مین نہ ہوتا تو یہ بات میری سمجھ ہی مین نہین آتا سبحان اللہ کیا پاک باز مقدس بزرگ تھے۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد (ست ۱۷۵۶) المخرجین۔ تو نکالے گئے نکال دین گے علم ناتمام پر تکبر اور غضب۔ نے ناصح سے روک فی الحقیقت بداخلاقی بہت ہیں (۱) بے حیا (۲) بے حیا شہوت (۳) بے حیا حرص و طمع (۴) کسل و کاہلی اور حسد۔ فرحوا بما عندھم من العلم۔ یعنے دوسرے کی تحقیر اور اپنے کو دانا سمجھنا اور علم پر نازان ہونا اسلئے ابن حزم نماز مین اس دعا کو فرض سمجھتے ہین اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل یعنے اسباب کا مہیا نہ ہونا اور اسباب سے کام نہ لینا۔

(ست ۱۷۵۷) عجوزا۔ یہ عورت بیکارہ نہ تھی کیونکہ نبی کی بیوی تھی ظالمون کے طرف متوجہ تھی اور کفار کی طرف نرم تھی آپ کے خلاف اس کا عمل تھا ان پانچ رکوعون مین پانچ قومون کی طرف یہ منسوب کیا گیا ہے کہ انہون نے سب رسولون کو جھٹلایا جیسے لفظ المرسلین سے جو کہ جمع ہے ظاہر ہے لیکن بھیجا گیا ان کی طرف ایک ہی رسول اور ان تمام مرسلین کے جھٹلانے کا وقت یہ بتایا گیا ہے کہ جب اس رسول خاص نے ان کو کہا کہ مین رسول ہون۔ یعنے جب اس رسول نے اپنے دعوے کو پیش کیا انہون نے تکذیب کی یہی تکذیب تمام انبیا کی تکذیب ہے کیونکہ سب انبیا ایک رنگ کے ہین اس کی ایسی مثال ہے جیسے سورہ مائدہ رکوع (۵) مین فرمایا من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ع (ست ۱۷۵۸) لفی زبر الاولین۔ پیدائش (۱) استثنا (۳) و (۱۸) یوحنا (۱) آیت (۴۸) زبور و غزل کی آخر پیشگوئی جو وحی یا تو مین ہے پیدائش (۲) ، استثنا (۳۳) و (۱۸) (۱۸) یسعیاہ باب تسبیحات سلیمان (۵) آیت (۱۵) و (۱۶) و انجیل متی باب ۲۱ آیت ۳۲ تا (۴۴) دانیال باب ۲ آیت ۳۴ تا (۳۵) و (۴۵) مرقس باب ۱۲ اعمال باب ۳ آیت ۵ مکاشفات باب یوحنا باب وغیرہ

(ست ۱۷۵۹) العذاب الالیم۔ یعنے طاعون وغیرہ جو پیشگوئی تھی مسیح موعود کیلئے جب پوری ہوئی تو بہت لوگ ایمان لائے۔ یا سابقہ پیش گوئیان جو حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی آرہی تھین ان کا ظہور ہوا۔ (ست ۱۷۶۰) لمعزولون۔ سننے سے معزول ہین یعنے قرآنی آواز نہین سن سکتے اس سے دور دور

قاموس کی نعت بر قیع ہمن ہے اور تاریخ (۲) کے باب ہشتم۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ طائف کے پاس ایک وادی ہے جہاں ذرات طلا ملتے ہیں اور اس کے چننے والوں کا نام نملہ ہے ہمارے ملک میں بھی ان کو کیڑے اور ہندوستان میں نیارے اور دھول دھوئے کہتے ہیں اور دکن میں مٹی دھوئی کہلاتے ہیں (ت ۲۷ ۱۷) امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ سلیمان کی عقل چیونٹی سے بھی کم ہے کیونکہ چیونٹی لشکر سلیمان کو ظالم نہیں کہتی اور یہ لشکر رسول اللہ کو بر خلاف اسکے کہتے ہیں (ت ۲۰ ۱۷) الهدهد۔ یہ بلقیس کے چچا کا نام ہے جو اس کا دشمن بھی تہا سلاطین باب ۱۱ آیت ۱۴۔ بعض آدمیوں کے نام جانوروں کے ہوتے ہیں جیسے شہباز خان۔ طوطا رام۔ سمند بیگ۔ شیر خان۔ عرب میں جیسے کلاب۔ حمار۔ غضنفر وغیرہ کہتے ہیں کہ بلقیس کا بھی ایک دفعہ حضرت سلیمان کے پاس سے بھاگ ہی گیا تہا سلاطین اول باب ۲ آیت ۱۴۔ آج کل حبشہ کے بادشاہ بلقیس کی نسل سے ہیں یہ ہدہد روم کا بادشاہ تہا جو باغی ہو کر مصر میں چلا گیا تہا پھر داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد واپس آگیا اور یوزعون اور من الغائبین جو صفت ذوی العقول کی ہے وہ ہدہد پرندہ پر نہیں بولی جاتی کیونکہ خلاف قاعدہ ہے ہاں کشفی رنگ میں ہو تو وہ دوسری بات ہے (ت ۲۸ ۱۷) قال۔ اس کا فاعل سلیمان ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے متعلق یہ باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں (۱) کہ ہر ایک قوم میں جب کوئی بڑا آدمی معزز گزرتا ہے تو اسکی قوم بھی معزز سمجھی جاتی ہے مگر جب قوم کی بداعمالی کثرت سے مشہور ہو جاتی ہے تو اسکی عظمت گھٹ جاتی ہے اور طعن و تشنیع انپر شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اس قوم کے اچھے لوگ بھی برائی میں شریک کئے جاتے ہیں اور ان کی بزرگوں کا بھی پاس نہیں کیا جاتا (۲) یہودیوں کی سلطنت جب جاتی رہی اسوقت ان کی بارہ قومیں تھیں (۳) جب قرآن شریف میں بنی اسرائیل کا لفظ آتا ہے تو وہ سب قومیں مراد ہوتی ہیں اور جب یہود کا لفظ آتا ہے تو یہودا کی نسل مراد ہوتی ہے جنمیں سے حضرت سلیمان تھے (۵) اس خاندان میں رحبعام ایک شخص گزرا ہے جسکی معنی لغت میں ایسی چیز کے ہیں جسکے بیشمار مطاعن ہیں جیسے شیعہ و خوارج کے مطاعن ہیں۔ آجکل عام بنی اسرائیل اور نصاریٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کافر سمجھتے ہیں نعوذ باللہ منہا جیسا کہ وما کفر سلیمان میں اسکی طرف

اشارہ بھی ہوا اسکی کفر کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ بلقیس بت پرست تہی (قرآن نے اسکی بھی نفی کی اور بتلایا کہ وہ مسلمان ہو گئی) وہ ان کے گھر میں آگئی تہی اسلئے سلیمان بھی بت پرست ہو گئے تہے۔ (۶) ہمارے کم سمجھ میں علما میں بھی اسکا اثر آیا ہے کہ وہ اکثر انبیا علی الخصوص داؤد علیہ السلام پر بھی اسرائیلیوں کے منہ کا سنا ہوا اعتراض لگاتے ہیں حالانکہ اوریا کی بیوی کا قصہ سراسر جھوٹ ہے نعوذ باللہ من ہذا الکذب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منادی کروادی تہی کہ اگر اس قصہ کو کوئی بیان کریگا تو اس کو (۱۴۰) درے لگاؤ نگا یعنی قذف والے سو پر چالیس اور زیادہ کرتے ہیں (۷) حضرت سلیمان نے بلقیس کے لئے جو شیش محل بنوایا تہا جس کے نیچے ندی بہتی تہی اسمیں یہ راز تہا کہ سورج و تاروں کو روشنی کے سبب پوجتے ہو اور اس کے روشن کنندہ کا حال نہیں جانتے جیسے شیشے نے ندی کا حال مشتبہ کر دیا ہے (۸) سلیمان کا لفظ بھی اسلام سے نکلا ہوا ہے عرش بلقیس میں بھی بڑے بڑے مباحثے ہوئے مفسر علامہ حکیم الامتہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا قیاس ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے وہ تخت خود ہی بنوایا تہا عرشہا میں اضافت ادنے ملابست سے ہے جیسے اذا کوکب الخرقاء لاح بسحرۃ۔ اور قول الشاعر۔ اذا قلت خذنی قال باللہ حلفۃ۔ لتغنی عنی خاانا ء الی اجمع۔ اور کا تہ ہوا سیر دال ہے۔ (۱۰) طرف کی چہ معنی ہیں (۱) وہ لوگ جو کسی کے ملک میں مال لینے وصول کرنے کو بھیجے گئے۔ (۲) یمین (۳) اطراف میں (۴) منتہائے بصر (۵) نشانہائے مطلب (۶) بہت جلد۔ (ت ۲۹ ۱۷) علاوہ ازیں تامعلوم کو میں غلط سمجھتی تہی جیسے اس شیش محل کو پانی ورنہ اصل پانی اس شیش محل کے نیچے بہ رہا ہے اور جسکی چمک اس شفاف آئینوں کے ذریعہ نظر آتی ہے یہی حال چاند سورج کا ہے خدا کے مقابلہ میں نکرہ فی نفسہ کچھ حرکت نہیں رکھتے اور نہ چمک (ت ۸۰ ۱۷) تسعۃ رھط۔ رسول کریم کو ستایا جاتا ہے کہ آپکے قتل کے منصوبہ میں بھی نو آدمی شریک تہے۔ ابو جہل۔ ولید۔ نضر۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ۔ ابی۔ عقبہ۔ حرث بن عامر یہ پیشگوئی دیجاتی ہے کہ تیرے دشمن صالح کے دشمنوں کی طرح برباد ہو جائینگے۔ — (ت ۸۱ ۱۷) یتطھرون۔ خلاف وضع فطری مردوں سے

شہوت رانی کرنا جتنی پھرتے آوارہ لڑکے داخل ہین بہت ہی برا فعل ہے جو قابل سزا اور فعل جہلا ہے (ترجمہ) لواطت سے پاک رہنے والے لوگ ہین اور لواطت اعلی درجہ کی بدی ہو رہی ہے ۔
(ت ۱۷۸۲) الحمد للہ مسکر کا معنی یہ ہے کہ مین نے کسی نبی کے خلاف تبلیغ رسالت نہین کی مین جو کہتا ہون سب وہی کہتے آئے الحمد للہ علی ذلک

الجزء ۲۰

(ت ۱۷۸۳) امن خلق فطرۃ انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ زبردست کا طالب ہوتا ہے اس رکوع مین علم و قدرۃ و طاقت ہی کا بیان ہے ۔ (ت ۱۷۸۴) یعدلون شرک قوم خادم اور مخلوق کو مخدوم و معبود بنا رہی ہے ۔ (ت ۱۷۸۵) البحرین سے یا تو هذا عذب فرات اور هذا ملح اجاج کی آیت مراد ہے یا بحیرہ روم و قلزم کے درمیان حاجز رکھدیا یعنے نہر سویز اسکے متعلق ایک پیشگوئی اور آتی ہے (ت ۱۷۸۶) امن یجیب المضطر ۔ بھلا کون بے چین اور بے کس کی فریاد کو پہنچتا ہے یعنے مسلمانو تمہاری مضطربانہ دعاؤن کو کون سنیگا اور تمہاری مصیبتون کو کون دور کرے گا اور تمہین خلیفہ کون بنائے گا ۔ اس مین صحابہ کا عروج اور اقبال کی نسبت ابدی صداقت ہے اور مخالفین کی زوال کی پیشگوئی ہو رہی ہے (ت ۱۷۸۷) ۔ ائنا لمخرجون ۔ کیا ہم جب مٹی ہو جائین گے تو پھر کھڑے کئے جائین گے یعنے ایمان بعد الموت کا انکار اور جزا و سزا سے جو بڑی غفلت کا موجب ہے بلکہ عمل خیر غفلت کی ہی ہے کسی نے تو یہان تک لکھدیا ہے سه گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن + دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے ۔ (ت ۱۷۸۸) اساطیر الاولین ۔ یعنے جو ہم سے اور ہمارے بزرگون سے لوگ کہتے چلے آتے ہین جنکا وقوع ثابت نہین ۔ (ت ۱۷۸۹) عاقبۃ المجرمین ۔ یعنے جب یہ عذر انہون نے پیشگوئیون کو دیکھ لیا اور یہ پیشگوئی بھی اپنے وقت پر ظاہر ہو جائے تو پھر قطع تعلق کرنے والون کا کیا حال ہوگا ۔
(ت ۱۷۹۰) ردف لکم ۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کے جانے کے بعد ایک سال کے پیچھے عذاب آجائیگا اور لکم میعاد یوم ۔ یوم سے سال مراد ہے کیونکہ کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم ۔ کی نزول کے ایک سال بعد جب آپ مدینہ شریف کو تشریف لے گئے تو عذاب آیا اس حساب سے یوم کے معنے سال ہوئے
(ت ۱۷۹۱) یقص علی بنی اسرائیل ۔ یہ قرآن شریف بنی اسرائیل کے حالات بہت بیان کرتا ہے سب سے بھاری اختلاف مسیح کی آمد کا تھا ۔ قرآن شریف نے اسے صاف کر دیا ۔ دوسرا مسئلہ نبوت اور الہام کا تھا کہ وہ بنی اسرائیل مین محدود ہے یا مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو یہود اور عیسائیون مین جھگڑے ہین ایک گروہ اسکو خدا دوسرا گروہ اسکو لعنتی ایک گروہ اسکو زندہ بر سما اور دوسرا مردہ بر صلیب وغیرہ وغیرہ بتاتا ہے اور قرآن شریف ان امور کا قطعی فیصلہ صحیح دلائل کے ساتھ دیتا ہے کہ وہ صلیب کے بعد ۸۰ سال زندہ رہا اور پھر اپنی موت سے حسب وعدہ الہی وفات پائے اور شہر کشمیر محلہ خان یار مین مدفون ہین ۔
(ت ۱۷۹۲) لا تسمع الموتی ۔ یعنے جو لوگ مرے ہوئے ہین انکو تو سنا نہین سکتا اور نہ پیٹھ پھیرے ہوئے بہرون کو جب وہ فاجر و فاسق ہو جاتے ہین اور ان پر فرد قرارداد جرم لگ جاتی ہے نہین سنا سکتا ۔ یعنے وہ گناہ اور بدی سے باز نہین آسکتے اور کاملیت کے حکم مین ہین (ت ۱۷۹۳) دابۃ الارض ۔ اس جانور کی شکل اور مقام خروج اور وقت خروج مین بڑا اختلاف ہے کوئی تو لکھتا ہے کہ مکہ کے محلہ جیاد سے نکلیگا کوئی جبل صفا سے بتاتا ہے کوئی عام مکہ سے کوئی مدینہ شریف سے کوئی یمن سے شکل بھی بہت ہی عجیب گردن اونٹ کی سی آدمی کا ڈاڑھی ہی ہوگی دم گائے کی البتہ جنہر کہتے ہین سر گائے کا آنکھ سور کی کان ہاتی کے سینگ بارہ سینگے کے سینہ شیر کا رنگ چیتے کا سرین بیل کے دم بکری کی پاؤن اونٹ کے اور ہر جوڑ مین فاصلہ بارہ گز کا ہاتھ مین موسیٰ کا عصا انگلی مین سلیمان کی انگوٹھی ہوگی کسی کو جنتی ہونے کا فتوی دیگا اور کسی کو جہنمی وغیرہ وغیرہ ۔ کہتے ہین کہ چہرہ سب آدمی کا ہے باقی جسم پرندہ کا کسی نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بھی دابۃ الارض بتایا ہے غرض اس کے مقام خروج اور اس کے اشکال بیان کئے ہین جس سے اگر علی الظاہر محمول کرین تو ایسے اختلافات کا اجتماع ناممکن ہے سب باتون کا فیصلہ جو کہ حضرت امام ہمام المسیح الموعود نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دابۃ الارض

سے مراد طاعون ہے وہ اہل اللہ کو مختلف اشکال میں دکھائی دیتی ہے جیسا کہ حضرت کو ہاتھی کی شکل میں جس کا چہرہ انسان کا ہے طاعون دکھائی دی ہے (ت ۱۷۹۴) مرّ السحاب۔ اِس سے پہاڑوں کی بھی گردش ثابت ہوتی ہے۔ جو زمین کی ذمہ ہیں یہاں مراد قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں بھی ہیں جو اہل اسلام کے مقابلہ میں ایسی اُڑیں گی جیسے ہوا بڑے بڑے بادلوں کو اڑائے جاتی ہے۔

سورۂ قصص

(ت ۱۷۹۵) طسم۔ لطیف سمیع مجید اللہ کی طرف سے یا طٓ سے طور سٓ سینا مٓ سے موعود نبی جن کے متعلق طور سینا پر لطیف و سمیع و مجید خدا نے خبر دی تھی۔ (ت ۱۷۹۶) لقوم یؤمنون۔ ایمانداروں کو سنایا جاتا ہے کہ خبردار لڑنا جھگڑا نہیں ہمارے سرکار بہت ہی امن پسند تھے فرماتے تھے لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب بعضکم اعناق بعض اور فرمایا القاتل والمقتول کلاھما فی النار۔ معلوم ہوتا ہے کہ جلانے تہیں ضعیف بحالی غضب سے کام نہ لے تو اللہ ان کا ناصر و معین ہو گا۔ (ت ۱۷۹۷) یحذرون یعنے جسکا وہ اندیشہ کرتے تھے وہ ان کو پیش آئی۔ یہ ایک سچی صداقت ہے کہ ظالم تباہ ہو جاتے ہیں مظلوم ہی ان کے وارث بنتے ہیں۔ اور عروج پاتے ہیں۔ صحابہ کیلئے تمثیلی طور پر پیشگوئی ہے کہ تم غالب ہو جاؤ گے (ت ۱۷۹۸) اوحینا۔ دیکھو انبیا کے سوا عورتوں کو بھی وحی ہوتی ہے بعد اِس پر طرح ہی عمل کیا جاتا ہے ہاں ظاہری الفاظ پر نہیں جیسے ہم سمجھتے ہیں بلکہ بہت ہی احتیاط عقلی اور فہم و فراست سے کام لے کر دیکھو کہ صندوق بنایا گیا بہن ساتھ ہی وغیرہ وغیرہ احتیاطات۔ والدہ موسیٰ علیہا السلام نے کیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے واوحینا الی امک ما یوحی ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم۔ (ت ۱۷۹۹) انا رآدّوہ الخ ہم اسکو پلٹا کر لائیں گے تیری طرف۔ یہاں موسیٰ کی ماں سے دو وعدے فرماتے ہیں ایک موسیٰ کے واپس لانے کا دوسرا موسیٰ کے رسول بنانے کا ایک کو پہلے پورا کیا تا اقرب البعد پر دلیل ہو (ت ۱۸۰۰) حرمنا۔ فرعون نے موسیٰ کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی انائیں بلائیں لیکن آپ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ پھر موسیٰ کی بہن نے جو خفیہ طور پر صندوق کے ساتھ ساتھ چلی آئی تھی کہا میں تم کو ایک ایسی انا بتاتی ہوں جو اسکو اچھی طرح دودھ پلا سکے اور اپنی ماں سے اِن کو ملا دیا۔ (ت ۱۸۰۱) اھل بیت قرآن شریف میں تین چار مقام پر اہل بیت کا ذکر آیا ہے ایک حضرت ہاجرہ کے واسطے دوسرے ازواج مطہرات کے واسطے تیسرے یہاں موسیٰ کی والدہ کیلئے اور تینوں جگہ عورتیں شامل ہیں افسوس شیعہ پر کہ وہ ازواج مطہرات نبی کو اہل بیت میں شامل نہیں سمجھتے (ت ۱۸۰۲) حین غفلۃ میں اسباب کی طرف بھی اشارہ ہے کہ موقع و محل بھی دیکھ لے جس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے میں ظاہری اسباب سے کام لینا سنت انبیاء ہے اور ایک مشکل امر کا واقع ہونا دوسرے مشکل امر کے وقوع کی دلیل ہے فوکزہ موسیٰ۔ یہ چار لفظ ہیں (وکز) (لکز) (لکز) (وجہ) دل پر گھونسا مارنے کو وکز۔ جبڑے پر لکز۔ اور لات مارنے کو لکز۔ دھکا دینے کو وجہ کہتے ہیں۔ من عمل الشیطن۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہذا من عمل الشیطن یعنے قبطی جو کے سے مر گیا ہے اسکو شیطانی عمل کی طرف منسوب کیا ہے بعض مفسرین نے شیطانی عمل کو موسیٰ کی طرف منسوب کیا ہے سخت غلطی ہے (ت ۱۸۰۳) فاغفرلی۔ تو میری ستاری فرما اور اِسکے بد نتیجہ سے مجھے محفوظ رکھ۔ چنانچہ محفوظ رکھے گئے۔ (ت ۱۸۰۴) فغفرلہ کیونکہ قتل قبطی شجاعت اور اخلاص الٰہی کے رنگ میں تھا یہی وجہ ہے دعا قبول ہونے کی۔ (ت ۱۸۰۵) غفور رحیم معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوشش نیک تھی جس پر رحیم کا لفظ اور غفور کا لفظ بولا گیا جس کے معنے محافظ کے ہیں۔ (ت ۱۸۰۶) لغوی مبین۔ ممکن ہے کہ فریادی کو جواب دیا ہو۔ یا مدعا علیہ کو کہا ہے۔ (ت ۱۸۰۷) رجل۔ آدمی کو چاہیئے کہ جہاں رہے وہاں اپنے کوئی دوست رفیق بنا کر رہے۔ (ت ۱۸۰۸) اقصا المدینۃ۔ شاہی محلات کی طرف سے جو شہر کے ایک طرف تھا وہ آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ (ت ۱۸۰۹) لیقتلوک۔ یہاں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے پیشگوئی

کیجا رہی ہے ۔ کہ تمہارے قتل کے منصوبے مکہ والے
کر رہے ہیں اور آپکو بھی اطلاع دیجا رہی ہے کہ اب مکہ والوں
کو سنایا جا رہا ہے کہ تم جو تمہارے منصوبے کر رہے ہو وہ غلط
ہوجائینگے یہ موسیٰ کی طرح تم سے بچکر صاف نکل جائیگا ۔
(ت ۱۸۱۰) الی الظل ۔ دھوپ میں بیٹھنے والا آدمی
غافل ہوتا ہے جیسے دھوپ بھوپ (ت ۱۸۱۱) [illegible] موسیٰ
علیہ السلام نے دعا مانگی رسول اللہ بھی کسی بستی میں جاتے تو
پہلے یہ دعا پڑھتے تھے ۔ اللھم رب السموت السبع وما اظللن
ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الریح وما ذرین و
رب الشیاطین وما اضللن فانا نسئلک خیر ھذہ القریۃ
وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شرھا
وشر اھلھا وشر ما فیھا اللھم بارک لنا فیھا (ثلثا) اللھم
ارزقنا جناھا واحمنا من وباھا اللھم حببنا الی اھلھا
وحبب صالحی اھلھا الینا ۔ (ت ۱۸۱۲) استحیاء ۔ یہ
شریف عورتوں کی پہچان ہے کہ وہ نیچی نظر والی حیادار ہوتی
ہیں ۔ (ت ۱۸۱۳) انی ارید ۔ یعنی میں نکاح کر دونگا
۔ یہ حضرت موسیٰ کے خسر کا قول ہے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کا باپ
اپنی لڑکی کا پیغام خود دیسکتا ہے ۔ (ت ۱۸۱۴) ثمانی
حجج ۔ یعنی آٹھ برس تم میری خدمت کرنا بلکہ دس اور موسیٰ
علیہ السلام کی مرضی پر رکھکر ٹھہرا دئیے اور حضرت موسیٰ نے
منظور فرمالیا ۔ آجکل اس آیت شریفہ کے بالکل خلاف ہوتا ہے
کہ ساس سسر کا معزز لفظ ہمارے عام بھائی ہندوستانیوں
میں گالی کی جگہ بولا جاتا ہے آٹھ برس کے لفظ میں اشارہ ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر مکہ میں واپس آنے کا ہے ۔ یعقوب
علیہ السلام نے اپنے خسر کی چودہ برس خدمت کی بکریاں چرا دی
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تعلقات کو غور سے دیکھو کہ انکی
دوبار آپ نے سفر کیا ۔ خلاصہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کی سنت یہی ہے
کہ وہ لڑکی والوں کے حقوق کی بڑی ہی نگہداشت کرتے ہیں ۔
اور داماد سے کچھ لینا جائز ہے ۔ (ت ۱۸۱۵) القصص
موسیٰ علیہ السلام کو بکریاں چرانے کی خدمت کیوں دی؟ استاد علیہ
الرحمۃ نے فرمایا کہ موسیٰ شہزادگی کی حالت میں پلے تھے جوش تھا
اور اسکی اصلاح اس پیشہ سے ہوئی اور نبوت کی تیاری کے
لیئے اتنے برس رکھے گئے ۔ چونکہ چرانے والوں کو بڑا [illegible]
پڑتا ہے اور اسکے استقلال میں بڑی دانشمندی کی تیز نظری
ہے اسلیئے صاحب عقل ہوئے ۔ [illegible] والحکمۃ
[illegible] ایک یہی نتیجہ نکلتا کہ انبیا علیہم السلام [illegible]
[illegible] پیشے اختیار کر لیتے ہیں جسمیں آجکل [illegible]
[illegible] چرواہوں میں بکری والا بہت ادنیٰ درجہ سمجھا
جاتا ہے (ت ۱۸۱۶) آتیکم منھا ۔ لاؤ تمہارے واسطے
میں آگ سے آؤں ۔ اور بعض شیخی بازوں کے لئے عزت
[illegible] کیا ہے کہ امیر زادہ خود کام کرتا ہو
[illegible] نہیں کہتا ۔ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے ایک سفر میں سب صحابہ نے کام بانٹ
کام لیا حضور نے لکڑیاں لانا اپنے ذمہ لیا یہ سنت ہے [illegible]
کی کوئی تنخواہ [illegible] یا متوسط درجہ کی صحبت میں بیٹھنے لگی
تو چھوٹی کام کرنا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہے (ت ۱۸۱۷)
حیۃ ۔ عصاے موسیٰ کا اژدہا بن جانا جسکو کشفی حالت
میں لوگوں نے دیکھا جماعت اہل اسلام سے مراد تھی جو موسیٰ
علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی جسے اژدہا دکھایا یعنی یہ
مسکین قوم موسیٰ اس طرح ہیبت و شان و شوکت میں
آکر تمام فوج کو نگل جاویگی اور سب پر غالب ہوگی ۔
(ت ۱۸۱۸) بیضاء ۔ ید بیضا کے معجزے میں یہ ارشاد
تھا کہ موسیٰ کے پاس حجج نیرہ ہیں اور اس کے ہاتھ سے
کفر کی ظلمت دور ہو جانے والی ہے جن الفاظ میں قرآن مجید
کا بیان آتا ہے اس پر ہمیں ایمان ہی نہیں بلکہ تائید الٰہی عرفان
حاصل ہے مگر الد الخصام وختم کے لئے کلوخ انداز را پاداش
سنگ است ۔ علمی مذاق جسطرح اس کو پسند ہوتا ہے بیان کیا
جاتا ہے علی ہذا جن آیتوں میں تطبیق بظاہر نہ معلوم ہو وہاں
تاویل موافق یا عام و خاص حسب موقع بیان کی جاتی ہے
تاکہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا
کا قاعدہ در حقیقت جیسا کہ ثابت و مضبوط ہے قائم رہے اور ہماری
کم علمی اور بے بضاعتی سے خلاف حق ثابت نہ ہو ۔

من فضل ربی لوکا سیئل عما یفعل ع (ت ۱۸۳۴)
یختار - تیرا رب جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے - خلافت
کے متعلق اسمیں بڑی بحث ہے مگر اصل یہ ہے کہ خدا آپ ہی
برگزیدہ کر لیتا ہے جسے چاہتا ہے جیسا کہ واقعہ ہو چکا جو انبیا
ہونیوالے تھے وہ نبی ہوئے اور جو خلیفہ ہونیوالے تھے وہ خلیفہ
ہوئے ع (ت ۱۸۳۵) قارون - کا حال سفر عدد کے
۱۱ باب میں تفصیلا مذکور ہے جسکا نام قرح بن اظہار بن قہات بن
لاوی ہے (ت ۱۸۳۶) احسن - قوم نے قارون سے کہا کہ
احسان کر جیسا کیونکہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے - غلط
العام ہے کہ احسان سے مراد منت لیجاتی ہے اور احسان جتانا اردو میں
منت نہادن کا ترجمہ ہو گیا ہے جسکو عربی میں منا کہتے ہیں قرآن
میں احسان سے مراد وہ بھلائی ہے جو خدا ترسی کے طور پر خلوص نیت
سے خدا ہی کے لئے کسی پر کیجائے اس احسان کا نتیجہ بتایا ہے
ساتھ سوا اس سے ہی بہتر ملیگا یہاں اور آخرت میں ملیگا احسان
مال و جسم اور جان اور علوم اور دل اور زبان سب طرح سے ہو سکتا
ہے - (ت ۱۸۳۷) علی علم - یعنے یہ مال مجھے ملا ہے
میرے تجربہ اور کمال سے - یعنے خدا نے نہیں دیا ہے بلکہ میرے کمال اور
ہوشیاری کا نتیجہ ہے جو میرا ذاتی ہے نعوذ باللہ من ھذہ الجہالۃ
والغفلۃ - (ت ۱۸۳۸) المجرمین - قطع تعلق کرنیوالوں کے
گناہوں سے نہیں پوچھا جاتا - یہ محض جھوٹی بات ہے کہ قارون سونا
یا چاندی بنا لیا کرتا تھا کیونکہ جن چیزوں کو بندے بنایا کرتے ہیں وہ خدا
نہیں بنایا کرتا جیسے روٹی کپڑے وغیرہ اور جس کو خدا بناتا ہے
اسکو کوئی نہیں بنا سکتا جیسے سونا چاندی وغیرہ اور اسکا خلاف
اعتقاد رکھنا تو کرنے الصفات ہے - جیسا دوسری آیتوں میں اسکی
تفصیل ہے اور وہ جو کرتے تھے تم نہیں پوچھے جاؤگے پارہ (۱) آیت اخیر
اور فکلا نزد وازرۃ وزر اخری پ ۶ اور لنا اعمالنا - لکم اعمالکم
وغیرہ آیات کثیرہ پ ۲ - (ت ۱۸۳۹) یبسط اللہ - بڑھاتا ہے
کرتا ہے - یعنے اللہ کی جو عنایت ہے برا اندازہ ہوا اور قارون کو جیسا غافل
ہوگیا تو کیا کام کہا کسی شاعر نے قناعت کے بارہ میں کیا خوب کہا ہے
ور قرص نان اگر از گندم است یا از جو ستاری جامہ اگر کہنہ است یا خود نو
بجا گوشہ دیوار خود دیا یا مرجع - کہ کس نگوید ازیں جا برخیز یا انجا رو
ہزار بار فزون تر بہتر از این بہین - زد ۵ ملکات و کیفیت کیقباد
اور اس سے بہی بہتر سعدی نے فرمایا ہے کیونکہ محسن حقیقی کے
احسان کو یاد دلاتے ہیں ع ابر و باد و مہ و خورشید و فلک
در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری - ہمہ از بہر
تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان
نبری - (ت ۱۸۴۰) بالسیئۃ - جو کوئی بدی لیکر
آئے - بھلائی اور برائی جیسے فی الحقیقت برابر نہیں ویسے ہی
نتیجہ کے لحاظ سے برابر نہیں تو کیا ہی بدبخت ہے وہ شخص جو
نیکی کا موقع پاوے اور نہ کرے اور بدی کا موقع پاوے تو فورًا
مستعد ہو جاوے اللہ مجھے ہی خدا [illegible]
ضعیف انبیان ہے ان [illegible] بالتقوی [illegible]
ہیں ۱۳ (ت ۱۸۴۱) لراد [illegible]
والا ہے تو کس کو کہ سکتا ہے [illegible] ابن عباس سے
روایت کیا ہے معاد سے مراد مکہ ہے اور لغتا ہی مولد کے
معنی ہے - (ت ۱۸۴۲) من المشرکین - اور
مشرکوں میں سے نہ ہو - یہ سورۃ دلائل نبوت پر ختم ہوتی ہے
اسمیں ارشادات ہیں یعنے کوئی چیز بہی معبود ہونے کی شان
نہیں رکھتی اور جس پر خدا کی توجہ ہوتی ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا
ہے اب سمجھ لو کہ کیا کرنا چاہئے سب کو اسی کی طرف لوٹکر
جانا ہے ع -

سورۂ عنکبوت

(ت ۱۸۴۳) لایفتنون - ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان
لائے حالانکہ ابھی تک تمیز نہ ہوئی بہت سے لوگ ہیں کہ اپنے آپ
کو مومن کہتے ہیں حتی کہ اکثر منافق بہی مگر مشکلات سر پر
پڑتے وقت کھل جاتا ہے کہ مومن کون ہے اور بے ایمان کون
ہے اور جب تک کوئی موقعہ نہ ہو مصرعہ کس نہ گوید کہ امتحان
دوغ من ترش است - (ت ۱۸۴۴) لنکفرت
عنھم - ہم ان سے دور کر دینگے ان کی خطائیں - ایمان کی وجہ
سے پچھلے گناہ اور اعمال صالحہ کے بدلے آئندہ کے معاف ہو جائینگے
ہیں کیونکہ عادات بد اور افعال بد کے بجائے اعمال صالح قائم

اور استقامت نصیب ہو جاتی ہے (ت ۱۸۴۵)
ما لیس لک به علم - جس چیز کا تجھ کو علم نہیں اس میں دخل
نہ دینا اس پر عمل نہ کرنا - گو بزرگ سے بزرگ اسمی طور پر کسی
کام کے کرنے کو کہے اور آسمانی کتاب اس کی گواہ نہ ہو تو اس کے
کہنے پر عمل نہ کرنا کیونکہ عمل بلا علم جہل ہے اور جہل کو علم
سمجھنا شرک ہے اور اپنے کو علم حاصل کرنے کے لئے علیم کا محتاج
نہ سمجھنا بلکہ اپنے کو عالم سمجھنا شریک ہونے کی دلیل ہے کیونکہ
جس قدر شریک بنائے جاتے ہیں ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ
شریک سمجھے جائیں نہ خدا کی ایسی قدرت نہ خلق نہ علم
نہ امر تو پھر کیوں شریک بنائے جائیں - یا کوئی جہالت
سے نہیں - (ت ۱۸۴۶) مع اثقالہم - وہ ضرور
اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور بوجھوں کے ساتھ - ایک اپنی
بدکاری کا دوسرے سکھانے کی بدکاری کا - لا تزر وازرة وزر اخرى
کے مخالف نہیں ہے - (ت ۱۸۴۷) الف سنة - ہزار
برس یہ ان کی چھوٹی عمر کی حد نہیں کبھی طلب میں ضائع ہو جاتا ہے کبھی
نطفہ میں کبھی رحم میں کبھی دو چار روز کے بعد یعنی دنیا میں ایک منٹ
کے بعد اسی طرح بڑی عمر میں بھی وسعت ہوتا گیو رہا ایک متوسط میں
اکثر (۱۲۵) سے زیادہ عمر نہیں ہوتی گشتہ وغیرہ کی طرف بعض جگہ
سو سے کم عمر نہیں ہوتی اختلاف مکان سے حسب عمریں گھٹتی بڑھتی
ہیں تو اختلاف زمان ضرور ضرور اثر رکھتا ہے اور ایک بات اور بھی ہے
کہ کسی نامور معزز خاندان کے آدمی مدتوں تک اپنے باپ دادا کے نام سے
پکارے جاتے ہیں اور اس خاندان کے ختم ہونے تک مورث اعلی
ہی کے نام سے منسوب رہتے ہیں پھر اور کوئی خاندان عزت و نشان
کا شروع ہو جاتا ہے تو ادھر منسوب ہو جاتا ہے غرض عمر طبعی کوئی
چیز نہیں - توریت سفر پیدائش ۵ - باب میں انبیا کی عمروں کا
تخمینہ لکھا ہے اور نوح کی شریعت ۹۵۰ برس رہی ایک خیال
تو ظاہریوں کا ہے کہ نوح علی نبینا وعلیہ السلام شخص واحد ساڑھے
نو سو برس اپنی قوم میں تبلیغ کا کام کئے دوسرا خیال یہ کہ نوح
مورث اول کا نام ہے جس کی خلافت و شریعت کا بقا اتنی مدت
ہوا اور اس پہلے قول کے خلاف ایک قرینہ سورہ یٰسین کی آیت
کا ہے ومن نعمره ننكسه في الخلق اور اس آخری خیال کی

تائید میں سورۂ فرقان کی ایک آیت ہے وقوم نوح لما كذبوا
الرسل اغرقناهم جس میں نوح کی قوم کی طرف بہت سے رسولوں کا
جھٹلانا منسوب کیا گیا ہے جو ان ہی کے خاندان سے تھا -
تاریخ عجم نامہ خسروان کا مصنف بھی اسی کا قائل ہے - یورپین
تو اس بات کے معتقد ہیں کہ مورث اعلی کے نام سے ایک ہی
شخص سالہا سال سے منسوب چلا آتا ہے (ت ۱۸۴۸)
تخلقون افکا - جھوٹی باتیں بناتے ہو - یہاں خلق کا لفظ علمی
یا عملی منصوبے کے تجویز کرنے پر بولا گیا ہے - یعنی لفظ خلق کے معنے
اندازہ کرنا اور تجویز بنانا تو خلق لكم من الطين - کے معنی کرنے
میں بھی ایسا لحاظ رکھیں - (ت ۱۸۴۹) ان تكذبوا
اگر تم جھٹلاتے تو کیا ہوا تم سے پہلے بہت سی جماعتیں جھٹلا چکی ہیں
جو آخری رسول آتا ہے اس کو اپنی سچائی کے منوانے میں
بہت سہولت ہوتی ہے اور رسول پہلے مخالفین کو بھی اسی امر کا
لحاظ رکھنا چاہیے کہ وہ اعتراض نہ کریں جو ان کو کسی مسلم ترا
پیروا رہونا ہو - (ت ۱۸۵۰) يئسوا من رحمتي -
جو خدا کی رحمت سے ناامید ہو گئے رحمۃ اللہ سے دیدار الہی مراد ہے
وآيات الله سے مراد ہیں شیعہ اس آیت کو پڑھیں اور لقاء الہی کا خیال رکھیں
چونکہ اللہ تعالی کی آیات اس دنیا میں معرفت پیدا کرنے کا ذریعہ
ہیں جو کہ خدا تعالی کو علمی طور پر ذہن میں ڈال دیتی اور علم الیقین کے
مرتبہ پر انسان کو پہنچا دیتے چونکہ علم الیقین تڑپ کو بڑھا دیتا
اور محبت کو برقرار کر دیتا ہے اگر عین الیقین نصیب ہو تو [illegible]
ظلم ہے اسی لئے فرمایا کہ جو میرے دیدار سے منکر ہو وہ میری رحمت
سے مایوس ہو - (ت ۱۸۵۱) فانجه الله من النار - تو
اللہ نے اسکو بچا لیا آگ میں سے - بعض کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام آگ
میں ڈالے گئے بعض کہتے ہیں نہیں - میرا ایمان ہے ڈالے گئے اور بچائے گئے
کیونکہ بعض علمی سلسلے اسباب کے خدای علیم نے پوشیدہ رکھے ہیں وجہ یہ
علیم کا کوئی کام بلا اسباب نہیں ہوتا جاہل بلا اسباب کام کرتے ہیں
اور اسکا نام اتفاق رکھتے ہیں فلاسفر کا کام بعض اسباب سے اور بعض
بلا سبب اور کو اتفاق سے ہوتے ہیں کیونکہ علیم کے اسباب بعض سے مخفی ہو
ہیں اور خفی در خفی اسباب کا پتہ نہیں لگتا اسی وجہ سے اس نے اسکا نام
اتفاق رکھا ہے (ت ۱۸۵۲) لوطا - علیہ السلام بھتیجے تھے

و باطنی کو خلاف مرضی حق سے روکا جائے اور ہر ایک کام حسب مرضی الٰہی کیا جائے اس کو صوفیون کی اصطلاح مین ذکر حضوری یا ذکر کل یا ذکر اکبر کہتے ہین - تمام بدیون کی جڑ اور اصل الاصول مغضوب علیہم - اور ضالین ہین مغضوب علیہ وہ لوگ ہین جو بیجا عداوت کرنیوالے اور ظالم بے عمل ہین اور ضالین وہ جو بیجا محبت کرنیوالے اور بے علم ہین جس شخص مین ان دو صفات مین سے کوئی ہو وہ انہین مین سے ہے کو نماز اپنے بچا کر صراط المستقیم پر لگا دیتی ہے کیونکہ اسمین یہ دعا ہر رکعت مین پڑہی جاتی ہے - اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین -

(ف ۱۸۶۴) ولذکر اللّٰہ اور اللہ کی یاد تو سب سے بڑی چیز ہے - نماز کو بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھو دعائین نماز مین بہت مانگو علی الخصوص اهدنا الصراط سے لیکر ضالین تک یا نماز کے عوض ہین اللہ جو تمہین یاد کریگا وہ اس نماز سے بہتر ہے

(ف ۱۸۶۵) احسن - بہت ہی اچھی طرح سے مناظرہ اور بحث ہو عمدہ مجادلہ یہ ہے کہ ایسی بات کسی نہ کہو جس سے خود تمہارے مذہب پر بھی اعتراض پڑتا ہو (ف ۱۸۶۶) الا الذین ظلموا - مگر جو لوگ انمین سے بیجا کام کرین یعنے مرکز حق سے ہٹین تو دفعیہ اور سختی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے مگر تبرا ہی کے رنگ مین -

(ف ۱۸۶۷) الا الکٰفرون - وہی انکار کرتے ہین جو منکر ہین یعنے جن کو حق کا فیصلہ منظور نہین اور رونا لگا کے رنگ مین ہین اور یہ اُن کی اعمال کا نتیجہ ہین اور انکی عادت یہ ہے کہ پہلی بھی وہ کسیکو مانتے نہین مگر بطور رسم کے (ف ۱۸۶۸) لا رتاب المبطلون یہ ضرور شبہ کرتے جہوٹے - قبل نبوت نہ تو آپ وعظ کرتے تھے نہ کوئی کتاب پیش کرتے تھے ورنہ آج اعتراض کا موجب ہوتے یعنی ابتدائی عمر سے کتاب بنا اور وعظ کہنے کی مشق کرتے چلے آئے ہین اسلئے یہ قرآن بھی اسی قراولت کا نتیجہ ہے (جواب) آپنے اس کی مشق نہین کی تاکہ یہ اعتراض ہو دوسرے انکو ابتدات الیسی فرا دلت ہی نہ تھی اس کتاب کی مثل لا نے پر قادر نہین

(ف ۱۸۶۹) نذیر مبین - صرف کہلا ڈرانیوالا ہون جسکے دو نشان ہین - پہلا نشان تو یہی ہے کہ منکر مغلوب ہوگا یا ہوا اور لغض عذاب مین پھنسین گے اور دوسرے لئے یہ کہا کہ معجزہ کا نشان ہو تم عذاب کا نشان چاہتے ہو اس کا جواب نذیر مبین سے دیا گیا ہے اور مومنین

کے لئے رحمت ہو اس کا جواب یہ کتاب ہے - ع (ف ۱۸۷۰) اولم یکفہم - کیا ان کے لئے یہ کافی نہین یعنے قرآن شریف مین جو تجہیر اتارا گیا ہے متعدد جگہ دعدہ کر دیا ہے کہ گزشتہ نبیون کی قوم کی طرح مخالفت کی صورت مین تیری قوم ہلاک ہو جائیگی ہان یہ کتاب ایمان لانیوالون کیلئے رحمت ہی اسپر علم و عمل کرکے با اقبال اور بامراد انسان بنجائینگے یہ بھی بات تھی جس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسبنا کتاب اللہ اور اسپر عمل کرکے ہی بتا دیا - (ف ۱۸۷۱) بالباطل - وہ خبر یا کام جس کی حقیقت نہ ہو - (ف ۱۸۷۲) اجل مسمی وقت مقرر جس کا وعدہ کتب سابقہ مین اور اسی کتاب مین ہے (ف ۱۸۷۳) ارضی واسعۃ - میری زمین کشادہ ہے اس آیت مین ہجرت کا بیان ہے صحابہ کا معروضہ ہے کہ تمام گھر بار مال و دولت باغ چھوڑ کر کیسے نکل جائین مسافرت مین کسطرح زندگی بسر ہوگی تو ارشاد ہوا کہ بلا وجہ کثرت ظاہری و باطنی اور مزاحم کثیرہ ہمارے اختیار مین حرکت مین برکت ہے نبی کی اتباع مین چل کر دیکھو سب مل رہیگا - (ف ۱۸۷۴) صبروا - جو نیکیو پر جمے رہے برائیون سے بچتے رہے غضب شہوت طمع سستی کاہلی کمزوری سے رکے رہین نیکیون پر ثابت رہین یعنی ایمان عمل صالح - صبر - توکل علی اللہ - بہترین سامان کامیابی ہین یہ صحابہ سے کہا جا رہا ہے اور مال و دولت کی بابت ارشاد ہوتا ہے کہ صبر کرو سب مل رہیگا (ف ۱۸۷۵) لا تحمل نہین بہرتے اپنا رزق - یعنے جانور کہ جو نسلون مین کچھ بھی نہین رکھتے تلاش و مشقت ہی حاصل کرتے ہین اور ان گنت خدا کی مخلوق چیونٹی سے لیکر ہاتھی تک خدا کی سلطنت مین کوئی بھوکا نہین - پہر انسان مضطر کیون ہو (ف ۱۸۷۶) یؤفکون کدھر بہکے چلے جاتے ہو - یعنے اللہ ہی کی عبادت کیون نہین کرتے راہ راست کیون نہین چلتے - (ف ۱۸۷۷) یبسط - اللہ کشادہ کر دیتا ہے - مومن اگر ایمان بچانے اور تقوے اختیار کرنے کیلئے کسی مقام کو چھوڑ کر جائیگا تو اسکو بہت سے بہتر بدلہ ملیگا اصحاب کی لطف [illegible] پیشگوئی ہے وسعت رزق کی اور منافقون کیلئے تنگی رزق [illegible] ع

۲

(ت ۱۸۷۸) یکفرون ۔ وہ ناشکری اور حق پوشی کرتے ہین کفار مکہ کے شکر و اعتراض کا جواب کہ ہمین خوف ہے کہ اہل عرب جو بکثرت ہین ہم مسلمان ہون تو وہ مار ڈالین گے ۔ جواب دیا گیا ہے یہ ناشکری اور کفران ہے مکہ تو امن کی جگہ بنایا گیا ہے اور مسلمان سلامتی کے وارث (ت ۱۸۷۹) جاھدوا فینا ۔ محنتین اور کوششین کین ۔ ہمارے رسید حضرت نور الدین نے فرمایا کہ پہلا نکتہ معرفت جو مرشدنا و مولنا حضرت مسیح موعود سے مین نے سنا وہ یہی تہا کہ صرف محبت کام نہین آتی بلکہ ہم مین ہو کر جیا دفی اللہ کرین کامیابی کا راستہ بغیر اسکے نہین ۔ (ت ۱۸۸۰) ان اللہ لمع المحسنین ۔ بیشک اللہ محسنون کے ساتہہ ہے یعنی خالص خدا کے لئے کوئی قرآن مین تدبر کرے اور جو پڑہا عمل کرنا چاہے تو ضرور اسے راہ حق مل جانے کا وعدہ ہے واللہ لا یخلف المیعاد کیونکہ خدا محسنون کے ساتہہ ہے محسن وہ ہین جن کی نظرون مین خدا سمار رہتا ہے اور ہمیشہ اسی کے منشا کا لحاظ اور عبادت کا خیال رکہتے ہین خلاف مرضی حق کچہہ نہین کرتے

سورۂ روم

(ت ۱۸۸۱) غلبت الروم ۔ مغلوب ہوگئے ہین روم ۔ جن دنون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تہے مجوس یعنے ایرانیون نے فتح پائی یعنے رومیون کو جنکا بادشاہ ہرقل اوس تہا شکست دیدی تا آنکہ شام تک قبضہ کر لیا یہ خبر مکہ مین پہونچی تو مکہ والون نے طعن سے کہا کہ اہل کتاب پر شکست کی ہوا چلی ہے کیونکہ ایرانی بت پرست اور آتش پرست و ستارہ پرست تہے اور یہ طعن رسول کریم پر تہا تو جواب ارشاد ہوا کہ نہین وقت قریب ہے کہ رومی فتحیاب ہونگے اور نشان یہ کہ اسی روز تم بہی شکست پاؤگے اور ایسا ہی ہوا جبکہ ہرقل نے ایرانیون پر فتح پائی اوسی روز بدر مین اہل مکہ کو شکست ہوئی ۔

(ت ۱۸۸۲) من قبل ومن بعد ۔ پہلے اور پیچہے اللہ ہی کے ہاتہہ مین اختیار ہے یہ اپنی کامیابی کی پیشگوئی فرمائی ہے (ت ۱۸۸۳) ظاھرا ۔ یعنے یہ لوگ دنیا کے ظاہر کو تو جانتے ہین اور انجام کار سے بالکل بیخبر ہین ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جن ظاہر پر ظاہری وعدۂ الٰہی کو محمول کرتے ہین ممکن اسی رنگ مین وقوع ضروری نہین بلکہ یہ امر زیادہ ممکن ہے کہ اکثر لوگ اس کے وقوع کو نہ سمجہین بلکہ ان کے خیال کے خلاف وقوع ہو ۔ (ت ۱۸۸۴) غفلون ۔ یعنے ظاہری اسباب بنتے دیکہہ کر کچہہ کہہ دیتے ہین اور انجام کا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے (ت ۱۸۸۵) بلقاء ربھم ۔ حضرت شیعہ اس آیت کو ذرا بغور فرمائین ۔ (ت ۱۸۸۶) عاقبۃ الذین اساؤا السوئٰی ۔ جنہون نے برا کیا انکا انجام برا ہی ہوا ۔ یعنے برائی کرنے والون کا انجام یقیناً برا ہی ہوا کرتا ہے ایک عورت کو ناک کا برا خیال تہا وہ لوگون کے بچون پر طعنہ کیا کرتی تہی آخر خود اسکو خراب ناک کا بچہ پیدا ہوا عبرت پکڑنا چاہئے اور خدا کی ستاری اور خدا کے فضل پر نظر رکہنا چاہئے ۔ ع ۔

(ت ۱۸۸۷) تمسون وحین تصبحون الخ ۔ شام مین مغرب و عشا داخل ہوگئی اور صبح مین فجر اور تین پہر مین عصر اور دوپہر مین ظہر اور جس طرح رکوع و سجدہ مین سبحان اللہ ضرور ہے ویسا ہی الحمد یعنے ہر رکعت مین ۔ (ت ۱۸۸۸) کذلک تخرجون ۔ اسی طرح قبرون سے نکالے جاؤگے ۔ پس قرآن نے کیا کیا بتایا ہے ہستی باری تعالیٰ کے دلائل ۔ ملائکہ تقدیر ۔ رسالت ۔ کتابون کی ضرورت ۔ ختم نبوت ۔ خاتم نبی کی تعیین مرکر جی اٹہنے کی بحث ۔ جب ان چیزون پر ایمان کامل ہوجائے تو پہر اعمال صالحہ کی ضرورت ہے جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ اخلاق فاضلہ جس کا پتہ قوم کی تعامل سے لگتا ہے بدیہات کی کوئی آدمی تعریف نہین کر سکتا جو جامع مانع ہو غبروات کی تعریف بچون کو غلط معلوم ہوتی ہے بعض سفہا کہتے ہین کہ قرآن مجمل ہے اور حدیث وغیرہ علوم کی ضرورت ہے اور قرآن شریف جواب دیتا ہے تبیاناً لکل شئی ۔ سچ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف کو چار قسم پر تقسیم فرمایا ہے (۱) وہ الفاظ جسکو عام لوگ بہی سمجہتے ہین اور ادنےٰ الغت ہی سے انکا پتہ دیتی ہین (۲) تعامل یعنے وہ معنے جو رسول کریم نے صلوٰۃ و صوم وغیرہ کے لاکہون آدمیون کے سامنے عمل کر کے بتایا اور نسلاً بعد نسلٍ مسلمانون کے خاندان

وہ عامی ہوں یا خواندہ چلی آرہی ہیں جسطرح قرآن شریف تواتر
سے ہم تک پہنچا ہے اسیطرح وہ اپنی بعض الفاظ کے معنی بہی تواتر
ساتھہ لایا ہے جو قرآنی تواتر سے بہی بڑہکر تواتر رکہتی ہیں
اور اسمیں کسی طرح کا بہی اختلاف نہیں (۳) ایک حصہ
قرآنی الفاظ کا ایسا ہے جو مرنے کے بعد حل ہوگا کیونکہ انکی حقائق
کہلنے کی جگہ اس دنیا میں عام لوگوں کیلئے نہیں (۴) وہ حصہ ہے
جسکو کتب الہامیہ سابقہ یا کتب علم رویا بیان کرتے ہیں اور
وہ بہی عوام کے بیان سے بڑہکر ہے خلاصہ یہ کہ قرآنی علوم لغت
تعامل علم رویا کتب سابقہ پر محتوی ہیں ع ر ت ۱۸۹
لتسکنوا الیہا - تاکہ تم آرام پاؤ عورتوں کے ساتھہ -
عورت مرد کی تعلقات کی لئے موجب سکینت ہے - مودت -
ملنساری ہونا چاہئے - مرد کی طرف سے رحیمانہ برتاؤ ہو کیونکہ
عورت کمزور و نا تجربہ کار ہوتی ہے اور مرد ہی فائدہ زیادہ
اٹہاتا ہے کیونکہ بچوں کا جننا پیٹ میں نو مہینے رکہنا وغیرہ
وغیرہ عورت کا حصہ ہے اور اولاد سے نام بردار ہوتا مرد
کا حصہ ہے عورت میں اسباب سکینت نہو تو وبال ہے
مرد میں مروت و رحمت نہ ہو تو جنجال ہے ا ت ۱۹۰
منامکم - تمہارا سونا - اور آنکھہ جسمیں نیند رہتی ہے -
اس آیت میں ان لوگوں کی حالات کا بیان ہے جو دن رات سوتے
یا دن رات کماتے جیسے دن رات سونے والی ہمارے زمانہ کی کامل امرا
و نوجوان اور بہت کمانے والی تجار رجال نصاری وغیرہ -
ر ت ۱۹۱) البرق - بجلی چمک اور برق کی فائدے اور
نقصان - نقصان یہ ہیں جو مرجیں خوف میں جل جاتے ہیں
کہیت خراب ہوجاتے ہیں - مکانات خراب ہوجاتی ہیں - فائدے
یہ ہیں ہزاروں قسم کی زہریلے مواد اور کیڑوں کو جلا دیتی ہے
ہواؤں کو صاف کردیتی ہے وغیرہ صوفیوں کی پاس تجلیات
قہرہ - ا ت ۱۹۲) وللہ المثل الاعلی - اور اعلیٰ درجہ کی مثال
اللہ کی لئے ہے یعنے عمدہ صفات سے وہ موصوف اور ناقص صفات
سے وہ پاک ہے حضرت مولوی نور الدین صاحب سے ان کے بچپنے میں کسینے
یہ سوال کیا تہا کہ خدا کا تخت پر بیٹہنا کیا معنے رکہتا ہے
جسکا جواب آپ نے دیا کہ بیٹہنا بہت قسم کا ہوتا ہے دیوار کا بیٹہنا
کاتب کے حروف کا بیٹہنا یعنے حروف کی نشست سیاہی کا
کا بیٹہنا وغیرہ وغیرہ اسوقت بادشاہ لندن اپنی تخت
پر بیٹہا ہے - کہانے اور پینے کے اعتبار سے بہی بیٹہنا بولا جاتا ہے
اور یہ بہی سنتے ہیں فلاں کی محبت اور عداوت فلاں کی
دل میں بیٹہہ گئی وغیرہ محاورات معلوم ہوتا ہے کہ موصوف
کے بدلنے سے صفات بدل جاتی ہیں تو خداوند تعالیٰ جل جلالہ
کا بیٹہنا جو وراء الورا ہستی ہے کیونکر ہمارے ذہنی معنی کی
موافق ہو سکتا ہے اسیطرح ید اللہ کا لفظ ہے مثلاً میرا
ہاتہہ گہوڑے کا ہاتہہ چیونٹی کا ہاتہہ فلاں شخص فلاں شخص
کا ہاتہہ ہے اور فلاں شخص فلاں شخص کے ہاتہہ میں ہے
وغیرہ وغیرہ امور عرفیہ غرض یہ ایک عجیب مضمون صفات
کے متعلق ہے جسمیں بہت غور و تدبر کرنا چاہئے جو سوچتے
نہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں اور اپنی قیاس سے بے سوچے سمجہے
توجیہہ کرجاتے ہیں انہوں نے تشبیہات کا علم نہیں سمجہا
جب تشبیہہ کی صورت بدلتی ہے تو پہر اعتراض کہاں سمجہا ہے
ع ا ت ۱۹۳) من انفسکم - ایک مثال بیان
کی ہے تمہاری لئے ہی میں سے یعنے نفی شرک کی دلیل بیان کی جاتی ہے
کہ تمہارے اعضا وغیرہ جو ہیں اس کا کوئی مالک متصرف ہی تمہارے
سوا اور جب اپنی چیز میں کسی کو شریک نہیں سمجہے تو خدائی معاملات
میں کوئی خدا کا شریک کیسا ہو ت ۱۹۴) یعقلون - دنیا کی
ہر جا کی چیزیں سب کی سب انسان کی خادم ہیں خادم کو مخدوم بنانا جائز
نہیں کجا کہ معبود بنایا جائے آدمی تو اپنے غلام کو اپنی برابر نہیں سمجہتے
تو خدا کسی مخلوق کو اپنے برابر کیوں بنانے لگا - مگر یہ نصیحت انکے
لئے ہے جو عقل رکہتے ہیں - ر ت ۱۹۵) بغیر علم - بے علمی
لوگ کاموں کی پیچہے پڑے ہوئے ہوتے ہیں - یہ سوال ہے کہ نبوت کی
کیا ضرورت ہے جواب بغیر علم صحیح اپنی سمجہہ سے کام نہیں چلتا
ادنیٰ ادنے کام کے لئے بتانے کی ضرورت ہے تو کیا خدا رسیدگی کے لئے
نبی و رہنما کی ضرورت نہیں - جیسا کہ ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب بچے فطرت پر ہی پیدا ہوتے
ہیں پہر انکے ماں باپ انہیں یہودی اور نصرانی اور مجوسی
بنا لیتے ہیں پہر یہ ہی آیت اسکے ساتہہ پڑہی (مشکوۃ صفحہ ۲۱)

(رت ۱۸۹۵) فطرت اللہ - آدمی جس پر پیدا کیا گیا وہ اصلی فطرت ہے
سوال فطرت ہی تو یہ ہے نبوت کی کیا ضرورت ہے جواب جو لوگ
فطرت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اسلئے نبی فطرت اللہ [illegible]
ہے بایں کار گر کو ملزم قرار دیتا ہے گورنمنٹ کو قانون امور [illegible]
کا انسداد کرتے ہیں اور شریعت مبادی مقدمات کی بھی
محافظت کرتی ہے اور یہ اللہ کے افعال اور اقوال ہیں جو اعلیٰ [illegible]
حسن ہیں جس طرح فطرت خلاف کو محروم بنانا پسند نہیں کرتا اور
کوئی اپنے خادم کو محروم نہیں بنانا چاہتا اسی طرح اللہ بھی [illegible]
کو پسند فرماتا ہے۔

(رت ۱۸۹۷) فرقوا
[illegible] - یعنی پراگندہ کر دیا [illegible] مراد ان لوگوں
کی [illegible] تسلیم نہیں کرتے بلکہ بعض اعمال عقائد
کو تسلیم کرتے اور بعض کا انکار کرتے جیسے نصاریٰ کے مقابلہ میں یہود مسیح
کو تسلیم نہیں کرتے اور اہل اسلام کے مقابلہ میں نصاریٰ وغیرہ
حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتے اور اسلام میں خوارج
اور شیعہ اور غیر احمدی کہ بعض اہل بیت کے دشمن اور مسیح موعود
کے دشمن اس آیت میں احمدی مراد نہیں کیونکہ انہوں نے تمام
نبیوں کو مع مسیح موعود کے قبول کیا اور کسی مرد نبی کو چھوڑا نہیں بلکہ
سب نبیوں کو جمع کیا اس آیت میں لوگوں کو مقصود ہے کہ جماعت بنانا
اس کی مذمت نہیں بلکہ دین کے کسی حصہ سے الگ کرنے کی مذمت
ہے۔ (رت ۱۸۹۸) فرحون - اپنے پاس والی چیز پر خوش
ہیں یعنی ضروری اصطلاحات میں عزوا اور منہمک ہو کر [illegible]
خود خوش ہیں اور وحدانیت اور اتحاد اور کامل راستی کی سمجھ
ان سے جاتی رہی جو موجب زوال قوت روحانی اور سلطنت
ظاہری و آخروی ہے۔ (رت ۱۸۹۹) نصر المومنین
ہم پر ایمان داروں کی مدد لازم ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے یہ
سمجھنا غلط ہے کہ اللہ ایمان داروں کی مدد نہیں کرتا۔ اور جو شخص
اس کا [illegible] ایمان کامل رکھتا ہے اور تقویٰ سے آراستہ ہو اور خشیۃ
[illegible] ہے مخالف حق اور کفر کے مقابلہ میں [illegible] کر سکتا
ہے بشرطیکہ مخالف پر اتمام حجت کر چکا ہو۔ (رت ۱۹۰۰)
لا تسمع الموتیٰ - تو نہیں سنا سکتا مردوں کو - یعنی کافر مردے
ہیں میری بات ان لوگوں کے گوش گزار نہیں ہو سکتی [illegible]

شریف پر علمائے مردوں کے سننے کی طول طویل بحث کی ہے ایک جماعت
یہ کہتی ہے کہ مردے نہیں سن سکتے ہیں اور دوسری کہتی ہے کہ نہیں اور
صحیح یہ ہے کہ مردے اسطرح نہیں سن سکتے جس طرح زندہ سن سکتے
ہیں کیونکہ ان کی کان و دماغ میں بظاہر زندگی کے کوئی آثار باقی
نہیں جیسا کہ لا تسمع الموتیٰ سے ظاہر ہے ہاں ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی
زندگی ہے جس میں نیک روحیں آرام پاتی ہیں اور بد روحیں دکھ
درد اٹھاتی ہیں پس مردوں کا سننا دیکھنا آنا جانا ایک روحانی
اور آخروی غیبی امر ہے جسکا مشاہدہ خواب میں ہر ایک نیک و بد
کو ہوا کرتا ہے کیونکہ خدا نے نیند کو موت سے مشابہ فرمایا ہے اللہ
یتوفی الانفس الخ [illegible] - اور حدیث میں آتا ہے النوم
اخ الموت - (رت ۱۹۰۱) مدبرین - پیٹھ پھیر کر - کیونکہ
بہرا سامنے ہو تو ہونٹوں کے اشارے سے بھی باتوں کو تاڑ
جاتا ہے - پیٹھ پیچھے کیا سمجھے (رت ۱۹۰۲) من ضعف
اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا کمزور حالت سے - اب اسلام کی
اول و آخر حالت پر تمثیلی پیشگوئی کا بیان ہوتا ہے پہلے تم تھوڑے
اور کمزور تھے پھر قوت والے اور بہت ہو گئے پھر ضعف ہو گا (رت ۱۹۰۳)
ما لبثوا - کافروں نے دنیا میں [illegible] کی مدت کو بہت کم بیان کیا جس
سے انکا مقصد یہ عذر تراشنا ہے کہ مدت قلیل میں عقائد میں فکر
اور اعمال صالح کا انتخاب اور ان کی بجا آوری نہیں ہو سکتی کسی نے
کہا ہے عشق بتاں و ذکر خدا یاد رفتگان - تھوڑی سی زندگی
میں بھلا کوئی کیا کرے ۲ اہل علم والایمان نے جو ان کو جواب دیا
کہ تم کتاب اللہ یعنی شریعت کی رو سے یوم قیامت تک رہے ہو
کیونکہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ ہی تھے ایک ہی قسم کی مدت اور
واقعات میں دنیا کی زندگی کٹی چونکہ انسان ایسے بھی اعمال
کر سکتا ہے قلیل عمر میں جو سلسلہ اعمال صالح کا قیامت تک
منقطع نہ ہو جیسے اعمال شہید قیامت تک شمار کئے جاتے ہیں -
صدقہ جاریہ علم کا پھیلانا وغیرہ وغیرہ امور الدال علی الخیر کفاعلہ غرض
مختلف ذرائع ہیں جن سے اپنی موجودہ زندگی کے انصرام کے بعد
بھی انسان اپنے اعمال صالح کو جاری رکھ سکتا ہے پس قلیل مدت
کا عذر بنانا کسی صورت میں صحیح نہیں جو الفاظ کہ اوقات پر دلالت
کرتے ہیں انہیں گھٹنا اور بڑھنا متکلم کے حال اور محاورہ سے مختلف ہوتا

چنانچہ سَنَۃُ الوصال سِنَۃٌ وسِنَۃُ الہجر سَنَۃٌ مشہور مثال ہے
ابنِ زیبا نے اپنے ہجر کی رات کی درازی بیان کرتے ہوئے دن کتنا چھوٹا
تشبیہ لہم با اسبیحہ نو دلیل اقامیہ لطی الکواکب لطاول جنی
فلست لیس بمنتبش ہو ولیس الذی یرع النجوم بائبۓ (ت
۹۰۴) یستخفنک۔ تجھے چھچھورا اور سبک سر نہ بنا دیں۔
جاہل بے علم ہیں۔ وہ ہرچیز ہیں تجھ کو کہیں بازیں دے کر
فرائض سے بھی نہ ڈگمگا دیں۔ اور جلدی نہ مچوا دیں کسی کام کی تو
رنجیدہ نہ ہو نقصان ان کی چھیڑ چھاڑ سے۔ ع

سورۂ لقمٰن

(ت ۹۰۵) لھو الحدیث۔ لغو بے حقیقت کھیل
کی باتیں اس میں ناولیں جھوٹے قصے وغیرہ وغیرہ چیزیں جو
خدا سے روکیں خاص کر فاسقانہ راگ داخل ہیں۔ گانے والوں
کو دیکھو۔ (۱) راسیں دھاری اور ناک والے لواطت باز ہوتے
ہیں۔ (۲) کسبیاں جو زانیہ ہوتی ہیں۔ (۳) کلاونت جو بے حیا
و بدکار ہوتے ہیں (۴) سادھو جو بے دین و بدچلن چور اچکے
ہیں اکثر ساہو ستارہ وغیرہ بجاتے گاتا گاتے اور سنتے زانی
اور عیاش ہوتے ہیں (۶) بھانڈ دیکھو کیسے بے حیا ہوتے
ہیں (۷) قوال یہ بھی بدکاری و بدوضعی میں شریک ہیں۔
(۸) اکثر قاری خوش آوازی میں پھنسے ہوئے تدبر قرآنی اور
تقوی سے بے نصیب ہیں اور مولود خواں و مرثیہ خواں بھی اکثر
ایسے ہوتے ہیں وہ ظاہر ہے دنیوی لکچرار و واعظ بھی۔ غرض
کل تمسخر آمیز اور لغو اور بے اصل و مبالغہ و دلآزار و ہر داریاتیں
قطعاً حرام ہیں جو شرع کے مخالف ہوں۔ (ت ۱۹۰۶)
تمیل بکم۔ تم کو لے کر نہ جھک پڑے۔ چونکہ ارض کے معنے
چلکر کھانے والی کے ہیں اس لئے اس کا ثقل برابر کرنے کیلئے
بوجھ کے اور یہاں القی کے معنی جعل کے ہیں۔ ع
(ت ۱۹۰۷) یأت بھا اللّٰہ۔ اسے اللہ لے آئے گا۔
یعنے اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں تو کہاں چھپ کر کوئی برائی
کرو گے (ت ۱۹۰۸) عزم الامور۔ بڑی ہمت کے کام
نیکی کے کام میں بڑا ہمت کا کام یہی ہے کہ ہمیشہ آمین کی مالی و جانی

نقصان اُٹھانا پڑیں گے سب کی برداشت کرنے کے لئے مستعد
رھنا۔ اس کام میں جیسا صبر و تحمل بتانا لازم ہے ویسا ہی خود عامل
ہونا بھی لازم ہے۔ (ت ۱۹۰۹) انکر الاصوات لصوت الحمیر
بہت بری آواز گدھے کی آواز ہے یعنے غصے اور تکبر سے اُونچی اُونچی
آواز نکالنا گدھا پن ہے۔
صوت الحمیر سے مراد عالم بے عمل کی آواز ہے کیونکہ مثل الذین
حملوا التورٰیۃ کمثل الحمار۔ سورۂ جمعہ میں آیا ہی چونکہ بالا آیات
میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم ہے جس سے
انسان جب اپنی طرف رجوع خلائق دیکھتا ہے تو متکبر ہو جاتا ہے
پھر شرعی احکام کو بھی اپنے آپ کو ٹرا نیک سمجھ کر ترک کرنے لگ جاتا
ہے اپنے وعظ کا خطاب غیروں کو کرتا ہے نہ اپنے نفس کو اسے
پاک سمجھتا ہے۔ ایسے وقت میں پھر اس کی آواز صوت الحمیر بن
جاتی ہے۔ ع (ت ۱۹۱۰) یجادل۔ جھگڑتا ہے مناظرہ
کا حق ان تین باتوں کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ نے
اس رکوع میں بیان فرمائے ہیں۔ علم الیقینی اور ہدایت یعنے وجدان
صحیح جو تقرب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور کتاب آسمانی کا کامل علم
(ت ۱۹۱۱) ما نفدت۔ تمام نہ ہوں گی۔ یہ پیش گوئی ہے
موجود اور قیامت تک آنے والی وحی اور الھام اور اعمال و اقوال
صالحہ کی اور ملہمی مخلوق سب کلمۃ اللہ ہے کیونکہ وہ اس کے
کن کہنے سے وجود میں آئی۔ مسیحی لوگ مسیح کے کلمۃ اللہ ہونے پر
فخر نہ کریں کیونکہ اس کی کوئی خصوصیت نہیں۔ کلمات اللہ غیر متناہی ہیں
ہر مامور کلمۃ اللہ ہوتا ہے۔ ع (ت ۱۹۱۲) الحیوۃ الدنیا۔
دنیا کی زندگی یعنے یہ نہ سمجھنا کہ
اب تو آرام سے گزرتی ہے ✓ عاقبت کی خبر خدا جانے
بلکہ دنیا کے کام جیسے سوچ بچار کر کرتے ہو آخرت کے کام اس سے
زیادہ ہوشیاری اور استقامت سے کرو کیونکہ کیا دنیا اور کیا دنیا کی زندگی
اور کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ اللہ نے فرمایا۔ وللدار الآخرۃ
لھی الحیوان۔ وما عند اللّٰہ خیر وابقی بل تؤثرون
الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی
صحف ابراھیم وموسٰی۔ نپ۳۰۔ ومیا دار جو دولت کے نشہ سے
بدمست ہوتا ہی اسکا حال کسی نے یوں بیان کیا ہے۔ ✓
نشہ دولت کا بداطوار پہ جس آن چڑھا گویا شیطان پہ ایک اور بھی شیطان چڑھا

(ت ۱۹۱۳) الغرور - یعنے شیطان - شیطان کا دھوکہ نہ کھانا
کہ اللہ غفور الرحیم ہے ہم بخشے جائیں گے وہ تو شدید العقاب
بھی ہے اور ذرہ ذرہ کا حساب لینے والا ہے الغرور کا لفظ جو
قرآن شریف میں آیا ہے۔ وہ شیطان کا نام ہے جس شخص میں غرور ہو
وہ اپنے کو شیطان کی کرسی اور اس کی نشست گاہ سمجھے۔
(ت ۱۹۱۴) ما فی الارحام - جو ماں کے پیٹ میں ہیں۔
پیشن گوئی بھی ہے ان بچوں کی طرف جو ماں کے پیٹ سے
مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ ع

سورۂ سجدہ

(ت ۱۹۱۵) استوی علی العرش - استوی کے
معنے بیٹھنا خدا کا تخت پر دیکھو حاشیہ گزشتہ سورۂ روم آیہ مثل الاعلیٰ۔
نشان تفسیر (۱۸۹۲) بیان مولینا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت
مدظلہ۔ (ت ۱۹۱۶) تعدون - اس گنتی سے جو تم شمار
کرتے ہو۔ یعنے ہزار برس کے بعد عظیم الشان تغیر پیدا ہوجاتا ہے
ع (ت ۱۹۱۷) لاملئن جہنم - میں ضرور بھر دوں گا جہنم
کو۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے دوبارہ دنیا میں
نہیں آتے۔ اور بدکاروں کا کہنا کہ ہمیں پھر بھیج دے اور خدا کا
فرمان کہ نہیں تم سے تو جہنم بھر دوں گا۔ صاف دلالت کررہا ہے
عدم رجوع موتی پر دنیا میں (ت ۱۹۱۸) نسینا کم - ہمنے
تم کو محروم کردیا۔ چھوڑ دیا۔ اس جگہ نسینا کا لفظ آیا ہے جس کے
معنے چھوڑنے کے کئے گئے ہیں اور پارہ اول میں یخاد
عون - کا لفظ حسب موقع قریب المعنی ہے (ت ۱۹۱۹)
قرۃ اعین - آنکھوں کی ٹھنڈک دلی تسکین اور خاطر جمعی کے اسباب
جیسے ان کی قلب کی حالت جو ہمارے ساتھ ہے۔ لوگوں کو نہیں معلوم
اسی طرح ہماری محبت وشفقت جو ان کے اندر سرایت کرگئی ہے
وہ دوسروں کو کیا معلوم کہ اس میں کیا مزہ اور ٹھنڈک ہے ع
(ت ۱۹۲۰) فلا تکن فی مریۃ - تو شک اور اضطراب میں
نہ رہ۔ یعنے کتاب کے ملنے سے مشبہ نہ کر تجھے بھی ضرور کتاب
ملیگی کیونکہ تو مثیل موسیٰ ہے اور جس طرح اس کتاب نے لاکھوں
کو ہدایت کی اسی طرح تیری کتاب معظم کروڑوں کروڑ بلکہ بے حساب کو
ہدایت کرے گی اور جیسے موسیٰ کی امت میں بہت سے امام خلیفے
ہوتے رہے ہیں اسی طرح تیری امت میں خلیفے ہوا کریں گے اور
چونکہ یہ امت خیر امت ہے اس لئے ان کے خلیفے بھی خیر الخلفاء
ہوں گے۔ (ت ۱۹۲۱) ائمۃ یہدون بامرنا - پیشوا
جو ہمارے حکم کی ہدایت کرتے تھے لوگوں کو۔ امام بننے کے
اسباب - ہدایت دینا راہ حق بتانا اور غصے اور حرص سے
کام نہ لینا۔ ع

سورۂ احزاب

(ت ۱۹۲۲) توکل - بھروسہ اس پر توکل کیا جاتا ہے
(ج) جو اسباب جناب الٰہی نے مقرر فرمائے ہیں ان کو بہم
پہنچا کر ان کے نتائج کا دینا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف سمجھنا
توکل کے یہ معنی نہیں کہ خدا کے بنائے ہوئے اسباب کو مہیا نہ کرنا
یا مہیا شدہ اسباب سے کام نہ لینا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا کیونکہ
یہ تو عجز اور کسل ہے جس سے سرور عالم نے پناہ مانگی ہے ؎
گر توکل میکنی در کار کن ✓ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ✓ کار کن پس کار کن کاہل مشو
کار آن کار است کہ حق فرمودہ است ✓ نہ چنان کارے کہ حق نابودہ است
(ت ۱۹۲۳) من قلبین - دو دل - نذیر احمد خان نے
رسالہ محصنات میں اس آیت شریف سے تعدد ازدواج پر خیال
عام زدگی ہے اور تفسیر بالرائے کا ارتکاب کیا ہے۔ مگر وہ خود بھی
ایک دو تین کا خیال رکھتے ہوں گے مثلاً اللہ کریم رسول کریم قرآن
کریم کا۔ یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ محب خدا مغضوب خدا
سے دل نہیں لگا سکتا ورنہ متعدد اولاد اور مکانات اور جانوروں
وغیرہ سے خلاف فطرت کیونکر کوئی تعلق رکھ سکے گا۔ اس مضمون
کو حضرت مولینا روم نے مثنوی میں بہت ہی خوب بیان کیا ہے

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال ست و محال ست و جنوں

مگر صاحب مثنوی نے دنیائے دوں لکھکر دنیائے حسنہ کو الگ
کردیا ہے جسکے لئے ہر مومن صالح دست بدعا ہے ربنا آتنا
فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔
(ت ۱۹۲۴) تظاہرون - جن سے تم ظہار کر بیٹھے
ظہار ایک قسم کی تحریم ہے یعنے بی بی کو ماں کہنا غرض تحریم اسکا

کفارہ سورۃ مجادلہ میں آئے گا۔ (ت ۱۹۲۵) ابناءکم۔
وہ تمہارے بیٹے نہیں متبنی بنانا گویا خدا کا مقابلہ کرنا ہے کہ تو
نے نہیں دیا تو ہم نے خود ہی لے لیا۔ ست ودیا والے بولتے
ہیں کہ نیوگ کا بیٹا بھی ایسا ہی ہے مگر تعجب ہے کہ واقعات صحیحہ
سے انکار کرتے ہیں (ت ۱۹۲۶) ازواجہ امہاتہم
... نبی کی بی بیاں ایمان داروں کی ماں ہیں۔ یعنے نبی مومنوں
کا ... نی باپ ہے اور اسکے حکم کی تعمیل بڑی ضروری ہے۔
اس کی بی بیاں مائیں ہیں۔ مائیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔ حقیقی اور
حکمی رضاعی۔ متبنوی۔ دوسری اور تیسری حکمی ہیں جو سب سے
بہتر اور بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ حقیقی کی عزت تو عام ہے اور ان کی خاص ہے
اور عموم وخصوص میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ تو رسول اللہ کی
اولاد سلسلہ نبوت میں حکم الٰہی سے دائمی رہی اس لئے آپ
ابتر نہ ہوئے بلکہ ان شانئک ھو الابتر فرمایا گیا یہی وجہ ہے
کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم کہا گیا اور نساءکم اس کا
بدل جو ہو سکتا تھا نہیں فرمایا گیا بلکہ اس کی جگہ ولکن رسول اللہ
فرمایا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابوالانبیاء ہیں کیونکہ ارشاد
ہوا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور کل تقی ونقی
نبی آلی۔ ع (ت ۱۹۲۷) لم تروھا۔ اور وہ
فوجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا یعنے مسلمان سوتے تھے مخالفین
سے کسی کی آگ بجھ گئی اس نے بدشگونی خیال کی کہ شکست
حاصل ہوئی اسلئے وہ چلدیا اور دوسروں نے دیکھا دیکھی
ایسا ہی کیا یہ رعب آسمانی تھا کہ مسلمانوں نے اُسے معلوم ہی کیا
کہ مخالف کیسے چلے گئے اور کس لشکر نے انہیں بھگا دیا۔
(ت ۱۹۲۸) زلزلوا زلزالا شدیدا خوب جھڑ جھڑائے
گئے۔ یہ غزوہ خندق کا ذکر ہے جسکا دوسرا نام احزاب ہے
یہ واقعہ ہجرت کے پانچویں سال واقع ہوا مدینہ کے جس قبیلہ کو
بدعہدی کی وجہ سے آنحضرت نے نکال دیا اور وہ خیبر جا رہا
پھر وہاں سے مکہ کو گیا اور قریش کو برخلاف حضرت کے بھڑکایا
اور قبیلہ غطفان بنی فضارہ کو بھی اکسایا اسکے سپہ سالار
ابوسفیان و عینیہ تھے۔ فوج دس ہزار کے قریب ہوگی
حضرت کو جب یہ خبر پہنچی تو سلمان فارسی کے مشورے سے
مدینہ کے شرقی جانب خندق کھودنے کا حکم دیا۔ خندق میں

پہاڑی حصہ نکلا۔ صحابہ کے کہنے سے آپ خود تشریف لائے اور
اپنے دست مبارک سے کدال مارا کہ پتھر سے روشنی نکلی آپنے
کہا مجھے فارس دکھلایا گیا اور وہ فتح ہوگا اسی طرح دوسری کدال
میں روم کی نسبت فرمایا اسی طرح تیسری بار صنعاء یمن کی طرف
اشارہ فرمایا۔ مخالفین مدینہ شرقی جانب اترے اور کچھ بلندی کے
رخ اترے غرض یوں اوپر نیچے سے دشمنوں کی کثرت فی محاصرہ سے
مسلمانوں کا ناک میں دم آگیا۔ پکے مومن خدا پر توکل رہے اور
منافق بے دل اور خدا اور رسول سے بدگمان۔ یہ محاصرہ ایک مہینہ
تک رہا سردی سخت پڑ رہی تھی اس غزوہ اور نکاح بیوگان کی
نسبت زبور میں پیشگوئی تھی۔ اس میں دشمنوں کی کثرت کا یہ عالم
تھا کہ دس ہزار بیرونی تھے اور بنو قریظہ اور نضیر اندرونی تھے مقصد
دشمنوں کا یہ تھا کہ اہل اسلام کا نام ونشان مٹا کر چھوڑدیں مسلمان
اس کثرت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ع (ت ۱۹۲۹)
اسوۃ حسنۃ رسول اللہ میں نیک چلنی کا نمونہ ہے۔ یعنے
جو شخص اللہ کو مانتا ہے اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چال پر چلنا چاہئیے کیونکہ انسان
ناقل ہے بدون نمونہ کے یہ کسی علم پر عمل نہیں کر سکتا۔
(ت ۱۹۳۰) ما وعدنا اللہ۔ جسکا ہم سے وعدہ کیا
تھا اللہ نے۔ یعنے کعب بن اشرف یہودی ایک لشکر جرار چڑھا
لایا اور وہ خود بھاگ نکلے سورۃ ص جو مکی ہے اس کے رکوع اول
میں بدین الفاظ وعدہ فرمایا۔ جند ماھنالک مھزوم من
الاحزاب اور یہاں اس کا ایفاء ہے۔ (ت ۱۹۳۱)
تبدیلا۔ رد وبدل نہیں کیا کسی نے ذرہ سا بھی۔ اس سے صاف
ظاہر ہے کہ کوئی صحابی بھی مرتد نہیں ہوا شیعہ اور عیسائی اور
آریہ اس آیت کو دیکھیں کہ جس طرح آنحضرت تمام انبیاء میں افضل
ہیں ویسے ہی آپ کے صحبت یافتہ لوگ ہیں۔ برخلاف مسیح علیہ السلام
کے بارہ حواریوں کے کہ سب کے سب صلیب کے وقت بھاگ
گئے اور کسی نے آپ پر لعنت بھیجی اور بڑے حواری یہودا نے تیس
روپیہ لے کر ان کو پکڑوا دیا (ت ۱۹۳۲) تردن الحیوۃ الدنیا
تم دنیا چاہتی ہو۔ جب مال غنیمت ہاتھ لگا تو ممکن تھا کہ ازواج نبی میں
بھی دنیوی مال کے تحصیل کا خیال ہو اس لئے پیش از پیش اللہ تعالےٰ
نے ان کی اصلاح کی آیات نازل فرمائیں ع

(ت ۱۹۳۳) سراحاجمیلا - رخصت کردوں نیک سلوک کرکے - بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی کہا کہ جلدی نکرنا اپنے ماں باپ سے صلاح کرکے کہنا۔ میں نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہے یا دنیا کو میں نے عرض کیا اس بارہ میں ماں باپ سے کیا پوچھنا ہے میں نے تو اللہ اور اسکے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرلیا ہے۔ اسی طرح سب بی بیوں نے کہا۔ یہی مضمون مسلم اور ابن جریر اور احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

الجزء ۲۲

(ت ۱۹۳۴) لها رزقا كريما - اس کے لئے عزت کی روزی ہے یعنے جو عورت اللہ اور رسول کے فرمان کے موافق چلتی ہے اور خاوند کی مطیع ہے وہ مالدار و عزت دار ہوجائیگی۔ ورنہ ذلیل (ت ۱۹۳۵) قلن قولا معروفا - دستور کی سیدھی سادھی بات کہیا کرو لگ لپٹ کی بات نہ کہا کرو۔ بہ ضرورت عورتیں مردوں کو جواب دے سکتی ہیں اور ان کی آواز ستر میں داخل نہیں جیسے بعض فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ ہاں ملاوٹ کی نرم بات منع ہے۔ (ت ۱۹۳۶) الجاهلية الاولى - اگلے جاہلیت کے زمانہ کی طرح - پہلے زمانہ جاہلیت میں جیسا کرتی تھیں یعنے بے نقاب و بے پردہ پھریں - زیورات دکھائیں اور کھنکھناتیں اور زینت کی چیزیں ظاہر کرتی تھیں ویسا نہ کریں۔

(ت ۱۹۳۷) اهل البيت گھر والیو - اہل بیت سے اولاً اور بالذات بی بیاں مراد ہوتی ہیں چونکہ لفظ اهل استعمال میں مذکر ہے اس لئے خطاب بہ لفظ مذکر ہوتا ہے قرآن کریم میں جہاں کہیں اہل بیت کا ذکر آیا ہے وہاں بی بیاں ہی مراد ہوتی رہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ آل اولاد اس میں داخل نہیں وہ بھی داخل ہیں لیکن ازواج کا نکال دینا یہ ہرگز جایز نہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم کی بیوی کے لئے ارشاد ہوا رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت پ ۱۲ ع ۷ اور موسی کی والدہ کے لئے هل ادلكم على اهل بيت

يكفلونه لكم پ ۲۰ ع ۴ ۔ اور عرب کا عام محاورہ ہے اور فارسی اور اردو میں بھی بی بیوں کو پوچھتے ہیں کہ آپ کے گھر کے لوگ کیسے ہیں اور ضمیر بھی مذکر کی لاتے ہیں کہ گھر کے لوگ کیسے ہیں یہ بھی کہتے ہیں گھر کی عورت کیسی ہے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اور فاطمہ اور اپنے نواسوں کو بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس میں داخل کیا ہے اور یہاں اہل بیت سے ما قبل اور مابعد بی بیاں ہی مخاطب ہیں سوا بی بیوں کے اور کوئی مخاطب نہیں تو ازواج مطہرات کو اہل بیت سے نکال دینا کیسی بڑی دلیری ہے۔ یا تعصب سے یا مینائی ہے۔ ع (ت ۱۹۳۸) امسك عليك اپنے پاس رہنے دے اپنی بی بی کو۔ حضرت سرور کائنات نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کا اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرادیا اور رسم جاہلیت کا ابطال کیا۔ یہ بی بی زینب اپنے قوم کی شریف قریش کے معزز خاندان کی تھی۔ غلاموں سے نکاح کرنا گوارا نہ کرتے تو ان کو بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جن کی ننھال یا دادیال یا دور و دراز رشتہ میں کوئی غلام مرد یا عورت ہوتا۔ چنانچہ حسان بن ثابت نے ابوسفیان کی ہجو اسی بنا پر کی ہے کہ اسکے ننھال میں کوئی لونڈی تھی شعر حسان۔ ف ان صنام المجد من آل هاشم - بنو بنت مخزوم و والدك العبد - زید بن حارثہ کو چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت سے پہلے آزاد کیا اور اس کو بیٹا بنایا اور میں اسکا وارث اور یہ میرا وارث فرمایا رواج جاہلیت کے مطابق متبنی بالکل اصلی بیٹا ہی سمجھا جاتا تھا اس لئے زید کو وہ عزو شرف خاندانی حاصل ہوگیا۔ جس کے باعث سے زینب بنت جحش آنحضرت کی پھوپھی زاد بہن اسکے نکاح میں دی گئی اور یہ نکاح اس کا آنحضرت نے ہی کرایا۔ جب ابتداء سورہ احزاب نازل ہوئی اور رسم متبنی کو باطل کیا گیا۔ اور جس قدر منہ بولے بیٹے تھے وہ اپنے آبا کی طرف منسوب کئے گئے یا ان کا نام آزاد کردہ غلام رکھا گیا۔ زید جو کہ بن محمد کہلاتا تھا ابن حارثہ کہلانے لگا۔ اور بجائے اسکے کہ وہ فرزند حر تھا وہ موالی میں داخل ہوا تب زینب جو کہ شریف النسب عرب کی حمیت و غیرت کو اپنے اندر رکھنے والی عورت تھی

اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کے نکاح میں وہ رہے اور
اس کو کفو کے خلاف سمجھا تو زید کے گھر میں تنازع واقع ہوا
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین فتنوں کی ...
فرمانے والے آپ نے یہ دیکھا کہ یہ نکاح میرے ہی باعث
سے ہوا ہے جو اب طلاق ہونے کے بعد اس عورت
کو اور اس کے اولیاء کی بہت بڑی دل شکنی ہوگی اور ان کو
سخت انتہا صدمہ ہوگا۔ آپ نے یہ تجویز کی کہ اپنے سے نکاح
کر لیں مگر وہ رواج جاہلیت کے خلاف تھا اس لئے اللہ تعالے
نے رسم متبنی کا پورا پورا قلع قمع کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ آپ
زینب سے نکاح کریں اس سے رسم متبنی کے ابطال کے
علاوہ زینب اور اس کے اقارب کی دلداری ہے اور زینب
کی وہ عار جو اس کے خیال میں زید بن حارثہ کے نکاح میں
رہنے سے تھی اس کا پورا پورا ازالہ ہے (ت ۱۹۳۹)
حق ان یخشٰہ۔ اے مخاطب اللہ زیادہ لحاظ کے
قابل ہے۔ یہ لوگوں کے ارتداد اور کم زوری کا خوف تھا جو
انبیاء کو ہوتا ہے نہ کہ تعمیل ارشاد الٰہی میں کچھ خوف تھا اسیطرح
موسیٰ علیہ السلام کا خوف جس کے لئے ارشاد ہے۔
لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ جنگ و ہزیمت کا خوف
نہیں تھا بلکہ قوم کے ارتداد کا۔ کیونکہ ارشاد ہے۔
ولا یخشون احدا الا اللہ ولا یخافون لومۃ
لائم۔ عام مومنوں کے لئے اور مخاطبوں کی بشریت کا
لحاظ رکھ کر بھی جو مطیع رسول ہونے کے سبب سے مخاطب
کے قابل ہیں ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ نقصان کا رستہ چھوڑ کر
کمال اختیار کرو (ت ۱۹۴۰) حرج۔ تنگی۔ یعنے
منہ بولے لڑکوں کی مطلقہ بی بیوں سے بلا مضائقہ نکاح کر سکتے ہیں
اور یہ رسم جاہلیت کا ابطال تھا (ت ۱۹۴۱)
حسیبا۔ حساب لینے والا ہے مخالف ہنسی اڑانے
والوں سے۔ یعنے جو ان احکام کی تعمیل کو برا سمجھتے ہیں خدا
ان سے بدلہ لے گا۔ (ت ۱۹۴۲)
خاتم النبیین۔ نبیوں کے سردار اور مصدق اور
معراج اور مہر جس سے نبیوں کی سند صحیح سمجھی جاوے
جامع کمالات اولین و آخرین۔ نبی گر۔ ابوالانبیاء جس کا
مثل فضیلت نہ آپ سے کبھی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ صلے اللہ
علیہ وعلی آلہ وخلفائہ اجمعین۔ اب آپ کی مہر کے بغیر کوئی
حکم شرعی نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہی معنی ہیں ختم نبوت کے ... کہ
فیضان نبوت کا بند ہو جانا آپ کے ذریعے سے جو تمام فیوض کا
اعلیٰ سرچشمہ ہیں اور جس کے بغیر کسی کمال کا ملنا محالات
میں سے ہو گیا ہے۔ اور جو بھی اسکا مصدق نہیں وہ کاذب
وہ جھوٹا ہے۔ اگلا ہو یا پچھلا۔
(ت ۱۹۴۳) سراجا منیرا۔ چمکتا ہوا
چراغ۔ دیکھئے فیضان نبوت و ولایت مع الذین انعم اللہ علیھم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔
(ف)۔ چراغ سے چراغ روشن ہونے کا قاعدہ مشہور ہے
حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج
منیر سے تشبیہ دے کر اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
اللھم صل علی سیدنا محمد فی الاولین وصل علی سیدنا
محمد فی الاخرین وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔
وعلی ملائکتک المقربین وعلی عبادک الصالحین
وعلی اھل طاعتک اجمعین وارحمنا معھم برحمتک
یا ارحم الرحمین۔ آمین۔ (ت ۱۹۴۴)
سراحا جمیلا۔ ان کو رخصت کرو خوش دلی کے ساتھ
متعہ اس عطیہ کا نام ہے جو بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے
طلاق دے دیں اور نکاح کے وقت مہر مقرر نہ ہوا ہو تو
شیعوں کی اُرچی لغو ہے (ت ۱۹۴۵)
وھبت نفسھا۔ اگر اپنی ذات کو بخش دے۔ بلا مہر
نکاح کسی سے آپ نے نہیں کیا اور جس قدر بی بیاں آپ کی
تھیں وہ سب نکاحی ہوئی تھیں (ت ۱۹۴۶)
خالصۃ لک۔ یہ تیرے ہی لئے خاص ہے۔ یعنے سب
قسم کی بی بیاں جو تیرے نکاح میں آ چکی ہیں ان سے اب کوئی مسلمان
نکاح نہیں کر سکتا اور یہ بڑے ہی عزت کی خصوصیات میں سے ہے
اور چونکہ عملاً کسی عورت کا آپ کے نکاح میں بلا مہر آنا ثابت نہیں
اس لئے اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ بلا مہر کسی عورت کو
آپ نے اپنے پاس رکھا اور وہ آپ کو جائز تھی۔
(ت ۱۹۴۷) فرضنا علیھم۔ ہمکو معلوم ہے جو

تے نہ مہر کر دیا ہے ان پر ۔ یعنے مہر اور مہر کی مقدار جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم از کم دس درم ہے اور شافعی کے نزدیک پیسہ دو پیسہ تک بھی اور ہر ایک چیز جو قیمت کی صلاحیت رکھتی ہے اور اہل ظواہر کے نزدیک قرآن کی کوئی سورت پڑھا دینا یا کوئی دینی خدمت کر دینا بھی کافی ہو سکتی ہے ۔ مگر آنحضرت نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ ان دھبت نفسھا سطرح جایز ہو جاتا زیادہ مہر کی حد نہین خاوند کی حیثیت پر ہے لغو معاملات نہ ہوں ۔ (ت ۱۹۴۷) ترجی ـــ موقوف رکھے ۔ یہ آیت طلاق کے بارہ مین ہے یعنے جسکو چاہین آپ طلاق دے دین اور جس کو چاہین اپنی بیوی بنا رکھین بعض نے اس کو شب باشی کے متعلق بھی کہا ہے ۔ مگر معتبر پہلا قول ہے کیونکہ آپ کا عمل ہمیشہ عدالت پر رہا ہے مگر یا جازت شب باشی کے متعلق بھی ہو سکتا ہے اگرچہ آپ نے اپنی رحمت سے اس اختیار کو برتا نہین ۔

(ت ۱۹۴۸) لا یحل لک ۔ تجھ کو حلال نہین اسکے بعد اور عورتین ... اور قتادہ اور حسن اور ابن سیرین کا قول ہے کہ جسوقت یہ آیت اتری اس وقت حضرت کے نکاح میں نو بی بیان حضرت عائشہ حضرت صدیق کی بیٹی اور حفصہ حضرت عمر کی بیٹی اور حبیبہ ابو سفیان کی بیٹی اور سودہ زینب ہلالیہ کی بیٹی اور زینب جحش کی بیٹی اور حارسہ ستہ طلقہ کی بیٹی رضی اللہ تعالے عنہن موجود تھین مگر لونڈی رکھنے کی اجازت تھی چنانچہ مقوقس بادشاہ مصر نے آپ کو ماریہ لونڈی ہدیہ بھیجی اور یہ ازواج سورۂ نساء کے نزول کے پہلے سے ہو چکی تھین جس مین چار بی بیون کی حد قائم ہوئی تو یہ کہنا غلط العام بات ہے کہ حضرت نے چار کی حد کو اپنے واسطے توڑ دیا کیونکہ سورۂ نساء ... ہے اور اس سورت کے نو سال بعد نازل ہوئی ہے اس لئے جن مسلمانون کے پاس چار سے زیادہ عورتین تھین انہون نے چار کے سوا باقی چھوڑ دین مگر آنحضرت کی بی بیان چونکہ دوسرا نکاح نہین کر سکتی تھین اور نہ کوئی دوسرا مسلمان آداب و تعظیم کے لحاظ سے جب انہین ماں سمجھتا تو ان کو اپنے نکاح میں لا سکتا تھا اس لئے آپ کی بی بیان بمصلحت بحال رہین اور ساتھ ہی دوسری عورتون سے نکاح کرنا منع ہو گیا جیسا کہ اس آیت شریف سے ظاہر ہوا ۔ ع

(ت ۱۹۴۹) فانتشروا ۔ جب کھانا کھا چکے تو چلے جاؤ ۔ آداب دعوت سکھائے جاتے ہیں کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائین جیسے طفیلی و فقراء وغیرہ غلام شکم دعوتون مین بے اذن گھستے پھرتے ہین اور اسقدر جلدی بھی نہ جاؤ کہ کھانے کا انتظار کرنا پڑے اور نہ اتنی دیر مین جاؤ کہ کھانا کھا چکین ۔ بلانے کے بعد گھر مین جاؤ اور کھاتے ہی واپس چلے جاؤ باتون میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہو کیونکہ گھر والے میزبان کو بہت کام ہوتے ہین اور وہ حیا سے کہہ نہین سکتا اور اس کے مستورات و بچون سے بلا اجازت کوئی چیز نہ مانگو اور عورتون سے مانگو تو آڑ سے وغیرہ وغیرہ آداب الطعام

(ت ۱۹۵۰) ولا تنکحوا ازواجہ ۔ آپ کی بی بیوں سے نکاح نکرنا ۔ رہا یہ کہ ان کا خرچ کون چلائے گا اسکا جواب یہ ہے آپ نے بیت المال سے بی بیون کے نان نفقہ کا بندوبست فرما دیا تھا ۔ جس سے مستورات کو تاحیات خرچ کی بھی تکلیف نہ ہوئی ۔ (ت ۱۹۵۱) عند اللہ عظیما اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا کام ہے بے ادبی اور بے لحاظی کا کیونکہ رسول بحیثیت نبوت روحانی باپ ہے ۔ اور اس کی بیوایں بحیثیت و حکم نبوت روحانی مائین ہین (ت ۱۹۵۲) علیما ۔ بڑا جاننے والا ہے ۔ یہ گویا پردہ کی تمہید ہے ۔

(ت ۱۹۵۳) نسائھن ۔ اپنی برابر والی عورتیں یعنے غیر عورتین اور بازاری عورتون سے گویا معلوم ہوتا ہے اس کی خلاف ورزی سے اکثر مسلمانون کے گھرون مین بے غیرتیں ہوئین ہین اور اکثر مسون وغیرہ کے ہاتھون میں عورتین اور لڑکیان چلی گئی ہیں ۔ (ت ۱۹۵۴) یصلون علی النبی ۔ درود بھیجتے ہین نبی پر ۔ یعنے بھلائی اور ترقی چاہتے رہتے ہین اور ثنا اور صفت سے یاد کرتے ہین اور برکت کی دعائین مانگتے ہیں اور تائیدات ظاہری و باطنی کرتے ہیں ۔

(ت ۱۹۵۵) صلوا علیہ ۔ تم بھی درود اور سلام بھیجو ۔ یعنے اللہ اور تمام فرشتے نبی سے خوش ہیں کوئی ایماندار ایسا نہ ہونا چاہئے ۔ جو اس سے خوش نہ ہو اور اسکی اعلیٰ ترقی کی دعائیں نہ مانگے اور تائیدات دین میں مشغول نہ ہو

(ت ۱۹۵۶) یدنین علیھن - نیچے لٹکالین اپنے اُپر یعنے گھونگٹ نکلا ہوا سر چھپا ہوا دوپٹہ اور معین سورہ نور میں اس کی تفسیر آچکی ہے - اس زمانہ کا برقعہ عیب دار ہے اس سے چادرین اچھی ہین - کیونکہ موجودہ برقعہ سے حفاظت چشم نہین ہو سکتی جس سے چشم پوشی کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے - (ت ۱۹۵۷) لنغرینک بھم - ہم تجھ کو ان کے پیچھے لگا دین گے منافق جو جھوٹی خبرین اڑا رہے ہین اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر غالب کر دین گے تو کچھ تو ذلت سے بھاگ جائین گے اور کچھ تو پکڑے جائین گے اور قتل کئے جائین گے چنانچہ یہ زبردست پیش گوئی اسی طرح پوری ہوئی اور آنحضرت صلعم کے حیات ہی میں کل مدینہ منافقین سے پاک صاف ہوگیا - (ت ۱۹۵۸) لایجاورونک - تیرے پڑوس مین نہ رہ سکین گے کم زور عقل و سمجھ والے شیعہ آنکھین کھول کر دیکھین کہ ابوبکر و عمر وغیرہ کیسے مقرب ہے کہ بعد الوفات بھی پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے ہیں اور آقا کے قدموں سے دور نہ ہوئے - ع

(ت ۱۹۵۹) اٰذوا موسیٰ - جنھون نے موسیٰ کو ایذا دی - توریت سفر عدد کے بارہوین باب سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ پر ایک سامریہ عورت کی تہمت لگی تھی تو اس تہمت سے اللہ نے ان کو بری ثابت کر دیا اور تہمت لگانے والون پر عذاب آلہی نمودار ہوا اور وہ کوڑی ہوگئی اگرچہ اس کتاب میں ہارون کا نام لکھا ہے مگر وہ مبروص نہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اتہام مین شریک نہ تھے اور یہ توریت پہنچانے والوں کی عداوت کا نتیجہ ہے حضرت ہارون سے (شرح قدیم) ایسے ہی دشمنون نے سرور عالم پر بھی زینب کا اتہام لگایا اور مسیح موعود پر بھی ایسا الزام لگایا گیا خدا تعالے نے ان کو بھی بری کیا اور دشمنون کو روسیاہ کیا - بعض نے برص کی تہمت لگائی ہے جو خود اس مین مبتلا ہوئے - - - -

(ت ۱۹۶۰) عرضنا الامانۃ - اشرح جدید بیش کی امانت - حمل الامانۃ - بمعنی حصول الخیانۃ - (مدارک)

(ت ۱۹۶۱) حملھا - اسے اٹھالیا - اور قاموس میں حمل الامانۃ - خیانۃ - معنے آئے ہیں - حظوظ نفسانی کا ترک اور اپنے مال و عیال سے غفلت اور لاپروائی کی بھی ضرورت ہے اسی واسطے اس کا نام ظلوم کہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور جھول اپنی جان مال و عیال کو بھی بھول سکتا ہے - ع

آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند -

(ت ۱۹۶۲) ان یحملنھا - خیانت کرنے سے - یعنے جو کچھ حکم ان کو دیا گیا تھا - وہ پورا کر رہے ہین اسے غفلت یا سستی سے اٹھا نہین رکھتے - (ت ۱۹۶۳) الانسان - یہاں الانسان ہے جس میں الف لام معرفہ کا ہے جس سے مراد کافر یا منافق اور بعد اسکے صفت اور دلیل اس کی آرہی ہے کہ ظلوم و جہول ہے - پھر نتیجہ میں عذاب مشرک و منافقوں پر آرہا ہے اور مومنوں کو خدا اپنی طرف لے رہا ہے اور صوفیوں نے اس کے معنے یہ بھی کئے ہیں کہ شریعت کو ہر ایک زمین و آسمان پہاڑون کے سامنے پیش کیا لیکن انھوں نے اس خدمت کے اٹھانے سے انکار کیا اپنی فطرت سے اپنے آپ کو اس لائق نہ پایا مگر انسان اس بوجھ کو اٹھا سکتا ہے کیونکہ اس مین قوت جامع صفات ہے تو ظلوم و جہول کے معنے صوفیوں کے نزدیک عاشق و شیدا اور اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے والا ہون گے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات ہوتے ہین اور الف لام معرفہ ان سے مخصوص ہوگا اور الانسان بھی اس پر دال ہے - (ت ۱۹۶۴) لیعذب - تاکہ عذاب دے جنھون نے امانت اللہ کو اٹھا کھا اور اسے لیا نہیں یعنے اخلاق انسانی حاصل نہیں کئے اور نہ احکام آلہی کی پیروی کی چونکہ ان کی ادائی واجب تھی اس لئے ان کو امانت کہا گیا - (ت ۱۹۶۵) ویتوب - اللہ رجوع برحمت فرماتا ہے - یعنے انہیں کو اللہ نے خلافت آلہی دی اور وہ اس کام مین آسمان اور زمین اور جبال کی طرح مستحکم ہین - ع

سورۃ السبا

(ت ۱۹۵۶) الحمد للہ - اس الحمد للہ میں دو خوبیان

اس شہر سے مراد عرب کا جنوبی حصہ ہے جو یمن ہے سمندر سے ملا ہوا ہے۔ (ت ۱۹۷۶) العرم۔ عرم۔ بند وہ وادی جہاں بند تھا۔ کھونس۔ سخت سیلاب و بارش کے معنی بھی ہیں۔ (ت ۱۹۷۷) القریٰ۔ ان مبارک بستیوں سے مراد شام کی بستیاں ہیں یمن اور شام کے درمیان سقط کے سرسبز مرفہ الحال بستیاں تھیں جس میں باغات بکثرت اور راستے پرامن تھے۔ (ت ۱۹۷۸) اسفار۔ دور دراز سفر کے طالب تین مقصد کیلئے سفر کئے جائیں (۱) ماموروں اور صلحاء سے ملنے کے لئے یا حج فرض ہو تو (۲) دینی تعلیم حاصل کرنے اور کام کے لئے (۳) تبلیغ کے لئے اگرچہ تجارت وغیرہ کام اس کے ساتھ ہوں مضائقہ نہیں۔ (ت ۱۹۷۹) احادیث۔ کہانیاں۔ یعنے ایسے دور دراز ملکوں میں برباد ہو گئے کہ ان کے قصے اور کہانیاں رہ گئیں (ت ۱۹۸۰) لنعلم۔ تاکہ ہم معلوم کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو جیسا قبل وجود اشیاء اشیا کا علم ہے ویسے ہی بعد الوجود بھی ہے یعنے ازلی اور حادث کلی و جزئی دونوں علم جانتا ہے۔ ع (ت ۱۹۸۱) الفتاح العلیم۔ بڑی فتوحات دینے والا اور بڑا ہی جاننے والا ہے۔ فتاح کے اسم شریف میں اشارہ ہے کہ تم سب مغلوب ہو جاؤ گے اور میں غالب ہو جاؤں گا۔ اور علیم میں اشارہ ہے۔ کہ میں جاہلانہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں مجھے علم دیا گیا ہے۔ (ت ۱۹۸۲) کافۃ للناس۔ تمام جہاں کے لوگوں کی طرف آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں وہ خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے چنانچہ حضرت عیسیٰ کا قول ہے کہ میں بنی اسرائیل کی خاص کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں دیکھو متی باب ۱۵ آیت (۵)

(ت ۱۹۸۳) یوم۔ وقت اور دن یہاں یوم کا لفظ ہے جہاں یوم کے ساتھ لیل و نہار کا لفظ نہ ہو تو وہاں ایک سال کی مدت مراد ہوتی ہے جیسا کہ ہجرت کے ایک سال کے بعد جنگ بدر میں یہ وعدہ پورا ہوا کیونکہ وانت فیہم پ۹ ر۱۷ آیت ۲۔ سے اس بات کا پتہ لگتا ہے۔ ع۔ (ت ۱۹۸۴) یبسط ویقدر لہ روزی کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے

اس میں پیش گوئی بھی ہے کہ ہمارے مامور مالدار ہو جائیں گے اور متکبر اور اکثر شیطانوں اور بھوتوں کا اعتقاد رکھتے تھے تنگدست ہو جائیں گے۔ ع۔ (ت ۱۹۸۵) اکثرھم بہم مومنون۔ یہی حال ہے تمام بزرگوں کی قبروں کے پوجنے والوں کا کہ وہ تو نیک فرشتے لوگ ہیں مگر شیطانوں کے کہنے سے پوجا کرنے والے پوجا کر رہے ہیں تو گویا شیاطین کی پوجا کر رہے ہیں جو ان کو یہ پوجا سکھانے والے ہیں اور وہ تو یعنے بزرگان دین کچھ بھی نہیں یعنے ان کے ساتھ اس کام میں شریک نہیں اور خوش نہیں۔ (ت ۱۹۸۶) یرید ان یصدکم۔ چاہتا ہے کہ تم کو اس سے روک دے۔ رسول میں کوئی عجیب بات نہیں بلکہ ہمارے باپ دادے کے طریق کو مٹانے والا آدمی دکھتا ہے (ت ۱۹۸۷) سحر مبین۔ دل ربا قوم سے کٹوانے والی باتیں کرتا ہے۔ (ت ۱۹۸۸) معشار۔ اور ملے نہیں پہنچے اسکے دسویں حصہ کو جو ہمنے ان کو دیا ہے (یعنے صحابہ اور امت محمدیہ کو) مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم کی امت کو تو بہت کچھ ملا ہے اور ان کو اسکا دسواں حصہ نہیں ملا تھا جس کی نافرمانی اور تکذیب سے وہ گرفتار عذاب ہوئے اب یہ جو اس سے دس گنا زیادہ ہے اس کی نافرمانی اور تکذیب کرنے سے کیا حال ہوگا اور کیوں عذاب کے مستحق نہ ہوں گے۔ ع (ت ۱۹۸۹) بین یدی۔ سامنے۔ یعنے سمجھو کہ ملا ہیں پھنسنے سے پہلے تم کو جو اس سے نجات کا راستہ بتائے کیا وہ دیوانہ ہوگا۔ (ت ۱۹۹۰) یقذف۔ قذف کے معنے سر کچلنا دے پٹکنا۔ بھا نکال دینا سر توڑ دینا۔ یعنے حق کے ذریعہ باطل کا سر توڑ دے گا۔ لفظی ترجمہ یوں ہے کہ تو کہہ میرا رب حق ہے اور باطل پر دے مارے گا۔ وہ بڑا غیبوں کا جاننے والا ہے (ت ۱۹۹۱) اضل علی نفسی۔ میری گمراہی میرے ہی نفس کے لئے ہے تمہارا کوئی نقصان نہیں اس گمراہی کا نقصان مجھ پر پڑے گا۔ تم بری رہو گے (ت ۱۹۹۲) مکان بعید۔ یعنے اب دور ایمان تو چلا گیا اور عرفان کا زمانہ آگیا ہے اور بے محل کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ ع

سورۂ فاطر

(ست ۱۹۹۳) الحمد للہ ۔ یعنے وہ صفات محمودہ کا جامع ہے اور للہ کے لفظ میں روشن کر دیا ہاں تخلق باخلاق اللہ کا رنگ ظلی طور پر حاصل کرو (ست) مثنیٰ ۔ دو دو سبب ترقی اور ترفع ۔ قرآن شریف میں آیا ہے والعمل الصالح یرفعہ عمال میں اعلیٰ درجہ کا عمل نماز ہے ۔ اس میں بھی دو دو تین تین چار چار رکعتیں ہیں اور وہ بھی ترقی اور صعود کے اسباب ہیں ۔ فرشتوں کے پر بھی اسی قسم کے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے (۶۰۰) پر ہیں یعنے احکام الٰہیہ کی (۶۰۰) وحیین بتوسط اسکے پہنچی ہیں ۔ ع

(ست ۱۹۹۴) ومایعمر ۔ اور نہ کوئی عمر دیا جاتا ہے کس کی عمر بڑی ہے اور کس کی عمر چھوٹی ہے ۔ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ یہ اٹھوا سو ستواسہ و فلاں فلاں تاریخ میں پیدا ہوا ہے اس لئے نہیں جئے گا یا جئے گا ۔ ایسی قطعی رائیں بالکل واہیات ہیں علم غیب خدا ہی کو مسلم ہے ۔ تجربات طبی وغیرہ ظنی ہوتے ہیں اور ضمیر سے معلوم ہو رہا ہے کہ مثیل مراد ہے اور عام ہے تو اصیل بولکر مثیل مراد ہوتا ہے ۔ ع

(ست ۱۹۹۵) ومن تزکی ۔ اور جو دل سے صاف ہوا اخلاق میں ... ہادی کو اسکا نفع کم ہو کے نہ ملے گا یعنے راہ راست پر چلنے والا خود بھی فائدہ اٹھائے گا ۔ (ست ۱۹۹۶) من فی القبور ۔ جیسے کہ زندہ کا فر وحشی پر بچے باوجود صحبت سننے کے پھر بھی وہ نہیں سنتے اسی طرح اہل قبور باوجود سن لینے کے پھر نہیں سنتے اور یہی حال دنیا میں منافقین کا ہے ۔ صم بکم عمی فہم لا یرجعون ۔ ولکل قوم ہاد

(ست ۱۹۹۷) خلا فیہا نذیر ۔ یہی مضمون پ ۱۳ ر ۶ کا اخیر اور پ ۱۴ ر ۱ ۔ آیت ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا وغیرہ پاروں میں آیا ہے ۔ ع (ست ۱۹۹۸) من السماء ماء ۔ ... ب وحی اور نبوت کی مثال دی جاتی ہے ۔ جیسے بارش سے ... جھاڑوں کا نشو ونما ہو جاتا ہے اسی طرح وحی و الہام کے شروع ہونے سے اچھے اچھے خیالات باہر نکل آتے ہیں ... نبوت سے پہلے ابوجہل ابوالحکم کہلاتا تھا وغیرہ وغیرہ واقعات ۔ (ست ۱۹۹۹) ثمرات ۔ مثلاً کھجوریں ہی ... بیسیوں قسم کی ہیں اور انگور بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں اسیطرح طبائع کا اختلاف بھی ہے ۔ (ست ۲۰۰۰) الوانہا ۔

بارش مثل وحی کے ایک ہی ہوتی ہے ۔ مگر اختلاف تخم اور زمین کی وجہ سے یعنے صحبتوں اور خیالات نیک و بد کا اثر ایکسال کا باپ کے نطفہ میں بچے کو آتا ہے ۔ پھر ماں اور آنے جانے والوں اور دعائیں کرنے والوں وغیرہ وغیرہ کا مختلف طرز پر اثر پڑتا ہے اسکا بڑا حصہ اٹھارہ سال تک بچہ پر وارد ہوتا ہے ۔ ایک چمار اور غبی اور دہریہ سے لیکر غوث و قطب نبی بھی انسانوں میں داخل ان میں سے بہتر وہ عالم ہیں جو خشیۃ اللہ رکھنے ہیں متقی و عارف ہوں ۔ (ست ۲۰۰۱) من الجبال ۔ اور پہاڑوں میں بھی مختلف پیداوار کہیں ہیرا کہیں کنکر وغیرہ اسیطرح قرآن مجید پڑھنے یا سننے والوں کے اثر لینے میں مختلف حالات ہیں

(ست ۲۰۰۲) یخشی اللہ ۔ اس آیت میں یہ بیان ہے کہ ان مثالوں کو سن کر ڈرنے کون ہیں اور عالم کس کو کہتے ہیں ۔

(ست ۲۰۰۳) لن تبور ۔ حوائج اصلیہ وضروریہ کی تجارت ہونی چاہئے اور نمودی اور خیالی نہو مومن وہی ہے جو عارضی ونمائشی چیزوں پر زیادہ روپیہ صرف نہیں کرتا ۔

(ست ۲۰۰۴) منہم ظالم لنفسہ ۔ برگزیدہ بندوں کی تین حالتیں ہوتی ہیں ۔ ابتدا تو نفس پر جبر کرکے بدی اور ممنوع سے روکنا پڑتا ہے اور جبراً نیکی پر قائم رکھنا پڑتا ہے مثلاً ٹھیک اوقات نماز اور تہجد اور وظائف مسنونہ پر قائم کرنا جب اسپر استقامت ہو جاتی ہے تو دوسری حالت یعنے میانہ روی پیدا ہو جاتی ہے ۔ میانہ روی کی استقامت کے بعد تیسری حالت یعنے سبقت فی الخیرات نیکیوں کو لپک لپک کر بکثرت لینا ۔

(ست ۲۰۰۵) سابق بالخیرات عباد اللہ ۔ علما صوفی صاحب نفس مطمئنہ حق الیقین والے جن میں خودی باقی نہیں رہی عرفان اور عبودیت کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ گئے ہیں ۔

(ست ۲۰۰۶) دار المقامۃ ۔ آیا نجات عمل سے ہے یا فضل سے ۔ اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نجات فضل سے ہے مگر سورۂ اعراف رکوع ۵ اور زخرف رکوع ۷ میں یوں فرمایا ہے ۔ تلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون ۔ کہ یہ جنت عمل کا بدلہ ہے اس کی تطبیق یوں ہے کہ عمل فضل کا جاذب ہے نجات فضل سے ہے ۔ اور وہ عمل سے ملتا ہے ۔ دوسری یہ بات کہ مولیٰ پاک کے فوا ... ہیں ... کہ ہم جو جنت فضل سے ملا اللہ تعالیٰ

ان کے اعمال کی قدردانی کی اور اعزازی طور پر بھی فرمایا کہ تمہارے عمل کا نتیجہ ہی کیونکہ وہ شکور ہے اور مومنوں نے جب اپنی کمزوری اور ہر ایک عمل کے لئے خدا تعالےٰ کی توفیق کی ضرورت کو دیکھا تو اپنے عمل کی کچھ حقیقت نہ پائی کیونکہ عمل بھی اس کے فضل ہی کا نتیجہ ہے اصل میں یہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مضمون ہے کہ وہ ان کے اعمال کی قدر کرے اور یہ اسکے فضل کا اقرار کرے۔ ع

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو
ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

(ت ۲۰۰۷) یصطرخون۔ بدیوں کا ارتکاب کرکے جب اسکا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے تو بد کا چیختے ہیں مثلاً سوزاک و آتشک والے زانی اور سزا پانے والے چور وغیرہ ع

با تحیۂ دنیا مکنید آمیزش
از آتشک جسم اندیشہ کنید

دنیا سے مراد خلاف حکم الٰہی ہے ورنہ دعا تعلیم فرمائی گئی ہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ ع (ت ۲۰۰۸) الغیب حسن ظن با بزرگان۔ رضاء الٰہی کی راہیں موجود ہوکر معدوم ہوگئی ہیں یا ہنوز عدم سے وجود میں نہ آئیں اور تنہائی۔

(ت ۲۰۰۹) خلائف۔ یعنے ہر انسان دنیا میں خلیفہ ہوکر آتا ہے کوئی نہ کوئی غرض زندگی اس کو لگی ہوئی ہے (ت ۲۰۱۰) ارایتم۔ بتاؤ تو سہی (ت ۲۰۱۱) شرک فی السموات۔ حضرت مسیح نے چڑیاں کہاں سے بنائیں اور جسم کے ساتھ وہ آسمان پر کدھر سے چلے گئے کیا انہوں نے اپنے جانے کیلئے آسمان میں کوئی کھڑکی کھول رکھی تھی یا کھلوا رکھی تھی ہمارے حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر تشریف لے جانا وہ اس طرح نہیں ہے جس طرح نصاریٰ سمجھتے ہیں وہ ایسا جانا ہے جس طرح آنکھ سعادت مندوں میں سے ہوتی ہوئی آسمان و زمین پھر آتی ہے نہ کوئی اس کو دیکھتا اور نہ اسکے آنے جانے کا گواہ۔

(ت ۲۰۱۲) نفورا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت اولیٰ کا حال اور بعثت ثانی کے منکرین کی حالت کی طرف بھی بطور پیش گوئی بھی اشارہ ہے۔

(ت ۲۰۱۳) مکر السیئ۔ مکر کے معنی برے نہیں ورنہ سیئ کا لفظ اس کے ساتھ نہ ہوتا۔ (ت) سنۃ الاولین یعنے اگلوں کے عذاب اور سزائیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ع

سورۃ یٰس

(ت ۲۰۱۴) الرحیم یعنی تیری کوششیں جتنی بھی ہیں اتنے ہی تیرے صلے بہت ہیں (ت ۲۰۱۵) الاغلٰل۔ طوقوں سے مراد وہ متکبرانہ خیالات بھی ہیں جو گردن جھکانے نہیں دیتے۔ (ت ۲۰۱۶) ءانذرتھم یعنے تیرے ڈرانے نہ ڈرانے کو برابر سمجھتے ہیں اور تیری پروا نہیں کرتے ع۔ (ت ۲۰۱۷) وما انزل الرحمٰن برھمو سماج والوں کا بھی یہی مذہب ہے (ت ۲۰۱۸) تطیرنا۔ تطیر حرام ہے یعنے بد شگون لینا اور فال پسندیدہ ہے یعنے نیک شگون لینا اور موجب ترقی ہے۔

(ت ۲۰۱۹) اقصی المدینۃ۔ موسیٰ کی طرف (سیپارہ ۲۰۔ رکوع ۴) ایک شخص آیا تھا اور عیسیٰ کی طرف آ رہا تھا سے اور ہمارے حضرت آقا کی طرف صحابہ میں سے ایک شخص یعنے ابوبکرؓ وغیرہ اور مسیح موعود کی طرف اطراف خوست کابل سے صاحبزادہ عبداللطیف شہید۔

الجزء ۲۳

(ت ۲۰۲۰) لا یرجعون۔ وہ لوٹ کر نہیں آسکتے یہ آیت بھی اس بات پر دلیل ہے کہ مرنے دوبارہ دنیا میں زندہ نہیں ہوتے (ت ۲۰۲۱) محضرون۔ وہ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ یہ قاعدہ بھی ہمیشہ کا ہے کہ ہنسی ٹھٹھا کرنے والے غارت کردئے جائیں تو قوم یاد رکھے اسی وجہ سے عذاب آیا کرتے ہیں اور قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ ع۔ (ت ۲۰۲۲) لا یشکرون۔ شکرگزاری نہیں اختیار کرتے۔ شکرگزاری خدا کو خدا مانیں اور اس کی عبادت کریں اور اسکے کہنے پر چلیں اپنے منصوبے چھوڑ دیں ورنہ ناشکرے سمجھے جائیں گے۔

(ت ۲۰۲۳) لمستقر لھا۔ اپنی قرارگاہ اور محور پر

فی یا الی کے ہے فی کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ اپنے محور پر
رہا ہے اور الی کے معنے دو ہو سکتے ہیں (۱) کسی طرف
م نظام کے ساتھ جا رہا ہے (۲) کسی وقت تک چل رہا ہے

ست ۲۰۲۴) العرجون القدیم - پرانی ڈالی - یعنے
پھر کر پرانی کھجور کی شاخ کے مانند ہو جاتا ہے یہاں قدیم کا
جو آیا ہے اس کے معنے ایسے پڑنے کے نہیں ہیں جس کی ابتدا
و اس لئے قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ اور آئمہ خدا کی ذات پر
لفظ کہیں نہیں بولا گیا عقائد والوں نے پیچھے سے یہ لفظ ملایا ہے
ب سے عرض اور جوہر وغیرہ کی بحث عقائد میں شروع ہوئی

ست ۲۰۲۵) الفلک المشحون - بھری ہوئی کشتی
ان کی اولاد کو جہازوں پر سوار کر کے فاتح بنائیں گے ام سلیم کے گھر
رہے تھے اٹھے تو مسکرا رہے تھے انھوں نے وجہ پوچھی ارشاد ہوا
میری امت کے لوگ بڑے بڑے جہازوں پر جو تخت کی طرح ہوں گے
کر جہاد کریں گے انہوں نے دعا کرائی اور وہ مقبول ہوئی -

ست ۲۰۲۶) یرجعون - واپس ہی جا سکیں گے - یہ جنگ
کے متعلق پیشگوئی ہو یعنی شکست پائیں گے ناکام مریں گے - ع

ست ۲۰۲۷) من بعثنا من مرقدنا - ہم کو کس نے
ہماری خواب گاہ سے - بعض نادانوں نے اس آیت سے
عذاب قبر کا انکار کیا ہے اور یہ سمجھا کہ قرآن کریم سے یہ ثابت نہیں
احادیث کی کچھ پروا نہیں کی اس آیت کے دو جواب ہیں اول باعتبار
ہونے والے شدید عذاب کے مرقد راحت گاہ ہے کیونکہ جہنم کا عذاب
شدید ہے اور قبر کا عذاب صرف دکھلانا ہے جہنم کا صبح اور شام
پیش ہونا حم مومن رکوع (۵) سے ثابت ہے - وحاق بآل
فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیها غدوا وعشیا و
یوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب -
جواب دوم یہ ہے کہ نفخ دو دفعہ ہے نفخۂ اولی کے بعد سب لوگ بیہوش
ہو جائیں گے - اور نفخۂ ثانیہ کے بعد اٹھیں گے اس آیت میں نفخۂ اولی
کے بعد کی حالت کو مرقد سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے
سورہ زمر رکوع (۷) میں فرمایا ہے -
ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من
شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون - بعض
عصر کے اور بعد طبع [illegible] کا جواب دیتے

ہیں کہ وہ متعلق بہ کفار ہے فرعون سے مومنوں پر کہ عاصی ہیں عذاب نہ ہوگا
تمام قرآن موجود ہے بتاؤ - ایسے بے حیاؤں کا جواب یہ ہے کہ
اس سے کہا جائے کہ مومن کسے کہتے ہیں چونکہ وہ حدیث
کے منکر ہیں اس لئے من قال لا الہ الا اللہ والی حدیث
کو ان سے نہ لیا جائے اور بتایا جائے کہ پارہ قد افلح المومنون
پڑھ کر مومن کی صفت اخیر رکوع تک دیکھو کیا ہے پھر کہے کہ
جو ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ اللہ کی تعریف کے موافق
مومن نہیں اور جو مومن نہ ہو وہ اس کے مقابل قابل عذاب ہوگا -
کیونکہ مومن نہیں - اسی طرح ایسے بے حیاؤں کو شوخی اور بارحمت
وخلاف شرع سے روکا جائے (ست ۲۰۲۸)
جھنم - سے مراد شکست جنگ بھی ہے (ست ۲۰۲۹)
نختم - ہم مہر لگا دیں گے - یعنے زبان بند ہو گئے بعد ان کے ہست
و پا جاسوسی کریں گے اس میں ایک پیشگوئی بھی ہے کہ ان کے قریبی
لوگ ان کا حال بیان کر دیں گے ہاتھ پاؤں وغیرہ اجسام کہ حالات و
اطوار و کیفیات دنیا میں بھی شہادت دیتی ہیں غرض یہاں تو
تمام جسم ہمہ لسان بن جاتے گا مثنوی شریف میں ایک عمل
ریاکار نمازی کا قصہ در اس کے اعضا کا اظہار اگرچہ حکایت ظریفانہ
ہے مگر خوب ہی لکھا ہے اسی طرح ایک عالم بے عمل کا ایک
صفیار [illegible] کے جوجی دلوطی کے قصہ سے اظہار حال کیا ہے
جس کا جی چاہے مثنوی میں دیکھ لے - ع -

(ست ۲۰۳۰) ومن نعمرہ - اور جس کو ہم زیادہ عمر
دیتے ہیں علاوہ بحیثیت شخصیت یہ عنایات بھی ہیں بحیثیت
قومیت یا بحیثیت سلطنت یا بحیثیت عظمت (ست ۲۰۳۱)
ننکسه - اس کو اوندھا کر دیتے ہیں یعنے وہ بچوں کی طرح بالکل
ضعیف و ناتوان ہو کر گھٹنوں چلنے لگتا ہے کم عقل ہو جاتا ہے -

(ست ۲۰۳۲) لا یعقلون - تو پھر کیا وہ سمجھتے نہیں کہ
پورانے بوڑھوں کے عقل کا بھی اعتبار نہیں اگر وہ جہالت میں بس گئے
ہوں اصلی بات نہ سمجھتے ہوں تو نوجوان کا کیا اعتبار -

(ست ۲۰۳۳) الشعر - کلام موزوں جو قصداً کہا گیا ہو
یہاں شعر سے مراد ایسی باتیں ہیں جن کا حقائق کے ساتھ کچھ دخل
نہیں لیکن وہ نفس پر بہت اثر کرتی ہیں جیسا کہ شاعر لوگ تشبیہات سے
ایک چیز کو محبوب یا مبغوض بنا دیتے ہیں حالانکہ اس کی حقیقت پر نظر

دونوں باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا کما قال الحریری فی وصف الدنیا رد لہا
بعد ما حلا ۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے ایسے کلام کی نفی کی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے دعاوی
دلائل عقلیہ علمیہ سے ثابت ہیں آپ کو ایسی باتوں کے لینے کی
ضرورت نہیں اور نہ ایسا ضعیف پہلو آپ کی شان کے شایان
ہے کیونکہ وجوہات شعریہ مختلف مذاق اور عادات اور ملک اور قوموں
کے لحاظ سے بدل جاتے ہیں اور آپ کی ذات گرامی رحمۃ للعالمین ہے
(ست ۲۰۳۴) قرآن ۔ ہر وقت پڑھنے کی چیز
یعنے قرآن شریف جو مشتق ہے قرآنا بعد آن سے ۔ ع ۔

سورۃ والصّٰفّٰت

(ست ۲۰۳۵) والصّٰفّٰت ۔ قسم ہے صفوں میں
صف بستہ ہونے والوں کی۔ قسم قرآن مجید کی ایک قسم کی شہادت
ہے یعنے قرآنی قسمیں بطور شہادت اور براہین قویہ کے ہیں جو
نہایت اختصار سے ابلغ و احسن طریق پر کسی مسئلہ کو صاف کر دیتی ہیں
چنانچہ مقامی مطلب یہ ہے کہ گروہ عظیم اگر تحقیق کرنے انجمن بناتے
روکنے والے جو کہ رکیں دینے والے مقرر کرتے تو بھی صداقتیں ضرور
نکل آتیں یہ معلوم ہو جاتا کہ کچھ شک نہیں کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے
اللہ یعنے اگر بہت سے دانشمند طالب حق انجمن بناتے اور جس
طرح انتظام کے لئے پولیس وغیرہ کے افسر ہوتے ہیں پھر بڑے بڑے
واعظ منطقی صاحب دل محسن لکچرار کھڑے ہو کر اپنی اپنی تقریریں کرتے
تو نتیجہ یہی نکلتا کہ سچا اور حقیقی معبود تو ایک ہی معبود ہے چنانچہ جلسہ
مہوتسو مذاہب اعظم میں ایسا ہی ہوا اور انتظاماً پولیس بھی تھی اور اعلیٰ
سے اعلیٰ لکچرار بھی جن کی لمبی چوڑی تقریروں کا یہی نتیجہ نکلا کہ کل عالم
کا خدا اور مالک ایک ہی ہے اور یہ آنحضرت صلعم کی دوسری بعثت
کا پکا ثبوت ہے پہلی بعثت میں آپنے تکمیل ہدایت فرما دی اور آخیر
زمانہ میں دوسری بعثت کے ذریعہ تکمیل اشاعت ہدایت
حتی الامکان فرما دی۔ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی
آلہ وخلفائہ الراشدین المھدیین اجمعین ۔ ۔ ۔
(ست ۲۰۳۶) لواحد ۔ بس ایک ہی ہے ۔ ۔ ۔
ایک عارف با خدا کا لطیفہ تقریر ۔ ایک بت پرست رئیس سے
عاشق اللہ سے کہا قدیم مذہب اچھا ہوتا ہے عارف نے
فرمائیے ۔ رام چندر جی کس کی پرستش کرتے تھے اور ان کا مذہب
کونسا ہے ؟ رئیس ۔ بت پرستی ۔ عارف ۔ آپ کس کی پرستش کرتے
ہیں ۔ رئیس شیو جی مہاراج کی عارف وہ کس کی پرستش
کرتے تھے ۔ رئیس بیاس جی کی عارف بیاس جی کس کی کرتے
تھے ۔ رئیس برہما جی کی عارف برہما جی کس کی کرتے تھے
رئیس ۔ کیولیشر و پرمیشر کی عارف بے شک وہ مسلمان تھے اور
موحد تھے ۔ (ست ۲۰۳۷) رب المشارق ۔
ایکسواستی مشرقیں ہیں اور روزانہ سال شمسی کے اعتبار سے تین سو
پینسٹھ اور ہر ذرہ بھی مشرق ہے مد مقابل کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنے مغارب
وہ بھی اسی طرح پر ہیں ۔ (ست ۲۰۳۸) مارد ۔ کاہن
تیلی راجہ ۔ جوتشی وغیرہ ۔ (ست ۲۰۳۹) شہاب ثاقب ۔
چمکتا ہوا تارہ یعنے جھوٹے نجومی ستاروں کے نام سے پیش گوئی کر کے
لوگوں کو ٹھگتے پھرتے ہیں ۔ آسمان کو محفوظ کیا ہے ۔ اور وہ آسمانی باتیں
نہیں سنتے اور ہر طرف سے ان پر دھتکاریں پڑتی ہیں دین دنیا میں مگر
یہ بے حیا پھر بھی چوطرف پھرتے رہتے ہیں اور ان کے پیچھے شہاب
ثاقب ہے ۔ ایک تو وہی عام تارے جو رات کو گرتے ہیں جس کو
نجومی منحوس سمجھتے ہیں باریک بات یہ ہے کہ جب کسی ستارے کی چال
سے کوئی بات بنانا چاہتے ہیں تو اس کو باطل کرنے والے ستارے
کی چال آ پڑتی ہے اور ایک ریکھا کی مبطل دوسری ریکھا موجود ہو جاتی
ہے یہی شہاب ثاقب ہے جو ان کی ڈھکونسلوں پر پڑتا ہے اسی
سبب سے نجومی جب بات جھوٹی ہوتی دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ فلاں
تارے کی حرکت یا ریکھا بھی دیکھی تھی نجوم کا علم جہاں تک علمی قواعد پر مبنی
ہے وہ بالکل صحیح ہے اور جہاں اٹکل بازی اور غیب گوئی پر ہے وہ محض
غلط در غلط غلط اور عند الشرع مذموم مقبوح و ممنوع ہے ۔
(ست ۲۰۴۰) بل عجبت ویسخرون ۔ تو نے تعجب کیا ۔
تو ہنستے ہی ہیں تجھے تعجب اور انہیں مسخری ۔ یعنے تجھے تو اس
کا تعجب ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ دیکھ کر یہ خدا کے قادر پر کیوں ایمان نہیں
لاتے مگر یہ مسخرے ہنسی اڑاتے رہتے ہیں اور غور و تدبر سے کام
نہیں لیتے ۔ ع ۔ (ست ۲۰۴۱) لمن المصدقین
بے شک تو نبیوں کا مصدق ہے یا تمام نبی تیرے مصدق اور نام ہیں ہم
یعنے گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ نبیوں نے تصدیق کی تجھے

ن کے لئے وہ مصر ہے اور دائمی کھلا عہد کے اعلیٰ سب سے سب
خاتم ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم (ت ۲۰۴۲)
ننۃ - الفتنۃ العذاب - (مفردات راغب)

ت ۲۰۴۳) رؤس الشیاطین - جیسے سانپ کے پھن
یعنے نہایت ہی مکروہ و بدوضع ناگ پھنی کا جھاڑ - صحیح -

ت ۲۰۴۴) نادٰنا نوح - نوح نے ہم کو پکارا -
شیت کے ماتحت انبیاء علیہم السلام بد دعا بھی کرتے ہیں اور ساتھ
بالقبہ کثرت دعائیں بھی کرتے ہیں - تدابیر انجام بینی کے موافق
ام کرنا - توکل خدا سے کشادگی چاہنا اور بھروسہ کرنا یعنے

کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گر توکل می کنی در کار کن

ت ۲۰۴۵) قلب سلیم - صحیح سلامت دل طمع
حسد - خواہش شہوت بے جا اور اس کے لوازمات جہالت -
سستی - غفلت - سہل انگاری - غضب - ایسی بدیوں سے پاک
اور اپنے مولیٰ کا سچا فرمانبردار اور اس کے کام میں سخت
چالاک ہو جس کی نسبت مثنوی شریف میں لکھا ہے

جز دلے اسپید ہمچوں برف نیست -

ت ۲۰۴۶) فما ظنکم - کیا گمان ہے تمہارا رب العلمین پر
اور بدظنی کا نتیجہ کیا ہے مثلاً چور رزق طیب و حلال روزی ملنے
سے ناامید ہوتا ہے اور زانی حلال و پاکیزہ عورت کے ملنے
سے وغیرہ وغیرہ (ت ۲۰۴۷) نظرۃ - خاص نظر
سے دیکھنا - لنظرنی النجوم فکر فی الشیئ بتدبرہ - نجوم اوقات
مہری رخصت کرنے کا ایک قاعدہ گھڑی کو دیکھنا وغیرہ -

ت ۲۰۴۸) انی سقیم - میں بہت بیمار ہوں - نبی
کی نسبت قرآن میں منشا ہے - ما کان نبیا - اور وہ
[illegible] اپنا ہلاک سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور کسی مرض میں
[illegible] اس کی شدت کے خیال سے فرماتے ہیں کہ انی سقیم -
[illegible] سیاہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ انھوں نے جھوٹ کہا -

ت ۲۰۴۹) یزفون - یعنے بت پرست دوڑے

ت ۲۰۵۰) وما تعملون - اور یہ تم کیا کرتے ہو
[illegible] استفہام توبیخ کے لئے ہے یا نفی ہے استفہام
[illegible] متقارب [illegible] احسن تقویم پر نظر رکھ کر - [illegible] جنے

تم کو احسن تقویم بنایا اور یہ تم کیسے نکمے کام کرتے ہو اور نافی کی صورت
میں یہ ہوگا کہ اللہ نے اندازہ کیا تمہارا اور تم نہیں کرتے یعنے
انسان ہو کر انسانیت کے کام نہیں کرتے - یا بمعنی الذی -
موصولہ ہو یعنے اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے جن بتوں وغیرہ
کو تم پوجتے ہو ان کو بھی (ت ۲۰۵۱) غلام حلیم -
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی (۸۶) برس کی عمر میں حضرت ہاجرہ
مصریہ کے بطن سے حضرت اسمعیل پیدا ہوئے جن کی نسبت توریت
سفر پیدائش باب آیۃ ۲۰ میں مذکور ہے (ت ۲۰۵۲)
انی ارٰی فی المنام - المنام - العین - میں اپنی آنکھوں سے دیکھ
رہا ہوں - رویا میں بیٹے کو ذبح کرتے دیکھنا کسی کی قربانی
سے مراد ہے اور قربانی کا ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین
کہنا - مشیت ایزدی کی رضامندی اختیار سے ثابت اور ظاہر
ہے اور فدینٰہ بذبح عظیم - ذبح عظیم سے بعض مفسرین
نے کہا موٹا تازہ بڑا قیمتی دنبہ اور بعض نے کہا بڑی سخت
قربانی جو ذبح ولد ہے - سیریا کے ناک اور بعض ہندوؤں کے
ناک جلنی کہ حضرت عیسیٰ کے قتل صلیبی اور اعتقاد کفارہ اور شیعوں
کی روایت میں کفارہ حسین بجائے شفاعت اُمت وغیرہ وغیرہ امور
اس رسم کے سفنا ہد ہیں - ابراہیم علیہ السلام کو تفہیم ہوئی کہ
بیٹے کی جگہ بجائے ذبح کرو اور سمجھایا گیا کہ اس رویا کا مطلب بہت
سی قومیں نہیں سمجھیں آگے اب آئندہ کے لئے تم عمل کرکے
خواب کی تعبیر کا علم ظاہر کرو اور اس طرح اس رسم یعنے قتل انسانی
کا قلع قمع بھی کر دو (ت ۲۰۵۳) صدقت الرؤیا -
تو نے اپنا رویا سچا کر دکھایا یعنے حقیقت میں خواب کی تعبیر بھی
نہ کی بلکہ بیٹے کو ذبح کرنے بیٹھ گیا (ت ۲۰۵۴)
بذبح عظیم ذبح عظیم کے بدلے چھڑا لیا - یعنے ابراہیم کی
قربانی عظیم الشان تھی کیونکہ سو برس کی عمر اور جواں بیٹا آئندہ امید نہیں
گویا مال و دولت عزت نام جان سب ہی اللہ پر قربان کر چکا یہ حضرت
اسمعیل کے متعلق ہے جس کے بدلے اور یادگار سے خدا نے یہ
قربانیں قیامت تک جاری فرما رکھی ہیں - اور اس میں اختلاف
ہے کہ جس کے عوض میں فدیہ دیا گیا وہ کونسا فرزند ہے
اسمٰعیل ہے یا اسحٰق - احادیث صحیحہ میں تو اس کا کچھ ذکر نہیں حضرت
عمر و علی و عباس و ابن مسعود اور کعب اور قتادہ اور سعید ابن جبیر

اور مسروق اور عکرمہ اور ظہری سدی اور مقاتل رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اسحٰق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا۔ یہودی اور نصاریٰ اور ایران والوں کا بھی یہی مذہب ہے اور توریت سفر پیدائش کے (۲۲) باب میں بھی یہی ہے اور ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن المسیب اور حسن بصری اور شعبی اور مجاہد و کلبی وغیرہ جم غفیر علماء کا یہ مذہب ہے کہ حضرت اسمٰعیل کے لئے یہ حکم تھا۔ میرے نزدیک یہی ہے کہ دونوں فرزندوں کے لئے علیحدہ علیحدہ قربانی کا حکم ہوا ہوگا کیونکہ قرآن شریف میں حضرت اسمٰعیل کی نسبت قربانی کا حکم ہے اور توریت میں اسحٰق کی نسبت ۔۔

(ت ۲۰۵۵) فی الاٰخرین پچھلے لوگوں میں۔ یعنے تیری ذبیحہ کے بعد بطور یادگار تمام دینداروں میں جاری کیجائیگی چنانچہ ایسا ہوا کہ ہر سال کروڑوں بکرے مینڈھے گائے بیل وغیرہ ذبح ہو رہے ہیں ہزاروں سال سے یہ رسم جاری ہے اور تا قیام قیامۃ جاری رہیگی۔ ع۔

(ت ۲۰۵۶) الیاس ۔ یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں یہ جرعاد شہر کے رہنے والے تھے جو ملک شام میں ہے

(ت ۲۰۵۷) بعلا ۔ یہ بائیس ہاتھ کا بت پرستی بنا ہوا تھا اس کے چارسو پجاری تھے وہ نبی کہلاتے تھے اسکو حضرت الیاس نے غارت کر دیا۔ سورج کی ہیکل کو بعل کہتے ہیں۔ سورج بھی ایک دیوتا مانا گیا ہے۔

(ت ۲۰۵۸) مصبحین ۔ یعنے مکہ سے جب قافلہ جاتا ہے وہ صبح کو ڈیڈ سی بحر مردار (نام دیا) کے پاس سے گزرتا ہے۔ ع ۔

(ت ۲۰۵۹) ملیم ۔ (وہ اپنے آپ پر) ملامت کرنے لگا اس طرح لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین ۔ یہاں کسی گناہ کی معافی نہیں مانگی جس سے ظالم کے مشہور معنے سمجھے جائیں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا مصائب دور کرنے کے لئے ہے تو ظالم کے معنے یہاں مصائب کے نیچے دبے ہوئے کے ہیں اس کا تفصیلی حال پارہ (۱۷) نشان (۱۵۹۰) سورۃ انبیاء کے شرح یونس ذوالنون میں دیکھو۔

(ت ۲۰۶۰) یوم یبعثون ۔ جس دن مرے جی کر قیامۃ میں اٹھیں۔ یعنے مچھلی کے پیٹ سے اس کا نکلنا ناممکن تھا جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ کام تم قیامت تک بھی کرتے رہو تو نہ ہوگا یہ مقصد نہیں کہ مچھلی قیامت تک زندہ رہے گی ۔ اور وہ بھی اس کے پیٹ میں ہی پڑا رہے گا۔

(ت ۲۰۶۱) مائۃ الف او یزیدون ایک لاکھ اور زیادہ کی طرف۔ اَوْ بمعنی اور ۔ بالغ ہوں تو لاکھ بچے بھی لیں تو زیادہ یعنے ایک لاکھ بیس ہزار ایسے ہی کتاب یونا باب ۴ آیت ۱۱ سے ظاہر ہے

(ت ۲۰۶۲) جندنا لھم الغٰلبون ۔ ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔ یہ صحابہ کے لئے پیش گوئی ہے۔ اس میں مشبہ کی ہلاکت اور موت ہے کیونکہ خدائی لشکر کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں جو غالب ہے۔ ع ۵ ۔

سورہ صٓ

(ت ۲۰۶۳) صٓ ۔ اور ص اللہ تعالیٰ کا اسم شریف ہے

(ت ۲۰۶۴) تمہید ۔ صدق و صادق ۔ تین علم عبرت و خبرت کے لئے لکھے ہیں۔ (۱) علم تاریخ ۔ اہل اسلام نے بہت کچھ لکھا ہے اور ان میں اور عیسائیوں میں یہ فرق ہے کہ عیسائی واقعہ کے ساتھ سبب بھی لکھتے ہیں گو اصل نہ ہو۔ پھر اپنے ملک کے حالات پر قیاس کرتے ہیں اور اپنی ملکی فضیلت کا لحاظ رکھتے ہیں۔ ہمارے مورخ زیادہ تر شیعہ ہیں اور ان کو تقیہ کی خوب مشق ہے اور تبرے کے عادی ۔ تبرے کی عادت یکسنی ہو تو ان سے سیکھے ۔ وقائع نعمت خان و خافی خان اور ان کے ہجا ابن اکمد مشقی کی یادگار ہیں ایسا مورخ سنیوں کی خوب خبر لیتا ہے اسلامی تاریخ کا دوسرا حصہ جو بہت عمدہ حصہ ہے وہ علم حدیث ہیں حدثنا عن مالک وغیرہ سے اگر اب تو صرف عن رسول اللہ سے یاد کر لیتے ہیں اور پڑھ لیتے ہیں گو پہلا عن فلان عن فلان سے ان کی پرہیزگاری اور تقوی اور پاک نمونوں کا علم بھی تھا جو سلسلہ اسناد میں آجاتا تھا کمی فرصت نے اس کو چھڑایا۔ تیسری بات کلام پاک رحمٰن ہے قرآن کریم میں بہت سے انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ بے فائدہ جھگڑے اور غلط قصے جو لوگوں نے تفسیروں میں درج کر دئے ہیں جس کو نہ حدیث مرفوع متصل نہ اصول عقائد سنت وجماعت

آیات محکمات قرآن مجید مصدق و مبین ہیں چھوڑ دیا جائے بھر جس قدر
قرآن کریم سے باتیں بتائی ہیں اور خوبی کے طور پر بیان کی ہیں وہ سب
بوجہ محمل قابل قبول و مصدق مصدق ہیں مثلاً جھگڑا
کرنے والے کہتے ہیں کہ عشق و حسن خدا کو بھی پسند ہے ثبوت سورۃ
... موجود ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ کیا حضرت آدم ایمان نہیں سے تھے
اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام پر اتہام ابراہیم علیہ السلام پر کذب کا
اور یونس علیہ السلام پر نعوذ باللہ خدا سے ناراض ہونے کا الزام
... واسطے ہاروت ماروت کے کذائی قصے سلیمان
... آیات قرآنی کے معیار پر تاریخ کا سلسلہ رکھتے ہیں بیان کی ہے وقعتی
ہوتی ہے (ست ۲۰۶۵) لات۔ یہاں لا نافیہ ہے اور
... روزہ دینے کے لئے آئی ہے۔ یعنے نہیں۔
(ست ۲۰۶۶) عزاد۔ یعنے اس بات میں تو خود غرضی اور خود
نمائی پائی جاتی ہے کہ سب سجدہ بجا لاتے ہوں اور فقط محمد کا معبود
... (ست ۲۰۶۷) مھزوم۔ شکست سے کرینگا
... یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے جو جنگ احزاب میں پوری
ہوئی ... (ست ۲۰۶۸) فواق الفواق المھلۃ
... بین الحلبتین۔ اونٹنی کے دودھ دوہنے کے بیچ
... (ست ۲۰۶۹) داؤد۔ کا حال بیان کرکے
... تا کہ تسلی ہو جائے ... سے لوگوں سے
... نہیں کی کہ تو مسکین اور یتیم ہے بلکہ عظیم الشان بادشاہ
... داؤد سے بھی لوگوں نے خصومت
... نہیں ماننے والے تو ... مانتے امیری
غریبی کی بات نہیں۔ (ست ۲۰۷۰) تسوروا المحراب
دیوار پھاند کر آگئے۔ تسور۔ دیوار قلعہ کو کہتے ہیں محراب۔ ...
... (ست ۲۰۷۱) ففزع۔ چوکنا ہوگیا ہوشیار
ہوگیا داؤد۔ فزع کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عورتیں اور احمق استعمال
... دوسرے وہ جو ثابت قدم انسان استعمال
کرتے ہیں وہ ... کا ... اسباب کا درست کرنا خدا کی طرف
... خشوع و خضوع ہے۔ (ست ۲۰۷۲)
... ہم دو دشمن ہیں بعض نے جھوٹوں اور مفسروں نے جو یہاں
... سے مراد لی ہے وہ غلط ہے کیونکہ وہ مشہور قصہ
جس میں حضرت داؤد علیہ السلام پر سخت حملہ کیا گیا ہے سر سے ہی

سے ہی غلط ہے دیکھو تفسیر کبیر۔ اور حضرت علی نے فرمایا کہ کوئی داؤد کا
جھوٹا قصہ بیان کرے گا ہم اس کو (۱۶۰) کوڑے ماریں گے۔
(ست ۲۰۷۳) فتنّٰہُ۔ ہم نے اس کو آزمایا ہے۔
یعنے وہ دو دشمن خلاف وقت عدالت اس کے پاس اگرچہ
کسی اور غرض سے آئے تھے مگر مقدمہ کی صورت میں رجوع ہوئے
اور حضرت داؤد نے کار رسالت یعنے دادرسی توفیق الٰہی سے
اسی وقت کی اور حقوق نفس کو حقوق اللہ سے پیچھے کردیا اور
اس بات کی حفاظت اور توفیق طلبی کے لئے سجدہ کرتے ہوئے
دعا کی۔ ع۔
(ست ۲۰۷۴) کالفجار۔ جیسے بدکار لفقدیر کے
غلط معنی کرنے والے قرآنی اصول کے خلاف خدا کو جابر قرار
دینے والے اس آیت کو بار بار تدبر سے پڑھیں کہ وہ کس طرح حق
پسندی اور عدالت فرمائی کا اظہار فرما رہا ہے کیا ہم بنا دیں گے
متقیوں کو ظاہر بدکاروں کے جیسے یعنے ایسا نہیں کریں گے
(ست ۲۰۷۵) لداود سلیمٰن۔ ہمنے داؤد کو سلیمان
عطا فرمایا۔ اس ترجمہ کے لکھتے وقت منشی و مولوی فاضل
محمد بہاء الدین خان نے سوال کیا کہ قرآنی قصص اور بعض بعض
مضامین کئی کئی بار قرآن مجید میں کیوں آتے ہیں جواب دیا گیا کہ
جیسے قانونی دفعات یا حقوق کے اثبات کے دستاویز جب کبھی
ضرورت پڑتی ہے بار بار پیش کرنا ہوتا ہے جو ایک فطری امر ہے
اسی طرح انبیاء اور مامورین اور ناصحین اپنی جماعت کے حالات اور
دلائل المہمات امور الٰہیہ کے لئے حقیقی ثبوتوں کا اعلیٰ مجموعہ جان کر
جب کبھی ضرورت ہوتی ہے بار بار پیش فرماتے رہتے ہیں تاکہ
اس جماعت سے نسبت اور تعلق رکھنے والوں کو اور مذکورہ قوانین کے
پابندوں کو باحسن وجوہ تفہیم کرا سکیں اور ملزم بنا سکیں۔
(ست ۲۰۷۶) الصّٰفنٰت الجیاد۔ اصیل تیز رو
گھوڑے مصر کے فلسطی اور بابل کے بت پرست بادشاہوں کا
حضرت سلیمٰن کے وقت چوطرف زور تھا اسلئے حضرت سلیمان نے
عمدہ گھوڑے رکھے اور اس جگہ اس موقع کا ذکر ہو رہا ہے جب
حضرت سلیمان گھوڑوں کا داخلہ دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں
نے دین کے لئے انھیں پسند کیا ہے آپ یہ وعظ فرما رہے ہیں
اور گھوڑے آگے نکل گئے ہیں تو آپنے ان کے لوٹانے کا حکم دیا ہے

اور انکی گردنوں اور پیروں پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اور یہ قصہ اصل الفاظ قرآنی سے مترشح ہے بعض تفسیروں میں اور کچھ لغو قصہ شائع کردیا ہے۔ جو شان انبیاء سے نہایت بعید ہے۔ (ت ۲۰۷۷) مسحا بالسوق والاعناق ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس سے مراد گردنوں اور پنڈلیوں کا کاٹنا نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوا ہے۔ بلکہ اس سے مراد پیار سے گھوڑوں پر ہاتھ پھیرنا ہے (ت ۲۰۷۸) لاینبغی لاحد من بعدی۔ میرے بعد پھر کسی کو نہ دیجیو (بڑی تکلیف ذمہ داری کی چیز ہے) چونکہ حضرت سلیمٰن نے اپنا جانشین بہت نالائق دیکھا تو انہوں نے دنیوی سلطنت سے نفرت کی اور سلطنت آخرت کے لئے دعا مانگی۔ خدا نے ان کو دونوں عنایت فرمائیں اکثر جو حکومت مانگتے ہیں۔ ان کو نہیں ملتی بے مانگے ہی بشرط لیاقت دی جاتی ہے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دنیوی اسباب طلب نہیں کئے مگر خدا نے انہیں سلطنت ظاہری بھی دی (ت ۲۰۷۹) فامنن اوامسک۔ احسان کر یا نہ کر۔ یہ حضرت سلیمان کو حکم ہے کہ ان شریروں کو زنجیروں میں بند کر رہنے دو۔ یا احسان کرکے چھوڑ دو۔ تم سے کچھ پوچھ پاچھ نہ ہوگی ہے (ت ۲۰۸۰) الشیطٰن۔ الغدات عطش کذا فی القاموس (ت ۲۰۸۱) ارکض ارکض چل یا گھوڑے کو ایڑ لگا کر قریب ہی چشمہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہجرت کی راہ میں پیاس لگی تھی۔

(ت ۲۰۸۲) ضغثا۔ ضغث۔ باریک کاڑیاں جیسے حیدرآباد دکن کی جھاڑو کا ڑیوں کی اور جن کاڑیوں کو پنجابی میں تیلیاں اور ہندوستانی گھانس کی کاڑیاں کہتے ہیں اور باریک تیلیاں اور ایسی پکھیاں جو پتنگ میں لگائی جاتی ہیں (ت ۲۰۸۳) فاضرب بہ۔ پھر اس مار۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت ایوبؑ جب بیمار ہوئے تو شیطان نے انکی بیوی سے کہا میں طبیب ہوں تیرے خاوند کو شفا دوں تو تو کہنا کہ میں نے ہی شفا دی ہے حضرت ایوب بیوی سے یہ بات سن کر خفا ہوئے اور قسم کھائی کہ میں اچھا ہونگا تو تجھے سو کوڑے مارونگا خدا نے کوڑوں کی جگہ کاڑیوں کی جھاڑو سے مارنے کا حکم دیا کیونکہ بیوی بڑی خدمتگذار تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین تعویذ فتیلے کرنے والوں عورتوں سے کچھ عہد و منت کرواتے ہیں جس سے عورتوں کو خصوصاً اور جاہل مردوں کو عموماً بچنا چاہئے (ت ۲۰۸۴) والابصار۔ عقل والے دانا بینا۔ ان میں اور غیروں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ نبی کی معلومات اور عرفان میں کبھی غلطی نہیں ہوتی اور دوسرا کوئی اپنے قول و فعل بہ حال دیکھتا پسند کرتا ہے۔ گر فاسد اپنے بیان میں غلطیاں پاتے ہیں اور باریک تحقیقات میں کہتے ہیں۔ ... من نہ کردم شما حذر بکنید یعنی غلطی ہوگئی کلیہ ٹوٹ گیا یا آگے تم سمجھ میں نہ آئی۔ (ت ۲۰۸۵) بکند

[illegible] خدا [illegible] ہے (ت [illegible] مولانا نورالدین [illegible] وجہ کہ قرآن میں عذاب النار [illegible] عذاب کا بھی بیان ہے مینے کہا دیکھو غساق یعنی [illegible] ع ۱۳ (ت ۲۰۸۷) [illegible] من علم۔ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی کہ دل میں نبی بننے کی خواہش نہیں ہوتی وہ مجبوراً اس مقام پر کھڑا کیا جاتا ہے وہ ایک نئی دلہن کی طرح حیادار ہوتا ہے مگر ارشاد خداوند کا ولدادہ اور سر پر حکم فرمان نہادن مثل گل اور بانس کے ہوتا ہے (ت ۲۰۸۸) من طین مٹی سے۔ ایک لطیفہ۔ قرآن مجید میں کہیں من ماء آیا ہے اور کہیں من تراب آیا ہے اور جب دونوں ملجائیں تو من طین آتا ہے پہلا وجہ من ماء انفعالی قوت اور دوسرا بھی موقوفہ ہے اور تیسرا علم کا درجہ ہے کیونکہ طین جس قالب میں ڈھالو۔ اسکے ہم شکل بنجاتی ہے حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی بیان ہو۔ کہ میں طین سے تجویز کرتا ہوں یعنے اخلق من الطین کھیئۃ الطیر (ت ۲۰۸۹) بیدی اپنے دونوں جمالی وجلالی ہاتھوں سے بنا یعنے ہر ایک انسان میں ابتدائی حالتوں میں دو قسم کی قوتیں عمل کرتی ہیں ایک تو وہ جو اس میں نیک خیالات اور جذبات پیدا کرکے اس سے نیک عمل کراتی ہیں دوسری وہ جو اس سے بدکام کراتی ہیں پہلی داعی الی الخیر روح القدس یا جبریل کا ظل ہیں۔ ان کو لمۃ الملک کہتے ہیں دوسری۔ داعی الی الشر جو ابلیس کے ظل ہیں ان کو لمۃ ابلیس کہتے ہیں۔ جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے۔ انسان کی زندگی ان دونوں قوتوں کے بیچ میں ہے۔ ان دو صفات جلالی اور جمالی قدرت کے دونوں ہاتھوں کا استعارہ ہے

سورۃ الزمر

(ت ۲۰۹۰) العزیز الحکیم۔ لوگ عزیز و حکیم کو بہت پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی اصلی اور حقیقی معنے میں عزیز و حکیم نہیں ہو سکتا اسلئے یہاں ارشاد ہے کہ یہ کتاب اصلی عزیز و حکیم کی ہے جس کو تم پسند کرتے اور ڈھونڈتے ہو (ت ۲۰۹۱) فاعبد اللّٰہ۔ تو اللہ ہی کی عبادت کر۔ عبادت علی سے اعلیٰ محبت و عظمت و تذلل معبود حقیقی کا جس کے بعد کوئی درجہ نہ ہو عبادت کہلاتا ہے اور اسکے سامنے طلب حاجات و استعانات دعا کہلاتی ہے جو ... کی کفر و شاتبول نہیں۔ ناشکرے اور حرامخور اور نا پرہیزگار کی بھی (ت ۲۰۹۲) لواراد اللّٰہ اگر اللہ چاہتا۔ ہماری وغیرہ جیسے

جو اپنی خواہش کے مطابق کسی بیکس آدمی کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں خدا فرماتا ہے
کسی کو بیٹا بنانے تو انتخاب کرلیتا اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا خود ہی۔
(ت ۲۰۹۳) فی ظلمت ثلث۔ تین [illegible] (۱) ایک پیٹ کا
(۲) رحم کا (۳) جنین کی جھلیوں کا۔ [illegible] ۔کو تین اینٹائیں
(ت ۲۰۹۴) [illegible] کروا۔ اگر تم شکر کرو۔ شکر تین باتوں پر لازمی ہے
مگر اللہ عنایت فرمائے حصول تہذیب اخلاق اور حصول تدبیر منازل اور حصول
سیاست مدن یعنی اخلاق رذیلہ دور ہو جائیں۔ زن و فرزند متعلقین سے شرعی
انتظام۔ شاہی تعلقات امرا و حکام سے اچھے ہوں ایسا نہ ہو تو وہ زمین
اور متعلقین اور حالات منحوس کہلاتے ہیں۔ حتی الامکان ان کو ترک کرے و تعلقات
توڑدے ع (ت ۲۰۹۵) شرح اللہ صدرہ کا جس کا سینہ اللہ
نے کھول دیا۔ تین قسم کے دماغ سینے اور دل ہوتے ہیں (۱) سچی بات کو فوراً مان
لینے والے اصفیا و اتقیا (۲) حق کا معاند انکار کرنے والے اشقیا اور مغضوب
(۳) ظاہر باطن بہت سکنے والے منافق۔ اس مقام میں پہلے درجہ والوں کا ذکر
ہے نور من ربہ۔ کتاب الٰہی ارشادات نبوی۔ نور صدق و ایمان اول سے
علم صحیح آتا ہے دوسرے سے رہنمائی تیسرے سے قوت ممیزہ اور ادراک و فراست
ع

الجزء ۲۴

(ت ۲۰۹۶) اظلم۔ اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہے۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ سب سے بڑھکر (۲) قسم کے بدکار ہیں (۱) اللہ پر افترا کرنیوالا
یعنی مدعی وحی و الہام خواب دروغ اور حدیث بنانے والا تفسیر بالرائے کرنیوالا
(۲) صادق کی تکذیب کرنے والا (ت ۲۰۹۷) ذو انتقام بدلہ
لینے والا۔ اسمیں پیشگوئیاں ہیں کہ اللہ آپکی حفاظت کے واسطے کافی ہے دشمنوں
سے ضرور بدلہ لیگا ع (ت ۲۰۹۸) اللھم فاطر تو کھدے اے
میرے اللہ پیدا کرنے والے۔ یعنی ایسے موقع پر فوراً دعا کرنی چاہیئے کہ جو اختلاف
لوگوں میں پڑا ہوا ہے اسمیں فیصلہ کر۔ [illegible] نے جناب نبی کریم
نے اس آیت کے بعد [illegible] یہاں تعین فرمایا ہے جب انسان
یختلفون تک پہنچے پھر کہے۔ اِھدِنِی لِمَا اختُلِفَ فِیہِ مِنَ الحَقِّ
باذنک انک لتھدی من تشاء الی صراط مستقیم (ت ۲۰۹۹)
لا یعلمون۔ جانتے ہی نہیں۔ تمام مذاہب میں غلط العام طور پر یہ مسئلہ مانا
ہوا ہے کہ جو بر گزرے ہو وہ بات صحیح ہے مگر حقیقتاً یہ مسئلہ بے بنیاد ہے کیونکہ
قرآن مجید بار بار اس مسئلہ کی تردید فرماتا رہتا ہے اور دلوں پر جمانا چاہتا
ہے کہ دشمن کم ہی سمجھتے ہیں اور باطل پرست جاہل بہت چنانچہ پ سر ۱۵
الا قلیلاً منکم اور پ سر ۱۱ فقلیلا ما یومنون اور ولا یذکرون اللہ
الا قلیلا پ سر ۱۸ اور فلا یومنون الا قلیلا پ سر ۴۔ اور فقلیلا
ما یومنون پ سر ۱۱۔ ان اکثرکم فاسقون پ سر ۱۳۔ واکثرھم
فسقون پ سر ۳ ع (ت ۲۱۰۰) الا من شاء اللہ
مگر جس کو اللہ نے چاہا۔ اسمیں موسیٰ علیہ السلام ہی داخل ہیں ع (ت ۲۱۰۱)
الم یاتکم رسل منکم۔ کیا تمہارے پاس تمہارے ہی میں کے رسول نہیں آئے
دیکھو یہ داروغہ دوزخ کا قول ہے کہ وہ کافر دوزخیوں سے کہتا ہے کہ تمہارے رسول
تمہارے ہی میں سے آئے تھے تو اولوا الامر منکم یعنے حکام جو انسانوں میں سے
ہوں خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں اولوا الامر میں کیوں نہ داخل ہوں۔ کیونکہ کفار
دوزخی مسلمانوں میں سے تو نہیں مگر باعتبار نوع اور جنسیت کے (ت ۲۱۰۲)
حیث نشاء۔ جہاں ہم چاہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخصوص
و محدود مکان میں بہشتی نہ رہینگے بلکہ جہاں چاہینگے چلیں پھرینگے رہینگے بسینگے
(ت ۲۱۰۳) العرش یعنی مجلس السلطان۔ دربار شاہی۔ ہم عرش
کو مخلوق اسلئے نہیں کہتے کہ صفات اللہ غیر محدود ہیں۔ اور مخلوق اس حیثیت
سے مانتے ہیں کہ توحید میں فرق نہ پڑے۔ اور امام احمد حنبل کا مذہب عرش کے
مقدمہ میں بہتر ہے کہ ہم اسکی کیفیت سے محروم ہیں۔ اور اسکے وجود کے قائل ہیں
ع

سورہ مومن

(ت ۲۱۰۴) حم۔ حمید۔ مجید۔ احکم الحکمین وحم
کی طرف سے کتاب آئی ہے (ت ۲۱۰۵) یحملون۔ دین ود
کی تدبیر کرتے ہیں۔ ملائکہ میں چار بڑے مقرب ہیں جن میں ظہور صفت ربو
رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت کا ہے اور ان اسمار کے وہ مظہر ہیں اور یہ
عرش الٰہی کے حامل ہیں۔ جو چیز کسی چیز کے تحت میں ہوتی ہے وہ اجزام
بالا کی حامل ہوتی ہے حمل حقیقی ہو۔ یا بالمجاز ع (ت ۲۱۰۶) شدید العقاب
سخت عذاب دینے والا ہے بنو قریضہ قتل ہو جائینگے۔ عقاب عقب سے
مشتق ہے اسی طرح عقوبت نتیجہ بد کے عقب ہیں جو سزا ملتی ہے وہ عقاب
کہلاتی ہے (ت ۲۱۰۷) اقتلوا ابناء الذین اٰمنوا۔ ایمان
داروں کے بیٹوں کو مار ڈالو۔ اولاد سے مراد اتباع بھی ہیں جن سے سلسلہ
چلتا ہے اور اولاد حقیقی بھی ہے کفار کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لاچکے
ہیں وہ تو ہماری کوشش سے مرتد ہونے مشکل ہیں۔ اور آئیندہ سلسلہ چلنے
روکیں اسلئے اولاد کا بہت بڑا نکر چلاہئے اور اتباع کا (ت ۲۱۰۸)
کید الکفرین الا فی ضلل۔ کافروں کی تدبیریں گمراہی میں چلتی ہیں خرچ

باب ۵ آیت ۲۰ میں دیکھو۔ اور الفاظ قرآنی سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون نے
ایسا حکم تو ضرور دیا تھا۔ مگر یہ تدبیر چلنے نہیں پائی جیسا کہ کید الکفرین
سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی طرح حضرت ابراہیم کے لئے جیسا سورہ انبیاء
میں ہے اور اسی طرح ہمارے سردار دو جہان کے لئے جیسا کہ سورہ طارق میں
ہے ع ۸ (ت ۲۱۰۹) یصبکم بعض الذی۔ بعض اس
عذاب کا آپڑے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے بعض خطرناک پیشگوئیاں بھی کسی وجہ سے
پوری نہیں ہوتیں اور یہی حال گناہ کا بھی ہے اکثر گناہ پر عذاب ہوگا
بعض کسی وجہ سے معاف بھی ہو جاتے ہیں۔ (ت ۲۱۱۰) لن
یبعث اللہ۔ ہرگز نہ بھیجے گا اللہ۔ یوسف کا انکار کرتے ہے۔ اور
پھر یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ آئیندہ کوئی نبی نہ آنے گا یہی خاتم الرسل ہے۔
(ت ۲۱۱۱) متکبر جبار۔ حقیر سمجھنے والے سرکش۔ ہندی
میں مثل ہے جتوں راج اور راجوں نرک یعنے عبادت شاقہ سے راج
ملتا ہے۔ اور راج کے بعد جہنم اور راجہ کے مغرب نرکی سمجھتے ہیں کیونکہ
ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ (ت ۲۱۱۲) یاھامان۔ اس ہامان کا
ذکر توریت شریف میں نہیں ہے ہاں وہ ہو سکتا ہے جس کا ذکر خروج باب ۵
آیت ۱ سے ظاہر ہے۔ تعبیرات کا کوئی افسر یا معبد الہام سرکاری ہی
ع ۹ (ت ۲۱۱۳) لاجرم۔ حق بات تو یہ ہے یہ ترجمہ ہے لاجرم
کا اس میں لا یا تو زائد ہے یا تاکید کی ہے یا یہ کہ ترجمہ یوں ہوگا یہ بات
کٹ نہیں سکتی۔ یعنے سچی اور بے عیب بات ہے (ت ۲۱۱۴) غدوا
و عشیا۔ صبح۔ شام۔ بخاری و مسلم وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر میت کو صبح و شام اسکا اصل
ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر جہنمی ہے تو جہنم جنتی ہے تو جنت۔ اور کہا جاتا
ہے کہ قیامت کے دن تیرا یہ ٹھکانا ہوگا (ت ۲۱۱۵) الا فی
ضلل۔ کافروں کی دعا گمراہی کی ہوتی ہے یعنے کافر جب دعا کریگا۔ تو
ہدایت کے لئے نہیں۔ بلکہ بیجا آسایش نفس کے لئے جس میں گمراہی ہے
ع ۱۰ (ت ۲۱۱۶) والذین امنوا۔ اور ایماندار یہاں شیعہ
غور کریں کہ والذین امنوا سے کون لوگ مراد ہیں۔ جن کا دین دنیا میں
پھیلا ہوا (ت ۲۱۱۷) لذنبک حفاظت مانگ اپنی بشریت
کی کمزوری کی۔ قرآن شریف میں چار لفظ آتے ہیں۔ ذنب۔ جرم جناح
اثم۔ ذنب بہت عام ہے ذنب کے اصلی معنے دُم کے ہیں جو خفیف سے
خفیف گناہ میں بھی بولا جاتا ہے اور بشریت کی کمزوریوں پر بھی جس میں
انبیاء بھی شامل ہیں۔ [illegible] یعنے جرم جس کے معنے کٹ جانے کے
ہیں یعنی خدا سے علاقہ نہ رہنا اور [illegible] جس سے گناہ کا لفظ مفرس
بنا ہے اور جس کے معنے جھکاؤ کے ہیں۔ خدا سے ہٹ کر ایک طرف
وغیرہ الفاظ انبیاء اور فرشتوں پر نہیں بولے جاتے اور نہ قرآن شریف میں
کہیں بولے گئے (ت ۲۱۱۸) ادعونی استجب لکم۔ تم مجھ
سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ شرائط دعا یہ ہیں۔ دعا کرنے
والا ذی ہمت وفادار۔ مضطر۔ قوی الامید مخلص متقی ہو اور امتحان
کرنے والا اور شرط کرنے والا اور دنی الہمت غدار بیفکر۔ ناامید ریاکار
فاسق نہ ہو اور ولنبلونکم پ ۲ ر ۳ کے محل پر نہ ہو تو ایک نہر لطیف
مصفی آب زلال کی قلب داعی کے بشری سرچشمہ سے جاری ہو جائیگی
اور اللہ کا بحر عظیم الشان رحمت فضل نامتناہی کے آب حیات کا احسان
کے آسمان سے جاری ہوگا۔ اور اس نہر بشری پر محیط ہو جائے گا۔ اور اسکو
کامیابی سے مالامال کریگا۔ اور اگر کسی سے دعا کرانا ہو۔ تو یہ شرائط ہیں
امتحان کنندہ اور شرط کنندہ نہ ہو۔ اور قوی الامید اور صابر اور خاشع
اور خاضع اور ناکامیابی سے گو کئی بار ہوئی ہو ملول نہ ہو۔ اور دعا کرنیوالے
پر مضبوط اعتقاد اور خلوص کامل اور محبت وافر رکھتا ہو۔ اور اسکو نیچے
پر جس طرح ہو سکے خدمت وغیرہ سے ایسا مہربان کرلے کہ وہ اس کیساتھ
شفقت مادرانہ برتے اور اسکے درد کو اپنا درد سمجھے۔

(من ارشادات [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ع ۱۱ (ت ۲۱۱۹) من یتوفی تم میں سے کسی کی تو روح قبض کر لی جاتی
ہے یعنے بعض نطفہ میں بعض علقہ میں بعض بچے بنکر بعض جوانی میں بعض
بڑھاپے سے پہلے مر جاتے ہیں (ت ۲۱۲۰) اجلا مسمی۔ مقرر
وقت قبر سے لیکر بہشت یا دوزخ تک یا مرنے تک یا مرے بعد
تک ع ۱۲
(ت ۲۱۲۱) تمرحون۔ اکڑتے پھرتے ہیں) بچوں کے افعال
طبعیہ سبھی صادر ہونے سے لوگ ان سے پیار نہیں کرتے تو باشعور انسان
کی غلط کاریوں کو دیکھکر خدا کیونکر پیار کرے (ت ۲۱۲۲) وما کان
لرسول۔ اور کسی رسول کی طاقت نہیں یعنی نبی ولایتی معجزہ یا ذاتی طاقت
سے کوئی نشانی نہیں دکھا سکتا ع ۱۳ (ت ۲۱۲۳) فرحوا۔ خوش ہو۔
نبیوں کو حقیر سمجھ اپنے علوم پر خوش ہیں۔ محدث حدیث پر فقیہ فقہ پر اہل
اصول پر نجومی نجوم پر علیٰ ہذا حسابی۔ انگریزی دان شاعر خوشنویس۔ منہ
تعویذ فلیتہ بانٹنے والے حتیٰ کہ درزی لوہار صوفی منطقی گویا۔ قاری حافظ۔ بڑھئی

دغیرہ وغیرہ ہر ایک اپنے ہی فن پر خوش ہو آقا کو نہیں خوش کیا ہے ع

سورہ حٰم ۔ السجدہ

(ت ۲۱۲۴) حٰم ۔ خطبہ ہے قرآن مجید کا (ت ۲۱۲۵) کتب یعلمون ۔ بعض مفسرین نے یہ کہا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں وقف جا بجا دئے گئے ہیں یہ غلط ہے ہر ایک نقص سے پاک محفوظ کتاب ہے ہر ایک قوم کے کام آنے والی جامع لغات و احکام بہت وسیع معنی رکھنے والی اسی لئے آیا ہے کہ ہر آیت کے لئے ظہر و بطن ہے بطن بھی سات سات جس سے وسعت معنی کا ثبوت ہو رہا ہے ایک معیار قرآن دانی کا یہ ہے کہ ترتیب و ربط قرآن اور نظام کو بغور دیکھنا چاہئے ۔ قرآن شریف جاننے اور سمجھنے کے اصول یہ ہیں

(۱) تفسیر القرآن بالقرآن (۲) و تفسیرہ بالتعامل (۳) و بالآثار الباقیہ (۴) و بالنظر الی اسماء اللہ تعالیٰ (۵) و بافعال اللہ تعالیٰ فی الموجودات (۶) بالعرف العام (۷) بلغۃ العرب (۸) و باحادیث الصحیحۃ المرفوعۃ المتصل (۹) و بصحیفۃ الصحیح (۱۰) و بوحی الالٰہی والالہام و (۱۱) بعض القصص من کتب السابقہ و (۱۲) بقرائن القویہ ۔

فائدہ ۔ تفسیر لکھنے والا کیا کیا جانتا ہو (۱) ماہر تاریخ (۲) علم کرۃ الارض (۳) اعلم بلسان الکتاب (۴) ماہر قوانین العلوم و رسوماتہم اور نیز ... قوم ... قوم و حالات منزل علیہ و مجاز کے اقسام اور استعارات و کنایات و استفہام و تشبیہات و تمثیلات و مبالغات ہجو و مدح وغیرہ (۵) ماضی مستقبل میں اور مستقبل ماضی میں مستعمل ہوتے ہیں اسکا لحاظ ... (۶) ... تبدیلات کا خیال رکھے (۷) قرائن کو سوچے (۸) اغراض متکلم کا لحاظ رکھے (۹) متشابہات کو محکمات پر پیش کرنیکا ڈھب جانتا ہو (۱۰) خشیت اللہ رکھتا ہو ۔ اور تقویٰ کے باریک اسرار سے باخبر ہو ۔ جو خدا کی تائید پر موقوف ہے

(ت ۲۱۲۶) قرآناً قرآن چیزوں کا جمع کرنا ۔ باہم ملانا مناسبت رکھنا وزن مبالغہ ہے پڑھنے کے لائق ۔ ہر وقت پڑھنے کی چیز ۔ (ت ۲۱۲۷) مثلکم ۔ تمہارے جیسا ۔ رسول کی دو حالتیں ہوتی ہیں ۔ وحی الٰہی اور رسالت کی حیثیت سے انکا مخالف ۔ کافر فاسق ۔ فاجر ۔ منکر ۔ مرتد باغی ہے اور بشر کی حیثیت سے نہیں عام معاملات میں مومنوں کے ساتھ آپ شریک ہیں اور شاورہم فی الامر آپکو حکم ہے یہاں تفرقہ حدیث سے معلوم ہو جاتا ہے جیسا آپ نے فرمایا ہے شریک کرنا مجھے خدا یا خدا کے جیسا نہ سمجھنا (ت ۲۱۲۸) وہم بالآخرۃ ہم کافرون آخرت کے منکر ہیں معلوم ہوتا ہے زکوٰۃ نہ دینے والے بھی کافر ہیں جیسے نماز نہ پڑھنے والے مشرک ہیں کیونکہ آیا ہے اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین پ ۲۱ ر ۷ اور جھوٹ کو بھی شرک کے قریب بیان کیا ہے اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور پ ۱۷ ر ۱۲ ع (ت ۲۱۲۹) ثم ۔ یہاں ثم تراخی کے لئے نہیں (ت ۲۱۳۰) قال لہا ۔ دیکھو قال عام ہے زبان سے کہنے ہی کے ساتھ مخصوص نہیں (ت ۲۱۳۱) ائتیا حاضر ہو جاؤ ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین دونوں متحرک ہیں (ت ۲۱۳۲) العمٰی ۔ اندھاپن یہ صریح خود اختیاری کا ثبوت ہے کہ کوئی جبر اختیاری قوتوں میں نہیں ہے ع (ت ۲۱۳۳) ظننتم ۔ گمان کیا تم نے ہر بدی جناب الٰہی یا مامور من اللہ پر بدگمانی کرنے سے پیدا ہوتی ہے جس سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ اصل ایمان بالغیب ہے (ت ۲۱۳۴) فما ہم من المعتبین اور وہ دہلیز کے قریب پھٹکنے والوں سے نہیں ۔ دہلیز کے قریب نہ آنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ قابل معافی نہیں رہے گناہ کے مشتاق ہوگئے ہیں گناہ سے باز نہ آسکیں گے (ت ۲۱۳۵) قرناء ہمنشیں انکے تقاضائے طبعی کے موافق ہم نے تعینات کر دئے جیسے وہ آپ ہوتے تھے ویسے ہی انکے دوست ہوتے ہیں ع (ت ۲۱۳۶) ربنا اللہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے ملائکہ کا تعلق اور نزول وحی الٰہی اسکے لئے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ امر بہت زور شور سے جاری ہوا ۔ اگر سنت ملہم اور اولیاء ہوئے تا اینکہ مسیح موعود بھی آگیا اور ابھی قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔ رسا دریا نہیں کا رسمند ساقی + یہ بحر کرم فزا ہے باقی ع (ت ۲۱۳۷) وما یلقٰہا الخ یہ خصلت انہیں کو ملتی ہے جو صابر ہیں یعنی مرکز سے نہ ہٹیں سیدھے رستہ پر چلتے رہیں استغفار اور لاحول کی مزاولت کریں استغفار کے معنے حضرت مسیح موعود نے بارہا یہی فرمائے ہیں کہ جو غلط بیاں کبھی ہو چکیں ۔ اللہ اسکے بدنتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ گناہ ہی سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے ۔ (ت ۲۱۳۸) ربت ۔ لہلہاتی لہکتی پھولتی یہ مثال نبوت کی دی گئی ہے کہ وحی کا پانی آکر انہیں سرسبز و بار آور کر دیتا ہے (ت ۲۱۳۹) یلحدون ۔ لوگ ہیر پھیر کر غلط مطلب ثابت کرتے ہیں جیسے توفّی کے معنے تمام قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ اور اقوال عرب کے برخلاف خاص عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زندہ آسمان پر اٹھانے کے کئے جاتے ہیں

جو الحادفی آیت اللہ ہو نعوذ باللہ منہا (ت ۲۱۴۰) کتٰب عزیز۔ وہ بڑی عزت دار کتاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قرآن پر عمل نہیں کرتے اور اس کی تعظیم نہیں کرتے وہ ذلیل نہیں ہونگے اور انکے کفر کا ڈر ہے (ت ۲۱۴۱) ءاعجمیّ و عربیّ۔ آدمی تو غیر عرب ہو اور کلام عربی ہو کسی طرح یہ ٹھیک نہیں عربی ہو۔ تو عجمی مانگیں عجمی ہو تو عربی مانگیں ۱۹ ع

۲۵ الجـــزء

(ت ۲۱۴۲) علم الساعۃ۔ گھڑی کا علم یہ جواب ہے عذاب کب آئیگا قیامت کب آئیگی۔ الساعۃ سے مراد وہ گھڑی بھی ہے جس میں کسی قوم پر عام تباہی آجائے مصیبت و آفت کی گھڑی (ت ۲۱۴۳) اکمامھا۔ کا ہے خوشبو کم یا کمہ ان پردوں پر بولتے ہیں جو میوے یا پھل کے اوپر لپیٹے ہوئے ہوتے ہیں جس کو دکن میں ڈوپن کہتے ہیں جو پھلوں کو چھپانے والے ہوتے ہیں اسلئے اس کو بھی کم کہتے ہیں آستیں ہاتھوں کو چھپاتی ہیں۔ (ت ۲۱۴۴) اذنٰک سنایا تھا یعنی تیری خدمت میں ہم نے عرض کردی تھی کہ ان میں سے کوئی نظر نہیں آتا جس کی اصل ہو۔ اور اسوقت ہم میں سے کوئی شہادت بھی نہیں دے سکتا کہ اللہ کا کوئی شریک ہے (ت ۲۱۴۵) قنوط آس توڑنے ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مصیبت آجائے تو آدمی خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہوجائے انسان کی عادت ہی وہ یہی کہتا ہے کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ خدا نے پھلوں کی مثال دیکر سمجھایا کہ پکنے سے پہلے کتنے پھل ضائع ہوجاتے ہیں کسی میں پکنے کے بعد کیڑا لگ جاتا ہے دوسرے اسباب وامراض اور جب خدا کی رحمت اپنے پر زیادہ دیکھے تو گھمنڈ نہ کرے اور بری گھڑی سے ڈرتا ہے اور اپنے کو خدا کا مقرب مغرورانہ حیثیت سے نہ سمجھے اور فراغت کے وقت میں خدا کو بھول نہ جائے بلکہ اس وقت میں بھی دعا میں لگا رہے اور صرف تکلیف ہی میں لمبی چوڑی دعائیں نہ مانگے بلکہ حفظان صحت کے طور پر فراغت میں زیادہ دعائیں کیا کرے تاکہ بقائے حالت حاصل رہے (ت ۲۱۴۶) اولم یکف۔ کیا یہ تجھ کو کافی نہیں۔ یہ ایک زبردست پیشگوئی کی تھی کہ ہم ان کو عنقریب زمانہ میں اور انکے نفسوں میں نشانیاں ایسی دکھائینگے جس سے ظاہر ہوجائے کہ یہ قرآن اور اسکے پہنچانے والے حضرت محمد مصطفےٰ برحق ہیں چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں اسلام دور دراز ملکوں میں پھیل گیا اور خاص کفار کا خاتمہ ہوگیا کسریٰ اور قیصر کی سلطنتیں زیر و زبر ہوگئیں۔ ارض مقدس حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھ آگئی تمام مشرکین و کفار نے مسلمانوں پر حملے کئے ناخنوں تک زور لگایا تاکہ ان کو مٹادیں مگر وہ خود ہی مٹتے چلے گئے آنحضرتؐ کی زندگی ہی میں آپکی قوم قریش میں کوئی آپکا مخالف نہ رہا نفسی تغیر ایسا ہوا جس کی مثال دنیا میں کبھی نہیں مل سکتی یعنے ہزار ہا بت ملک عرب سے ۔ ۔ ۔ کر دیئے گئے اور شراب اور زنا اور جوا اور غارتگری اور خونریزی اور قتل اولاد ماں بہن سے نکاح کرنا دنیا پر فخر کرنا عام عرب سے صاف ہوگیا جو وقت کی خراب اور بدکاری کے پیشے جو عرب میں ہوتے تھے۔ پنجوقتہ نمازیں اور حقیقی عبادت قائم ہوگئی غرض بجائے بغض کے الفت اور غضب کی جائے رحم اور وحشت کی جگہ انسانیت اور ناچ رنگ کی جائے سادگی و ذکر خدا جملہ اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ کا عامل بنادیا یہ جو ایک عظیم الشان آنحضرتؐ اور قرآن کا معجزہ ہے کہ شیطان کو ولی بنادیا اور تمام دنیا کی کایا پلٹ کردی۔ اللھم صل علی سیدنا و مولٰنا محمد فی کل دقۃ وحین (ت ۲۱۴۷) محیط۔ ہر چیز اسکے قابو اور اختیار میں ہے احاطہ کسانی نہیں بلکہ علمی و قدرتی ۱ ع

سورہ۔ شوریٰ

(ت ۲۱۴۸) حٰمٓ۔ حافظ الکتاب۔ منزل الکتب یا حمید مجید یا ماحی و منتقم یا تیرا حافظ ہوں (اے محمدؐ (ت) عٓسٓقٓ ع سے وعدہ سٓ ساعۃ۔ قٓ۔ قیامۃ یا ع سے علی علیم عظیم۔ اور عزیز اور سٓ سے سمیع اور قٓ سے قادر۔ قدیر۔ قہار وغیرہ اشارات وحی (ت ۲۱۴۹) لہٗ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے تیری مخالفت میں کسی کو اسباب پر گھمنڈ ہوگا۔ تو زمینی اور آسمانی تمام اسباب ہماری ہی تحت قدرت میں ہیں اور زمین و آسمان ہمارے ہی دست قدرت میں ہیں۔ بدر میں نبی پر صحابہ کو ملا کیونکہ انہوں نے گڑھے کھود رکھے تھے ہوائیں تیز چلیں آنکھوں میں ریت پڑ گئی۔ جنگ میں جو ہر کفار کا منہ تھا ادھر شامہوار آفتاب اپنی کرنوں کے بھالے ان روسیاہوں پر چلا رہا تھا منجانب اللہ آسمانی و زمینی تائید ہوئی (ت ۲۱۵۰) یتفطرن۔ پھٹ پڑیں۔ اسمیں عذاب کی شدت کا بیان ہے جب یہ حالت ہے۔ تو دیر کیوں جس کی تین وجہ قرآنی معلوم ہوتی ہیں (۱) ایک تو وانت فیھم پ ۹ سورہ (۲) لہ معقبٰت من بین یدیہ (۳) والملٰئکۃ یسبحون الخ پ ۲۵ (۴) ان اللہ الخ (ت ۲۱۵۱) یوم الجمع۔ جمع کا دن قیامت یا جنگ احزاب (ت ۲۱۵۲) الولی۔ ولی دوست۔ آنحضرتؐ کا فرمانا کہ اگر میں دنیا میں کسی کو دوست رکھتا۔ تو ابوبکرؓ کو رکھتا۔ اس آیت کے موافق ہے یعنی ولی دوست جیسا کہ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے ورنہ اخوت اسلامی اور قرابت وغیرہ تو ثابت ہے ع ۲ ۔ ۔ ۔

(ت ۲۱۵۳) لیس کمثلہٖ شیء۔ اسکے جیسی تو کوئی بھی چیز نہیں یہ دھرا الوجود مزعوم کا رد ہے اور جواب ہے ازواجًا کا یعنے خدا ایسا نہیں اور سمیع البصیر وغیرہ صفات جواب ہے اس سوال کا کہ پھر خدا نہ سمیع ہوگا نہ بصیر ہوگا۔ بلکہ وہ جانتا

صفات و کمال ہے اور عیب و نقصان سے پاک۔ فرقہ مجسمیہ نے بہت ٹھوکر کھائی ہے چنانچہ احادیث و آیات کو اپنے پر قیاس کر کے صفات الٰہیہ کو مانا ہے

(ت ۲۱۵۴) نوحًا۔ یہاں صرف اولوالعزم انبیاء کا ذکر ہے نہ تاریخی ترتیب اور لف و نشر مرتب۔ لطیفہ [illegible] کہ ہمارے سرکار کیسا تھ وحی کا لفظ فضیلت تامہ کو [illegible] بات ظاہر اور یہ ختم نبوت اور الانبیاء ہونیکی ایک دلیل ہے اور یہی وجہ ہے کہ صوفیا نے بیان کیا خیر بالذات ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(ت ۲۱۵۵) یجمع بیننا اکٹھا کریگا ہم سب کو یہ پیشگوئی ہے کہ بحث تکرار کی حاجت نہیں اللہ تم کو ہمارے ساتھ ملا ہی جائے گا

(ت ۲۱۵۶) الحق۔ کتاب برحق۔ الحق وہ مضبوط چیز جس سے کوئی ٹکرائے تو پاش پاش ہو جائے

(ت ۲۱۵۷) المیزان۔ اگلی کتابیں مختص المقام یا مختص الوقت تھیں۔ اور یہ عام بھی تھی عدل و انصاف کے ساتھ ہے جس میں کسی کا ذرہ بھر حق نہ مارا جائے اور ہر ایک چیز کی میزان الگ الگ ہے۔ کتاب کی میزان دلائل ہیں

(ت ۲۱۵۸) یمارون جھگڑتے ہیں یہ لفظ قرآن مجید میں دو تین شکلوں میں آیا ہے ایک جگہ من الممترین البقرہ پ ۲ ر ا۔ اور دوسری جگہ فلا تمار فیہم الا مراء ً پ ۱۵ ر ۱۸۔ پس اس کے معنے ہیں جھگڑے اور شک اور ہلاکت کے ع

(ت ۲۱۵۹) کلمۃ الفصل لقضی الخ فیصلہ کا وعدہ۔ یہ ہیں معنی حم۔ عسق کے یعنے وعدہ ساعت قیامت نہ ہوتا تو فیصلہ ہو چکتا

(ت ۲۱۶۰) المودۃ فی القربیٰ۔ رشتہ ناطہ میں محبت جوش قرابت۔ تبلیغ مجھے تمہاری بہی خواہی پر مجبور کر رہی ہے میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ یہ سورۃ مکی ہے اس وقت حسین پیدا نہیں ہوئے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں۔ قربیٰ کے پانچ معنی ہیں۔ وہ اعمال صالحہ جو خدا کا مقرب بنائیں مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں ملکر رہیں ایک سے ایک شرارت و کریں۔ مقربات الی اللہ۔ رسول اللہ کے عام اقارب علی الخصوص اہلبیت حضرت حسین وغیرہ رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ کہ (۱) میری محبت کو بحیثیت قرابت قائم رکھو (۲) میرے اقارب سے محبت رکھو (۳) تم اللہ کی محبت میں ایسے کام کرو جن سے قربت حاصل ہو۔ اس امر کی دلیل کہ قربیٰ سے مراد تقرب الی اللہ ہے سورۂ فرقان رکوع ۵ کی یہ آیت ہے قل ما اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا

(ت ۲۱۶۱) الصدور۔ صدر مقام۔ صدر مقام یعنی قوائے دماغی کے مرکوزات

(ت ۲۱۶۲) لبغوا ضرور بسرکشی کرتے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح یا مہدی آ کر مال تقسیم کریں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ اور کسی کو کوئی احتیاج باقی نہیں رہے گی وہ اس آیت کے خلاف ہے ع

(ت ۲۱۶۳) کبائر الاثم۔ کبیرہ گناہوں سے کبیرہ گناہ یہ ہیں شرک۔ جادو۔ قتل نفس حرام۔ یتیم کا مال کھانا۔ جھوٹی گواہی۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ ہمسایہ کی عورت سے زنا۔ ایماندار عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔ جھوٹ بولنا۔ بچوں کو مار ڈالنا۔ کفار کے جنگ سے بھاگ جانا۔ ہر ایک دھوکا وغیرہ

(ت ۲۱۶۴) وامرہم شوریٰ۔ آپس کے مشورے سے کام کیا کرتے ہیں استفت قلبک۔ سوچنا غور و فکر پھر مشورہ اور تدبیر۔ پھر استخارہ مسنونہ یعنے دعاء استعانت علی الخیر سب داخل ہے ع

(ت ۲۱۶۵) بما قدمت۔ انکی کرتوتوں سے۔ دیکھئے جبر نہیں ہے

(ت ۲۱۶۶) اناثا۔ بیٹیاں۔ اس آیت میں پہلے لڑکیوں کا ذکر ہے پھر لڑکوں کا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیاں زیادہ ہوتی ہیں اور لڑکے اس سے کم اور جو اس سے کم ہیں لڑکے لڑکیاں دونوں ایک گھر میں اور اس سے کم بانجھ۔ یہاں تین صورتیں بتائیں ہیں (۱) صرف لڑکیاں (۲) صرف لڑکے (۳) او یزوجہم میں چار صورتیں بتائیں (۱) لڑکے لڑکیاں (۲) بصورت توام (۳) دونوں کی جنس والی اولاد (۴) مرد و عورت عقیم مخنثوں کو اس چوتھی شکل میں داخل کرتے ہیں

(ت ۲۱۶۷) الا وحیا مگر وحی کے ذریعہ سے جیسا انسان جاننے والے ہونے شخص کی آواز اور کلام کو پہچانتا ہے اور غلطی نہیں کرتا اسی طرح واقف و صاحب وحی خدا کی آواز پہچانتا ہے اور وحی کی تین ترکیبیں ہیں (۱) پہلے تو وحی ورائے حجاب ہے جو خاص حجاب ہے۔ (۲) رسول کو بھیجنا۔ یہ دو قسم ہیں۔ بشر یا رسول ملائک (۳) رؤیا و کشف۔ لفظ وحی سے کم سمجھ اٹھتے ہیں۔ حالانکہ تین صورتیں وحی سے تعبیر کی گئی ہیں۔ وحی کے لفظ معنے صرف اشارہ کے ہیں وحیًا میں عام خواب وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ البعث وبدء الوحی اور حدیث بخاری وغیرہ اس پر شاہد ناطق ہیں۔ ایک من وراء حجاب۔ یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے جو اولیاء اور اہل اللہ کو ہوتی ہے۔ انکے مکاشفات اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں اور جبتک تعبیر و ظہور وقت نہ آوے ان پر حجاب پڑے رہتے ہیں۔ تیسرے یرسل رسولا یہ وحی متلو ہے اسکی عبارت بھی اگلے دو قسموں کی وحی سے زیادہ ابلغ و احسن اور با احکام و اوامر و نواہی مجسم شریعت الٰہیہ ہوتی ہے۔ اس کلام کی حفاظت اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست پہروں اور ملائک کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اخلاط شیطانی و قوت فکریہ اور وہمیہ خیالیہ عادات و طبائع ذوق قرآن اور قیاس وغیرہ کا وسواس اس میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کر سکتا چنانچہ سورہ جن کی اخیر آیت و من خلفہ رصدًا الجن پ ۲۹ ر ۱۲ میں مذکور ہے ع

سورہ زخرف

(ت ۶۸ ۲۱) حٰم ۔ سمیع و حفیظ منزل کتاب (ت ۶۹ ۲۱)
فی ام الکتٰب ۔ لوح محفوظ ۔ یا حضرت صحیم ۔ یا قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(ت ۷۰ ۲۱) تقولوا ۔ یعنی سواری پر بیٹھ کر یہ دعا سبحان الذی
سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون
یعنی پاک ہے وہ ذات ہم اور ہم اپنے ضعف کے باعث محتاج ہیں سواری کے
اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ایسے نقص سے جس طرح اسنے ہم سے
زبردست جانوروں کو ہمارے قابو میں کیا ایسے ہی وہ دوبارہ زندہ
پر قادر ہے وہ جس نے ہمارے بس میں کر دیا ۔ اس سواری کو اور اسکو
ہم قابو میں نہ لا سکتے تھے اور ہمیں تو اپنے رب ہی کی طرف ضرور لوٹ
جانا ہے یہ چند روزہ عارضی ادہر اُدہر چڑھے پھرتے ہیں ۔ سواری عام
ہے یہاں تک کہ خود جال ریل وغیرہ بھی اسمیں شریک ہے ۔
(ت ۷۱ ۲۱) جزءاً ایک جزو یہ ہندوؤں کا اور مشرکوں کا
رد ہے جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور مورتیں اور دیبیاں
بنالیں اور بعض نے اور مخلوق کو خدا کا بیٹا مانا جیسے نصاریٰ نے
عیسیٰ کو وغیرہ وغیرہ (ت ۷۲ ۲۱) لکفور ۔ خدا کا بیٹا بیٹی
بنانے والوں ۔ نے خدا کے رحم کا جس کے دلائل واضح ہیں اور اسکے
اور بندوں عزت پانے کا جس کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے انکار
کیا ۔ ایسکے رحم کے لئے یا اس کے دربار میں پہنچنے کے لئے وسائل کا
اختراع کرنے لگے پس خدا کی طرف غلط کا منسوب کرنا ناشکری ہے
اور خدا کی بیقدری ہے ع (ت ۷۳ ۲۱) مستمسکون مضبوط
پکڑ رہے ہیں یہ غلط العام تقاریر کے خیال کا رد ہے یعنی کفار کا کہنا
کہ خدا ہی کی مشیت ومنشا کے موافق ہم غیروں کی پوجا کر رہے ہیں ۔
خدا فرماتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور اٹکل بازی کرتے ہیں ۔ یہ
دو دلیلیں ہوئیں ۔ تیسری دلیل ارشاد ہوتی ہے کہ کیا ہماری کسی
اگلی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ غیر کی پوجا کرو جس کی تم سند پکڑتے ہو
جو تھے ان کے علم کی سند کی کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو یونہی پایا ہے
اور ہم انکی راہ پر چل رہے ہیں اسکا رد یوں فرمایا کہ تمہارے ماں باپ
اگر نادان ہوں ۔ تو کیا جب بھی تم انہیں کی راہ پر چلو گے اور جو
ان سے بڑھ کر ہدایت کی بات علم اور کتاب خدا سے توفیق پاکر ہیں
کہ اسکی بھی نہ مانو گے یہ بھی بڑی گمراہی کی بات ہے پھر پانچویں دلیل

فرمائی کہ ہمنے انہوں ادی بھیجے ...ن ہماری چاہتی بات ہوتی ۔ تو ہم
انہیں سزا کیوں دیتے پھر چھٹی دلیل بیان فرمائی کہ مکذبین کے انجام
سے عبرت پکڑو ۔ پھر ابراہیم کا اپنے کو بتا کہنا غیروں کی پوجا سے
بیزار تو پہلی ہے (ت ۷۴ ۲۱) کلمۃ باقیۃ ۔ یہ بھی وحدت الوجود
کا رد ہے (ت ۷۵ ۲۱) یقسمون سحمۃ ربک ۔ بانٹ رہے
ہیں تیرے رب کی رحمت کیونکہ ہر ایک بات کا استدلال ہوگا ۔ آخر
کہنا پڑیگا خدا کی طرف سے ہے تو پھر اس خاص رجل پر نزول ہوتا ۔ تو
یہی بات پوچھنی پڑتی کہ اس سے بڑے آدمی پر کیوں نہ نزول ہوا
تو جواب دیا گیا کہ ہم بانٹنے والے ہیں جسے چاہیں دیتے ہیں اور جس
کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں (ت ۷۶ ۲۱) یکفر بالرحمٰن
منکر ہیں رحمٰن کے یہ اسلئے کہ ان کو شرمندہ کیا جائے کہ جس رحمٰن کا نام
انکار کرتے ہو اسنے اتنا رحم کیا کہ چاندی سونے سے تم کو بھر دیا ۔ کہ
کہاں تک انکار کرو گے ع (ت ۷۷ ۲۱) شیطٰنا ۔ یعنی جب نیک
صحبت سے آدمی ہٹ جاتا ہے تو اسکو کوئی بیدین آدمی ملجاتا ہے ہلاک
کرنیوالا گمراہ کرنے والا (ت ۷۸ ۲۱) وانہ لذکر لک اور بیشک
وہ یادگار ہے تیرے لئے اس سورہ شریف میں اکثر انہ کی ضمیر قرآن
کی طرف پھرتی ہے اور ذکر کے معنے شریف بنانے بڑا آدمی اور معتبر
مشہور بنانے کے لئے ہیں ع (ت ۷۹ ۲۱) عھد عندک جو تجھ
عہد کر رکھا ہے دعائی اور ظاہر کا رد ہے انبیاء اور مقدس لوگ ا
کا عہد رکھتے ہیں اور شفیع ہوتے ہیں اور جن حدیثوں یا آثار میں کہیں
وسیلہ کا لفظ آتا ہے تو اس سے صرف عھد عندک ہی مراد ہوتی
نہ کچھ اور رد باد ع (ت ۸۰ ۲۱) قوم خصمون ۔ یہ لوگ جھگڑا
ہیں یعنی وہ فرضی عیسیٰ جو بت کی طرح عیسائیوں میں مانا گیا ہے وہ تمہا
بتوں کی طرح جلے گا نہ ہمارا مقبول نبی بندہ عیسیٰ جو ذی روح تھا او
(ت ۸۱ ۲۱) وانہ لعلم للساعۃ بیشک قرآن شریف ایک قیامت
کی علامت ہے ۔ وقال فی تفسیر السابقہ سلے تولد من غیر اب
لیسعیاہ ایک کنواری بیٹا جنے گی آثار قرب قیامت ۔ اور حضرت عیسیٰ
کی وفات پر ایک دلیل ہے کیونکہ بعض نے حضرت عیسیٰ کی طرف انکی ضمیر
ہے اسی رکوع کی پچیسویں آیت میں آتا ہے وعندہ علم الساعۃ والیہ
ترجعون مطلب یہ ہوا کہ جب مسیح تو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں اور تم سے
لو بھی اسکے پاس جانا ہے دوسرا مطلب یہ ہے جو کتاب لیسعیاہ یا
میں ہے اور انہ کی ضمیر اگر قرآن شریف کی طرف پھیریں جیسا کہ متن

پھیری ہے تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ پہلے قرآن کا ذکر کہاں ہے کیونکہ قرآن میں قرآن کی طرف
بغیر ذکر مرجع کے بھی ضمیر پھر سکتی ہے جیسے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ اور
قرآن میں قیامت اور جنت اور تمام ایمانیات کا علم ہے جو جامع دلیل ہے
ع (ت ۲۱۸۲) انتم وازواجکم۔ تم اور تمہارے ساتھ والے یا بیبیاں
اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نیک مومنوں کے ساتھ انکی بیبیاں بھی
اور دوست اور رشتہ دار بھی بہشت میں ساتھ ہونگے (ت ۲۱۸۳) تلذ الاعین
آنکھوں کا سکھ و ٹھنڈک یعنی جیسا جی چاہتا تھا۔ ویسا آرام ملا۔ یا اصل مطلوب جو
خدا تھا وہ ملا (ت ۲۱۸۴) وما ظلمناہم۔ ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ یہ غلط
العام تقدیر کا رقعہ ہے (ت ۲۱۸۵) ام ابرموا۔ کیا انہوں نے ٹھان
رکھی ہے یعنی کیا وہ ہمارے رسول کے برعکس کوئی بات قائم کر سکتے ہیں نہیں
ہمیں سب اندازے کرنے والے ہیں (ت [illegible]) اول العابدین
عابد کے ایک معنے منکر کے ہیں تو یہ معنے یوں ہونگے کہ میں ایسا یکتا اور واحد کا
ماننے والا ہوں کہ اگر اسکا بیٹا بھی ہوتا تو میں [illegible]
سایہ ترا نمی پسندم۔ عشق است و ہزار بدگمانی۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
یا یوں ترجمہ ہے تو کہدے اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی
پوجا کرنے والا ہوتا۔ چونکہ اسکا کوئی بیٹا نہیں اسلئے میں خدا کے سوا کسی کا عابد
نہیں۔ عبد بفتحہا یعنی تذلل۔ وعبد بکسر الباء انکر (ت ۲۱۸۶)
وعندہ علم الساعۃ [illegible] میں ابطال
الوہیت مسیح کی اور یہ کہ قیامت کا علم اللہ کریم ہی کے پاس ہے مسیح کے
پاس نہیں جیسا کہ انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲ میں خود اسکا اقرار موجود ہے
جو لوگ علم ساعۃ عیسیٰ کو سمجھتے ہیں ان کو بتایا جاتا ہے کہ وہ علم ساعۃ یعنی جیسے
اللہ کے پاس ہے جہاں تمہیں جانا ہے اسنے نہیں آنا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ
راجعون (ت ۲۱۸۷) شہد بالحق۔ گواہی دی سچی یہ بھی شفاعت
کی صحیح آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونیکی صاف قطعی دلیل
ہے شفیع نبی اور مامور ملہم و صالح ہوتا ہے جو [illegible] لوگوں کو راہ بتاتا ہے جس
سے وہ نجات پاجائیں۔ سب سے بڑے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
جن کے سبب سے بے انتہا مخلوق نے دنیوی و اخروی بلا سے نجات پائی (ت
۲۱۸۸) لایؤمنون۔ مانتے ہی نہیں۔ یہ شفاعت منظور نہ کرنیکی شکایت ہے
مخلوق کی کہ مخلوق نے مجھے شفیع نہ سمجھا یعنے میرے کہنے پر نہیں چلتے کہ دائمی نجات
پائیں ع

سورہ دخان

(ت ۲۱۸۹) لیلۃ مبارکۃ۔ ایک مبارک رات۔ یہ زمانہ نزول مامور
جس میں جہالت دور کیجاتی ہے اور نور و روشنی پھیلائی جاتی ہے نزول قرآن
کی تین کیفیتیں ہیں۔ کسی نے کہا کہ یک دم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا
پھر بتدریج جبریل دنیا میں لائے (۲) اجمالی رنگ میں خاتم الانبیاء کے
قلب مبارک پر نازل ہوا پھر تفصیلی طور پر بتدریج نازل ہوتا رہا (۳)
کسی نے کہا کہ کتاب سے سورتوں کا نزول مراد ہے (ت ۲۱۹۰) یفرق
فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ملاء اعلیٰ سے جو ایک جماعت فرشتوں کی محرک خیر
درگاہ الہی میں ہے ان کا مشورہ ہوا اور یہ فیصلہ قرار پایا۔ خاتم الرسل کی بعثت
اور خاتم الکتب کا نزول چاہئے۔ اسی رات کا نام لیلۃ المبارک ہے چنانچہ
ارشاد ہے کہ امرمن عندنا (ت ۲۱۹۱) بدخان مبین۔
سخت دھواں سخت قحط جس سے آنکھوں میں اندھیرا پڑ گیا تھا۔ عرب پر
سات برس تک رہا۔ عرب سخت واقعہ کو دھوئیں سے تعبیر کیا کرتے ہیں
ایک وہ دھواں ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہوگا۔ جس کا ذکر احادیث
میں ہے چنانچہ بعض کے خیال میں اسکا ظہور شروع ہو گیا ہے جس کا ذکر
جرائد میں بکثرت ہوا ہے کہ جرمن نے کوئی ایسے گولے آسمان کی طرف
پھینکے ہیں جس سے ایک ایک گولا کا ایک ایک میل میں دھواں پھیلتا
اور لوگوں کا دم گھٹتا۔ عقل بگڑ جاتی آنکھوں سے کچھ نہیں سوجھتا۔ خطرناک
زہریلا دھواں ہے نعوذ باللہ منہا۔ اللہم احفظنا منہا ومن غیرہا (شیخ حیدر)
(ت ۲۱۹۲) فاعتزلون۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ یعنی دور ہو
تو عذاب آئے گا حضرت علی کا ارشاد ہے کہ ہم میں دو امان تھیں۔
ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس دوسرے استغفار
(ت ۲۱۹۳) فاسر بعبادی۔ راتوں رات لے نکل میرے
بندوں کو میرے نزدیک لفظ عبادی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی طرف بھی اشارہ ہے۔ (ت ۲۱۹۴) واورثنٰہا۔ وارث بنایا
یہ غلط ہے جو بعض مفسرین نے سمجھا کہ فرعون کے ڈوبنے کے بعد
بنی اسرائیل دریائے قلزم سے واپس مصر میں آگئے اور ملک کے
مالک ہو گئے کیونکہ وہ کوہ سینا کی طرف چلے گئے تھے اور چالیس برس
بیابان میں پھرتے رہے اور حضرت موسیٰ اور ہارون کا انتقال ہو گیا
ع (ت ۲۱۹۵) تبع خاندان حمیر میں یہ ایک دیندار بادشاہ
جو یمن کی بستیوں میں ہوا۔ اس کے کثرت سے متبع تھے اسلئے اس کا
نام تبع ہو گیا ع (ت ۲۱۹۶) بحور عین بڑی بڑی آنکھ
والی حوروں سے۔ دنیا میں یہ پیشگوئی اس طرح کہ فرزندان صدیق و
فاروق و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھروں میں قیصر و کسریٰ کی [illegible]
لڑکوں کا لباس سبز تھا پوری ہوئی ع

سورہ جاثیہ

(ت ۲۱۹۷) العزیز الحکیم۔ غالب برمحل کام کرنے والا چونکہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک موٹی عقل کے جو کہ عزت اور شوکت اور دبدبہ سے قدر کرتے ہیں۔ دوسرے باریک عقل کے جو کہ معقول پسند ہوتے ہیں۔ اس لئے عزیز و حکیم دو ناموں کا ذکر کیا گیا ہے (ت ۲۱۹۸) آیات۔ نشانیاں۔ اکثر اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کے بے شمار دلائل میں سے قرآن شریف میں پانچ قسم کے دلائل بیان فرماتا ہے۔ ایک تو دلائل فطرت جو انسان کے اندر موجود ہیں۔ دوسرے نظام عالم پر غور کرنے سے جو پیدا ہوتے ہیں۔ تیسرے جو انسان کے حالات پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ چوتھے اولیاء اور انبیاء کے حالات پر نظر کرنے سے جو حاصل ہوتے ہیں۔ پانچویں ایمان صحیح اور اعمال صالحہ کے بعد جو پیدا ہوتے ہیں (ت ۲۱۹۹) فبای حدیث بعدہ اسکے بعد کونسی بات اور حدیث پر ایمان لائینگے۔ یہاں حدیث سے مراد قصے کہانیاں جھوٹی تر ہیں۔ نہ کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ وحی خفی اور تشریح یا تفسیر قرآن عظیم ہے (ت ۲۲۰۰) لبشرہ اسکو بشارت دے دے۔ بشارت وہ جس کا اثر بشرہ پر ہو جائے (ت ۲۲۰۱) درایۃ یہ بات اللہ دیکھ رہا ہے۔ ع

الجزء ۲۶

سورہ احقاف

(ت ۲۲۰۲) ارونی۔ دکھاؤ تو۔ معاین و مشاہدہ چیزوں کو بہر خاص توجہ سے دیکھنا چاہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ عالم اسباب میں ہر شے پر خاص توجہ کرنی پڑتی ہے۔ گو وہ عام طور پر آنکھوں کے سامنے ہو کیونکہ ہم ان مختلف اشیاء کو عام توجہ سے زیادہ نہیں دیکھ سکتے باوجودیکہ سارا جسم اس میں کالمعائنہ نظر آتا ہے مگر پھر الگ ہر حصہ کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔

(ت ۲۲۰۳) ماذا خلقوا۔ انہوں نے کیا پیدا کیا کیا بنایا کوئی معبود باطل ایسا نہیں جو کچھ بھی پیدا کر سکے۔ یا کچھ پیدا کیا ہو لہذا عیسےٰ علیہ السلام کی چڑیاں خدا کے پیدا کرنے کی طرح نہیں۔

(ت ۲۲۰۴) بکتب۔ میرے پاس کوئی کتاب لاؤ۔ ثبوت تین قسم کے ہوتے ہیں۔ نقلی۔ عقلی۔ علمی اور دلائل دو قسم کے ہوتے ہیں انی و لمی۔ دلائل سے نتائج پر پہنچتے ہیں۔ یا نتائج سے دلائل پر۔

(ت ۲۲۰۵) تفیضون۔ جن کاموں میں تم لگے ہوئے ہو۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چٹکیاں کرتے ہو۔ کہ قتل کرینگے جلاوطن کرینگے۔ قید کر لیں گے وغیرہ (ت ۲۲۰۶) بدعا من الرسل میں نیا رسول تو ہوں نہیں۔ اور اللہ کو سب معلوم ہے۔ تم ناکام رہو گے۔ اور رسول کامیاب ہو جائے گا۔ یہ نبوت کی ایک دلیل ہے کیونکہ ایک نئی بات کا ثبوت مشکل ہوتا ہے وجہ یہ کہ اسکی نظیر نہیں ہوتی (ت ۲۲۰۷) شہد شاہد من بنی اسرائیل کا ایک حکمران شہادت دے چکا۔ آیت ۱۸۔۱۹ باب استثناء میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔ ع

(ت ۲۲۰۸) ما سبقونا۔ ہم سے آگے نہ دوڑ پڑتے۔ کافر متکبر خود غلط خود پسندی کی مرض میں مبتلا ان مومنوں کے متعلق جو غرباء اور ابتداءً ہی اسلام میں داخل ہوئے۔ یوں کہتے ہیں کہ یہ مذہب اسلام اگر کوئی خوبی یا معقولیت اپنے اندر رکھتا تو ہم لوگ جو اہل تجربہ ہیں۔ اور ہر ایک اچھی چیز کو لینے والے ہیں۔ اس کو قبول کرنے میں یہ غرباء ہم سے اسکی طرف سبقت نہ لے جاتے جیسا کہ دنیا میں اچھا لباس اچھی خوراک اچھا مکان اچھی جائداد ہم ہی بڑے لوگ حاصل کیا کرتے ہیں اور اسکا بچا کھچا غرباء کو ملتا ہے۔ پھر اسی امر کے اثبات کے لئے کہ اسلام میں کوئی بھی خوبی نہیں۔ اور یہ کہ ان غرباء نے جلدی کی ہے بے سوچے سمجھے قبول کیا ہے یوں کہتے ہیں کہ جب ان غرباء کو بھی اسکے ذریعہ سے ہدایت کا رستہ نہیں ملے گا۔ یہ بھی مرتد ہو جائیں گے اور اسکو اٹکل پچو کہینگے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے انکا رد یوں فرمایا ہے کہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب کو فرعون اور اسکے درباریوں نے جو کہ اہل کبر اور اہل ملک تھے قبول نہ کیا اور غرباء ضعفاء نے اسے قبول کیا پھر اسکا نتیجہ فرعون کے حق میں کیا ہوا۔ ظاہر ہے (شرح جدید) (ت ۲۲۰۹) بالانسان۔ ایک نورانی انسان نے بیان فرمایا کہ یہاں انسان سے صدیق اکبر مراد ہیں اور بالمقابل ابوجہل۔ میرے نزدیک متقی انسان اور ان کے والدین اور بدبخت انسان اور ان کے والدین مراد ہیں۔ اور کسی کی خصوصیت

ظہیر

نہیں۔ تمام اس سے کہ وہ آدم ہوں۔ یا کسی درجہ کے اولاد آدم۔ (ت ۲۲۱۰) ثلثون شہراً۔ ممالک مشرقی میں جہاں دودھ پلانے کی عموماً اجرت دینا پڑتی ہے یہ رواج ہے کہ بچے کو دو پورے دو سال ... دودھ پلاتے ہیں۔ تو مدت حمل اور ... مل کر تیس مہینے ہوتے ہیں۔ اور پوری مدت دودھ پلانے کی قرآن مجید نے دو سال بیان فرمائی ہے (ت ۲۲۱۱) لیوفیھم۔ تاکہ پوری پوری جزا دے۔ اس کا مادہ وفا ہے۔ ع (ت ۲۲۱۲) الاحقاف۔ حقف کی جمع ہے بمعنے ریت کا ٹیلہ (ت ۲۲۱۳) نذیر۔ ڈرانے والے۔ قرآن شریف میں چند انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تعداد ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ہے حضرت موسٰی کا بار بار بکثرت ذکر آتا ہے بھید یہ ہے کہ وہ مثیل سرور انبیاء ہیں اور جن انبیاء کے امتی حضور کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں انکا بھی ذکر آتا ہے۔ اور جو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے لئے کلیہ قاعدہ لکل قوم ھاد پ۱۳ ر ۷ کا ارشاد ہے اور منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک پ۲۴ ر ۸۔ ورسلا قد قصصنا ھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک پ۶ عموم پر دال ہے ع

(ت ۲۲۱۴) نفرمن الجن۔ نصیبین کے سرداروں میں سے چند آدمیوں کو۔ حدیث میں آیا ہے کہ وہ نصیبین کے جن تھے یعنی بڑے بڑے سردار تھے جو عکاظ کی نمائش گاہ پر آئے تھے ہم جنوں کے منکر نہیں مثل دہریوں اور فلسفیوں کے بلکہ ان کو ایک مخلوق الٰہی مانتے ہیں مثل فرشتوں اور شیطان کے کیونکہ اکثر وہ کشفی نظر سے نظر آتے ہیں۔ اور پہاڑی قومیں اور سردار جس پر لفظ جن دلالت کرتا ہے اور جنگجو قومیں وغیرہ بھی مراد ہیں۔

(ت ۲۲۱۵) بعد موسٰی۔ موسٰی کے بعد قرآن کریم کو موسٰی کی کتاب کے بعد بیان کرنا اور اسی سورہ کے رکوع اول اور ہود کے رکوع (۲) میں یہ کہ اس سے پہلے موسٰی کی کتاب ہی امام تھی۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ زبور اور انجیل وغیرہ صحف انبیاء تورات کی تائید کے لئے تھے۔ ان میں تورات کے علاوہ کوئی شریعت نہ تھی۔

(ت ۲۲۱۶) علیٰ کل شیء قدیر۔ وہ ہر شے کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔ جو چاہے ہوئے پر قادر ہے اور اسی معنے میں ہے کہ فعال لما یرید پ۳۰ یفعل ما یرید پ۳ اور یفعل ما یشاء پ۱۳ وغیرہ آیات بینات ع

سورۃ محمدؐ

(ت ۲۲۱۷) الذین کفروا۔ جب تمہاری ملاقات ہو جائے حق پوشوں سے۔ مجرم قابل سزا یا اسیران جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک تو سد درجہ کے شریر جن کا قتل ضروری ہے۔ جن کے لئے حتی یثخن پ۱۰ کا حکم ہے (۲) شریر غیر موثر ان کے لئے احسان کر کے چھوڑ دینے کا حکم ہے (۳) ایسے شریر جن کی شرارت کے روک کا کوئی ضامن ہو۔ یہ ضمانت پر چھوٹ سکتے ہیں یا فدیہ پر (۴) جن کا کوئی ضامن ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ زر جرمانہ داخل کر سکتے ہیں وہ قید کئے جائیں۔ چونکہ قید میں عمدہ تعلیم نہیں ہو سکتی اسلئے غلامی میں رکھکر تربیت کیجائے اور جوان ہو جائیں تو انکا نکاح کر دیں مگر لونڈی یا اختیار نہیں ہوتی اسلئے اس کو بعد تعلیم آزاد کر کے نکاح کر دیں۔ اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور رقم زکوٰۃ خرچ کرنے اور ان کی ہر طرح کی امداد کرنے خاصکر دینی کاموں کا بیان پارہ (۱۰) ... رکوع ۱۴ میں ہے خوبی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے کہ ان سے زیادہ کام نہ لیں۔ انکو اپنے برابر سمجھیں۔

(ت ۲۲۱۸) تضع الحرب۔ یہانتک کہ لڑائی مکمل اپنی تھیلے یعنی ہتھیار بند ہو جائیں۔ لڑائی کی ضرورت نہ رہے یہ پیشگوئی ہے۔ کہ مخالف کم ہو جائینگے اور خاصکر اسمیں مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ بخاری میں آیا ہے یضع الحرب۔ یعنے وہ جنگ وجہاد کا خاتمہ کر دیگا اور صلح پسند لوگ ہونگے۔ ع

(ت ۲۲۱۹) یاکلون الخ۔ کہاتے ہیں جس طرح جانور کہاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ایمان داروں کو چاہیئے کہ وہ ان کو اپنا ماتحت رکھیں کیونکہ ان میں مغلوبیت و شکم پروری ہے (ت حسن) انکو دیکھو اعمر خموا پ۲۶ (ت ۲۲۲۰) ماذا قال کیا کہا۔ یعنی اچھی باتوں کو نہ سننا۔ دل نہ لگانا۔ بھول جانا۔ یا منافقانہ طور پر برتنا بے ایمانی کا موجب ہے ع (ت ۲۲۲۱) ارحامکم قریب کے رشتہ داروں کا پاس چھوڑ دو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میںنے رحم کو۔ اپنے

اسم رحمٰن سے پیدا کیا ہے۔ جو کوئی میرے نام کی رعایت کریگا
میں اس کے ساتھ نیک سلوک کرونگا۔ اور جو کوئی اس سے
قطع کرے گا میں اس سے قطع کرونگا۔ اور رسول اللہ نے
بھی فرمایا ہے کہ جس گناہ کی سزا جلدی ملجاتی ہے اور آخرت
کا عذاب بھی باقی رہتا ہے۔ وہ بغاوت و قطع رحم ہے مشکوٰۃ
صفحہ ۴۱۲۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو رزق اور عمر میں ترقی
چاہے اور گناہوں کا بخشوانا تو قرابت داروں کے ساتھ صلہ
رحمی کرتا رہے مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۱۔ اور بعض آدمیوں کیلئے
پیشگوئی تھی۔ کہ وہ قطع رحم کریں گے۔ جیسا کہ بعد میں یزید
اور حجاج وغیرہ سے باہمی قطع تعلقات ہوئے۔

(ت ۲۲۲۲) سول لہم آراستہ کر دکھایا ان کو۔ منافق
قرآن کے مطالب نہیں سوچتے۔ شیطان کے کہنے پر چلتے
ہیں یعنی برے وسوسے یا برے لوگوں کے کہنے پر۔ ع

(ت ۲۲۲۳) لحن القول۔ او طرز کلام۔ یعنی اللہ نے
ہر شے میں برنج رکھا ہے۔ مخالف کا طرز کلام الگ مخلص
کی بات الگ منافق کا گنگنانا الگ۔

(ت ۲۲۲۴) لا یسئلکم اموالکم۔ تم سے تمہارے مال
نہ مانگے گا یعنی تمہارے مال جو نیکیوں میں خرچ کروگے۔ اس کا
فائدہ تمہیں کو ملے گا۔ ایک کے ہزار ہزار پاؤگے۔

(ت ۲۲۲۵) ان یسئلکموھا۔ الخ اگر وہ تم سے تمہارا
مال مانگے تو تم کو برا لگے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مامور
من اللہ کیوں چندے کی رقمیں مانگتا ہے تو ان کو چاہیئے
کہ اس آیت کو دوبارہ غور سے پڑھیں۔ کہ یہی اعتراض رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے

(ت ۲۲۲۶) امثالکم۔ تمہاری طرح۔ ترمذی وغیرہ نے
روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت ص نے یہ آیت پڑھی
تو صحابہ نے پوچھا۔ وہ لوگ کون ہونگے جو ہماری جگہ
آئینگے۔ حضرت نے سلمان پارسی کے کندھے پر ہاتھ مارکر
فرمایا۔ یہ اور اس کی قوم۔ خدا کی قسم اگر دین ثریا کے
پاس ہوتا۔ تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو
وہیں سے لے آتا۔ علماء نے اس بشارت کا
مصداق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار
دیا ہے۔ مگر وہ خود اس کے مدعی نہیں۔ اور نہ ان
کے زمانہ میں دین اسلام ایسا کمزور تھا۔ بلکہ اس کے
مصداق مسیح موعود اور ان کے سچے خلفاء اور اولاد
اور مرکز پر قائم رہنے والی متقی جماعت ہیں۔ جنھوں نے
بہ الہام الٰہی اس مضمون کا دعویٰ کیا ہے اور حقیقت میں
اس زمانہ میں حد درجہ کی دنیا پرستی ہوگئی ہے اور دین گویا
آسمان ہی پر چلا گیا ہے۔ جس کو وہ اپنی قوت قدسی اور
تائیدات الٰہی سے اتار رہا ہے اللھم اجزہ عنا خیر الجزاء
ع

سورہ فتح

(ت ۲۲۲۷) لیغفر لک۔ نتیجہ یہ کہ تیرے اگلے پچھلے
گناہ معاف کر دے۔

ہمارے مرشد امام زمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معنے
کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ جب انسان کوئی کام کرتا ہے
تو لوگ اس میں کوئی نہ کوئی عیب و نقص بتاتے اور تنقید
اور اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ کام کرنے والا پورا
کامیاب ہو جاتا ہے۔ حسب تدبیر خود تو معترض بجائے خود
شرمندہ و نادم ہو جاتے ہیں۔ یہی حال کل انبیاء کا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کہ فاتح ہونے کے بعد سب
کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بے عیب اور معصوم تھے۔ اور راہ راست
پر ہی تھے۔ ورنہ فتح کو ذنب سے کیا نسبت ہے

دوسرے معنے۔ ذنبک۔ یعنی تیرا قصور وہ بدیاں جو کفار
نے تجھ سے کیں ہیں۔ اور جو ایذائیں ہجرت سے پہلے تجھ
کو پہنچائی ہیں۔ یا تیری بے ابتلا مکہ۔ وہ جو گنہگار ہوئے
ہیں۔ وہ یعنے فتح مکہ کی خوشی میں بخشدیں۔ ان کے مواخذہ
کا تو موجب تھا۔ اس میں ایک پیشگوئی بھی ہے۔ کہ اب
بہت سے مذنب مومن ہو جائینگے۔ اور ان کی خطائیں
معاف ہو جائیں گی۔

(ت ۲۲۲۸) یبایعون اللہ۔ اللہ ہی سے بیعت
کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ خدا ہی کا فضل ہوگا۔ ان سے

تو یہ کامیاب ہونگے ع۹

(ت ۲۲۲۹) ماھد اللہ۔ جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اللہ سے کیا ہے۔ عاھد اللہ میں جو ضمیر مضموم آرہی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کسرہ جو توڑنے کے معنے ہیں۔ وہ [illegible] عہدہ کے مقابل ناپسند سمجھا گیا ہے اور ضمہ دیا گیا۔ دوسرے واعظ و لیکچرار خاص توجہ دلانے کے لئے حرکات و صورت و آواز کو تغیر دیتے ہیں۔ عرب میں بھی یہ دستور ہے کہ خاص توجہ دلانے کے لئے لفظ کو معمولی رنگ سے غیر معمولی رنگ میں لے آتے ہیں۔ صورت بدلتے ہیں۔ اعراب بدل دیتے ہیں۔

(ت ۲۲۳۰) المخلفون۔ پیچھے رہ جانے والے۔ دنیا میں لوگوں نے ایک بات بنائی ہے۔ کہ مروان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکال دیا تھا۔ اور ابوبکر اور عمر رضہ نے بھی۔ اور حضرت عثمان نے بلا لیا۔ یہ حضرت عثمان پر اعتراض ہے۔ اور اس پر حضرت مولٰنا نورالدین صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ واللہ اعلم یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے اصل یہ ہے کہ مروان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ یہاں اس کے باپ کا حال ہو۔ تو [illegible] اگر [illegible] بلا لیا۔ تو معیوب نہیں۔ کیونکہ وہ طرید تہا۔ اور مخلفین کو موقعہ دیا گیا تہا۔ کہ ہمارے ساتھ تو نہیں۔ مگر اور جماعت اسلام کے ساتھ شریک ہو سکیں گے۔ اور ان کے قصور بھی معاف ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ صلاحیت پیدا کریں

(ت ۲۲۳۱) الیٰ مغانم۔ جب تم غنیمتوں کی طرف جانے لگوگے حضرتؐ نے حدیبیہ سے لوٹتے وقت مسلمانوں کو بشارت دی تھی۔ کہ اب تم کو فتح اور غنیمت قریب ہی حاصل ہوگی مگر اس میں وہی شریک ہونگے جو مقام حدیبیہ میں ہمارے ساتھ تھے۔ تو دوسرے جنگ یعنے خیبر کی چڑھائی پر مخلفین بھی چلنے کو طیار ہوئے۔ جن کے لئے نہ چلنے کا حکم ہو چکا تھا۔

(ت ۲۲۳۲) تحسدوننا۔ تم تو ہم سے حسد رکھتے ہو۔ یہ بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ظاہر ہوا

(ت ۲۲۳۳) لا یفقھون۔ مگر تم کچھ سمجھتے نہیں۔ پہلے مرتے منافق خود ڈر کے مارے نہیں گئے اب لالچ کے خیال سے جانا چاہتے ہیں۔ روکنے پر حاسد کہتے ہیں۔ جواب ملا۔ کہ مسلمان حاسد نہیں۔ مگر تم کچھ سمجھتے نہیں۔

(ت ۲۲۳۴) ولا علی المریض۔ نہ بیمار پر کچھ حرج ہے یعنے معذوروں پر ملامت نہیں۔ مگر جو بیٹھے گئے بلاعذر رسول اللہ کے ساتھ نہیں ہوتے۔ ان پر ملامت تھی ع۱۰

(ت ۲۲۳۵) عن المؤمنین۔ تحقیق اللہ راضی ہوگیا ہے ایمانداروں سے۔ شیعہ کہتے ہیں۔ مومنوں سے ہم مراد ہیں۔ اس کے تین جواب عجیب ہیں (۱) تو یہ کہ سب آئمہ کہاں تھے (۲) وہ تو مطہر سمجھے گئے ہیں (۳) مغانم کثیرہ کے مصداق کون ہیں۔ اس پر اعتراض یہ کہ سب حضرت علی کو حاصل ہوا۔ (ج) حضرت علی نے اپنی خلافت میں کیا کیا۔

(ت ۲۲۳۶) السکینۃ۔ دلی اطمینان۔ ایمان چار قسم پر ہے۔ ایک دنیوی جس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا الخ (۲) دوسرا اخروی جو فارق ہوگا مومن و کافر میں۔ تیسرا ایمان فارق فاسق و مومن۔ چوتہا ایمان بالسکینہ۔

(ت ۲۲۳۷) بغیر علم۔ یعنے بے علمی کی حالت میں مکہ کے غیر مشہور ایماندار مارے جاتے۔ تو ان ایمانداروں کی حفاظت کے لئے فتح نہ ہوئی۔ ورنہ فوراً ہو جاتی۔ اور کافر سب مارے جاتے ع۱۱

(ت ۲۲۳۸) الرؤیا۔ حضرت نے ہجرت کے چھٹے سال یہ خواب دیکہا تہا۔ کہ ہم مسجد کعبہ میں گئے ہیں ارکان حج یا عمرہ بہ اطمینان ادا کر رہے ہیں۔ اور یہ خواب آپ نے بعض سے بیان بھی کر دیا تہا۔ پھر آپ نے عمرہ کا قصد کیا۔ جب آپ حدیبیہ میں پہنچے اور کفار مکہ کو خبر ہوئی۔ تو انہوں نے مقابلہ کیا اور چند شرائط پر صلح ہوئی۔ مکذبین کو ہنسی اڑانے کا موقعہ ملا۔ اور مسلمانوں کو یہ امر شاق گذرا دیکھو نبی کا یہ خواب جھوٹا گیا۔ حالانکہ خواب میں وقت بتایا گیا تہا۔ اور نہ روانگی کا دن۔ مگر ہنسی

کرنے والوں کو بشارت ہی کافی ہے۔ جو قرآن کی پیشگوئی کے طور پر اس خواب کا سچا ہونا بیان فرمادیا۔ یہ قرآن کا محاورہ ہے کہ قریب ہونے والی یقینی بات کو وہ ماضی کے صیغہ میں بیان فرماتا ہے۔

(ت ۲۲۳۹) دین الحق۔ دین حق کے پیش کرنیمیں نبیوں سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بلاتفہیم الہی کچھ غلطی ہوتی ہے۔ جو عام کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ رسول کی ذات پر اس کا اعتراض پڑتا ہے۔ مگر بے انتہا فوائد و علوم اور جالب نصرت اور اظہار بشریت اور تائیدات الہی وہ غلطی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں رقت اور انفعال بشری جو جالب نبضان ربوبیت الہی ہے۔ شامل ہے۔

(ت ۲۲۴۰) رحماء۔ آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ میں باہم لڑائیاں ہوئیں یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ خاص کر صلح حدیبیہ میں جو صحابہ موجود تھے۔ ان میں تو کبھی بھی نہیں ہوئیں الف ہیں تا و بکمر ؓ ان کی شان ہے۔

سورہ حجرات

(ت ۲۲۴۱) لا تقدموا۔ شاگرد و استاد جماعت و مامور کے آداب۔ کسی قسم کی تقدیم خلاف مرضی سردار نہ ہو۔ اپنی مرضی کی بھی تقدیم نہ ہو۔ سو اتقوا اللہ کا نتیجہ ہوا۔ رسول نہ عذاب دینے والا نہ دلوں کے حالات سے واقف پس اللہ ہی سے ڈرو۔

(ت ۲۲۴۲) لا ترفعوا۔ اونچی اور برابر نہ ہو۔ بلکہ نیچی اور دھیمی رہے تمہاری آواز یعنے ہر ایک بات مانو۔ اور فرمانبردار اور مطیع رہو آواز تک دھیمی رکھو۔

(ت ۲۲۴۳) یغضون۔ جو لوگ دھیمی آواز سے بولتے ہیں۔ مامور اور مرشد اور استاد کے آداب بتائے۔ کہ اس کے سامنے اس کو خوش کرنے والی باادب نرم بات کی جائے۔ مقابلۃً یا سختی سے یا دل میں کچھ رکھکر نہ کہا جائے کہ انقطاع فیض کا موجب ہوتا ہے فافہم و لا تکن من الغافلین۔ یہ معرفت و ترقی کا منتخب اور بے مثل نکتہ ہے۔

(ت ۲۲۴۴) لا یعقلون۔ عقل ہی نہیں رکھتے۔ یعنے بیوقوفوں کا کام کرتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اور ماموروں کو کثرت سے تنہا رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کا عکس ان کے مصفا آئینہ پر پڑتا رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ان کی کثرت استغفار کی ہے۔ تو ان سے ہر وقت ملنا یا ان کو بلانا موجب ہیج ہوتا ہے بار بار ... بلانا ان کو منع ہے۔

(ت ۲۲۴۵) الکفر الخ (س) کفر۔ فسق۔ عصیان میں کیا فرق ہے؟ (ج) ہر شے اپنی تنہائی میں بڑی وسعت رکھتی ہے۔ لیکن مقابلہ میں محدود ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ الفاظ ہیں۔ کفر۔ انکار حق۔ فسق بدعہدی عصیان۔ نافرمانی۔

(ت ۲۲۴۶) مقسطین۔ عدل و انصاف کرنیوالے قرآن شریف میں اللہ کا نام عادل نہیں آتا۔ کیونکہ عدالت تیسرا شخص کرتا ہے۔ جب مخلوق مدعی علیہ اور خالق مدعی ہو۔ تو عدالت کون کرے اسلئے قرآن شریف میں مالک آیا ہے۔

(ت ۲۲۴۷) لا یسخر۔ ٹھٹھا نہ کیا کرے۔ تمسخر کا انجام بد ہوتا ہے۔ اور اتحاد کے لئے سخت مضر ہے اور بغیر اتحاد کے جماعت کا بننا محال ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کوئی تحقیر کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے وہ نہیں مرتا۔ جبتک ایسے عیب میں مبتلا نہ ہولے (ت و لا نساء من نساء) اور نہ عورت عورت سے تمسخر کرے۔ علی الخصوص چونکہ عورتیں عیب گیری اور تمسخر اور غیبت میں بہت مبتلا ہیں۔ اسلئے علیحدہ ان کا ذکر فرمایا گیا۔

(ت ۲۲۴۸) تواب رحیم۔ توبہ قبول کرنیوالا سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے یعنے غیبت اور چغلخوری اور بدظنی چھوڑو گے۔ تو گناہ معاف ہو جائینگے اور مہربانی کیجائے گی۔

(ت ۲۲۴۹) امنا یعنے مانا۔ امور اعتقادی کا ایمان نہ تو بڑھتا ہے نہ گھٹتا مگر عقائد حقہ اور اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ

وملکات حسنہ سے جس کا تعلق ہے وہ گھٹتا بڑھتا ہے تیسرا نور ایمان ہے۔ جس کو سکینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی بڑھتا گھٹتا ہے (لم تؤمنوا۔ وہ ایمان جس میں تسلیم کے ساتھ یقین بھی ہو یعنے تیسرے درجہ کا ... اسلمنا صرف ظاہری فرمانبرداری)

سورہ ق

(ت ۲۲۵۰) قٓ یا قادر قدیر کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے ٹھہر کر غور کرو۔

(ت ۲۲۵۱) اصحاب الرس اور اصحٰب الایکۃ دو ایک ہی ہیں ع (ت ۲۲۵۲) اقرب۔ زیادہ نزدیک۔ یہاں اقربیت بالذات نہیں علمی رنگ کی ہے۔ جس پر نظر محسن کی ہوتی ہے موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں انّ معی ربی سیہدین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحزن ان اللہ معنا۔ (ت ۲۲۵۳) سائق۔ نیک کا ہانکنے والا۔ اسکا شوق وجذبہ جو متمثل ہو جائیگا اور بدکا اس کی غفلت اور نحوست ہے۔ ایک کو حضرت کبریا اور دوسرے کو جہنم کی طرف لیجائے گا۔ اور شہید اس کی حالت یعنے انسان جیسے جیسے عمل کرتا ہے۔ گویا وہ اس طرف چل رہا ہے جیسے نفس لوامہ کا ہانکنے والا افلاس ہے۔ اور انجام میں اس کو خود پالیتا ہے اور یہی شہید کے معنے ہیں۔ جانور کو آگے سے پکڑ کر ہانکنے والا قائد اور پیچھے سے بڑھانے اور ہانکنے والا سائق کہلاتا ہے۔

(ت ۲۲۵۴) غطاءک۔ مستی دنیوی یا غفلت سے

(ت ۲۲۵۵) القیا۔ یہ تثنیہ تاکید کے واسطے ہے یہ معنے ڈالو۔ ڈالو جہنم میں۔ جیسے ایک جاجع کا صیغہ واحد کے لئے آیا ہے رب ارجعون پ ۱۸ ر ۵ اور ربکما تکذبٰن ع (ت ۲۲۵۶) ھل من مزید۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہنم مجسم حرص کا مقام ہے۔ حضرت مرشدنا فرماتے ہیں کہ

جہنم کز و داد قرآن خبر
ہمیں حرص دنیاست جان پدر

یعنی جو دنیا کی حرص میں پھنسا وہ جہنمی ہے یہ جہنم کا قول ہے جو جہنم کے قابل تھے۔ وہ تو آگئے۔ اب اور کیا ہوگا۔ ایک حدیث لوگ بیان کرتے ہیں۔ جس میں تین لفظ ہیں۔ اللہ اپنا پاؤں رکھے گا۔ رب العزت اپنا قدم رکھے گا۔ جبار اپنا قدم رکھے گا معنے یہ ہوئے۔ (رجل جماعت کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی اللہ اس جماعت کو جو جہنم کے لئے طیار کی گئی ہے جہنم میں داخل کرے گا (۲) متکبر کو (۳) جبار ظالم کو قدم سے مراد آگے کیا گیا جو جہنم کے لئے آگے کیا گیا وہ جہنم میں اور جو جنت کے لئے آگے کیا گیا۔ جنت میں جائے گا۔

(ت ۲۲۵۷) ستۃ ایام۔ چھ وقت۔ رات و دن کا مجموعہ یوم زمانہ کا ایک حصہ یوم۔ اہل زبان جیسے آجکل کے لوگ۔ دن کے حصہ پر بھی بولتے ہیں۔ کتنا دن ہے وغیرہ ع۔

(ت ۲۲۵۸) من لغوب۔ تکان نے چھوا تک نہیں کتاب الخروج کے باب ۲۰ آیت ۱۱ کی غلطی کی اصلاح ہے

سورہ ذریت

(ت ۲۲۵۹) والذّٰریٰت۔ ذریت۔ بکھیرنے والی اٹھانے والی۔ الجٰریٰت۔ چلانے والی۔ المقسمٰت بانٹنے والی۔ یہ سب صفتیں بظاہر ہواؤں کی ہیں۔ لیکن فی الحقیقۃ فرشتوں کی جو محرک باذن اللہ ہیں۔ قسمیں دعاوی کے رنگ میں بطور دلائل کے ہیں۔ دعویٰ یہ تھا کہ جزا سزا کا مسئلہ برحق ہے ثبوت یہ کہ جیسا کہ دنیا کے کام ظاہری سلسلہ اسباب کے ماتحت چل رہے ہیں اور بامر اللہ نتائج ضرور مرتب ہو رہے ہیں ایسے ہی روحانی عالم میں اعمال صالحہ کا نتیجہ بھی ضرور مثمر ثمرات حسنہ ہوگا۔ اور تخلف نہ ہوگا اور قیام قیامت کے اسباب جمع ہو رہے ہیں۔ (ت ۲۲۶۰) السائل والمحروم۔ کتے اور بلی جانور بھی سائل میں داخل ہیں اور محروم میں مقید زندگی اور قیدی اور وہ شخص جو باوجود احتیاج کے کسی سے کچھ نہ مانگے ع

(ت ۲۲۶۱) بعجل سمین۔ موٹا تازہ بچھڑا لے آیا مہمان نوازی کے لئے مہمان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی چپکے سے جو بہتر بن پڑے وہ لے آئے۔

(ت ۲۲۶۲) فادحبس - ایجاس - خوف کا دل میں آجانا جس کا اظہار نہ کرے۔

۲۷ الجن

(ت ۲۲۶۳) مسرف - حدود شرعیہ سے بڑھنے والا نام ونمود میں خرچ کرنے والا (ت ۲۲۶۴) ذنوباً - موٹ کا ڈول بڑا ڈول چرسا یعنے جیسا اگلوں کا ڈول بھر کر خالی ہو گیا اسی طرح ان کے زمانہ حیات کا ڈول بھی بھر کر خالی کر دیا جائے یعنے وہ میعاد مقررہ پر مر جائینگے اور عذاب کا حصہ پائینگے جیسے اگلوں نے پایا۔

سورہ طور

(ت ۲۲۶۵) اس طور کی قسم جہاں موسیٰ علیہ السلام کو رسالت ملی جس کا منکر فرعون ہلاک ہوا - اور موسیٰ کامیاب ہوا - قرآن مجید کی قسمیں اسکے دعوے کے دلائل کو مثبت دعاوی ہیں جو قرآن کریم نے کی ہیں - چونکہ قرآن کی مخاطب تین قومیں ہیں - عوام - اوسط - اعلیٰ ان تینوں کے لئے ثبوت ہیں - یہ بات مسلّم ہے کہ جو جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ دنیا میں ذلیل ہو جاتا ہے اور اسکی سچی باتیں بھی نہیں مانی جاتیں عرب کہتے ہیں - ان الایمان تضیع الارض بلاقعا یعنے قسمیں ملک کی ویرانی کا موجب ہیں گویا جھوٹی قسمیں خطرناک قرار پائی ہیں تو جو شخص بہت سی قسمیں کھا کر بھی دنیا میں معزز و مکرم و مبارک و محترم ہو - تو اسکی قسمیں اعجاز سمجھی جائیں - اس طرح تو عوام پر حجت پوری ہو گئی - اوسط درجہ کے معزز لوگوں میں قسم بطور شاہد کے سمجھی گئی ہے یہ بات ہر قوم میں مسلّم ہے ایک شریر یعنی جواہر القرآن کا مصنف کہتا ہے کہ شیطان کی قسم کسی نے نہ کھائی حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ یہ کمی بائبل نے پوری کر دی ہے کہ فرعون کی جان کی قسم کھائی ہے تیسرے اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے قسم ایک باریک سی بات ہے یعنے وہ دلائل اور براہین کی جگہ ہیں - ان دعاوی کے لئے جو پیش کئے جاتے ہیں - (ت ۲۲۶۶) رق - لمبی چوڑی تختی یہود نے تورات شریف کو مکتوب کی وطومار کی صورت میں بنا رکھا تھا جیسا آجکل منڈل لپٹا جاتا ہے اسکی لپیٹن کو کھولتے جاتے اور پڑھتے جاتے (ت ۲۲۶۷) نیفلا کاسا دہاں پیالے ہیں - اس پیالہ کے باعث لغو اور تاثیم یعنی بیہودہ بکواس اور غیروں کی طرف نگاہ جیسا کہ خراب دنیا میں ہوتا ہے - نہ ہوگا - بلکہ وہ لذۃ للشاربین پ ۲۳ ع ۲ ہوگا یعنے پینے والوں کی لذت اور خوشی کا سامان (ت ۲۲۶۸) غلمان نوجوان اور سورہ دہر میں بجائے غلمان کے ولدان کا لفظ آیا ہے ایسے ہی سورہ واقعہ میں غلمان جمع ہے غلام کی جو بیٹے فرزند کے قرآن شریف میں کئی جگہ آچکا ہے اور بہشتیوں کے بچے جو بہت ہی خوبصورت ہونگے - بزرگوں کی خدمت کرتے ہونگے ایسے ہی انکے نوکر چاکر ع (ت ۲۲۶۹) بکاھن عقلی پیشگوئی کرنے والا تیلی راجہ جوڑ توڑ کرنے والا چلتا پرزہ پوتھی کھولنے والا برہمن (ت ۲۲۷۰) مجنون - جو بے نتیجہ کام کرے یا جس کے کام ہمیشہ بے نتیجہ ہوں (ت ۲۲۷۱) شاعر - باریک خیالی باتیں کرنیوالا بےعمل - منصوبے باندھنے والا - نازک خیال - شاعر تو ہمیشہ ذلیل رہتے ہیں اور جس ملک میں جھوٹی شاعری زور پکڑتی ہے وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے خاندان مغلیہ کا خاتمہ اسی جھوٹی شاعری میں ہوا اور جھوٹے کاہنوں کا بھی یہی حال ہے عرب یہی خیال کرکے آپکو یہ بات سناتے تھے تو آپنے اسکا یہ فیصلہ رکھدیا جو صداقت کے ثبوت میں نویں دلیل ہے اور دسویں دلیل آگے آتی ہے کہ اسکے کلام حقیقت انجام کے برابر کوئی بات پیش کر کے تو بتاؤ (ت ۲۲۷۲) احلام بدفہمی عقل - بد خوابی - بلوغ (ت ۲۲۷۳) من غیر شی بلا سبب بغیر خالق - انسان جتنا سوچتا جاوے وہ اپنے کو بہت ہی حقیر اور ذلیل پائیگا [illegible] اسلئے بلا سبب و خالق نہیں ہو سکتا (ت ۲۲۷۴) سلم - دلائل حقہ اور الہام کی سیڑھی (ت ۲۲۷۵) لہ البنات - اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں جتنی چیزیں جلد فنا ہونے والی یا مرکبات عنصری ہیں - وہ اپنا قائم مقام چھوڑتی ہیں اور جنکا کمال وجود کے ساتھ ساتھ ہی ہے اور مدت دراز تک فنا نہیں ہوتیں - وہ اپنا قائم مقام نہیں رکھتیں - یہ مخلوق کا حال ہے تو خالق میں جو کبھی بھی فنا ہونیوالا نہیں ابن و بنت سے کیا تعلق ہے (ت ۲۲۷۶) غیر اللہ یا کوئی ان کا معبود ہے اللہ کے سوا جو خاتم الانبیاء و سید الرسل کا خدا ہے اگر دونوں برابر ہیں تو ایک بیکار ہے اور کم درجہ والا یعنی خدا کا ماتحت کوئی خدا ہے تو وہ ماتحت ہوگا خداوند کیسا ؟ اسیواسطے فرمایا کہ سبحٰن اللہ عما یشرکون پ ۲۷ ع ۲ - کیا لغو خیال اور واہیات ہے جس کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں (ت ۲۲۷۷) کسفا من السماء آسمان کا ٹکڑا کوئی نشان دکھایا جاوے تو جھٹ باتیں بنانے لگیں

اور بیجا نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں۔ کہ یہ تو بادل کا ٹکڑا یا ابر مردہ و اسفنج ہے آسمان تو نہیں ہے

سورۃ النجم

(ت ۲۲۷۸) تمہید۔ مولٰنا مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا یہی سورہ ہے۔ جس نے مجھے حضرت اقدس کا معتقد بنایا۔ میں نے اس کو کاغذ پر تو نہیں لکھا مگر دل پر لکھ لیا ہے۔ اور وہ وہ اسرار کھلے کہ سبحان اللہ۔ (ت ۲۲۷۹) النجم۔ ثریا کے فوائد جہازران اور بیابان کے چلنے والے خوب جانتے ہیں جب ادنیٰ ادنیٰ دنیوی کام کے لئے خدا نے نجم ٹھہرائے تو روحانی اور جاودانی عالم کے [illegible] نجم ہدیٰ کی ضرورت کیوں نہ ہو مگر یہ کیونکر ثابت ہو۔ کہ یہ نجم الہدیٰ ہے ہیا ہے۔ اور نجم الہدیٰ کو کیونکر پہچانیں تو پہلے آدمی کی شناخت کے تین ذریعے ہوتے ہیں (۱) بے علم و بے خبر نہ ہو۔ اسلئے فرمایا ماضل (۲) اجنبی نہ ہو اسلئے فرمایا صاحبکم (۳) بے عمل نہ ہو اسلئے فرمایا وماغوی۔ ایسا مکمل آدمی کیا نتیجہ رکھتا ہے تو ارشاد ہوا وما ینطق عن الھوٰی۔ پھر اس کا معلم کون ہے [illegible] صاحب وہ سمت الراس پر نہ ہو۔ کیونکہ مقام پر ہو۔ تو تب ہی اس سے سمت کا پتہ لگ سکتا ہے (ت ۲۲۸۱) کلا وحی یوحی یعنے یہ قرآن سراسر وحی اور کلام حق ہے۔ جو اس پر بھیجی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ حضور کی نبوت اور قرآن کے منجانب اللہ ہونیکا یہ ثبوت دیتا ہے کہ اسکا معلم شدید القویٰ ہے جس نے آپ کو تعلیم دی اور وحی سے ممتاز کیا اور آیات اور حملوں سے اسکی سچائی اور ماموریت کو ثابت کریگا اور مخالفین کو ہلاک۔ اور وہ تارہ ہے جو جہان پر حکومت کر رہا ہے۔ یہ قریب ہوا اور وہ جھکا اور متوجہ ہوا یعنے ظہور قریب ہوا۔ کامل سیر و سلوک یوں ہے کہ سالک سیر فی اللہ الی اللہ کر کے مع اللہ ہوکر انسانوں کی ہدایت کی طرف لوٹے (ت ۲۲۸۲) شدید القویٰ اللہ یا روح القدس یا جبریل۔

(ت ۲۲۸۳) دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ جس نے قرب الہٰی چاہا۔ تو اللہ اسکی طرف جھکا پھر وہ دو کمانوں کے ملنے سے بھی زیادہ قریب ہوگیا۔ عرب میں دستور تھا جب دو آدمی دوستی کرتے۔ تو شہر کے عمائد اکٹھے کئے جاتے ان کو دعوت دی جاتی۔ دوستی کرنے والے اپنی اپنی کمانیں لاتے۔ دونوں کمانوں کو ملاکر ایک کمان بناتے پھر اس میں تیر رکھکر چلا دیتے مطلب یہ ہوتا۔ کہ ایک کا دوست دوسرے کا بھی دوست سمجھا جائیگا۔ اور اس کا دشمن اسکا دشمن۔ تو اس قرب سے بھی بڑھ کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا قرب حاصل ہوا۔ یعنی کامل تربیت اور اعلیٰ تعلیم اور جذب الہٰی سے ایسا مقرب الہٰی ہوگیا۔ اور وہ اتحاد پیدا کرلیا۔ کہ اسکی ذات سے مل کر من تو شدم تو من شدی کا مصداق ہوگیا۔ اور آیت مارمیت اذ رمیت پ۹ ع۱۶ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے اور عبودیت کی زیادتی اور الوہیت کی توجہ اور بقدر ترقی عبودیت روح القدس کا فیض نمبر ہوکر تقرب کامل حضرت کو حاصل ہوا۔ یہی حقیقی توحید اور پاک تثلیث ہے جس کی غلط فہمی سے عیسائی لوگ مشرک ہو گئے ہیں۔ اسی مقام پر خدا کا فعل رسول کا فعل اور رسول کا فعل خدا کا فعل ہو جاتا ہے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا خدا کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہوتا ہے۔ اور رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہو جاتی ہے۔ اور یہی اصلی وحدۃ الوجود صوفیوں کا مقصود ہے۔ نہ زبانی بکوا اور الفاظ بے معنی۔ اور یہ انتہائی درجہ کا قرب ہے۔ مگر یہ اس کا مطلب نہیں کہ خود رسول اللہ خدا ہیں۔ بلکہ وہ بشر ہیں۔ اور نہ یہ کہ خدا رسول اللہ ہے۔ بلکہ خدا رسول اللہ کا خالق و مالک ہے۔

> ہر نکتہ زعرفاں مقامے دارد
> گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

(ت ۲۲۸۴) او ادنیٰ۔ یعنے کمان قوس خلق اور قوس اللہ کے دائرہ کا وتر ہوا۔ ایک طرف سے فیضان لیتا دوسری طرف پہنچاتا۔ اہل اللہ میں داخل ہونیکا بدون اسکے کوئی رستہ نہیں۔

(ت ۲۲۸۵) الفواد۔ یعنی آنحضرت کے قلب مبارک نے دھوکہ نہیں کھایا۔ معلوم ہوا۔ کہ وحی کا تعلق قلب سے ہے

(ت ۲۲۸۶) نزلۃ اخرٰی۔ اس کا دوبارہ نزول

بھی دیکھا اتر کر کسی کو دیکھنا گو یا نظر ثانی کرنا ہے (ت ۲۲۸۷) سدرۃ المنتہٰی عرب میں دستور تھا چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں گھ میں کہتے اس سے بڑی ندوہ یعنی مجلس علم سب سے بڑا جلسہ کرتے تو بیر کے درخت کے نیچے ہمارے شہروں میں بڑ کے درخت کے نیچے۔ اور کشمیر میں چنار کے نیچے (ت ۲۲۸۸) زاغ اس کی نظر نے کجی نہ کی۔ کبھی خواہش جسمانی یا دنیوی نے توجہ حق سے اس پاک ذات کو نہ پھیرا مشرکین بھی پکار اٹھے ماجربنا علیك الکذب۔ اور خود حضور کی طرف سے اللہ نے فرمایا لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ الخ پ یہاں تک کہ اخیر وقت میں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ میں رفیق اعلیٰ سے ملنا چاہتا ہوں اور ان صلوٰتی ونسکی الخ پ۔ اصلی معراج تو یہی تھی باقی اور کئی معراجوں سے آپ مشرف ہوئے۔ آنکھ میں دو نقص ہوتے ہیں ایک یہ کہ مقیاس نظر سے کمی ہو اس کا نام زیغ ہے دوسرا مقیاس بعد سے آگے چلی جائے اس کا نام طغیان ہے ان دونوں عیبوں سے آنحضرتؐ محفوظ ومنزہ تھے۔ (ت ۲۲۸۹) اللات۔ میں نے تو تمام کمالات کے درجے طے کیے اور سیر کی مدد کر دی تم نے کیا دیکھا لات وعزیٰ ہی کو دیکھا جو سب کے سب مؤنث ضعیف اور بے حقیقت بت ہیں۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کو گھڑا ہوا معبود بنا رکھا ہے جن کے کمالات کا کوئی ثبوت نہیں لوگ اعتراض بہت کرتے ہیں مگر کسی غلط دعویٰ کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ع

(ت ۲۲۹۰) من علم۔ علم سے۔ یعنی یقینی بات اور وحی اور الہام عقلی دلیل اور نشان وغیرہ علوم روحانیات ہمیشہ یہی معیار مدعیان ماموریت کا فیصلہ کن ہیں اور رہے ہیں سچ کہا کہ بے علم نتواں خدا را شناخت (ت ۲۲۹۱) الا الظن گمان ہی کی پیروی کی۔ یہ بڑی عام غلطی ہے کہ ظنیات کو یقینیات کا درجہ دیدیا جاتا ہے چاہیئے تو یوں کہ ظنیات پر پورا یقین نہ ہو اور جب حقیقت ثابت ہو جائے تو ظنیات فوراً چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ حضرت عائشہؓ کے افک کا مسئلہ عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوب ہونا آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا مشرکین کا الٰہ باطلہ کو معبود حقیقی سمجھنا عام مسلمانوں کا اپنے مُردوں سے نفع و ضرر رسانی کا خیال رکھنا مردہ کا دوبارہ دنیا میں پلٹ کر آنا وغیرہ وغیرہ امور ظنیات جو قرآن شریف سے قطعاً غلط ثابت ہوئے تو چھوڑ دیئے جائیں۔ اسی طرح بد خبر اور الزامات کسی نیک بخت کی نسبت سُن کر حسن ظن سے کام لیا جائے جب تک کہ کوئی قطعی ثبوت نہ ملے۔ (ت ۲۲۹۲) ذکر نا سے پہلے قرآن مراد ہے چنانچہ نحن نزلنا الذکر پ۱۳ آیا ہے بعد ازاں عمل قرآن (ت ۲۲۹۳) یجتنبون کبائر۔ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں۔ گناہ کا بھی سلسلہ ہوتا ہے ذرہ ذرہ سے ہوتے ہوتے بڑے ہو جاتے ہیں اور وہ نامدار ہوتے ہیں جن میں چھوٹے گناہ گم ہو جاتے ہیں متقی مومن بڑی گناہوں سے قطعاً محفوظ اور بچتا رہتا ہے ورنہ صفت تقویٰ دور ہو جاتی ہے اور فاسقوں میں شریک اعوذ باللہ منہا۔ ع

(ت ۲۲۹۴) اکدیٰ سنگ دل ہو گیا۔ کنوئیں کی تہ میں وہ چٹان جو پانی کے فیضان کو روکے اکدیٰ کہلاتی ہے اس سے سنگ دل مراد ہے۔ (ت ۲۲۹۵) وفیٰ پورا کیا۔ قرآن میں ابراہیمؑ کے دو ایفائے عہد کا مذکور ہے ایک ربہ بکلمات الخ پ ۱ ع۱۵۔ اور دوسرا انی اذبحك پ۲۳ ع۷۔ (ت ۲۲۹۶) شعریٰ یہ ایک ستارہ ہے جو جنوب سے شمال اور شمال سے جنوب کو جاتا ہے عرب اس کو بڑا مانتے تھے اور اس کو خود مختار سمجھتے اور اس کی بھی پوجا کرتے تھے اسی واسطے بتایا کہ ہم اس کے بھی رب ہیں (ت ۲۲۹۷) عاد۔ اسی لحاظ سے کہا گیا ہے کہ نوح کے طوفان کے بعد سب سے پہلے یہ قوم ہلاک ہوئی جو یمن میں رہتی تھی یعنی ہود علیہ السلام

قوم اور یہ عادِ الاولیٰ اور ارم کہلاتے ہیں اور آخری جو باقی رہے وہ احمر کہلاتے ہیں۔

سورۃ القمر

(ت ٢٢٩٨) انشق القمر۔ یعنی علم الٰہی میں آپ کے ہونے کے لیئے چاند کے ٹکڑے ہونے کا جو وقت تھا اس کا ظہور ہوا اور علم ہیئت میں ہر ایک تارہ کے اوقات ظہور کا بیان ہے اسی طرح اس آیت میں بعض صحابیوں کا اعتقاد ہے کہ یہ ایک قسم کا کسوف تھا جیسے امام مہدی کے لیئے رمضان شریف میں کسوف خسوف کا نشان دیا گیا ہے (ت ٢٢٩٩) مزدجر۔ دجر۔ عبرت۔ دھمکی۔ نصیحت۔ تنبیہ۔ (ت ٢٣٠٠) منہمر [illegible] کے معنے ہیں کثرت سے پانی گرنا۔ (ت ٢٣٠١) دسر رسّے۔ میخیں۔ کشتی باندھنے کے حلقے وغیرہ۔ (ت ٢٣٠٢) یسرنا القرآن آسان کر دیا قرآن کو یعنی عمل کی حد تک قرآن آسان ہے۔ اور علمی اور اعجازی رنگ میں کمال نہیں رکھتا ہے۔ (ت ٢٣٠٣) صرصراً یعنی ہوا کا سخت چلنا اسی صرصر کا بگڑا ہوا صورت ہوتا ہے ع۔ (ت ٢٣٠٤) راودوہ۔ خواہش پوری کرنی چاہی۔ یعنی لوط کے مہمانوں کو جنکو جاسوس سمجھتے تھے پکڑ کر ذلیل کرنا چاہا۔ ع۔ (ت ٢٣٠٥) یولون الدبر یہ جماعت پیٹھ پھیر کر بھاگے گی یہ پیشگوئی جنگ بدر اور جنگ احزاب میں پوری ہوئی۔ (ت ٢٣٠٦) أمرّ سخت کڑوی۔ سیدنا فرماتے ہیں کہ یہ بدر کے متعلق ہے۔ (ت ٢٣٠٧) ...کے لغوی معنے افراط کے ہیں چونکہ نہر میں پانی بہت ہوتا ہے اس لیئے اس کا یہ نام ہے ہر قسم کی وسعت اور ... یہاں مراد ہے۔ ع

١٠

سورۃ الرحمٰن

(ت ٢٣٠٨) الرحمٰن۔ قرآن کا نزول صفت رحمٰن سے ہے علم الوجوہ والنظائر سے ترجمہ قرآن مجید میں کام لینا چاہیئے بہ لحاظ الفاظ کے تو بعض الفاظ نظیر ہوتے ہیں لیکن بلحاظ وجوہ کے معنے دوسرے ہو سکتے ہیں مثلاً ووجدک ضالاً فھدیٰ پ ٣٠ ع ١٨ میں لف و نشر مرتب ہے اور دوسری جگہ ما ضل صاحبکم پ ٢٧ ع ٥ میں۔

س کیا ہر صفات کا ظہور پورا پورا ہوتا ہے۔

ج حسب ارادۂ الٰہی بہ محل لائق ہو تو کامل ظہور ہوتا ہے۔

(ت ٢٣٠٩) بحسبان حساب سے گردش کر رہے ہیں۔ یہود میں رسول کریمؐ کی پیشگوئیوں کی گڑ بڑ ہو گئی تھی اسلیئے بتایا گیا کہ قمری حساب سے کام لو اور چاند و سورج کے حساب میں گڑ بڑ نہ کرو۔ (ت ٢٣١٠) النجم۔ جس درخت کی جڑ ہوں وہ شجر کہلاتا ہے اور جس کی نہ ہو وہ نجم کہلاتا ہے۔ جیسے افتیمون واکاس بیل۔ وغیرہ۔ (ت ٢٣١١) المیزان۔ یعنی رسول اللہؐ کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل رکھے ہیں اور معرفت باری تعالیٰ اور معرفت نفس اور معرفت حقوق اللہ وغیرہ سب ہی کا لحاظ ہے جس قدر کسی متمدن اعلیٰ درجہ کی قوم کو ضرورت ہو وہ سب اس میزان میں موجود ہے۔ (ت ٢٣١٢) والارض۔ زمین سے لیکر آسمان تک رسول اللہ کی کامیابی پر سب پیشگوئیاں ہی ہیں۔ (ت ٢٣١٣) المشرقین عراق۔ عجم۔ و عرب۔ مصر و اسپین۔ یعنی زمین کے دور خرں کے لحاظ سے بھی دو مشرق اور دو مغرب ہوتے ہیں مگر موسموں اور ارض بلاد وغیرہ کے لحاظ سے بہت سے اسلیئے فرمایا رب المشارق والمغارب۔ (ت ٢٣١٤) المغربین۔ مصر و اسپین۔ (ت ٢٣١٥) البحرین۔ عمر بن عاص نے نہر سوئز کے لیئے رپورٹ بھیجی تھی خرچہ بھی بتلایا تھا جو اجمل [illegible] ارادۂ الٰہی کسی دوسرے وقت پر تھا جو ظاہر ہوا یہ دو بحر ہیں بحیرۂ

روم و قلزم (جو شاخ ہے بحر ہند کی) ہیں جسمیں نہر سوئز کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ (ت ۲۳۱۶) اللؤلؤ والمرجان بحر قلزم سے مرجان اور بحر ظلمات سے لولو نکلتے ہیں اور بحر لوط جہاں مچھلی زندہ نہیں رہتی جسکو ڈیڈ سی یا بحر معاکہتے ہیں وہاں سے بھی نکلتے ہیں۔ ع (ت ۲۳۱۷) فان فنا ہونے والا۔ مفسرین نے اور ان سے عقائد والوں نے فنا عام اس آیت میں دیکھکر آٹھ چیزوں کو مستثنیٰ کردیا حالانکہ کوئی قرآنی آیت یا حدیث اس کی شاہد نہیں تھی (ت ۲۳۱۸) فی شان۔ ہر وقت وہ ایک نئی شان میں ہے وہ بے حد تجلیات سے موصوف ہے یعنی کل کسی کو غالب کیا اور آج کسی کو۔ نئی نئی تجلیات کا مالک اور مظہر ہے۔ اب اس دور آخر میں خاتم الانبیاء کا ظہور بتلایا ہے اللہ فیضیاب کرے اور لوگوں کو انکار سے بچائے۔ (ت ۲۳۱۹) لا تنفذون۔ نکل ہی نہ سکوگے۔ یہ اسلامی سلطنت کے متعلق بڑی پیشگوئی ہے کہ وہ اسقدر پھیلے گی کہ کفار عرب امیر ہوں یا غریب جن ہوں یا انسان اس سے باہر بھاگ نہ سکیں گے۔ (ت ۲۳۲۰) آلاء۔ اقسام انعام وکاری گری و عجائب قدرت۔ (ت ۲۳۲۱) یعرف پہچانے جائینگے جب مجرم کے ہاتھ پاؤں ہی گواہی دیں گے تو اس سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے ع۔ (ت ۲۳۲۲) قصرات الطرف نیچی نظر والی عورتیں۔ دنیا میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ کے فرزندوں کے نکاح میں کسریٰ کی تین لڑکیوں نے آکر اور پھر بنی امیہ کے گھروں میں قیصروں کی لڑکیوں نے سرکرکے یہ پیش گوئی پوری کی اور آخرت میں تو ایمانداروں کے لیئے موجود و ثابت ہی ہے (ت ۲۳۲۳) مدھامتان۔ بہت سبز ہیں۔ اس میں عراق کے درختوں کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ع۔

سورۃ واقعہ

(ت ۲۳۲۴) ازواجا ثلثہ۔ اول انبیاء و صدیقین شہداء و صالحین دوسرے عام مسلمان تیسرے کافر و منافق۔ تشریحاً یہ کہ ازواجا ثلثہ سے مراد تین ہیں۔ ایک سابقون سابق بالخیرات ... چونکہ انہوں نے ہر ایک طرح سے مقام فنا کو طے کیا اور نفس ... پر فتح حاصل کی اور نفس مطمئنہ حاصل کرلیا دوسرے لوگوں کے لیئے نمونہ بنے اگرچہ ابتداء میں ہجوم مصائب ہوتا ہے اور حق اپنے پورے آیات اور دلائل کے ساتھ واضح نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو خلق سے ... انقطاع بکلی حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے انکو ... قرب بارگاہ بلند میں عطا کیا جاتا ہے اور انکے لیئے ... ہیں جو انکے قوی میں ترقی دیں اور انکی ترقی اور ... بڑھائیں۔ دوسرا گروہ اصحاب الیمین کا ہے جو لوگ اپنے نفس پر قابو نہیں پائے انکو ایسے مقام پر کھڑا کیا گیا ہے جہاں جہاد اور کوشش اور مجاہدات کرنے کے سامان دیئے جاتے ہیں انکو زیادہ تر ایسے نعماء دیئے گئے جسمیں سوزش اور سردی کو مٹانے کا پورا سامان ہے گویا شراب کافور اور زنجبیلی انکو دیا جا رہا ہے انکو خلق سے بکلی انقطاع ... انکے مقابل میں اصحب المشئمہ کھڑے ہیں جو ... سے بالکل علیحدہ اور تضاد میں ہیں کیونکہ اصحاب الیمین تو سلامتی کے گھر میں ہیں اور اصحاب الشمال تکالیف مصائب اور آتش غصہ و حرص دنیا اور دار البوار میں ... اولین و آخرین سے مراد تمام امت کے ابرار ہیں لیکن اولین ... مبدء یعنی جن کے واسطے سے قرب الٰہی کا دروازہ کھلا وہ اصحاب سید المرسلین ہیں اور آخرین کا مبدء جماعت مسیح موعود ہے چونکہ مسیح موعودؑ کا دور بحکم آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم (سورۃ جمعہ) دور محمدی ... ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اعادہ یعنی بعثت ... اسلیئے دونوں دور اولین ہی میں شامل اور ان دو ... دوران کے بعد کے لوگ آخرین اور تابعین میں شریک ... اصحاب المشئمہ ایک ہی ہیں وہ خواہ بعثت اولیٰ کے مقابل میں ہوں یا بعثت ثانی کے یا تابعین ... کیونکہ الکفر ملۃ واحدۃ ہے اور مخالفت ... ہر دو دور میں یکساں ہیں اسلیئے یہ ایک ہی ...

(واللہ اعلم بالصواب)

(ت ۲۳۲۵) اصحاب المشئمۃ (س) اصحاب الشئمۃ کہا اصحاب الیسریٰ کیوں نہ کہا۔ (ج) چونکہ اسمیں یُسرا کا لفظ ہے اور وہ انکو کہاں نصیب [illegible]۔ (ت ۲۳۲۶)

ثلۃ من الاولین [illegible]۔ ایک جماعت پہلوں میں سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور انکے ساتھ والے تابعین اور اصحاب الشمال کافر و منافق۔ اور سابقون مسیح موعودؑ کی جماعت جو اپنے پہلے مومنوں سے سبقت [illegible] اصحاب الیمین میں جا ملے گی۔ سیدھے ہاتھ والوں کی ایک یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بلاد مشرق کی طرف جانیوالے ہیں۔ (ت ۲۳۲۷) ولدان مخلدون۔ بچے جو سدا رہیں گے۔ بڑے بڑے شاہی خاندان کی اولاد اور وہ ایماندار اولاد جو بہشت میں ماں باپ سے ملے گی۔ (ت ۲۳۲۸) لا ممنوعۃ روکے نہیں جاتے۔ نہ کسی بیماری کی وجہ سے نہ عدم قدرت یا کسی مانع وغیرہ اسباب سے کیونکہ انہیں پوری قدرہ و صحت مل گئی ہے۔ (ت ۲۳۲۹) فرش مرفوعۃ۔ بڑے بڑے گدیلے اور توشکوں اور فرشوں میں۔ یا عالی درجہ کی بیویاں رکھتے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ جو وہ بائی وغیرہ ضرور مسلمانوں کے ہاتھ میں آنیوالی تھیں ع (ت ۲۳۳۰) شجرتھا۔ اس درخت۔ آگ کے شعلے یا اشیاء سوختنی یا وہ اسباب جس سے چھپی ہوئی آگ اشیاء سے ظاہر ہو جائے ہم نے پیدا کیئے ہیں یا تم نے۔ (ت ۲۳۳۱) تذکرۃ یعنی بھولی بھٹکی چیزیں اور راستے وغیرہ اس کی روشنی سے تعلق رکھتے ہیں (ت ۲۳۳۲) للمقوین۔ غریب مسافروں کے لیئے ع۔ (ت ۲۳۳۳) فلا۔ وہ نہیں جو تم [illegible] ہم قسم کھاتے ہیں دل رسول کی جو مہبط وحی ہے۔ [illegible] مواقع مصدر میمی ہے جس کے معنے [illegible] یا ٹوٹنا اور مواقع کی بھی جمع [illegible] اولیاء نے مبارک [illegible] کے کرنے کی جگہ [illegible] [illegible] نیک لوگ ہیں جو دنیا کے اندھیر میں راہ رواں

آخرت کیلیئے ستاروں کا کام دیتے ہیں اور انکا غروب ہونا دنیا کی تاریکی کا موجب ہے اور یہ بھی کہ جب کوئی مصلح پیدا ہوتا ہے تو اسکے ساتھ ستارے بہت گرا کرتے ہیں چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپکے زمانہ بعثت سے پہلے بھی اور بعثت کے زمانہ میں بھی کثرت سے شہاب ثاقب گرے اور ۱۸۸۴ء میں کثرت سے شہاب ثاقب گرے کیونکہ مسیح موعودؑ کی آمد کا وقت تھا۔ (ت ۲۳۳۵) النجوم جمع ہے نجم کی جسکے معنے ہیں قسط چونکہ قرآن کریم تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا اسلیئے اسکا نام نجوم بھی ہے مواقع النجوم وہ لوگ ہیں جو قرآن کے پڑھنے والے اور اسپر عامل ہیں اسپر قرآن کریم اپنی سچائی کا بیان دلیل انی سے پیش کرتا ہے کہ اگر قرآن کریم خدا کی طرف سے نہ ہوتا بلکہ افترا اور شیطانی خیال ہوتا تو اس کے قاری بدمعاش ہونے چاہیئے تھے مگر اس سے تعلق رکھنے والے تو پاک ہیں۔ شیطانی باتوں سے انکو بیزاری ہے اور ضمناً یہ بات بتائی ہے کہ جن قرآن کے ماننے والوں میں تقویٰ اور پاکیزگی اور دینداری نہ ہوگی وہ شیطان کے مقلد ہونگے نہ قرآن کے مہبط (ت ۲۳۳۶) کتاب مکنون یہ بھی قرآن کے لیئے ایک پیشگوئی ہے کہ یہ ہمیشہ لکھا ہوا محفوظ رہیگا۔ (ت ۲۳۳۷) المطہرون۔ یعنی اسکے مطالب عالیہ کا سمجھنا اور حقائق حقہ کو معلوم کرنا اور اسکے پورے پورے عامل اور مظہر بننا یہ خدا کے مقدس لوگوں ہی کا کام ہے فقہا نے وضو کر کے قرآن کو ہاتھ لگانے کا اس سے استدلال کیا ہے حالانکہ اس میں یہ بات نہیں ہے۔ (ت ۲۳۳۸) غیر مدینین یعنی اگر کسی کی رعیت و محکوم نہیں ہو۔

سورۃ الحدید

(ت ۲۳۳۹) تمہید۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی دو سورتوں میں جو قدر پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں وہ اسوقت پوری ہونگی جب حدید پر ہاتھ پڑیگا تو گویا پہلی پیشگوئیاں [illegible] کردی ہیں اب اس کے پورا ہونے کے متعلق ترتیب

الیٰ۔ (ت ۲۳۴۰) سبّح۔ تسبیح کے لفظ چار
صیغوں میں قرآن مجید میں آئے ہیں۔ (۱) سبحان الذی
(۲) سبّح لِلّٰہ (۳) یسبّح للّٰہ (۴) سبّح۔ (ت
۲۳۴۱) الاوّل۔ وجودی کا اعتراض اور اس کا جواب
جو دیا گیا کہ بیچ میں کیا ہے ہم وہ معنے کرتے ہیں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریف کے بتائے ہیں۔ (ت
۲۳۴۲) بکل شئ۔ وجودی دیکھیں کچھ بھی نہیں ہے
پھر وہ علیم کس کا ہے اور اگر اپنا ہے تو دوسری عبارت
ہونا چاہیئے اس طرح کہ میں اپنی ہر ایک چیز کو جاننے والا ہوں
تفصیل کے لیئے دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بر وحدۃ الوجود
خط مولٰنا نورالدین صاحب مدّ فیضہ مندرجہ اخبار الحکم نمبر ۶ جلد ۱۰
مورخہ ۲۲۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ - ۱۷۔ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ (۷) (ت
۲۳۴۳) معکم۔ معینکم وحافظکم وحامیکم
وناصرکم۔ یعنی وہ تمہارا معین و محافظ ہے تم جہاں کہیں ہو
جہاں خدا کی معیت کا ذکر آوے وہاں علمی تعلق مراد ہے۔ (ت
۲۳۴۴) اٰمنوا۔ ایمان لائے ہیں ایمان کی دو قسمیں ایک
اعتقادی اور دوسری تسلیمی و عملی۔ اعتقادی نہ ہو تو
منافق کہلاتا ہے اور تسلیمی نہ ہو تو فاسق کہلاتا ہے دونوں
نہ ہوں تو کافر عنادی کہلاتا ہے (ت ۲۳۴۵) ومالکم
لا تؤمنون۔ تم کو کیا ہو گیا کہ تم ایمان نہیں لاتے یعنی
اس کے کامل فرمانبردار نہیں اسجگہ علت بول کر معلول لیا گیا
ہے ایمان سبب ہے کامل فرمانبرداری کا ہے (ت ۲۳۴۶)
قرضًا قرض کے معنے کاٹنے اور الگ کرنے کے ہیں جس سے
مقراض بنا ہے اور قرض کا لفظ جو اردو میں مستعمل ہے
اس کے عربی میں دین کا لفظ ہے (ت ۲۳۴۷) الم
نکن معکم۔ منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے
ساتھ نہیں تھے۔ اسمیں بھی شیعوں کا رد ہے دیکھو منافق
فتوحات میں شریک تھے (ت ۲۳۴۸) یحی الارض
اللہ زمین کو اسکے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے کیونکہ یہ بات مشہور
ہے کہ بارہ برس کے بعد گھوڑے کے بھی دن پھرتے ہیں تو کیا بارہ
سو برس کے بعد نہ پھریں گے۔ (ت ۲۳۴۹) تعقلون
تاکہ تم سمجھو صحیفۂ عالم اور نفس انسانی اور قرآن مجید انکو

عقل کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے ہیں کیونکہ سب فسادات
بے عقلی اور بے تمیزی سے پیدا ہوتے ہیں (ت ۲۳۵۰)
الصدّیقون۔ صدیق الگ ہے اور مصدّق الگ ہے
صدیق عرف شرع میں یہ خاص مرتبہ ہے جو نبوت کے قریب اور
دوسرے سب رتبوں سے بڑھکر ہے یہ شخص نبی کے علمی اور عملی
حالت کا نمونہ ہوتا ہے جسکو نبی کا روحانی فرزند اکبر اور جانشین
کہتے ہیں اسی لیئے قرآن نے بھی فرمایا ثانی اثنین پ ۱۰ ر ۱۲
(ت ۲۳۵۱) الشھدآء۔ یہ نبی کی قوت عملیہ کا کامل نمونہ
ہوتا ہے جس کا مرتبہ صدیق سے قریب اور تحتانی درجوں سے بڑھکر
ہے یہ خواہ جہاد میں مرے یا بستر پر اور جو جہاد میں مارے جاتے ہیں وہ
بھی شہید کہلاتے ہیں بوجہ تشابہ ع (ت ۲۳۵۲) اعجب
الکفّار۔ یہ کفر کفرہ سے مشتق ہے یعنی ڈھانپنے والا کفار
زمیندار کسان بذرگر زرّاع۔ (ت ۲۳۵۳) متاع الغرور
دھوکہ کی گزران۔ (رہی نہ رہی) یعنی مال اولاد کی طلب میں
آدمی اپنے رب سے غافل نہ ہو کیونکہ یہ عارضی مقام ہے جو جائز طریق
سے ملجائے وہ اس کا فضل ہے اور اچھا کھانا پینا اور مکان
جیسا بعض کم سمجھوں کا خیال ہے خلاف شرع نہ ہو تو حرام
نہیں دیکھو قل من حرّم زینۃ اللہ التی اخرج
لعبادہ پ ۸ ر ۱۰ آتا ہے مگر اصل اسی کو نہ سمجھ بیٹھے کیا خوب
کہا حضرت سعدی نے ~
خوردن برائے زیستن وذکر کردن است ٭ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است
فریبی زندگی میں پانچ باتیں ہیں لعب۔ لھو۔ زینت۔ تفاخر
تکاثر یہ سب متقی کی ذات کے لیئے غیر مفید بلکہ مضر ہیں وجہ یہ
کہ لعب وہ کام جسمیں بلا فائدہ تکان ہو اور لھو وہ بے حقیقت
کام جس سے غفلت پیدا ہو اور وقت عزیز ضائع۔ زینت ظاہری
بناوٹ ٹیم ٹام دکھاوا غیر شرعی تفاخر باہم شیخیاں و استکبار
مکروہ۔ تکاثر حرص وطمع و لالچ بے جا۔ (ت ۲۳۵۴)
سابقوا۔ اسمیں اشارہ ہے کہ دین کو دنیا پر عملاً مقدم کرو
علائق دنیوی میں پھنس نہ جاؤ راہ مقصود مدّ نظر رکھو۔
(ت ۲۳۵۵) من قبل ان نبراھا۔ ہمارے پیدا
کرنیسے پہلے۔ یہاں لوگوں کو شبہ ہوگا کہ ہمارے پیدا ہونے سے
پہلے ہی سب فیصلہ ہو چکا ہے تو اب اسکے خلاف نہ ہوگا

جواب یہ ہے کہ اس سے تو اللہ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوا نہ کہ انسان
کا مجبور ہونا کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ بدی کرنیکے وقت کوئی اُکو انسان
کو مجبور نہیں کرتا پس علم تابع معلوم ہے معلوم تابع علم نہیں۔
مثلاً کوئی شخص کوئی خواب دیکھے اور وہ بجنسہ ہو بھی جاوے
تو نہیں کہہ سکتے کہ خواب نے واقعہ یا شخص کو مجبور کیا تھا اور
لکیلا تاسوا یعنی عدم افسوس مجبور محض ہونیکے لیئے
نہیں بلکہ سلسلۂ اسباب وکسب کا سب اس کا موجب ہے۔
نتیجہ میں ایسا ہوا لاغیر۔ (ت ۲۳۵۶) لیقوم الناس
بالقسط تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ جب کتاب و
میزان سے حجت پوری نہ ہوئی اور ضدی نالائق جنگ جو
نکتہ چینیوں نے فائدہ حاصل نہ کیا تو حدید کی ضرورت ہوئی
کیونکہ آخر الحیل السیف۔ ع (ت ۲۳۵۷) اتیناہ
الانجیل۔ اور اسکو انجیل عطا فرمائی۔ یعنی اے محمدؐ تیرے
لیئے اسمیں بشارۃ دی۔ انجیل کے معنی سریانی زبان میں بشارۃ
کے ہیں اور فی الحقیقۃ موجودہ انجیل بھی چند احکام میں ہیں
اسمیں کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح اور بشارات اور وعظ ہیں (ت
ابتغاء رضوان اللہ۔ ترک دنیا اسقدر جائز ہے جو اللہ
کی رضامندی کے لیئے ہو اور اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی
اسمیں نہ ہو اور ریا اور نمود نہ ہو۔ (ت ۲۳۵۸) فاسقون
یعنی جن نیک باتوں کا خدا اور رسول نے حکم نہ دیا ان کاموں کے
کرنیوالے بےریا مومن صرف اللہ کو خوش کرنیوالے ہی اجر کے
مستحق ہیں ورنہ بہت سے فاسق ریاکار مکار ہیں اس سے
وہ صوفیانہ زندگی جو سادہ مسلمان عامل قرآن و رسول رحمٰن
کی زندگی کے خلاف ترک مباحات اور ترک جائز سے اختیار
کی جاتی ہے اس پر ملامت کی گئی ہے کہ اس قسم کے لوگ اعلیٰ
درجہ کا تقویٰ نباہ نہیں سکتے ہیں اور اکثر فاسق و بدکار ہوجاتے
ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ ع
۲۰

سورۃ المجادلہ

الجزو ۲۸

(ت ۲۳۵۹) تجادلك۔ تجھ سے جھگڑتی تھی چونکہ
بہت کی ضرورت پیدا ہوچکی ہے مگر پہلے مدینہ کا انتظام ضروری ہے
اور جھگڑے ہمیشہ جزئیات سے پیدا ہوتے ہیں اس لیئے وہ
بھی مدِ نظر ہیں۔ اور ان کا تصفیہ بھی فرمایا جاتا ہے۔ (ت
۲۳۶۰) تحاورکما۔ تم دونوں کی باتیں۔ یعنی خولہ بنت
ثعلبہ کو انکے شوہر اوس بن صامت نے ناراضگی میں یہ کلمہ
کہدیا تھا وانت علیّ کظہر امّی۔ اور اسوقت یہ کلمہ سخت
طلاق سمجھا جاتا تھا جس کے بعد ملاپ نہیں ہوسکتا تھا اس
بات سے بیوی کو جو بچہ والی عورت اور شوہر سے محبت رکھتی
تھی سخت رنج ہوا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور اپنا حال زار عرض کیا کہ کیا میں اپنے شوہر سے کسی طرح
مل سکتی ہوں آپ نے عرب کا دستور مدِ نظر فرماکر کہدیا کہ طلاق
تو ہوچکی یہ بات سُنکر اسے اور بھی بہت رنج ہوا اور وہ باربار
دردناک الفاظ میں جواز کی صورت پوچھتی تھی۔ آخر مایوسانہ
حالت میں وہ خدا کو پکارنے لگی یہاں تک کہ آثار وحی آنحضرتؐ
پر نمودار ہوئے جب وحی ہوچکی تو آپ نے اس عورت کو بلاکر کفارہ
کا حکم سنا دیا اور خاوند نے کفارہ ادا کیا عورت اس پر مباح
ہوگئی۔ (ت ۲۳۶۱) یعودون۔ اپنے کہنے سے
پلٹنا چاہیں۔ اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ پھر وہی
کہنا چاہیں جسکو پہلے کہہ چکے۔ (ت ۲۳۶۲) ستّین
مسکینا۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں متفرق یا
ایکدم جس طرح بن سکے ع۔ (ت ۲۳۶۳) علیم۔
یکھو معیت علمی ہے جس پر یہ آیت صاف دلالت کررہی ہے۔
(ت ۲۳۶۴) حیّوك۔ تجھے دعا دیتے ہیں منافق۔ مثلاً
السلام علیکم کی جگہ السام علیکم دبی زبان سے یا انعم صباحاً
وغیرہ الفاظ نفاق۔ شیعہ تقیہ کا مذاق دیکھیں جو مومنوں
کا نہیں ہوتا۔ (ت ۲۳۶۵) فافسحوا۔ پھیل کر بیٹھو
کھل کر بیٹھو۔ جگہ تنگ نہ کرو۔ جب لوگ مجلس میں بیٹھے ہوئے
ہوتے ہیں تو کسی اجنبی کے آنے سے جگہ کشادہ کرنیکے لیئے
انکو اپنی جگہ سے ہلنا پڑتا ہے یہ بھی ایک تکلیف اور موہوم
ذلت ہے اور اسی طرح جب مجلس سے اٹھنے کے لیئے بعض
آدمی کو کہا جائے تو اسکو بھی ذلت سمجھا جاتا ہے بظاہر ان
دونوں حکموں پر عمل کرنا ایک چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن نازک
طبائع پر یہ بار گراں ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اسپر عظیم الشان

نا کم مرتب فرمائے۔ (ت ۲۳۶۶) صدقۃ۔ خیرات۔
منجملہ منسوخ آیات کے ایک اسکو بھی بتلاتے ہیں مگر وجہ منسوخیت
سمجھ نہیں معلوم ہوتی مولانا نورالدین صاحب حکیم الامۃ فرماتے ہیں
یہ حکم فرض بھی نہیں بلکہ خیر لکم۔ (پ۲۸ ع۲) ہے دوسرے لوگ
کہتے ہیں کہ اب رسول کریمؐ موجود نہیں مولانا فرماتے ہیں کہ
حدیث شریف موجود ہے میں صدقہ دیکر حدیث سے مشورہ کیا کرتا
ہوں منفرد ہونیکا ڈر تھا مگر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ کو ایسا ہی پایا بہت خوش ہوا کہ منفرد
رہا متقیوں اور صدیقوں کے عمل و رفتار ایسے ہی ہوتے ہیں
یہ ہے یرثہا عبادی الصالحون۔ پ۱۷ ع۷۔ اور میرا
خیال ہے کہ خلفاء رسول موجود ہیں انکو نذر دیکر مشورہ کرسکتا ہے
(ت ۲۳۶۷) آتوا الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ فرض ہے مسلمان آزاد عاقل
بالغ پر جب مال نصاب کاروبار ضروری سے بچ رہے اور نصاب
پر ایک برس کامل گذرے حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس غلام اور
لڑکے اور دیوانے کے مال میں زکوٰۃ نہیں اور علماء کے نزدیک ہے
اور اسکا ولی دیوے جسکے پاس صرف نصاب کے برابر ہو اور قرض زیادہ ہو
اسپر نہیں رہنے کے گھروں میں پہننے کے کپڑوں میں خدمت کے
غلاموں میں سواری کے جانوروں میں لڑائی کے ہتھیاروں
میں اور کمائی کے اوزاروں میں پڑھنے کی کتابوں میں اور
وہ چیزیں کہ گھر کے کاروبار میں آتی ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے
زکوٰۃ جن مالوں پر فرض ہے وہ تین قسم کے مال ہیں ایک نقدی
یعنی سونا چاندی روپیہ اور اشرفی زیور وغیرہ۔ چاندی کا نصاب
دوسو درم یعنی باون تولہ ۶ ماسہ کلدار روپے سے ہوتا ہے جتنا یہ
مال برس بھر تک بچا رہے تو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ایک
تولہ پونے چار ماسہ نکالکر خدا کی راہ میں دے اور سونے کا نصاب
بیس مثقال یعنی سات تولہ چھ ماسہ ہے اس کا بھی چالیسواں حصہ
دے یعنی سوا دو ماسہ سونا زکوٰۃ میں ضرور ہے۔ دوسرا مال زکوٰۃ
مال تجارت ہے اس کا بھی چاندی ہی کے نصاب کے حساب سے
چالیسواں حصہ دے تیسرا مال زکوٰۃ جانور ہیں جنکی شرح زکوٰۃ
کتب فقہ میں ملاحظہ ہو۔ ع۔ (ت ۲۳۶۸) یحادون
اللہ۔ جو خلاف کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا۔ چونکہ
ان باتوں میں یہودیوں نے بڑی مخالفت کی اور لوگوں کو
اکسایا اور بھڑکایا اور کہا کہ دیکھو اب تو محمدؐ عورتوں کے معاملوں
میں بھی دخل دینے لگے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ حشر
میں انکا انتظام کر دیا کہ پہلے ہی بار اخراج کا حکم ہوا۔ (ت
۲۳۶۹) حادّ اللہ جو مخالف ہوئے۔ یعنی انبیاء اور
ماموریں کے مخالفوں سے دوستی رکھنے والے اللہ اور رسول
اور قیامت کے منکر ہیں نتیجہ یہ کہ ماموریں کے مخالفین سے
دوستی نہ رکھنا چاہیئے اگرچہ وہ باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی
ہوں یا قرابتدار مگر ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن
معاشرت کو ترک کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ امور دینی میں ان سے
مخالفت رکھے نہ دنیوی میں۔ کیونکہ پ۲۱ رکوع ۱۰ میں آیا ہے و
صاحبھما فی الدنیا معروفا۔ (ت ۲۳۷۰)
وایدھم بروح منہ اور انکی تائید فرمائی روح القدس
سے۔ دیکھو جبرئیل علیہ السلام کا خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
ساتھ مخصوص رہنا نہیں بلکہ عام مسلمانوں کے ساتھ بھی انکی تائید
اس آیت شریف سے ثابت ہوتی ہے اور آنحضرتؐ نے حسان کیلئے
بھی دعا فرمائی ہے۔ اللھم ایدہ بروح القدس۔ ع

سورۃ حشر

(ت ۲۳۷۱) الفاسقین۔ فاسقوں کو بدعہدوں کو۔ یہ شریر قلعوں سے
نکلتے نہ تھے اسلیئے یہ حکم ہوا کہ انکے باغ کاٹ ڈالو جلاو جب وہ باہر نکلیں گے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ت ۲۳۷۲) افاء اللہ۔ اللہ نے بغیر لڑائی
کے دیا۔ لوٹ کا مال دو قسم کا ہے۔ لڑکر ملے تو اسے غنیمت کہتے ہیں
اور جو بے لڑے ملے اسے فیئ کہتے ہیں باغ فدک بھی اسی میں سے تھا۔
(ت ۲۳۷۳) افاء اللہ علیٰ رسولہ مال اللہ دلاوے بغیر
لڑائی کے اپنے رسول کو۔ اس سے فدک کا فیصلہ ہوتا ہے کہ اسکے حقدار
۹ ہیں۔ (۱) اللہ۔ (۲) رسول (۳) ذوی القربیٰ (۴) یتامیٰ
(۵) مساکین (۶) ابن السبیل (۷) فقرائے مہاجرین (۸) اور انصار
اور (۹) سنی ع۔ (ت ۲۳۷۴) نافقوا۔ منافق ہوئے۔ یعنی
یہود مدینہ جنکا سردار عبداللہ بن ابی تھا اس پیشگوئی کے موافق وہ انکی
مدد نہ کرسکے نہ اسکے ساتھ جلاوطن ہوئے۔ ع۔ (ت ۲۳۷۵)
نسوا اللہ۔ چھوڑ دیا اللہ کو۔ اللہ کو چھوڑنے کے تین قسم ہیں (۱)
جیسا دہریوں نے چھوڑا۔ (۲) اللہ کو مانتے تو ہیں مگر عملی حصہ ساتھ

نہیں

نہیں۔ (۳) غفلت کی زیادتی جو وقت صلح کو ضائع کر دے۔ (ت ۲۳۷۶) الفائزون۔ جنکے دل مطمئن ہوگئے انہیں کوئی ہوس باقی نہ رہی وہ مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ع۔

سو [illegible] تحنہ

(ت ۲۳۷۷) تمہید۔ چونکہ مجادلات شروع تھے اسلئے ذرہ ذرہ بات کا لحاظ رکھنا بھی ضرور ہے یہودی مدینہ سے نکالے گئے ہیں مگر ابھی کچھ منافق باقی ہیں اور فتح مکہ قریب ہے اس لیئے یہ عام قاعدہ بتلایا جا رہا ہے کہ عام جنگ شروع ہونیوالی ہے تو تم غیر قوموں سے بالکل ترک محبت کر دو کیونکہ اسباب جنگ اسی کے متقاضی ہیں۔ (ت ۲۳۷۸) اولیاء۔ دلی دوست کیونکہ دوسرے رکوع میں ارشاد ہے لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلونکم الخ پ ۲۸ ع ۲۷ نیکی اور عدل کرنا اور عام برتاؤ رکھنے سے دوسرے مذہب والوں کے ساتھ ممانعت نہیں بلکہ اللہ کے پاس ایسے لوگ پسندیدہ ہیں۔ (ت ۲۳۷۹) ضلّ سواء السبیل۔ سیدھا رستہ چھوڑ دیا۔ یہ موقعہ جنگ کے احکام ہیں ایسے موقعہ پر دشمنوں سے نہ ملنا انسے خط و کتابت بند کرنا ضروری ہے تاکہ دشمنوں اور منافقوں کو جاسوسی کا موقعہ نہ ملے اور امن کے زمانہ میں سب کے ساتھ احسان کرنا تا اینکہ دشمنوں سے بھی نیکی کرنا بہتر ہے مذہبی رعایت سے نہیں بلکہ انسانی ہمدردی سے سعدی صاحب نے فرمایا ع۔ بنی آدم اعضائے یک دیگر اند۔

مومن پہلے مذہبی رعایت کرتا ہے جو تعظیماً لامر اللہ کا درجہ ہے پھر انسانی ہمدردی جو شفقت علیٰ خلق اللہ کا مقام ہے خلاصۂ تصوف یہی دو کلمے ہیں تعظیم لامر اللہ والشفقة علیٰ خلق اللہ۔ (ت ۲۳۸۰) لن تنفعکم۔ ہرگز تمہارے کام نہ آئیں گے رشتے ناتے والے۔ قرآن شریف استدلال بالاولیٰ کرتا ہے منطقی طور پر نہیں۔ دیکھو یہاں ابراہیمؑ کا ذکر کرکے استدلال بالاولیٰ فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ نے خدا کیلیئے آپ سے بے تعلقی اختیار کی تو دوسروں کے لیئے کونسا تعلق باقی رہنا چاہیئے۔ (ت ۲۳۸۱) باللہ وحدہٗ۔ ایمان باللہ وحدہٗ کی تفسیر صحیح وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبد القیس کو بتلائی ہے یعنی اسلام کے ارکان پر چلنا اور وقت کے رسول کا حکم ماننا۔ (بخاری کتاب الایمان) اسی طرح آیات کثیرہ میں ایمان بالرسول وغیرہ لازم قرار دیا گیا ہے چنانچہ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (سورہ نحل) اور لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ الخ (سورۂ حجرات) اور من یکفر باللہ وملائکتہ ورسولہ الخ (سورۂ النساء الجزو ۵) ومن یعص اللہ ورسولہ الخ (جزو ۲۲) سورۂ احزاب۔ اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ (جزو ۳) اور ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ الخ (جزو ۶۔ سورۂ نسا) الم یاتکم نذیر الخ جزو ۲۹۔ الملک امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا۔ (جزو ۲۶) سورہ حجرات۔ تفصیل کیلیئے دیکھو کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۸ مضمون خاتمہ و خطبات کریمہ بینہ ۱۹۰۹ء عیسوی ۲۴۔ ۱۵ اگست۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ع۔ (ت ۲۳۸۲) ولا تمسکوا۔ نہ روکو۔ یعنی کافر عورت جس سے کافرنے نکاح کر لیا ہے اور تم اس کا مہر دے چکے ہو تو تم مہر واپس مانگ لو اسی طرح کافر کی عورت مسلمان سے نکاح کرلے تو کافر مہر دے چکا ہو تو مسلمان واپس کرلے۔ (ت ۲۳۸۳) فعاقبتم۔ بدلہ یعنی کہ جب تمہاری باری آئے۔ کوئی مسلمان عورت مرتد ہو جائے کافر اسے رکھ لے تو اس سے مہر لے لو اور اگر وہ نہ دیں اور جہاد میں تم انپر قبضہ پاؤ تو مال غنیمت میں سے شوہر کو مہر دیں۔ (ت ۲۳۸۴) کما یئس الکفار من اصحٰب القبور۔ کافر جیسے مُردوں کے زندہ ہونیکا اعتقاد نہیں رکھتے اسی طرح خدا کے دشمن خدا کی رحمت سے نا امید ہوگئے ہیں۔ ع۔

سورۂ صف

(ت ۲۳۸۵) یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ انجیل برنباس میں موجود ہے یہ پیشگوئی انجیل یوحنا کے (۱۲) و (۱۴) و (۱۵) و (۱۶) باب میں ہے احمد کے معنی ہیں اجرا۔ الحکم۔ انجیل میں یہی معنی آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی کریم بھی آئے اور مسیح موعود بھی آئے احمد آپ بھی تھے اس لحاظ سے کہ آپ اللہ کی بڑی تعریف کرنے والے تھے مگر آپ محمد بھی تھے۔ اور مسیح موعودؑ بھی بجا در احمد اللہ کر اسم احمد سے مشرف ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ اسم من گردید اسم آں وحید ۔ احمد اندر جان احمدؐ شد پدید۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو احمد سے خطاب کیا ہے بذریعہ وحی و الہام۔ اور آپکا علم عند اللہ احمد ہے۔ اور اقرب الی الفہم مسیح موعودؑ ہی ہے کیونکہ یدعیٰ الی الاسلام کہ اسکو اسلام کی طرف بلایا جائیگا یہ وہ ہو سکتا ہے جو اسلام کے بعد آئے نبی کریمؐ داعی الی الاسلام تھے نہ یدعو الیہ۔ دوسرا نبی کریمؐ کے عہد میں تلوار سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کیجاتی تھی لیکن اس وقت میں اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہیں گے وہ مسیح موعودؑ کا وقت ہے کہ الفاظ و حروف سے مقابلہ اسلام کا کیا جا رہا ہے۔ تیسرا دین اسلام کا غلبہ باقی دینوں کے مقابلہ میں یہ بھی مسیح موعودؑ کا وقت ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ادیان کا ظہور نہ تھا تو انپر اظہار کس طرح ہو سکتا تھا۔ چوتھا تجارت سے ترغیب دینا یہ تجارتوں کی کثرت اور شغل پر دال ہے۔ پانچواں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ تم اس طرح انصار اللہ بنو جس طرح مسیح ابن مریم کہتا ہے یعنی ترک جہاد بالسیف نرمی اخلاق سے سمجھانا قرآن سے مصداق احمد کا مسیح موعودؑ ظاہر ہے (ت ۲۳۸۶) علی الدین کلہ۔ یہ پیشگوئی رسول مقبولؐ کے زمانہ میں پوری تو ہو چکی مگر بعض دین مخفی اور بعض قومیں نامعلوم تھیں اسلیئے انپر حجت پوری کرنے کو بعث سے صدیق اور ولی بھیجے گئے جو فیوض نبوت سے حسب استعداد خود مالا مال تھے تا اینکہ مسیح موعودؑ کا زمانہ بھی

ظاہر ہوا جیسا کہ تفسیروں میں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود مرزا
غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکار دو جہان کے سپرد دو امر
متعلق تھے۔ ایک تکمیل ہدایت دوسرے تکمیل اشاعت ہدایت
تکمیل ہدایت تو قرآن شریف اور اعمال نبوی نے پوری کردی۔ اور تکمیل
تکمیل ہدایت و خدمت دین … مرسلین کیلئے بعثت ثانی مسیح موعود کا زمانہ
مقرر ہوا تھا … معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مشرک کم ہیں
زیادہ ہونگے اور عیسائی ہندو تو بظاہر مشرک ہیں اور آریوں کا
شرک بھی پوشیدہ نہیں۔ وہ اشیاء میں سے روح اور مادہ اور
ان کے خواص کو انادی کہتے ہیں۔ ان کی اصطلاح ہے کہ گن
یعنی خواص الاشیاء کرم یعنی وہ افعال جو اشیاء سے صادر
ہوں۔ سبھاؤ۔ بار بار اور جب جب کسی چیز کا تجربہ کر لیا جائے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جلالی نام محمد تھا جس کا ظہور
تلوار اور دوسری جلالی پیشگوئیوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور
دوسرا اسم شریف جمالی احمد تھا جو اشاعت ہدایت کے لئے
آخیر زمانہ میں بہ رنگ مسیح موعود ظاہر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ع ۱

سورۃ جمعہ

(ت ۲۳۸۷) لما یلحقوا بھم یہ بطور بروز
مثیل و متبع و قدم بقدم ہونے کی وجہ سے ارشاد ہوا ہے
(ت ۲۳۸۸) حملوا التوراۃ اس میں لطیف
پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے مخالف یہود کی سیرت پر ہے
ہونگے دنیادار حاسد مولوی و مشائخ ہوں گے (ت ۲۳۸۹)
فتمنوا الموت یہی مباہلہ مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت
مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے تمام علماء مخالف علماء
و مشائخ کے مقابلہ میں شائع فرمایا کہ جس کے لئے کوئی نہیں
نکلا۔ کیونکہ آئندہ آیت میں خدا نے پیشگوئی فرمادی
ہے ع (ت ۲۳۹۰) فاسعوا الی ذکر اللہ۔
قرآن شریف میں جمعہ کے لئے کوئی شرائط نہیں نہ شہر نہ غیر
جہاں جہاں جمعہ کی اذان ہو وہاں نماز پڑھی جائے۔ البتہ حدیث
میں عورتوں اور بچوں اور بیماروں اور غلام اور کنیز کو
مستثنےٰ فرمایا ہے۔ بعض میں مسافر کا لفظ بھی ہے
(مشکوٰۃ) بعض فقہاء کی رائے ہے کہ شہر وغیرہ شرائط ہیں

ہوں (ت ۲۳۹۱) فانتشروا۔ یعنی اپنے اپنے
کام کو چلے جاؤ (ت ۲۳۹۲) ترکوک قائما۔ یہ خلاف ورزی
نہیں تھی کیونکہ ابھی کوئی حکم نہیں آیا تھا اور نہ بے ادبی سمجھی تھی
ع ۲

سورۃ منافقون

(ت ۲۳۹۲) ثم کفروا۔ اس سے معلوم ہوتا
کہ ایمان کے بعد مرتد بھی ہوتے تھے مگر وہی جو منافق نا سمجھ اور
دنیادار رہتے تھے (ت ۲۳۹۳) یوفکون آخر زمانہ
میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی منافق باقی نہ رہا۔
(ت ۲۳۹۴) اگر تو ان کے لئے دعا کرے گا،
لن یغفر اللہ لھم (پ ۱۰ ع ۱۲) ان تستغفر لھم
سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم کا لحاظ رکھکر یہ …
لگائی گئی ہے (ع) (ت ۲۳۹۵) ذکر اللہ
سے مراد ہے قرآن مجید عبادات اور اذکار مسنونہ ہیں)
(ت ۲۳۹۶) اجلھا یہ سورہ تریسٹھویں ہے اور
حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر شریف بھی
۶۳ سال کی ہے۔ اس میں وفات کی طرف اشارہ ہے
اسکے بعد سورۃ تغابن آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسرت
ایسا عظیم الشان انسان دنیا سے اٹھتا ہے (ع ۱۴)

سورۃ تغابن

(ت ۲۳۹۷) یسبح للہ۔ اللہ کی یاد کرتا ہے
جو کچھ ہے۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے کہ ہر شئ اللہ کی کس طرح
یاد کر رہی ہے۔ سرسری نظر سے دیکھیں تو ہر ذرہ اللہ جل جلالہ
کا جمال ظاہر کر رہا ہے۔ آسمان کے بیشمار ستارے خدائے
قدوس کی لا انتہا قدرت کا نظارہ دکھا رہے ہیں کہ وہ کیسا
عظیم الشان خدا ہے جس کی ہم ادنی مخلوق ہیں۔ ہوا کے پرند
اور میدانوں کے چرند دکھا رہے ہیں کہ مالک حقیقی کی ربوبیت
کیسی وسیع اور عام ہے جس نے ہم بے انتہا مخلوق کی
پرورش کے سب سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ ایک ادنی مچھر
زبان حال سے انسان عاقل کو سبق دے رہا ہے کہ تو اپنی

قادر خدا کو دیکھو کہ مچھر جیسے چھوٹے مقدار حیوان کے اندر کیا کیا
اعضاء رکھے ہیں۔ دیکھنے کے الگ سننے کے الگ۔ کاٹنے کے الگ
خون پینے کے الگ۔ غذا ہضم کرنے کے الگ رسالن لینے کے الگ
اڑنے کے الگ کیا کوئی صانع یا حکیم ایسا ہے جو میری طرح کا
ایک پر بھی بنا سکے۔ یہ تسبیح ہر ایک دانہ اور پتہ اور ذرہ ذرہ
کر رہا ہے۔ خود انسان کی آنکھ کہہ رہی ہے کہ کوئی حکیم یا کاریگر
میرے جیسی خواص والی پیدا نہیں کر سکتا۔ کان کہہ
رہے ہیں کہ خدا کے سوا مجھ جیسا بنا کر ہزار ہا آواز اور بولیوں
کی شناخت کوئی پیدا کر سکتا ہے؟ غرض ہر ایک شے اپنے خواص
معطیہ پر ہمیشہ قایم ہے اور یہی انکی عبادت ہے۔ ع

سورۃ طلاق

(ت ۲۳۹۸) احصوا العدۃ۔ یعنے ایسا طہر
شمار ہو جس میں جماع واقع ہو۔ اور احتمال حمل کا ہو سکے۔ یا ایام
حیض شمار ہوں (ت ۲۳۹۹) ذوی عدل منکم صاحب
اتقان نے اس آیت سے سورہ مائدہ کی آیت ذوا
عدل منکم کو خواہ مخواہ منسوخ قرار دیا ہے۔ قرآنی آیات
میں اختلاف ثابت کرنا اور منسوخ قرار دینا عظمت قرآنی
کے خلاف ہے سورۃ مائدہ میں شہادت وصیت کے
بارے میں اور یہاں رجعت کے بارے میں۔ ہم تو اختلاف
نہاں ہا جس میں سے دو آیت قرآنی منسوخ کی جائیں۔
(ت ۲۴۰۰) مخلصا۔ راہ نجات۔ حضرت مرشد
سے حب کا عمل پوچھا تو یہی آیت بتائی۔ یعنے سب بلاؤں
سے نجات اور ہر قسم کی تنگی اور تردد کا رفع تقوی اختیار
کر لینے حاصل ہو جاتا ہے۔ رزق معلوم اس سے الگ معلوم
ہوتا ہے ع۔ (ت ۲۴۰۱) من الارض مثلهن
خشکی کے طبقات یہ ہیں (۱) براعظم ایشیا (۲) یوروپ
(۳) افریقہ (۴) امریکہ شمالی (۵) امریکہ جنوبی (۶)
اسٹریلیا معہ جزائر مشرقی ہند (۷) کرتیونزلینڈ معہ جزائر عرب
ہندی۔ اور تری کے بھی سات ہیں۔ جدید تحقیقات سے
یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ زمین کے گرد سات سیارے گردش
کرتے ہیں جن میں سے ایک یہ زمین ہے اسطرح بھی سات ہی
زمین ثابت ہوئیں اور ان کے ساتھ سات آسمان۔
(ت ۲۴۰۲) احاط۔ کوئی چیز اللہ تعالے کے
علم و قدرت اور اختیار سے باہر نہیں ہے۔

رمز نیست زیر قدرتش کن فیکون۔
با دانش او یکیست بیرون و درون
در غیب شہادت ذرہ نتوان یافت
از دائرہ قدرت و علمش بیرون

(ت ۲۴۰۳) علما۔ دیکھو علمی سے نہ ذاتی
جیسا بعض صوفیوں اور علماء کا خیال ہے ع ۱۹

سورۃ تحریم

(ت ۲۴۰۴) لم تحرم۔ آپ نے بی بی زینب کے
گھر شہد پیا۔ بعض بی بیوں نے شکایت کی کہ بد بو آتی ہے
آپ کو خیال ہوا کہ نفرت سے انکا کہیں ایمان نہ جاتا رہے
فرما دیا کہ شہد نہ پئیں گے۔ اس سے خدا نے منع فرمایا
اور تمام جہان کا لحاظ رکھا۔ حسن اخلاق اور حسن معاشرت
کے لحاظ سے یہ انکا آپ نے کیا تھا۔ یہی قصہ بخاری اور
مسلم وغیرہ احادیث کی اعلیٰ کتابوں میں درج ہے یعنی
بی بی زینب کے گھر شہد پیا۔ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی
اللہ عنہا کا حضرت زینب پر رشک کرنا اور آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہدینا کہ آپ کے دہان مبارک سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تو زینب کے
گھر شہد پیا ہے اور پھر نہ پیونگا۔ بی بیوں سے چند روز آپ
الگ ہو گئے تھے اس سے منع فرمایا (ت) و اعرض
عن بعض۔ اور کچھ ٹال دیا یہ ایک راز کی بات تھی جو
ذکر نہ خدا نے کیا نہ نبی نے پھر کیوں واہیات قصے تراشے
جاتے ہیں یہاں کوئی انتظامی معاملہ ہو گا۔ عورتوں کو ادب
سکھایا جاتا ہے کہ وہ ہر ایک راز کی بات جو خاوندوں
سے کریں باہر نہ بیان کیا کریں۔ (ت ۲۴۰۵) صغت
واحد کی جگہ تثنیہ اور جمع کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہ جمع آتا
ہیں۔ کسی مناسبت کی وجہ سے صغت قلوبکما کہا ذاہبا
کہا نہیں فرمایا ع (ت ۲۴۰۶) تحت عبادنا ین
۱۹

یہ بڑی بدمزاج جاہل بدخلق ما چینہ ٹرلیا نندی کی غصیلی ناپاک بد اخلاق عورتیں ہتیں جینے خدا نے کافروں کو تشبیہ دی ہے (رت ٧٠٤ ٢) فلم یغنیا یعنے نوح اور لوط علیہما السلام انکو ہما سنے دونوں بری عورتوں کو غارت کر دیا۔ اور ان کے نیک خاوند انہیں عذاب سے بچا نہ سکے اور یہ شفاعت موہوم کا رد ہے (رت ٨٠٤ ٢) کانت من القانتین۔ ان تین آیتوں میں اللہ تعالے نے کافر اور گنہگار اور مومن کامل کی مثال بیان فرمائی۔ اور ان کے نتائج بھی دکھائے۔ کافروں کو تو نوح اور لوط علیہما السلام کی بیوی سے تشبیہ دی جو بدگوئی اور غیبت اور مخالفت اپنے نیک بخت شوہروں کی کرتی ہتیں اور ظاہر بھی ان کی نصیحتوں کو نہیں مانتی ہتیں۔ چنانچہ نوح کی بیوی طوفان میں اور لوط کی بیوی نمک کھمبا بنکر غارت ہو گئی اور آخر میں جہنمیوں کے ساتھ جانیکا حکم ہو گیا۔ اور شوہروں کی نیکبختی ان کے کام نہ آئی۔ اسی طرح کفار گو وہ نیکوں کی اولاد یا قرابت دار رسولوں تو انکا نتیجہ بھی بد ہی ہونے والا ہے اور نیکیوں کی طرف منسوب ہونا ان کو مفید نہیں ... جو ظاہرہ اور نیکبخت تھی ... اور ان کو دعائیں سکھے بہنے اور ظالموں سے الگ رہنے کی خواہش رکھنا سکھایا یعنے گو ان کے (باپ دادا) رشتہ دار برے تہے مگر اللہ ان پر فضل کریگا پھر مومن کامل (عمران) کی بیٹی حضرت مریم سے (جو بڑی عاصمہ اور صدیقہ اور اپنے تمام اعضاء کو پاک رکھنے والی تہیں اور خدا کی ... پر ہی تہی) تشبیہ دی خلاصہ یہ کہ یعنے ہر ایک کامل ایمان دار مریم ہے جو اپنے کو گناہوں سے بچائے اور رحیم کی تمام سوراخوں کی حفاظت کرے تو وہ وحی الہی سے مشرف ہو جائیگا اور مصدق ہوگا۔ اور خدا کا راز دار ہوگا۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں مریم صدیقہ کا لقب ... مسیح موعود علیہ السلام بروز محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ... اس آیت شریف کا ظاہری مصداق بھی ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ع۔

الجزو ٢٩

سورة الملك

(رت ٩ ٤٠ ٢) الملك۔ اسے کفار اب وہ ملک ریاست پیارے وبا برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم دیدینگے۔ یہ ایک پیشگوئی کے رنگ میں ہے (رت ١٠ ٤ ٢) الموت والحیات۔ چونکہ آخرت کو خدا دنیا و دلانا تھا اور اصل مقصود اور دائمی حیات اور مقام استقرار ہی تھا اس لئے اس کو مقدم فرمایا۔ دنیا اور آخرۃ کی مثال لڑکی کی طرح ہے۔ جس کے ماں باپ اسے پال پوس کر بڑا کریں اور پھر اسے رخصت کر کے مزدوسرے کے گھر پہونچا آئیں جو اس کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے کیونکہ اس میں ایک جوہر اللہ تعالے نے رکھا ہے۔ جسکی شگفتگی سوائے اس کے نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ اس گھر کو چھوڑ کر اس گھر میں چلی جاوے خواہ اس کے ماں باپ اور خویش و اقرباس کی جدائی کے صدمہ سے رو دیں اور غم کہائیں۔ اور آنسو بہائیں پر ضرور ہے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے رخصت کریں۔ اور اس میں ایک پیشگوئی بھی ہے کہ اس وقت جہالت کی موت اور روحانی حیات ہو نیوالی ہے گو یہ حالت بہت سخت و مشکل ہے مگر اس کے نتائج عمدہ و خوب ہیں۔ یا ایها الذین امنوا استجیبوا لله و الرسول اذا دعاكم لما يحييكم الخ پ٩ ع١٧) اور وكنتم امواتا فاحياكم پ١ ع٣) اور دیگر آیات اسی طرف بلا رہی ہیں۔ دنیا کی ناپائداری نے ایک ہندی شاعر کے دل پر کیا اثر کیا ہے جو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے:۔ زیبا رضرور ہے

چلنا تو اب ٹلنا نہیں اور چلنا بو سے ببیس
ایسے سہل سہاگ پر کون گندہائے سیس

(رت ١١ ٤ ٢) لیبلوکم۔ انعام اور ترقیات امتحان کے بعد ملتے ہیں بشرطیکہ محنت منتج حسنات بفضل الٰہی ہو۔ (رت ١٢ ٤ ٢) سموٰت طباقا۔ زمین کے سات بڑے بڑے قطعات کے مقابل جو آسمانی حصہ ہے یا وہ جو سات دریاؤں کے مقابل کا حصہ ہے اور سوائے اس کے ایک

زرق کا آسمان (۲) جو السماء (۳) حالوت - ادنے والا آسمان
(۴) پانی کا آسمان (۵) ہنیازک (۶) کواکب (۷) آسمانی
الابری - اس کے سوائے ایک عالم رویا - دوسرے عالم
مثال کا - تیسرے برزخ کا چوتھے عالم ارواح کا پانچویں
جنت کا - چھٹے دوزخ کا - ساتویں دنیا کا آسمان -
(ت ۳ الم ۲) من فطور - رحمن نے جو خاصیتیں اپنی
مخلوق میں رکھی ہیں وہ اپنے خواص کو کسی محل میں نہیں چھوڑتیں
(ت ۴ الم ۲) الم یاتکم نذیر - اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ جن کو تبلیغ نہیں پہونچی جیسے صغار یا مادر زاد بہرے
یا مجانین یا سکان الصحاری والجبال ان کے لئے اس عالم
میں ثانیا تبلیغ کا انتظام کیا جائیگا یا ان کو محض رحمت سے
بخش دیا جائے گا - یا قیامت سے پہلے موت کے بعد اس
عرصہ میں ان کو آگاہ کیا جائیگا - ع - (ت ۱۵ الم ۲)
الی الطیر - پہلے ان کو عذاب سے ڈرایا ہے پھر عذاب
کو عینت سے انہیں آگاہ کیا کہ وہ جنگ ہوگا جس سے
اپنے مردوں کو دفن نہیں کر سکینگے - اور پھر پرندوں کی
خوراک بنیں گے - طیر کا ذکر عربی اشعار میں انہی غرض
کے لئے آیا کرتا ہے - (ت ۱۶ الم ۲) علی صراط مستقیم
پیشگوئی اور سردار دو جہان کی کا نمونہ ہے کہ کس طرح صراط
مستقیم پر سیدھا راستبازو شریفانہ طور پر چلا جا رہا ہے تم
بھلا اس کے قدم پر چلو کیونکہ مقابل والے منہ پر گرے ہوئے
شرمندہ ذلیل ہانپتے ورنہ نمائی کے قابل نہیں (مصرع)

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

کے مصداق ہیں - (ت ۱۷ الم ۲) الا فئدۃ - دل
کیا قابل قدر چیزیں عنایت فرمائی ہیں کہ جس کا شکریہ نہ ہو سکتا
ہے نہ ہوگا - مگر غفلت کا ستیاناس ہو وہ کچھ سوچنے سمجھنے
دیتی ہی نہیں (ت ۱۸ الم ۲) متی ھذا الوعد
یعنی مدعی دعوی بالمیعاد اپنی طرف سے ہرگز نہیں کرسکتا
اسے اللہ تعالی جیسا کہہ بتا ہے تم ور وعدہ حسب مرضی
الہی ٹھیک پورا اترتا ہے - خواہ نبی کی زندگی میں ہو یا بعد میں
بشرطیکہ کسی حکمت الہی سے وہ موقوف نہ کر دیا جائے -
وما علی الرسول الا البلاغ پ ع ۳) اور فانما

علیک البلاغ پ۳ ع ۱۰ - مذکورہ قول کیلئے ارشاد الہی
ہے + پ ع ۲

سورۃ قلم

(ت ۱۹ الم ۲) ن - دوات (ت ۲۰ الم ۲) وما
یسطرون - یعنے تحریرات اولین اور آخرین اور
ماکان اور مایکون کو دیکھکر بھی یہی پتہ لگتا ہے کہ تو
صادق اور مصدوق اور صداقتوں کا مظہر ہے - قلم و
دوات لو اور دنیا میں جتنی تحریرات ہیں وہ سب جمع کرو
اس کی کتاب مبین اور کلام متین کے مقابلہ میں معلوم ہو
جائے گا تمہارا صاحب مجنون نہیں یا جو قیامت تک
تحریرات لکھی جائینگی اس کلام سے مقابلہ ہوتا رہیگا - تو
ہمیشہ یہی ثابت ہوگا کہ یہ مجنون کا کلام نہیں - بلکہ
عزیز و حکیم اور عالم الغیب کا کلام ہے اور مسیح موعود کے
زمانہ کے لئے بھی یہ پیشگوئی تھی - یعنے ہمارے حضور خاتم
الانبیاء سرتاج اصفیا - سلطان القلم بنکر جیسا کہ صدر اول
میں امی اور محمد تھے صدر آخر میں احمد ہوکر بروزی رنگ
میں تشریف لائینگے اور اس کلام کی حقانیت تمام دنیا
کے مقابلہ میں شایع فرما دینگے (ت ۲۱ الم ۲) بمجنون
قرآن کی ضرورت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ کتب سابقہ
سے زیادہ موثر ہے دوسرے جو دعوی کرتا ہے مدلل
مثلاً تو مجنون نہیں اسکی ایک دلیل تو مذکور ہوئی کہ تیرے
لئے تو اجر ہے اب دوسری اور تیسری دلیل بیان ہوتی
ہے (ت ۲۲ الم ۲) خلق عظیم - خلق میں مدارات
بھی داخل ہے اور اس کے مقابل مداہنت ہے - حضرت
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرق یہ بتایا ہے کہ مدارات
تو یہ ہے کہ اپنے دین کی سلامتی اور حفاظت حق الہی
اور کسی مسلمان کی اصلاح کیلئے چشم پوشی مد نظر ہو - اور مداہنت
وہ ہے کہ اپنے حظ نفس خواہش نفسانی اور سلامتی
جاہ کے لئے حق سے چشم پوشی کیجائے - اخلاق کے سات
مدارج ہیں جو سرتاج اصفیاء نے سب طے فرمائے
ہیں اور یہ بھی دلیل ہے آپ کے ختم نبوۃ کی - پہلا درجہ کسی

کی ظاہری وجاہت پر نہ جلنا بلکہ خوش ہونا (۲) بیوی سے اچھے تعلقات یعنی ملنساری (۳) بال بچے اور ماتحتوں سے اپنی خواص قوم کے ساتھ (۵) عام قوموں کے ساتھ (۶)(۷) بادشاہ کے ساتھ (۷) اللہ تعالےٰ کے ساتھ جو ایک مقام ہے۔ ان صلواتی وشکی الخ لی مع اللہ وقت الخ میں جس کا اشارہ ہے۔ یہاں اخلاق ختم ہوجاتے ہیں اور محققین صوفیا کے نزدیک یہی اصلی وحدت الوجود ہے اور اپنی کو بہشت بہشت یا جنت عدن کہتے ہیں۔ جسکو لوگ بہت ڈھونڈا کرتے ہیں۔ (ت ۳ ۲ ۴ ۲) فیدھنون۔ یعنے منکروں کا یہ منشاء ہے کہ تم ان کے دین کی غلطیوں کو نہ نکالو۔ اور حق بات نہ بتاؤ۔ تو وہ بھی تم سے پرخاش نہ کرینگے۔ مگر ایسا کرنا حکمت اور جرأت اخلاقی کے خلاف ہے۔ اہل حق کو ذاتی اور سچا جوش ہوتا ہے اور اہل باطل کو ان کے مقابلہ کا جوش ہوتا ہے۔ مگر ذاتی اور مستقیم و پائیدار نہیں ہوتا۔ (ت ۴ ۲ ۴ ۲) حلاف۔ بڑی قسمیں کھانیوالا ایک شخص ولید بن مغیرہ بڑا متکبر کذاب حلاف غماز ولد الزنا تھا (ت ۵ ۲ ۴ ۲) مھین پست ہمت سست رائے کم فہم۔ ذلیل۔ کم زور۔ باریک (ت ۶ ۲ ۴ ۲) سنسمہ علی الخرطوم۔ قریب ہی اسکی سونڈہ پر ہم داغ دینگے۔ وہ بڑی ناک والا کہلاتا تھا۔ تو اللہ نے فرمایا بڑی ناک کیا سونڈہ ہوگی۔ اس پیشگوئی کے مطابق بدر کی لڑائی میں اس کی ناک کٹ گئی۔ جس کا ہمیشہ داغ رہا۔ لمبی ناک سے عزت مراد ہے۔ جیسا اردو میں کہتے ہیں وہ بڑی ناک والے ہیں۔ اور ان کی ناک کٹ گئی یعنے عزت جاتی رہی ولید نے جب یہ آیت سنی۔ تو تلوار سونت کر ماں کے پاس گیا کہ محمد کے بیان کئے ہوئے ۹ عیب تو مجھ میں موجود ہیں۔ اور دسواں جو زنیم ہے اس کو تو سچ سچ بیان کر۔ ورنہ تلوار کے خوف سے اس کی ماں نے کہا تیرا باپ بالکل نامرد تھا۔ جایداد کے تلف ہونے کے سبب سے ایک چرواہے سے زنا کرانے میں نے تجھے حاصل کیا (معالم تنزیل) (ت ۷ ۲ ۴ ۲) اصحاب الجنۃ۔ مکہ بھی باغ ہے۔ بخل سے اہل مکہ۔ مکے کو باغ والوں کی طرح کھو بیٹھیں گے۔ شہر صنعان کے دو کوس کے قریب ایک بستی آباد تھی وہاں ایک خدا پرست آدمی کا باغ تھا۔ وہ سال بھر کی روزی باغ سے لے کر باقی سب فقراء کو دے ڈالتا تھا اس کو بڑی برکت حاصل تھی وہ مرگیا تو اس کے بخیل بیٹے باغ کے وارث ہوئے جن کا یہ حال ہے اور اس میں تمثیلی پیشگوئی ہی ہے۔ کہ اس طرح مکہ والوں کا سب باغ اجڑ جائے گا۔ اور ان کے اونچے اونچے پھل یعنے گردن کش لوگ کٹ جائینگے اگر وہ نیک بختوں کی راہ نہ چلیں گے ع (ت ۸ ۲ ۴ ۲) یکشف عن ساق۔ یعنے سخت گھبراہٹ ہوگی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ سخت گھبراہٹ کے وقت میں تہبند قابو میں نہیں رہتا۔ ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ کشف ساق۔ گھبراہٹ۔ اصل نشان جو یہ صفت اللہ ہے جو بے مثل ہے (ت ۹ ۲ ۴ ۲) ام عندھم الغیب۔ غیب کی خبر نبوت ہے تو کیا وہ نبی ہیں (ت ۰ ۳ ۴ ۲) صاحب الحوت یونس نبی نے تبلیغ سے گھبرا کر دوسری طرف جانیکا قصد کیا۔ ہمارے حضور کو یہ حال سنا کر مضبوط کیا جاتا ہے کہ آپ نہ گھبرائیں۔ حوت کے معنے تیزی کے بھی ہیں ع د

سورۃ حاقۃ

(ت ۱ ۳ ۲ ۴ ۲) الحاقۃ۔ ایک عظیم الشان شدنی امر ہے (ت ۲ ۳ ۴ ۲) یومئذ ثمانیہ۔ اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت کے صفات کے نیچے کام چل رہا ہے اب جو اس مقام پر ان صفات کے موصوف پر فنا وارد ہوتی ہے تو بعدہٗ قیامت ان صفات کا کامل ظہور ہوگا۔ تو وہ چند صورت پر ہو جائیں گے۔ اس لئے بجائے چار کے آٹھ مظہر ہوں گے بعض صفات اللہ میں جو ذات سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور انہی پر جملہ عالم کا مدار ہے اور وہ چار ہیں (۱) ربوبیت (۲) رحمانیت (۳) رحیمیت (۴) مالکیت۔ یہی صفات تمام اشیاء پر محیط ہو رہی ہیں اور ذات اللہ کو اوڑھے ہوئے ہیں۔ تمام عالم اسباب اپنی جزیات کے ساتھ اور مالہ و ماعلیہ ان کا ہے۔ سب کا دارو مدار انہی صفات پر ہے جو حاملین

فات ہیں۔ اور بعد انقطاع عالم کے ان کے اندر سے اور چار صفات کا ظہور ہوگا۔ جن کا ظہور یہاں پوشیدہ ہے اور اس کا تعلق عالم آخرت سے کامل اور پورا تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس روز تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔ عرش صفت الہی ہے جو مخلوق نہیں اسی طرح کرسی حسب بیان اصح کتب کرسیہ علمہ یہ بھی ایک صفت ہے کوئی جسمانی چیز نہیں۔ ع۔ (ت ۳ ۳ ۴۴ ۲) **فلا اقسم بما تبصرون** - میں قسم کھاتا ہوں جن کو تم دیکھتے ہو اور جس کو نہیں دیکھتے۔ تمام قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں فرق بین ہے اسی طرح کلام اللہ اور کلام انسانی میں فرق ہے تو جس کے دلایل دیئے جاتے ہیں انہ لقول رسول کریم وغیرہ الخ پ ع ۶ وغیرہ کو دیکھو اور غور کرو۔ (ت ۴ ۳ ۴۴ ۲) **ولو تقول علینا** الخ سید ہا ناتھ - [illegible] معلالات قدرت - اللہ نے ہاتھ پاؤں کی کل وریدیں دائیں طرف رکھی ہیں اور بائیں طرف صرف بائیں ہاتھ کی اور یہ کلام رسول اللہ خود بنا کر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تو مارے جاتے اور انکی تعلیم اور صداقت پھیلتی نہیں۔ اب یہ آیت ہمیشہ کیلئے قانون ناطق فرما پائی ہے کہ اگر کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے تو وہ اس قدر مہلت نہیں پا سکتا جسقدر کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہلت پائی تھی یعنے تئیس ۲۳ برس۔ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ یہ قاعدہ تو کچھ ٹھیک نہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ اگر کسی جھوٹے نے کوئی دعویٰ کیا تو کیا اس نے اپنے مفتریات الہامات کو تحریر کر کے شایع بھی کیا ہو اور اس کو منجانب اللہ بھی بتایا ہے۔ اور یہ ثابت نہیں بعض مسیلمہ کذاب کی نسبت بھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت ہی کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ زندہ رہا۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ وہ حضرت کا مکذب نہیں تھا بلکہ مصدق اور وہ اپنے مفتریات کو پھیلانے ہی نہیں پایا تھا چند ہی ماہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی کے زمانہ خلافت میں ہلاک ہو گیا اور تیئس ۲۳ برس کی میعاد نہ ختم کر سکا۔ سجاح جو تھی وہ تیپ ہو گئی بلکہ سکوت میں اسے توفیق ملی کہ وہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئی۔ اس بیت سے بھی حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے اور سچے مامور ہونیکا کافی ثبوت ملتا ہے اور باوجودیکہ وہ سخت سخت قسمیں کھا کھا کر اپنے دعویٰ پر اصرار کر رہے ہیں۔ اور ۲۳ برس کی میعاد مقررہ بھی پوری ہو چکی۔ مگر ان کو سوائے ترقی کے اور کوئی امر پیش نہیں آیا۔ **وھذا اعلامات الصدق آمنا باللہ وبرسولہ وبخلیفۃ اللہ ورسولہ**

اور یہ بحث متعلق نبوت سے ہے۔ اسی طرح کتاب استثنا باب ۱۸ میں ہے کہ تقول کرنے والا قتل کیا جائیگا اور بیشک ہمارے سرکار دو جہان حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے تئیس برس رہ کر ثابت کر دیا کہ جو اتنے عرصہ تک بلا قتل وصلیب وغیرہ زندہ رہے وہ جھوٹا نبی رسول نہیں بشرطیکہ صادق صاف اللہ کا نام لے کر باشاعت تمام الہام و وحی الہی ونبوت و ماموریت ورسالت الہی کا مدعی ہو کر اپنے کو ظاہر کرتا ہو۔ حسب بشارات توراۃ وقرآن وہ بچ نہیں سکتا۔ قتل کیا جائیگا۔ ع۔

سورۃ معارج

(ت ۵ ۳ ۴۴ ۲) **ذی المعارج**۔ اللہ بہت درجے والا اور بڑی شان والا ہے۔ چونکہ تو اس سے تعلق رکھتا ہے اس لئے تو بھی صاحب معراج ہے اور ہوگا۔ (ت ۶ ۳ ۴۴ ۲) **خمسین الف سنۃ**۔ سورۃ سجدہ میں الف سنۃ پ ۲۱ ع ۱۴) میں بھی آیا ہے یہ تغیرات زمانی عظیم الشان کی حیثیت سے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک تیس سال کا دور جس میں خلافت حقہ کا خاتمہ ہو دوسرے ساٹھ سال کا جس میں حضرت معاویہ رض کا انتقال ہوا جنکے بعد کوئی صحابی بادشاہ نہیں ہوا۔ ایک سو سال کا دور جس میں روایت بلاواسطہ ختم ہو گئی۔ ایک دور پانچسو سال کا جس میں عرب کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک دور ہزار سال کا جس کے بعد یاجوج ماجوج کا غلبہ شروع ہو گیا۔ ایک دور پچاس ہزار سال کا جس میں تمام دنیا الٹ پلٹ جاتی ہے۔ اور انبیاء کا نام نہیں رہتا۔

(ت ۷ ۳ ۴۴ ۲) **العادون**۔ اس آیت سے شیعوں کا متعہ صاف طور پر حرام ثابت ہوتا ہے کیونکہ متعہ والی عورت نہ ازواج میں ہے نہ لونڈیوں میں۔ ازواج میں اسطرح نہیں کہ اس کے لئے حق زوجیت ثابت نہیں اور نہ اسکی

...نسبت کچھ حکم ہوا - متعہ والی عورت لونڈی بھی نہیں
اور ماوراء کے لفظ میں جملہ - خلاف وضع فطری - مساحقت
(چپٹی) عزل وغیرہ داخل ہیں ع (ت ۸ ۳ ۴ ۲) -
لفادرون - چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بول
بالا ہو گیا - تمام متکبر دشمن [illegible] سعید و خدا پرست
لوگ آپکے ساتھ ہو گئے - اور کوئی مخالف کامیاب نہ ہوا
ع۲ -

سورۃ نوح

(ت ۹ ۳ ۴ ۲) عذاب الیم - یہ بیت امن و امان کے
زمانہ والے ہیں اس لئے [illegible] دینے والے عذاب سے
ڈرایا کہ کہیں یہ آرام و امن جاتا نہ رہے - ہوشیار ہو جائے
اور پھر نوحہ نہ کرنا پڑے - کیونکہ آرام دہ شخص نوح تم میں
موجود ہے - ایک فارسی شاعر نے کہا ہے:؎

چہ غم دیوار امت را کہ باشد نوح کشتیبان

(ت ۰ ۴ ۴ ۲) طیعون - یہ اطاعت رسول کی ایک
زبردست دلیل اور چکڑالوی وغیرہ فرقوں کا رد ہے -
(ت ۱۷ ۴ ۲) لا یوخر :-

روزے کہ اجل در آید از پیش و پست
ملک نیست کہ مہلت نہ دہد یک نفست
یاری نہ رسد در آں دم از ہیچ کست
بر باد شود جملہ ہوا و ہوست

(ت ۲ ۴ ۴ ۲) ثیابھم - ثیاب کے معنے قلب کے
بھی آتے ہیں (ت ۳ ۴ ۴ ۲) استغفروا -
ایک ولی سے کسی نے کہا قحط پڑ رہا ہے - اس نے کہا
استغفار پڑھو - کسی نے کہا مجھے اولاد نہیں ہے اسے بھی
کہا استغفار پڑھ - تیسرے نے کچھ مانگا اس کو بھی یہی جواب
- کسی نے وجہ پوچھی جواب دیا قرآن نے یہی بتایا ہے
پ۲۹ ع ۹) سورۃ نوح فقلت استغفروا ربکم الخ ع
(ت ۴ ۴ ۴ ۲) فادخلوا نارا - اس سے ظاہر ہے کہ
قبر میں بھی عذاب ہوگا (ت ۵ ۴ ۴ ۴) فاجراً کفارا
یعنی ان کافروں کی نہ آئندہ نسلوں سے کچھ امید ہے
نہ موجودہ سے - ع

سورۃ الجن

(ت ۲ ۴ ۴ ۲) نفر من الجن سورۃ الاحقاف رکوع ۴
سے ظاہر ہوتا ہے - کہ یہ جن موسیٰ کی کتاب کو مانتے تھے -
انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ پ۲۶ ع ۴ - باوجود
اس کے کہ موسیٰ کی کتاب میں ایک نبی موسیٰ کی مانند آنیکی پیشگوئی
ہے لیکن ان کو خیال یہی ہو گیا تھا کہ اب خدا کسی کو مبعوث
نہیں کرے گا جس طرح یوسف علیہ السلام کی قوم نے کہا -
لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا پ۲۴ ع ۹ - اور جیسا کہ
آجکل کے مسلمان باوجود جاننے کے کہ نبی کریم نے پیشگوئی
کی ہے (کذا فی المشکوٰۃ جلد چہارم) کہ ایک نبی امت میں
آنے والا ہے پھر کہتے ہیں کہ اس امت میں نہ کوئی آنیوالا
اور نہ کسی کی ضرورت ہے - بل قالوا مثل ما قال الاولون
پ۱۸ ع ۵) تفسیر میں لکھا ہے کہ نصیبین یمن کا ایک بڑا شہر
تھا - وہاں کے یہود جن کہلاتے تھے سوق عکاظ میں وہاں
کے لوگ آتے تھے اور قرآن سنکر حیران ہوتے چنانچہ سورۃ
احقاف رکوع ۴ پ۲۶ میں مذکور ہے - یا قومنا انا سمعنا
کتابا الخ جس میں [illegible] حضرت مسیح موعود کا
اسم شریف نہیں لیا -

بخاری شریف اور مشکوٰۃ کی حدیثوں میں جن کے معنے
سانپ - کالا کتا - مکھی - بھنوری - چیونٹی - اجرام ربانی
بجلی - دشمن کے ملک میں ایک یا دو جانیوالے کبوتر اور باز
اور اس کے پیچھے دوڑنے والا - زقوم - بائیں ہاتھ سے
کھانیوالا - شکمہ - جلی ہوئی رسی - گدھا - بال پراگندہ رکھنے
والا - شاعر - عذاب - ناک یا کان کٹا - شریر سردار -
بکریاں - گائیں وغیرہ کے آتے ہیں - اور جن اور ملائکہ ضرور
ضرور ایک مخلوق الہی ہیں جو کبھی کشفی طور پر نظر آجاتے ہیں -
اور ظاہر میں دیکھنے والی مخلوق نہیں - بڑے آدمیوں کو بھی
جن کہتے ہیں جیسے جن الناس معظمھم شاید اسی
سے ہندی کا مہا جن بنا ہوگا (ت ۷ ۴ ۴ ۲) شہبا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے وقت میں

بھی ستارے بکثرت ٹوٹتے تھے۔ جیسے ہمارے زمانہ میں
حضرت مسیح موعود کے وقت ٹوٹے۔ (ت ۲۴۴۸)
رملنا۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور
شیاطین ایک ہی ہیں ... ایک تو
سورۃ تبارک کی ... وجعلنا ھا رجوما للشیاطین پ۲۹ ع ۱
اور دوسری آیت وکان من الجن ففسق عن امر ربہ
پ۱۵ ع ۱۹ (ت ۲۴۴۹) اریلا۔ میں ادب کا لحاظ
رکھا ہے اراد نہیں کہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے:۔
الخیر کلہ الیک والشر لیس الیک (ت ۲۴۵۰)
القاسطون۔ لفظ قسط کو اگر ثلاثی میں لیجاویں جو اس
کے معنے جور و ظلم کے ہیں۔ اور اگر باب افعال میں لیجاویں
تو عدل و انصاف کے معنے ہوتے ہیں۔ قاسط۔ ظالم۔ مقسط
اسے جابر ... [illegible]
یظھر۔ اظہار علی الغیب مدعی نبوت کا خاصہ ہے۔ غیر
اس مقام پر ہرگز نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ چہرہ نمائی حق۔ یا
آئینہ خدا نما یا مظہر الحق ہونے کا درجہ ہے۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے گا کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سورۃ مزمل

(ت ۲۴۵۲) مزمل۔ بزاز طبرانی اور ابو نعیم نے
شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ دار الندوہ میں قریش نے جمع
ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا چاہا۔ کسی نے
شاعر۔ کسی نے مجنون۔ کسی نے ساحر۔ کسی نے کاہن تجویز
کیا۔ آپ کو برا معلوم ہوا۔ اور کمل کی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے
اس وقت یہ سورۃ اور مدثر اتری۔ ان سے پہلے اقرأ سے
مالم یعلم تک اتری تھی۔ اول مدثر پھر مزمل کچھ اختلاف
بھی ہے۔ مگر اس پر اتفاق ہے کہ یہ اوائل سورۃ میں۔ اور ان
الفاظ مزمل و مدثر میں تلطف اور تنبیہ بھی مدنظر ہے۔
(ت ۲۴۵۳) نصفہ۔ تہجد۔ رات کی نماز نصف

او انقص منہ مراد یا تو چھ بجے شام سے نو بجے رات
تک اور پھر تین بجے سے چھ بجے تک تہجد۔ قرآن تسبیح تحلیل
کا وقت ہے یا اڑھائی بجے سے پس نصف شب ہو جاتی
ہے۔ یعنے چھ گھنٹے۔ کیونکہ مغرب کے بعد سے نو بجے تک تین
گھنٹے اور تین بجے سے چھ بجے تک یا اڑھائی بجے سے
چھ بجے تک جملہ چھ گھنٹے ہو رہے۔ جو نصف شب ہوتی
ہے یا چونکہ راتیں بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں۔ اسلئے متوسط
راتیں نصف شب ہے اور چھوٹی راتوں میں نصف
سے کم اور بڑی راتوں میں نصف سے زیادہ قیام کرنے
کا ارشاد ہے۔ اور جو ... نہیں بلکہ او کے ساتھ
ارشاد ہوا ہے۔ تو طبیعت کے نشاط و انشراح پر بھی اس قیام
اللیل کو حوالہ کیا گیا ہے۔ یعنے چھوٹی راتوں میں بحالت
... قیام کر سکتا ہے اور بڑی راتوں میں بہ حالت
عدم نشاط کم اس نماز کو پڑھنے والے اور مداومت کرنے
والے۔ ایک حدیث میں حضور کی زبانی اشعر اعت
امتی کا خطاب پاتے ہیں صرف کے معنے بلند درجہ
کے ہیں یہ نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص
نہیں ہے۔ جیسے عوام کا خیال ہے۔ کیونکہ قرآنی طرز
اسی قسم کا ہے کہ کبھی مخاطب خاص اور بیان عام ہوتا
ہے جیسا سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ ع ۲ لا تجعل مع
اللہ الٰہ میں مخاطب خاص آپ معلوم ہوتے ہیں۔ اس
تمام رکوع میں یہی طرز ہے کہ مراد عام ہے اور مخاطب
خاص تو تہجد سب ہی کو پڑھنا چاہیئے اور مشکوٰۃ شریف
وغیرہ میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ قیامت کے دن سب لوگ ایک میدان میں جمع
ہوں گے اور ایک پکارنیوالا پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ
لوگ جو اپنے بستر چھوڑ کر تہجد اور صبح کی نماز کے لئے
اٹھا کرتے تھے تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ تھوڑے سے ہی
ہوں گے۔ پس ان کو بلانے کا حکم کہ تم بلا حساب جنت
میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد دوسروں کا حساب شروع ہوگا
اور فرمایا رحمت اس شخص پر جو تہجد کے واسطے آپ بھی
اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی اٹھاوے اگر وہ نہ اٹھے

تو اس کے منہ پر پانی مارے ... (ت ۵۴۴۴) تو تیلاً۔ آہستہ آہستہ پڑھ کر سوچ سمجھ کر۔ تو تشبیہ حفاظ محل تامل ہے ... رمضان شریف میں جیسا کہ عوام میں عادت پڑی ہوئی ہے (ت ۵۵۴۴۲) سبحاً طویلاً۔ سبح کے معنے چلنے پھرنے اور بڑے بڑے کام کرنے ... پیراک ہی سابح کہلاتا ہے جو ... ہیں۔ ہاتھ پیر مارتا ہے۔ یہاں سبحاً سے تصرف فی الحوائج مراد ہے۔ جو تمام دین کے کاموں میں تجھے کرنا پڑتی ہے ... پڑھنا پڑھانا۔ مریضوں کی عیادت جنازہ پر ... فقرا اور مہاجرین کی اعانت۔ طلاب کو تعلیم۔ متقیوں کو ارشاد و فتوی۔ صلح کرنا۔ مخالفوں سے لڑنا۔ ذاتی کام کاج۔ بی بیوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اسی قسم کے لاکھوں دینی کام سبحاً طویلاً ہیں۔ سند العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الم نشرح لک صدرک کی تحت میں حضور کی کارگزاریوں کی خوب تفسیر کی ہے شائقین وہاں ملاحظہ فرماویں (ت ۵۶۴۴۲) وکیلا۔ چونکہ آقا کے کام میں لگا ہوا ہے تو اس کے کام اور روزی کی فکر آقا پر ہے۔ سچ ہے ...

خدا خود میر ...

خود ہمارے حضور نے بھی فرمایا ہے۔ یعنی حدیث میں آیا ہے من جعل الھموم ھما واحد اھم آخرتہ کفاہ اللہ ھم دنیاہ ومن تشعبت بہ الھموم احوال الدنیا لم یبال اللہ فی ای اودیتہا ھلک (ترجمہ) جس نے تمام غموں کو ایک غم بنا لیا ہے آخرت کا یعنے صرف آخرت ہی کی فکر رکھتا ہے اللہ اس کے دنیا کے غموں کو دور کرے گا۔ اور جو دنیا کے غموں کے ساتھ پھرا کرتا ہے۔ اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ کس جنگل میں ہلاک ہو گیا اور اسے دنیا بھی نہیں ملی ع (ت ۵۷۴۴۲) :- واستغفروا اللہ۔ حدیث[۱۲] میں آیا ہے طوبی لمن وجد فی صحیفتہ استغفارا کثیرا۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک مجلس میں ستر سے لیکر سو بار تک استغفار پڑھا کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو کثرت سے استغفار پڑھنا چاہیئے۔ اس میں بڑے فوائد ہیں۔ اللہ تعالے نے معلمات اربعین (؟) ... (۱) استغفروا ربکم انہ کان غفارا (۲) یرسل السماء علیکم مدرارا (۳) ویمددکم باموال وبنین (۴) ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہارا۔ سورۃ نوح پارہ ۲۹ س ۹ ع ۱۴۔

سورۃ مدثر

(ت ۵۷۴۴۲) تمہید سے

الدثار ابرہ داں والشعار آستر + المظہار ابرہ داں ... آستر وجاء فی الحدیث الانصار شعار والناس دثار۔ یہ سورہ بھی ابتدائی وحی کی ہے۔ جب آپ کے ساتھ سوائے ملائکہ کے اور کوئی جماعت نہ تھی پہلی سورۃ میں تہذیب اخلاق کا رنگ تھا اور اس میں تدبیر منازل و سیاست مدن۔ پہلی شق مرتبہ کمال اور دوسری شق مرتبہ تکمیل وہدایت کے متعلق ہے (ت) وربک فکبر۔ یعنی رب النوع کی وہم و ہام دور کر دے اور تیرے رب کی بلندی بیان کر (ت ۵۹۴۴۲) وحیدا۔ گو اس میں خاص شخص کا نام معلوم ہوتا ہے مگر ایسے لچے ولوندے چھپے ہوئے ہکتا ہے ... ملتمر ... (ت ۴۴۴۲) تسعۃ عشر۔ لطیفہ یہ کہ قوائے انسانی جن سے نافرمانیوں کا ظہور ہوتا ہے وہ بھی انیس ہی ہیں۔ دو ہاتھ۔ دو پاؤں۔ زبان۔ دل۔ آلہ تناسل۔ مقعد۔ پیٹ۔ منہ۔ حواس خمسہ۔ فکر۔ عقل۔ شہوت۔ غضب۔ اور اسی طرح دخول جہنم کے سات دروازوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ لہا سبعا بواب پارہ ۱۴ ر ۳۔ وہاں ہم نے ذکر کیا ہے کہ منافذ سبع وجود انسانی جن سے برائیاں واقع ہوں سبب دخول جہنم ہو جاتی ہیں وہ منافذ یہ ہیں آنکھ۔ کان ناک۔ پیشاب کی جگہ پاخانہ کی جگہ۔ زبان۔ خیال۔ یعنے حصہ اندرونی انسان جس سے برائی واقع ہو (ت) فتنۃ۔ چونکہ مشہور کتب سماویہ میں اس کا داخلہ نہیں ملتا۔ اور خدا نے خود اس پر زور دیا ہے۔ اور یہ مغرور اہل کتاب کیلئے موجب امتحان ہے دیکھیں وہ خدا کا نام سنکر ادب کرتے ہیں یا نہیں۔ یا ان کی

معلومات وسیع ہونے سے شکوک کرتے ہیں یا نہیں۔ جس صاحب
کو کتب سماویہ میں نسخہ عشرہ کا حوالہ ملجائے تو ضرور مسلمانوں
کو بذریعہ عام اعلان اطلاع فرماویں۔ موجب اجر عظیم ہوگا۔
(ت ۲۶۱ م ۲) ینبؤا الانسان ... یعنے ماموری کی باتیں
سنکر آگے پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے ع (ت ۲۶۳ م ۲)
لشافعین ... ہوتا ہے کہ سفارش کرنیوالے سفارش
کرینگے۔ مگر مقبول نہ ہوگی۔ گویا شفاعت نامنظور ہی ہوتی ہے
(ت ۲۶۳ م ۲) قسورۃ تیراندازوں کی جماعت کو بھی
کہتے ہیں جو جنگلی گدہوں کا شکار کرتی ہے (ت ۲۶۴ م ۲)
اھل المغفرۃ حدیث شریف میں اس کی یہ تفسیر ہے کہ میں ہی
اس قابل ہوں کہ مجھ سے ڈریں۔ پس میرے ساتھ کسی کو شریک
نہ کریں تو جو مجھ سے ڈریگا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریگا
تو میں اس کو بخش دونگا ... ترمذی ع

سورۃ قیامت

(ت ۲۶۵ م ۲) لا اقسم۔ ولا اقسم میں مفسرین مثل
صاحب جلالین وغیرہ کہتے ہیں کہ لا زائد ہے۔ مگر یہ زاید
نہیں بلکہ منکر قیامت اور منکر حشر اجساد کی نفی و تردید کے لئے
ہے۔ یعنے جو تم سمجھے ہو وہ نہیں بلکہ ہم قسم کہا کر کہتے ہیں کہ یہ ہو
(ت ۲۶۶ م ۲) لا تحرک اس کی تفسیر آیت ولا تعجل
بالقرآن ... میں ہے (ت ۲۶۷ م ۲) جمعہ
وقرآنہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ قرآن صحیفوں متفرق حصوں
میں بیس سال تک اترتا رہا۔ تو انکا جمع کرنا آسان کام نہ تھا۔
اللہ ہی نے اسے جمع کیا اور اسے پڑھایا۔ ہاں حضرت عثمان
وحضرت ابوبکر وغیرہ حضرات نے قرآن مجید کو شایع کیا۔
(ت ۲۶۸ م ۲) فائدہ۔ حدیث میں آتا ہے کہ لوگوں نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ۔ کیا ہم قیامت کو اپنے رب کو دیکھیں گے
آپ نے فرمایا کیا تم روز آفتاب کے دیکھنے میں جبکہ ابر نہ ہو یا روک
نہ ہو کچھ شک کر سکتے ہو۔ عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا چودہویں رات
کا چاند دیکھنے میں جبکہ بادل یا روک نہ ہو تم کو کچھ شک ہو
سکتا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسی طرح رب کو دیکھو گے
ابن کثیر سب صحابہ کا اس پر اتفاق ہے اور یہ آیت دیدار الٰہی
... بعینہ ...

کے اثبات میں صریح ہے (ت ۲۶۹ م ۲) والتفت
الساق بالساق۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ نزع روح
کے وقت دنیا اور آخرت کا ملنا یعنے دنیا کا آخر زمانہ اور
آخرت کے پہلے زمانہ کا شروع مراد ہے۔ حضرت حسن رض
فرماتے ہیں کہ لف ساقین سے مراد کفن کا پنڈلیوں پر لپیٹا ہو
ع (ت ۲۷۰ م ۲) فلا صدق ولا صلے۔ اس
میں تصدیق رسول کو نماز سے مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے
نماز مسکینی و قبلہ راہی دانی۔ نداننت چہ غرض زین نماز با شد
(ہذا قال مسیح موعود) امامت وغیرہ کے لئے تصدیق الامام
کی ضرورت اس آیت سے ثابت ہے۔ بعد تصدیق نماز
مقدم ہے ہ

روز محشر کہ جان گداز بود۔ اولیں پرسش نماز بود
اول ما یحاسب بہ العبد من اعمالہ الصلوٰۃ
نماز کے محافظ کا ساقی وضامن اللہ تعالیٰ ہوگا۔ انی معکم
لئن اقمتم الصلوٰۃ پ ۶ ع ۶۔

سورۃ دھر

(ت ۲۷۱ م ۲) امشاج۔ مشیج۔ خلط۔ غذاؤں کا خلط
مرد و عورت کی منی کا خلط۔ مختلف خلطوں سے نطفہ
مرکب ہوتا ہے (ت ۲۷۲ م ۲) شاکراً۔ محسن کے
انعام دیکھکر محبت آجاتی ہے ہمارے پیشوا و مرشد ہادی
ومہدی حضرت مسیح موعود علیہ الف الف تحیۃ وسلام
کی ایک دعا جو قابل حفظ ہے:۔

دعا

اے میرے محسن اور میرے رب میں ایک تیرا ناکارہ ناچیز
بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم
پر ظلم دیکھا۔ اور انعام پر انعام کیا گناہ پر گناہ دیکھا۔ احسان
پر احسان فرمایا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور بیشمار نعمتوں
سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم فرما
اور میری بے باکی و ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھکو میرے غم و
فکر سے نجات دے کہ بجز تیری ذات پاک کے کوئی نجات
بخشنے والا چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین۔

(ت ۳، ۴۲) سلاسل یعنے جو لوگ خدا کیطرف متوجہ ہو کر۔ اس کی تلاش نہیں کرتے وہ دنیا کے دھندوں کی زنجیروں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور دنیاوی عزت اور جاہ کی طلب میں جکڑے رہتے ہیں۔ یعنے حرص دنیا اس کے گلے کا طوق بنجاتی ہے اور آخرت میں بھی طوق و زنجیر بشکل عذاب متمثل ہو جائیں گی (ت ۴، ۷۶) کافورًا۔ مومن ... کے اندر جو کئی قسم کے بدخواہشات ہیں اور انکو ... جا رہا ہے یہ شربت اس کو دور کر دے گا تفصیل کیلئے دیکھو رپورٹ جلسہ مہوتسو۔ یعنے اسلام کی فلاسفی۔ مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ (ت ۵، ۷۶) یفجرونہا تفجیرا۔ دنیا میں بہشتی چشمے دور دراز ملکوں میں تبلیغی رنگ میں چیر پھاڑ کر جاری کئے جیسے۔ افریقہ۔ روم۔ شام۔ ہندوستان وغیرہا۔ میں بہشتی چشمے بہا دیئے یعنی قرآن و دین پھیلا دیا۔ پس جزاء وفاقا پ ۳۰ ر ۱۷۔ کے طور پر ہر قسم کی نعمتوں سے وہ سیراب کئے جائیں گے اس وقت کے اہل ایمان کو بھی ان چشموں کو بڑے زور سے بہانا چاہیئے۔ (ت ۶، ۷۶) نطعمکم لوجہ اللہ۔ ہر نیکی جب تک اخلاص یعنے خدا ہی کے لئے اور ثواب وصفا یعنے ... قدم بہاء ہو وہ ... مستحق نہیں۔ بلکہ نیکی ہی نہیں (ت ۱۲، ۷۶) من فضۃ چاندی کے برتن۔ حضرت محی الدین ابن عربی کا قول ہے کہ انبیاء کا مقام چاندی کا اور اولیاء کا مقام سونے کا ہوتا ہے اس پر نا سمجھ علماء نے بے ادبی سمجھی۔ اور ان کی تکفیر کی۔ اصل یہ ہے کہ سفید رنگ تمام رنگوں پر حاوی ہوتا ہے۔ جیسے انبیاء علیہم السلام تمام کمالات پر حاوی ہوتے ہیں۔ مگر اولیاء میں مقابلۃً کمی ہے۔ بہشت کے برتن فیوض انبیاء کا ظہور ہے۔ (ت ۸، ۷۶) سلسبیلا۔ یہ لفظ مرکب ہے سل و سبیل سے۔ یعنے راستہ دریافت کر (ت ۹، ۷۶) شرابا طہورا۔ شربت وصال عرفان پہلے کافوری یعنے جمالی ظہور جو جوش و خروش کو دبا دیگا۔ اس کے بعد زنجبیلی شربت جس کے معنے پہاڑوں پر چڑھا دینے والا یہ ترقی بے غایات کا موجب ہے ع۔ (ت ۱۰، ۷۶) تنزیلا۔ آہستہ آہستہ اتارا۔ توریت میں یہ پیش گوئی تھی کہ وہ کتاب آہستہ آہستہ نازل ہو گی یسعیاہ (۲۸) اور مخالفین کہتے تھے۔ کیوں نہیں یہ قرآن اکیبارہی اتر جاتا اس کا جواب دیا ہے (ت ۱۸، ۷۶) وما تشاءون۔ یہ واؤ حالیہ ہے یعنے حال یہ ہے کہ تم وہی چاہو گے جو اللہ نے چاہا یہ صحابہ کے متعلق پیشگوئی ہے کیونکہ ان اللہ کان علیما حکیما۔ اس کی دلیل ہے یا یہ کہ تمہارا حال ایسا ہونا چاہیئے کہ تم بھی نہ چاہو وہ بات جو اللہ چاہے مگر تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم وہ چاہتے ہو جو اللہ نہیں ... بطور تنبیہ و نصیحت کے فرمایا۔ یا یہ ترجمہ ہے کہ تم میں سے جو چاہے وہ رب کا راستہ اختیار کرے (نہیں تو پھر تم نہ چاہو گے۔ مگر وہی جو اللہ چاہیگا) یعنے سزا پر مجبور کئے جاؤ گے ع ۲۔

سورۃ مرسلات

(ت ۲، ۷۷) والمرسلات۔ وہ نرم ہوا جو کان میں عرف لاتی ہیں۔ ہوا کے بغیر انسان کے کان میں آواز نہیں آ سکتی پھر تیز ہو اٹھیں جو برائیوں اور غلاظتوں کو دور کرتی ہیں۔ اور اس کو پھیلاتی ہیں۔ اس بیان میں جسمانی اور روحانی بیانات ہیں جیسا کہ اسرار قرآنی کا خاصہ ہے الفاظ مرسلات۔ عاصفات ناشرات ... ملقیات اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہیں۔ جو ہزار ہا بیرونی و اندرونی و آفاقی و نفسی روحانی و جسمانی امور پر دلالت کرتی ہیں اسی طرح وجود قیامت پر بے حد دلیلیں پیدا ہوتی ہیں (ت ۳، ۷۷) والناشرات نشرا۔ علی قدر طاقت شرائع کو پھیلاتی ہیں۔ (ت ۸، ۷۷) النجوم طمست۔ یعنے علماء مٹ جائینگے (ت ۹، ۷۷) السماء فرجت۔ یعنے آسمانی بلائیں اور حوادث بکثرت و شدت سے ہوں گے۔ بلاؤں کا آسمان پھٹ پڑے گا (ت ۱۰، ۷۷) الجبال نسفت۔ یعنے بڑی بڑی قومیں نیست و نابود ہو جائینگی۔ اور دوسری جگہ آتا ہے۔ یسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا پ ۱۶ ر ۱۵۔ مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑینگے۔ (ت ۱۱، ۷۷) الرسل اقتت۔ دنیا میں بھی تحقیق المذاہب کے لئے بڑے بڑے لیڈر جمع ہوتے ہیں مگر متفق

غالب ہوتے ہیں (ت ۲۴۸۸) لای یوم اجلت یہ وعدے کب پورے ہوں گے۔ قیامت میں اور یہاں اس کے نمونے ماموروں کے غلبہ سے ثابت ہو رہے ہیں۔ تمام قرآن شریف میں ویل یومئذ للمکذبین پ ۲۹ س ۲۱۔ [illegible] بار اس جگہ آیا ہے اور باقی تمام قرآن میں کتنی جگہ ہوگا۔ ویل یومئذ للمصدقین و مومنین نہیں ہے۔ [illegible] اور محمد دین یعنے ماموروں کے منکر اس پر غور کریں (ت ۲۴۸۹) ماء مھین۔ نبی ولی امیر رسول یا دشاہ فقیر۔ اکثر بازسب اسی ادنے پانی سے بنے ہوئے ہیں۔

(ت ۲۴۹۰) قرار مکین یا اوعیہ منی یا رحم مادر۔

(ت ۲۴۹۱) کفاتا سمیٹنے والی۔ اپنی طرف کھینچنے والی اس میں زمین کی کشش کی طرف بھی اشارہ ہے اگر پتھر اوپر کی طرف پھینکا جائے یا اسکو زمین اوپر سے کھینچ لیتی ہے۔ یہ بحث کلفت اور اکفات [illegible] سے ہیں۔

(ت ۲۴۹۲) الی ظل ذی ثلث شعب کچھ حصے میں دھواں کچھ حصے میں شعلے اور کچھ حصے میں انگارے۔ میرے استاد حضرت حافظ حاجی مولوی مفسر محدث فقیہ صوفی جناب مولانا [illegible] الدین صاحب دام فیوضہم فرماتے ہیں۔ کہ اس کے متعلق مالیر کوٹلہ میں مجھے الہام ہوا تھا اور تفہیم جو ہوئی وہ یہ ہے کہ گھر کے فائدوں میں سے (۱) حر و برد و مینہ و تیزی ہوا سے بچنا اور آرام حاصل کرنا ہے (۲) گرم آگ سے اگر مکان کی آڑ میں آ جائیں تو بچیں۔ مکان کے در و دیوار میں نمنکی ہوتی ہے جس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور یہاں تینوں نہیں۔ قرآن نے ثلث شعب کی تشریح خود یوں بیان کی ہے (۱) ایک لا ظلیل۔ (۲) لا یغنی من اللھب (۳) انھا ترمی بشرر۔

خلاصہ یہ کہ سایہ کے تین ہی فایدے ہوتے ہیں (۱) اوپر کی تپش سے بچیں (۲) گرد و پیش کی لپٹ سے بچیں (۳) شرارے اور چنگاڑیوں کی جھپٹ سے بچیں دوزخ کے دھوئیں میں یہ صفتیں کہاں۔ دجال کے رد کے لئے ظل و دخان سے یوں بھی تعبیر ہوئی کہ نہ باپ کا سایہ ہوگا نہ بیٹے کا نہ روح القدس کا سوائے توحید کے نجات نہیں۔ کالقصر کے معنے چھپا کے ہیں جملت بڑے بڑے رسے (ت ۲۴۹۳) تکیل ون۔ بے وقوف پادریوں کا دجل دیکھو کہ ایک تین تین ایک۔ کسی لڑکی سے اگر پوچھیں ایک دو تین کتنے ہوتے ہیں۔ تین کبھی نہیں ہوتے ع ۲۔ ت ۲۴۹۴) کلوا و تمتعوا قلیلاً انکم مجرمون۔ گرجا اور بتخانے اور بدعت خانے اور خانقاہ اور مسجد کے غافل ملاؤں اور سیاسبالوں اور حافظوں اور خادموں کو یہ ارشاد ہے۔ کیونکہ ان کو کھانا فراغت سے ملجاتا ہے (ت ۲۴۹۵) لا یرکعون۔ عیسائیوں کے یہاں نماز میں رکوع نہیں صرف نیل ڈون گھٹنے ٹیکنا ہے۔ اور نیکیوں کیطرف لوگ اکثر کم ہی رجوع کرتے ہیں اسلئے حکم ہوا کہ نیکیوں کیطرف جھکنے والوں کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔ (ت ۲۴۹۶) یہاں حدیث پیغمبر اور اقوال سلف صالحین مراد نہیں بلکہ نکمی باتیں قصے ناول جھوٹے نسخے مراد ہیں۔ ع ۲۔

الجزو ۳۰

سورۃ النّباء

(ت ۲۴۹۷) النباء العظیم۔ ہوسکتا ہے کہ نباء عظیم سے [illegible] قرآن مجید اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا دعوٰے ہی مراد ہو (ت ۲۴۹۸) مختلفون یہود و نصاری و مشرکین یعنے سب ہی قیامت کے متعلق اختلاف رکھتے تھے۔ آجکل بھی ایک قوم تناسخ کو مانتی ہے ایسا ہی رسالت و نبوت و قرآن کی نسبت اختلاف تھے۔ اور رہیں اور ہیں گے (ت ۲۴۹۹) والجبال اوتادًا۔ ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی فلسفی پر جدیدہ علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں۔ اور انہی مشاہدات سے ہی ہم گذشتہ دیرینہ حوادثات کا علم حاصل کرسکتے ہیں طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے اچھی طرح ثابت ہوسکتا ہے کہ اس زمین کا ثبات و قرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموات والارض نے تکوین جبال اور خلق کوہساروں سے فرمایا ہے اور زمین کے تب لرزہ کو اس علیم و قدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتداء میں ایک آتشین

گیس تھا جسکی بالائی سطح برد ہوا اور دخان تھا اور اس امر کی
تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے - جہاں فرمایا ثم استوی الی
السماء وھی دخان (پ۲۴ ع ۱۶) پھر وہ آتشیں مادہ آہستہ
بتدریج سرد ہوکر ایک سیال چیز بنگیا - جسکی طرف قرآن شریف
ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے وکان عرشہ علی الماء
(پ۱۲ ع ۱ ہود) پھر وہ سیال مادہ زیادہ سرد ہوکر اوپر سے سخت
اور منجمد ہوتا گیا - اب بھی اسکے عمق کو جسقدر غور سے دیکھتے
جاویں اسکا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا گرم ہے کوئلوں اور
کانوں کے کھودنے والوں نے اپنی تحقیقات سے یہ نتیجہ
نکالا ہے - گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ ۳۶
میل سے نیچے عمق میں اب تک ایک ذوبانی اور ناری مادہ
موجود ہے - جسکی گرمی تصور سے بالا ہے - اسلام نے بھی
دوزخ کو نیچے بتایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ
موٹی نہ تھی اس وقت زمین کے اس آتشیں سمندر کی موجوں کو
کوئی مانع نہ تھا - اور اس لئے کہ اس وقت حرارت زیادہ تھی اور
حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے - زمین کی اندرونی موجوں
سے بڑے بڑے مواد نکلے - جن سے پہاڑوں کے سلسلے
پیدا ہو گئے - آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی
اور اس کے ثبات و ثقل نے اس آتشیں سمندر کی موجوں
کو دبالیا تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی
اسی واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے القی فی الارض رواسی
ان تمید بکم (پ۱۴ ع ۸) القی کا لفظ جو آیا ہے اسکے
معنے پیدا کئے ہیں - کیونکہ دوسری جگہ قرآن میں جعل کا لفظ بھی
آیا ہے - وجعل فیہا رواسی من فوقہا - اور زمین پر
پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی الخ ایک عجیب نکتہ قابل
سماعت اس آیت [illegible] تحسبہا
جامدۃ وھی تمر مر السحاب (پ۲۰ ع ۲) سورۃ النمل
اور تو پہاڑوں کو دیکھکر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمے ہوئے
ہیں - حالانکہ وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں - یہ اللہ تعالی کی
کاریگری قابل دید و لائق شنید ہے - جس نے ہر شئے کو خوب
مضبوط بنایا - غور کرو کہ ارشاد فرمایا ہے تمہاری نظروں
کے سامنے ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے ہیں - حالانکہ وہ
وہ بادلوں کی طرح سیار ہیں - اس سے صاف معلوم ہو گیا
کہ زمین کے ساتھ پہاڑ حرکت کرتے ہیں فتدبر ولا تکن من الغافلین
(ت ۲۵۰۰) یوم الفصل - سورۃ مرسلات میں یوم
الفصل فرمایا تھا - اب اس کی تفصیل بتاتا ہے کہ یہاں تو
سب کچھ ملا جلا ہے - اگر عذاب آئے تو نیک کو بھی دکھ
پہنچتا ہے - اس لئے فیصلے کے واسطے ایک دن مقرر ہے
پھر کفار کو دنیا میں اس کا نمونہ دکھایا جائیگا تاکہ آخرت کا
ثبوت ملے - (ت ۲۵۰۱) میقات الجبار آسمان سے
نشانات کی بارش ہوگی اور جو بڑے بڑے پہاڑ بنے بیٹھے
ہیں - وہ ھباءً منثورا ہو جائینگے (ت ۲۵۰۲)
احقابا - حقب کچھ اوپر اسی سال کا ہوتا ہے - اور ہر سال
ہماری گنتی سے (۳۶۰) دن کا ع (ت ۲۵۰۳)
کواعب اترابا - کواعب جمع کاعبہ کی ہے کعبین ٹخنے
کی اونچائی ہڈیاں - ان ہڈیوں سے نوخیز پستان کی تشبیہ دی
ہے - محاورہ ہے تکعبت الجاریۃ اور اتراب کا اصل
ترب و تراب ہے - جس سے مطلب خاکساری انکساری ہے
یہ طاغین کی سزا کے بالمقابل اتراب یعنی منکسر المزاج
عورات سے جزاء للمتقین خوب مناسبت رکھتی ہے
اور اتراب بہ معنے ہم عمر و مٹی میں ساتھ کھیلنے والے ع۲

سورۃ النزعت

(ت ۲۵۰۴) تمہید کمال حاصل کرنے والے کے لئے
۵ شرطیں ضروری ہیں اور ایک نتیجہ (۱) جس کام کو کرنے
لگے تو وہ اور کام سے الگ ہو جائے (۲) اس میں ڈوب
جائے (۳) بخوشی تمام کرے (۴) روک نہ ہو دوسری طرف
توجہ نہ ہو (۵) دوسرے سے آگے بڑھ جانا چاہتا ہو -
نتیجہ بے کار اور لغو نہ ہو (ت ۲۵۰۵) والنازعات
نازعات زور و تکلف سے کھینچنے والے ناشطات
اپنے فن کے بیراک و ماہر - سابقات سبقت لیجانیوالے
ہمعصروں سے مدبرات افسران محکمہ جات اور فنون
کے موجد و ماہر مطلب وغرض یہ ہے کہ کمال حاصل کرنے
کے پانچ شرائط ہیں (۱) غور و تدبر میں غرق ہو جانا (۲) بڑی

دلچسپی وخوشی (۳) غبطہ ہو (۴) موانعات کو دور کرے (۵)
کسب کمال کن کہ عزیز ے جہاں شوی - اس لئے ارشاد ہوتا
ہے - قسم ہے غرق ہو کر نکال لینے والوں کی - مثلاً مجاہدہ کرنے
والے محنت کش دین و دنیا کے کام میں غرق ہو کر کوشش
کرنے والے کی [illegible] ت - مثلاً جو محنت اور مشقت کے
درجوں سے نکل کر ذوق اور شوق کی حالت کو پہنچ گئے وہ دینی
حالات میں ہوں یا دنیوی - اور سابحات جو اپنے کام میں مشاق
اور رواں ہو چکے ہیں - صوفیوں میں اسکا نام طیران اور عروج ہے
دنیوی امتحانات اور کاموں میں یہ بھی مقابلہ ہوا کرتا ہے - اور
مدبرات صوفیوں کی اصطلاح میں اس کا نام نزول و رجوع دعوت
الی الحق ہے - دنیوی حیثیت سے وزراء امراء منتظم ہیں جو اس
میں شامل ہیں یہ درجے ایک دوسرے کے بعد حاصل ہوتے ہیں
یہ دلایل ہیں - کہ [illegible] کوئی حالت مستقل
نہیں - انسان مختلف منزلیں طے کرتا ہوا موت کا شکار ہو
جاتا ہے - اسی طرح کل عالم کی موت کا حال ہے جو آئندہ حشر
و نشر پر دلالت کرتی ہے (ت) فالمدبرات امرا - ملائکہ
اللہ کی خدمات بھی اس آیت سے سمجھی گئی ہیں جس سے جماعت
انسانی بھی بڑا فائدہ حاصل کرتی ہے اور [illegible] ہی مسئلہ جزاء
کو جو مقصود بالذات ہے ثابت کر رہی ہیں کہ نتائج اعمال حق ہیں
کوششوں کے پھل ضرور ملیں گے کیونکہ الدنیا مزرعة الاخرة
واقع ہے اور موکد بہ قسم بیان فرمایا ہے جو واقعات شدنی کے
لئے بطور شاہد کے ہے اور آنیوالے یوم کے اشراط عظام
مبادی و مقدمات یوں بیان فرمائے ہیں کہ یوم ترجف
الراجفة (ت) تتبعها الرادفة جیسا کہ آجکل ۱۹۰۵ء
سے زلزلے دیکھ رہے ہیں - سب سے بڑا خطرناک زلزلہ
کانگڑہ کا ہوا - (ت ۲۵۰۶) لعبرة لمن یخشی -
عبرت ہے - یعنی ہر فرعونے را موسی ثابت ہو گا ع -
(ت ۲۵۰۷) فیما انت من ذکرٰیها - اس کا وقت بتانے
کے جھگڑے میں کیوں پڑتے ہو (ت ۲۵۰۸) الی ربک
منتهٰها تیرے رب ہی کو معلوم ہے کہ وہ کب ہو گی ع ۲

سورۃ عبس

(ت ۲۵۰۹) ماہرین تفسیر شان نزول کو مخصوص الواقعہ
خاص نہیں کرتے بلکہ جہاں تک ہوسکے عموم واقعہ لیتے ہیں
یہاں مجمع قریش میں حضور کی تشریف فرمائی و تبلیغ کا واقعہ
مشہور ہے - جہاں عبد اللہ ابن ام مکتوم نابینا دوڑتے چلے
آرہے تھے اور نابینا ہونے کی وجہ سے اداب رسالت کا
خیال نہ رکھ سکے - مگر خلوص قلبی نے انہیں مقبول و محبوب
بنا دیا اور محبوب کو معتوب اس سے مبلغین کو پند دی
کہ امراء کی پرواہ مقابلہ میں غرباء و ضعفاء کے کم کریں اور
جو بڑے آدمی دلچسپی سے نہ سنیں ان کو صرف کہدینا چاہیے
(دوسرا ترجمہ وہ ہے جو متن میں کیا گیا) بعض آدمی نیک
ہوتے ہیں - مگر ان کے اندر کبریائی ہوتی ہے بہت احتیاط
چاہیئے - نبی کریم امراء مکہ کو سمجھا رہے تھے - ایک اندھا آ
گیا - اللہ نے اندھے کی سفارش فرمائی - اور عبوسیت اور
تولی کو نابینا دیکھ نہیں سکتا - اس سے اس کو رنج بھی نہیں
ہوسکتا - کفار اسے دیکھ سکتے ہیں ان کی خاطر داری بھی ہو
جاتی ہے (ت ۲۵۱۰) تذکرة - اس میں تغیرات
عظیمہ کی جزدی ہے اول چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کیں -
پھر قیامت کی خبر دی (ت ۲۵۱۱) صحف مکرمة
یعنے اگلی بزرگ کتابوں میں اس کا مذکور رہا ہے دوسری یہ کتاب
معظم ہے - تیسری یہ کہ پاک لوگوں کی فطرتوں میں منقوش اور
محفوظ ہے اور یہی تعلیم تمام کتابوں کا خلاصہ ہے ایک یہ
معنے کہ کاغذوں میں اس کی صورت لکھی جاتی ہے جنکی
عزت کیجاتی ہے اونچی اونچی رکھی جاتی ہے (ت ۲۵۱۲)
من ای شیء خلقه - صوفی چہ خوش گفتہ (انسان کی
[illegible] کیا ہے) بہ [illegible] آمدہ وجود [illegible] بہ [illegible] بادے
معدوم - خاکے بیختہ و آبے برو ریختہ - روزے چند آخر
کار با خداوند - اعلائے کلمة اللہ کنید و اشفاق بر خلق اللہ
اگر در خانہ کس است حرفے بس است - اللہ بس باقی ہوس -
(ت ۲۵۱۳) من نطفة - جیسے نطفہ سے آدمی بنتا
جاتا ہے اسی طرح وجود بعد مرگ سے ایک وجود بنتا ہے
(ت ۲۵۱۴) فاقبره معلوم ہوا کہ قبر اس مکان کا نام
ہے جہاں سعادت مند اور بدبختوں شقیوں کو بھیجتا ہے -

وہ نہیں جہاں لوگ گاڑے جاتے ہیں۔ قبر ہر مردے کا نام ہے خواہ دریا میں ڈوبے یا شیر کھا لے یا کوئی جل جائے اور راکھ ہو جائے (ت ۲۵۱۵) متاعا لکم جب کہ ہم اس قسم سے یہ نمونہ چیزیں ہمیشہ بناتے رہے تو اب بعد مرنیکے تمہارا بنانا کیا مشکل کام ہے (ت ۲۵۱۷) شان یعنیہ بھاگنے کا سبب یا تو تضییع حقوق کے مطالبہ کا ڈر یا کسی کو دے کر سفارش کرنا یا اپنی حالت دکھانیکے ناقابل ہونا یا ان کی حالت دیدنی ہے ع۔

سورۃ تکویر

(ت ۲۵۱۸) اذا العشار عطلت۔ اس کے تین مطلب ہیں (۱) اونٹوں کی زکوٰۃ بند ہو جائے جو بڑی آمدنی ہے (۲) ریلیں جاری ہو جائیں جیسے کہ تیرکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا۔ (۳) زمین عرب کا عشر موقوف ہو جائے گا۔ (ت ۲۵۱۹) الوحوش حشرت یعنے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وحشی سمجھے گئے تھے وہ جمعیت حاصل کرینگے پھیل جائینگے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قسطنطنیہ کی فتح کے سات برس بعد دجال کا خروج شروع ہوگا۔ محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے سات سال بعد دجال نکلنا شروع ہو گیا یعنے یورپ کی سلطنتیں ہوشیار ہو گئیں سنبھل گئیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا ڈر پیدا ہو گیا تھا۔ اور یہ معنے بھی ہیں کہ تمام یورپ وغیرہ میں عجائب خانہ چڑیا خانہ وغیرہ سجائے جائیں گے (ت ۲۵۲۰) فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس۔ یہ کلام بھی کلام ذوالمعارف کے طور پر ہے منجملہ اس کے یہ ہے کہ قسمیہ طور پر فرمایا کہ کفر اب تین طرح سے ٹوٹے گا۔ اول ترقی کفر کی تھم جائیگی دب جائیگی پسپا ہو جائیگی۔ دوئم کچھ لوگ روبراہ ہو کر اسلام میں داخل ہو جائیں گے باقی رہے سہے پر جھاڑو پھیر دیجائیگی۔ آسمانی بلاؤں سے زمینی بلاؤں سے۔ جنگوں سے کفر کا صفایا ہو جائیگا۔ یہی اس کے لئے تکنس ہے۔ سورج کی روشنی سے ستاروں کا ماند پڑ جانا بھی خنس ہے اور خنس دجال کے گروہ کو بھی کہتے ہیں (ت ۲۵۲۱) واللیل اذا عسعس۔

عسعس اضداد سے ہے جسکے معنے آنے اور جانے کے ہیں یعنی کفر گیا اور اس کی جگہ اسلام نے لی۔ عسعس کے لفظ سے زمین کا گول ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک نور سے ظلمت روشنی پر چڑھی چلی آتی ہے تو ساتھ ہی دوسری طرف سے پیچھے سے روشنی ظلمت پر سوار ہو رہی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ زمین گول نہ مانی جاوے تلک الایام نداولہا بین الناس (پ۴ س ۵) کے معنے بھی یہی کے تنفس اور صبح کے تنفس کے قریب قریب ہیں۔ یا عسعس کے لفظ سے زمین کا گول ہونا یوں سمجھ لیجئے کہ جب رات ہماری طرف سے گئی اور ہمیں دن آیا تو زمین کے دوسری طرف والوں پر رات آئی۔ اسی طرح جب اس کے بالعکس عسعس جاتی ہے آتی ہے۔ یہاں پر فقط جاتی ہے (ت ۲۵۲۲) لقول رسول کریم آیت ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ و ۲۲۔ انہ لقول رسول کریم الخ اس قدر کلام ذوالمعارف بیان فرمانیکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جنون کے الزام کو رفع کیا اور اسی دنیا میں آپکا مکرم ذی قوۃ مکین اور مطاع ہو جانا بھی بیان فرمایا ہے یہ صفتیں جبرائیل کی بھی ہیں۔ اس صورت میں قول کے معنے قرأت جبرائیل کے ہیں (ت ۲۵۲۳) وما تشاؤن یعنے سید وہی ہو سکتا ہے۔ جو اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کرے جیسے سورۃ البقر رکوع ۳۷ (پ۳ س ۵) میں فرمایا وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ جس سے مقصد یہی ہے کہ اپنے انفاق کو ابتغاء وجہ اللہ کے تابع کرو۔ اس سے جبر لازم نہیں آتا۔ ع د

سورۃ انفطار

(ت ۲۵۲۴) واذا القبور بعثرت آجکل بھی قبروں سے مردے نکال کر دوسری جگہ گاڑے جاتے ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر بھی محلہ خان یار سری نگر کشمیر سے تحقیق کے لئے اکھیڑی جاوے۔ اور پھر معہ حواریوں کی قبروں کے تبرکاً یورپ میں لے جاویں اذا بعثر ما فی القبور وحصل ما فی الصدور سے بھی کچھ اشارات ملتے ہیں (ت ۲۵۲۵) ما غرک بربک الکریم

کرم کے کرم سے نا امید بھی نہ ہو اور صرف کرم ہی کی امید پر دھوکا نہ کھا بیٹھے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھو العذاب الالیم ۱۲/۴ ع ۲۶

(ت ۲۵۲۶) الذی خلق [illegible] خدا تعالے کی ان چار نعمتوں پر ہی اگر انسان [illegible] کرے تو جزا و سزا کے مسئلہ کو سمجھنے کو لئے اس کو بہت [illegible] مدد مل جاوے گی۔ خواہ مومن ہو یا کافر (۱) انسان پیدا کیا۔ چارپایوں سے نہیں بنایا (۲) فسوّیہ خلق ایسا عمدہ کیا کہ شیر ہاتھی وغیرہ سب کو قابو کر لیتا ہے (۳) بڑا ہی معتدل المزاج بنایا ہے (۴) صورتوں اور آوازوں کی ترکیب ایسی کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں میں صورت اور آواز ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ یہ سب اسکی ربوبیت اور کرم ہے (ت ۲۵۲۷) کراماً کاتبین۔ نامہ اعمال کے لکھتے جانے [illegible] اور [illegible] کہ محفوظ رہنے پر جن کو [illegible] سے گراموفون ہی کو دیکھ لیں۔ کہ کس طرح ریکارڈ اس میں محفوظ رہتا ہے۔ اور دوبارہ چکر دینے سے کس طرح وہ آواز ایسی یہانتک کہ کھانسی اور تنفس کی کمی زیادتی بھی اس سے ظاہر ہونے لگتی ہے ؎

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
[illegible]
ڈھونڈو [illegible]

(از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ع

سورۃ تطفیف

(ت ۲۵۲۸) اکتالوا عن الناس۔ کی بجائے اکتالوا علی الناس آیا ہے۔ تو بنت خیانت و ضرر رسانی کی وجہ سے ہے۔ کالوھم میں لام صلہ کثرت کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے عرب کا یہ خاص محاورہ ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے حروف صلہ کو حذف کر دیا کرتے ہیں (ت ۲۵۲۹)۔ کتب مرقوم۔ اقوال صحابہ اور تابعین میں سجّین اور علیّین کی تشریح موجود ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سجّین تو جہنم کا طبقہ ہے جو عالم سفلی میں واقعہ ہے اور وہ نہایت تنگ و تاریک ہے وہاں سوائے رونے پیٹنے اور آگ میں جلنے کے کچھ حاصل نہیں اور علیّین خدا کے تقرب کا مقام ہے (ت ۲۵۳۰) مزاجہ الخ۔ یہ تسنیم سنم سے مشتق ہے۔ جسکے معنے اونچی چیز کے ہیں (ت ۲۵۳۱) فکھین۔ تبدیل ذائقہ کے لئے میوہ خوری لذیذ کھانوں سے تلذذ۔ فرضی قصہ کہانیوں اور ناولوں سے دل بہلانا مزے لینا یہ سب فکھین میں داخل ہے ع

سورۃ انشقاق

(ت ۲۵۳۲) اذا السماء انشقت۔ سماء سے مراد اجرام فلکی آسمان میں ہیں۔ وہ سب سماء کے لفظ میں داخل ہیں (ت ۲۵۳۳) اذنت۔ اذن سے مشتق ہے۔ جسکے معنے کسی بات کے سننے کیلئے کان لگا رکھنا۔ حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ حقت کے معنے ہیں کہ آسمان کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے (ت ۲۵۳۴) اوتی کتبہ بیمینہ یمین کے معنے دایاں ہاتھ۔ طاقت جناب الٰہی کی پروانگی۔ دعاؤں کے قبول ہونے کی مدد۔ راستبازی۔ اکل حلال۔ قوت بازو کی کمائی جناب الٰہی کی مرضیات کی روشنی ع

سورۃ بروج

(ت ۲۵۳۵) والسماء ذات البروج۔ سماء ذات بروج سے سارا ملکوتی اقتدار مراد ہے۔ بادشاہوں کے بھی برج ہوتے ہیں خدائی بروج دیکھو ت ۳۶ اصحٰب الاخدود۔ یمن میں یہودیوں نے ذونواس کے زمانہ میں عیسائیوں کو جلایا تھا۔ اس کیطرف اشارہ (ت ۲۵۳۷) شھود۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان آیات کو پڑھتے تو فرماتے۔ اللھم انی اعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء (ت ۲۵۳۸) ورا کے معنے آگے چلکر ع

سورۃ طارق

(ت ۲۵۳۹) بین الصلب والترائب۔ نطفہ کا مخرج دو طرح سے ایک تو سینے کے اوپر سینہ

کی ہڈیوں کے درمیان واقع ہے اور نطفہ شریانی خون سے بنتا ہے۔ جو دل اور جگر کے اور دہ میں ہوتا ہے اور دو دریون اور پیٹھ کی ہڈیوں کے درمیان (۲) خصیہ منی کی نالی اور عضوے تناسل جو منی کا مولد اور مخرج ہے یہ بھی سینے اور لشت کے درمیان واقعہ ہے اور تہذیب کے طور پر عضو کا نام ترک کر دیا مگر عرب اور ایران میں یہ مسئلہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ منی پدر کی پشت سے منتی ہے یہانتک سعدی علیہ الرحمۃ کے جیسا سیاح اور تجربہ کار آدمی اس غلطی سے نہ بچ سکا اور کہا کہ (ز صلب آورد نطفہ در شکم)

(ت ۲۵۴۰) والسماء ذات الرجع۔ جیسا زمین کا پانی آسمانی بارش پر موقوف ہے اسی طرح عقلی چشمے الہام پر موقوف ہیں ع[۱]

سورۃ اعلیٰ

(ت ۲۵۴۱) سبح اسم۔ اللہ کے اسماء و افعال و ماموروں و کلام الٰہی پر جو اغراض وارد ہوں ان کا جواب دینا تسبیح ہے (ت ۲۵۴۲) ماشاء اللہ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ نے کوئی آیت بھلا دی یا کوئی آیت شریف منسوخ ہے۔ ایسی اور بھی آتیں آتی ہیں جیسے لنذھبن بالذی اوحینا الیک (پ۱۵ ر۱۰) کیونکہ کبھی ایسا وقوع میں نہیں آیا ہاں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ شیطانی القا کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:- فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن (پ۱۷ ر۱۴) اور دوسری جگہ یمح اللہ الباطل (پ۲۵ ر۱) آیا ہے۔ بعض غلط فہم مفسرین نے لکھ مارا ہے کہ حضرت بعض آیات بھول گئے کرتے تھے۔ اور یہ خیال اخبار احادیث غیر صحیحہ اور غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوا (ت ۲۵۴۳) فذکر ان نفعت الذکریٰ۔ ان بمعنے قد ہے جیسے فرمایا سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا پ۱۵ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (پ۲۸ ع۱۷) ع[۱۲]

سورۃ فجر

(ت ۲۵۴۴) والفجر۔ جس فجر کو مزدلفہ سے منا کو جاتے ہیں۔ (ت ۲۵۴۵) بعاد عرب جزیرہ نما ہے۔ اس سے باہر مصر اس کے کنارے پر عاد اور ثمود کی بستیاں ہیں اور بیچ میں مکہ معظمہ اس میں خداوند تعالیٰ یہ لطیفہ بیان فرماتا ہے کہ جب مصر میں ایک شریر نے خلاف ورزی کی تو سزا پائی۔ اور عاد اور ثمود جو کنارے پر تھے۔ انہوں نے بھی انکار کیا تو سزا پائی۔ اب تم خاص بیت الحرام اور خاص ہمارے ہی مکان میں رہتے ہو اور ان دس دنوں میں جو حج کے ہیں نبی کریم کو چھیڑتے اور ستاتے ہو تو بتلاؤ کہ کیونکر بچو گے اور محفوظ رہو گے۔

(ت ۲۵۴۶) سوط۔ ایسا سخت چابک جس سے خون بہنے لگے شاید ہماری زبان میں سونٹا اسی لفظ سے بگڑ کر بنا ہے (ت ۲۵۴۷) ربی اکرمن و اھانن مال اور دولت میں اتراتا پھرتا ہے اور تنگ دستی کے وقت ہماری شکایت کرتا ہے۔ حالانکہ دونوں موقعے امتحان کے تھے۔ جن میں اسی کی بھلائی تھی۔ ع[۱۴]

سورۃ بلد

(ت ۲۵۴۸) [illegible] میں تو جانوروں پر بھی ظلم کرنا منع ہے۔ ہائے افسوس یہ تیرا قتل ضروری قرار دیتے ہیں (ت ۲۵۴۹) ووالد و ما ولد۔ کوئی اپنے کو والد کوئی بچہ کہتے ہیں۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم کے بچانیکی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ (ت ۲۵۵۰) الم نجعل لہ عینین الخ مکہ غیر ذی زرع مقام تھا اس کا بلد بن جانا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والد حضرت اسمٰعیل ولد کی صدق و صواب کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ آنکھوں سے دیکھو کہ یہ کعبہ باپ اور بیٹے دونوں کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے۔ لسان اور شفتین سے زمزم کو پی کر دیکھو کہ یہی ان کے محن کے ایام میں اکل و شرب کا کام دیتا تھا۔ صفا مروہ کی دونوں ٹیکریوں پر جا کر دیکھو کہ کسقدر پریشانی ان کو تھی۔ یہاں والد اور ولد کے ساتھ والدہ بھی شامل ہے (ت ۲۵۵۱) وھدینٰہ النجدین

انسان کی فطرت میں تمیز پیدا کر دی ہے - اور اس کے سامان جیسے فالھمھا فجورھا و تقوٰھا (پ ۳۰ ع ۱۶) بتادیا ہے و ھدینٰہ النجدین - بمعنے پستان زن - اگر خدا بچے کو دودھ چوسنا نہ سکھاتا تو ہم کسی زبان میں اس کو سمجھا نہ سکتے تھے - ع ۱۵

سورۃ الشمس

(ت ۲۵۵۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم (ترجمہ) شروع کرتے ہیں ہم سورۃ شمس کو اس خوبیوں والے اللہ کے اسم شریف سے - جس نے نفس انسان کو عالم صغیر بنایا اور ہتک عمل کرنے والوں کو سب کمالات متفرقہ عطا کرنیوالا ہے قرآن میں جتنی عبادتیں ہیں خواہ بسم اللہ ہوں یا کلاء ربکما تکذبٰن (سورہ رحمٰن) یا کوئی اور عبادتیں ہوں [illegible] اپنی جگہ پر [illegible] صدر اور عوذ کی ضرورت ہے (ت ۲۵۵۳) و نفس - نفس پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی (ت ۲۵۵۴) سوٰھا اعتدال کامل دیا اس کو اس طرح پر انسان کامل کا نفس آفتاب اور اس کی دھوپ کا بھی کمال اپنے اندر رکھتا ہے یعنی روشنی دنیا اور [illegible] جاتے ہیں کہ وہ اکتساب فیض دوسرے سے کرسکتا ہے - اور پھر دوسروں کو پہنچا سکتا ہے - جیسے محنت اور مزدوری کرنے والے لوگ دن کی روشنی میں اپنے کاروبار بخوبی کرسکتے ہیں - ایسے ہی حق کے طالب انسان کامل کی روشنی یعنے اس کے نمونے پر چلکر مہمات دینیہ کو انجام دیتے ہیں - اور ایک قسم سے اندھیری رات سے بھی کامل انسان کو مشابہت ہے - یعنی انقطاع کی حالت میں بھی اپنے نفس کے ظلمانی خواہشوں کیطرف متوجہ ہوتا ہے یعنی حقوق نفس کھانا پینا سونا - بیوی بچے وغیرہ کے حقوق کیطرف التفات کرتا ہے تاکہ روحانی تعب سے کسی قدر آرام پاکر پھر مجاہدات شاقہ کے اٹھانے کے لئے تیار ہوجائے - اور دوسرے خواص دقیقہ بھی جن کو علم ہیئت و نجوم و طبعی کی باریک نظر نے دریافت کیا ہے - وہ نفس انسان کامل ہوتے ہیں اسی طرح سے نفس کامل کو آسمان سے بھی مشابہت ہے مثلاً آسمان کسقدر وسیع ہے ایسا ہی ان کا نفس ناطقہ اپنے میں نہایت وسعت رکھتا ہے

اور جیسے آسمان میں ستارے روشن ہیں ایسے ہی اس میں قوائے روشن ہیں - اسی طرح نفس کامل کو زمین سے بھی مشابہت ہے یعنی جسطرح اعلیٰ درجہ کی زمین خوب قلبہ رانی اور آبپاشی اور تمام مراتب کشاورزی کے پورے کر دیئے جائیں - تو وہ خوب پھل لاتی ہے یہی حال کامل انسان کا ہے کہ احکام الٰہی کی محنت سے محنت کی تخم ریزی اس میں کیجائے تو عجیب سرسبزی کے ساتھ اسکے اعمال صالحہ کے پودے نکلتے ہیں - اور وہ ایسے عجیب غریب پھلدار ہوتے ہیں - کہ سب دیکھنے والے سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے ہیں و نفس و ما سوٰھا سے صاف ظاہر ہے کہ نفس کامل ایک عالم ہے - اور عالم کبیر کے تمام صفات و خواص اجمالی طور پر اپنے اندر رکھتا ہے اور قسموں کا سر جیسا کہ کئی دفعہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کی یہ ایک عام عادت ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات اور احقاق کیلئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے کہ جسکے خواص بدیہی ثبوت رکھتے ہیں - اور نفس انسانی کے خواص ایسے چھپے ہوئے ہیں کہ اس کے وجود ہی میں صدہا جھگڑے برپا ہیں - سو اس سورہ مبارکہ میں نفس انسان کیلئے اسکے بے نہایت خواص فاضلہ کا ثبوت دینا چاہا تو وہ مختلف چیزوں کے خواص بیان کرکے پھر نفس انسان کیطرف اشارہ کر دیا کہ وہ ان تمام کمالات متفرقہ کا جامع ہے تو یہ کمال درجے کی نادانی ہوگی - کہ ایسے عظیم الشان نفس کی طرف یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں - جو موت کے بعد باقی رہ سکے اور یہ محسوس و مشہود چیزیں جو فنا ہونے والی ہیں [illegible] ہوئے ہیں - باقی سمجھا جائے - تفصیل کے لئے دیکھو توضیح مرام صفحہ (۵۰) تا آخر (ت ۲۵۵۵) فالھمھا فجورھا و تقوٰھا اور اس نفس شریف کو تقویٰ کا علم دیا - الفقدا خیرہ من اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ بھلے برے کی انسان کو تمیز بتادی اور جہانتک اس کے اختیار کی ڈوری ڈھیلی کی گئی ہے وہاں تک وہ عمل کرسکتا ہے - اس سے زیادہ نہیں گویا بھینس کھونٹے کے بل کود رہی ہے -

ت ۲۵۵۶) ناقة اللہ - اسے اشقیٰ ومن
اقة الله ولا تمسوها۔ رع ۱۲

سورۃ لیل

ت ۲۵۵۷) سعیکم لشتی۔ یعنے جیسے رات
دن ومرد وعورت الگ الگ ہیں اسی طرح تمہارے
ام یعنے مومن اور کافر کی سعی یکساں نہیں۔ جیسا کرو گے
یسا پاؤ گے (ت ۲۵۵۸) للاخرۃ والاولیٰ
صدیق اکبر اور ابی ابن خلف کا حال ہے یہ دوسرا شخص
ب مالدار آدمی تھا بہت سے غلام رکھتا تھا۔ مگر حد
رجہ کا بخیل اس کا کوئی نوکر خیرات کر دیتا تو وہ بڑا خفا
ہوتا کہ ہمیں آخرت سے کیا کام۔ اور میرے پاس محمدؐ
جنت سے زیادہ سامان ہیں وہ کنگالوں کو لالچ دیکر
معتقد بناتا ہے۔ اس کے غلاموں میں حضرت بلال
تھے۔ جو خدا کے فضل سے مسلمان ہو گئے۔ جب بلال
ے اسلام کا حال اس ظالم کو معلوم ہوا تو اس نے اپنے
لاموں سے کہا کہ اس کے بدن میں کانٹے اور سوئیاں
بھو۔ پھر عین دوپہر کے وقت مشکیں باندھ کر جلتے پتھروں
پر ڈال دو۔ اور ... گرم مکان میں بند کر دو۔ اور کوڑے
رو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر حضرت بلال کے منہ سے
احد اور احد کے کچھ نہ نکلا۔ ایک روز صدیق اکبر اوپر سے
کلے اور ان وحشیانہ کارروائی کا حال معلوم ہوا تو آپ نے
ں ظالم سے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ تو اس نے
اگر درد لگتے ہو تو اس کو خرید لو۔ تو آپ نے فرمایا اچھا اور
ل کے عوض میں اس نے سلطان رومی کو جو آپ کا غلام تھا
کا تو آپ نے دیدیا۔ اور کچھ مال بھی دیا۔ اسی طرح صدیق
نے کئی لونڈی غلام خرید کے آزاد کر دیئے۔ اور آپ کے پاس
چالیس ہزار درہم تھے وہ تمام دینی خدمات میں خرچ کر دیئے
وجہ ہے کہ حضرت بار بار فرماتے تھے کہ ابو بکر کا مجھ پر
احسان ہے۔ یہانتک کہ جب ابو بکر کے پاس کچھ مال نہ
۔ تو آپ کمبل اوڑھ کر کانٹے کا تکمہ لگا کر حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیل آئے اور اللہ کا سلام

حضرت صدیق کو پہونچایا۔ اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اس حالت
میں بھی تم مجھ سے راضی ہو یا کدورت آگئی ہے۔ یہ سنکر
صدیق اکبر پر ایک وجد کی حالت ہو گئی اور کہنے لگے مولیٰ سے
کدورت کیسی۔ اور بار بار فرمانے لگے انا عن ربی راض
انا عن ربی راض (ت ۲۵۵۹) وما لاحدٍ
بطور جملہ معترضہ کے درمیان میں آپڑی اس لئے ترجمہ کسی
قدر پیچیدہ ہو گیا ہے اس درمیانی آیت کو تھوڑی دیر کے
لئے الگ کر کے آیہ جو الذی یؤتی ماله یتزکی ہی
پڑھی جاوے تو عبارت سہل اور سریع الفہم ہو جاتی ہے
یعنے تقدیر عبارت کی یوں ہے۔ یؤتی ماله یتزکی۔ لا ابتغاء
وجه ربه الاعلیٰ۔ یعنے وہ اتقی دیتا ہے مال کو تزکیہ
نفس کیلئے صرف اپنے رب کی رضا کی خاطر وما لاحدٍ
عنده من نعمة تجزیٰ۔ اور نہ کسی کا اس پر احسان
تھا۔ جس احسان کا بدلہ اتارنے کیلئے وہ اتقی اپنا مال دے
رہا ہے رع

سورۃ الضحیٰ

(ت ۲۵۶۰) والضحیٰ ۔ ضحیٰ سے مراد آسائش اور
آرام کا وقت ہے اور لیل سے مراد مصیبت کا وقت ہے
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں وقت ایسے گذرے ہیں
کہ خدا کی طرف سے غفلت یا اکتانا کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ نیکی
اور کمال کی ترقی ہوتی رہی (ت ۲۵۶۱) خیر لك من
الاولیٰ۔ الدال علی الخیر کفاعلہ پر نظر کریں تو جسقدر لوگ
نیکیاں کرتے ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بتائی ہوئی ہیں۔ اسکا پھیلاؤ کر کے دیکھیں اور ذہن کو
وسعت دیں تو معلوم ہو جاوے کہ آپ کے روزافزوں
ترقیوں کا کتنا بڑا وسیع مضمون ہے اور درود شریف کا
پڑھنا بھی آپ کی ترقی کا موجب ہے جو بے انتہاء لوگوں نے
پڑھیں اور پڑھتے ہیں اور پڑھیں گے (ت ۲۵۶۲)
الم یجدك یتیما۔ لف ونشر اس سورۃ کا دیکھو۔ کہ
قریب ہے یعنے یتیم کے مقابل یتیم ہے اور ضال کے مقابل
میں سائل ہے اور عائل کے مقابل میں نعمت ہے تو بیان

سایل سے مراد طالب دعاشق ہے (ت ۲۵۶۳) لا تقھر کے معنے ہیں کہ ہمیشہ اس پر دباو نہ ڈالتے رہو اس کے حال میں اسے مقہور نہ کرو۔ کبھی خفیف دباؤ۔ کبھی سخت دباؤ۔ ع ۱۸

سورۃ انشراح

(ت ۲۵۶۴) الم نشرح۔ ایک مقدمہ یا ایک بیماری یا عورتوں میں مشغول ہو تو آدمی کے دوسری ہوش درست نہیں رہتے۔ مگر آنحضرت کو کل دنیا سے جنگ ہے اور سب کی اصلاح کرنا ہے آپ ہی مقدمے فیصل فرماتے ہیں۔ آپ ہی قیام عبادت فرماتے ہیں۔ بی بیوں سے بھی سخت تعلق ہے۔ لاکھوں کروڑوں کام ہیں اور آپ اکیلے ہی اپنی ذات سے کرتے ہیں اور [illegible] ے کو کلا تقدموا (پ ۲۶ س ۱۳) کا حکم ہے۔ اور بی بئیں بھی ایک نہیں دو نہیں نو ہیں۔ اور پھر سب کام بھی کامل توجہ سے کرنے پڑتے ہیں اور انشراح اور خوشی سے انجام دیتے ہیں۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم۔ آپ کا سینہ مبارک بھی دو بار فرشتوں نے چاک کرکے نورانی طشت میں آب قدس سے دھویا تھا۔ ایکبار لڑکپن میں اور دوسری بار معراج کے وقت۔ اسی لئے موسیٰ نے بھی دعاء کی تھی رب اشرح لی صدری پ ۱۶ ر ۱۰ یہ سب روحانی نظارے ہیں جو جسمانیات سے الگ ہیں۔ موسیٰ کے لئے رب اشرح لی اور حضور کیلئے الم نشرح قابل غور ہے درجہ کیلئے۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔ (ت ۲۵۶۵) ورفعنا لک ذکرک دنیا والوں کی عادات کو دیکھو ناقوس بجاتے۔ سنکھ بجاتے آگ سلگاتے وغیرہ وغیرہ مگر اونچے پر چڑھکر اپنے دعوے کو اپنے دشمنوں کے سامنے بلند آواز سے اظہار کرنا اسلام ہی نے ایجاد کیا یعنے اذان ع ۱۹ ۔

سورۃ التین

(ت ۲۵۶۶) تین وزیتون۔ حضرت عیسےٰ کے لئے وموسیٰ کے لئے طور تجلی گاہ ہمارے حضور بادشاہ عالیجاہ کے لئے جسکا مقام قرب مازاغ البصر وما طغی عند ھا سدرۃ المنتھی ولقد راٰہ بالافق الاعلیٰ وغیرہ ہے آیات سورۃ نجم پ ۲۷ ر ۵) (ت ۲۵۶۷) وھذا البلد الامین۔ آدم اور نوح اور موسیٰ اور تیری محبوب ذات کی قسم ہے گذشتہ لوگوں کی مخالفت نے گذشتہ ماموروں کا کیا بگاڑا جو تیرا بگاڑ سکیں گے یہ چار عظیم الشان یادگار ہیں جنکی ہزارہا سال سے تمام عالم میں شہرت ہورہی ہے اور یہ چار گواہ ناطق ہیں کہ فی الحقیقت انسان کو سب سے عمدہ خلعت عطا ہوئی ہے مگر بدعملی اور بے ایمانی کے سبب وہ آپ اسفل درجہ میں جا پڑتا ہے۔ کہ حیوان سے بدتر ہو جاتا ہے۔ مگر ان عمل صالح پر قایم رہنے والا اس فساد سے محفوظ رہتا ہے اور اجر غیر مقطوع پاتا ہے تو اے انسان اس دینی کمال کو کیوں چھوڑتا ہے کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں۔ جو بدترین خلایق بنا سکتا ہے ع ۲ ۔

سورۃ العلق

(پ ۲۵۶۸) تمہید۔ یہ سب سے پہلی سورۃ ہے جو رسول اللہ پر مکے میں اتری۔ اور اسی سے انجام کار کا پتہ لگتا ہے (ت ۲۵۶۹) علم بالقلم۔ اگر ضرورت آپڑتی تو آپ خدا کی قدرت سے لکھ سکتے۔ لیکن اسکا وقوع مذکور نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ لکھی ہوئی کتابوں سے علم پڑھتا ہے (ت ۲۵۷۰) مالم یعلم۔ حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ وحی کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آنحضرت کو پہلے سچے خواب شروع ہوئے جو آپ خواب میں دیکھتے ویساہی ظاہر ہوتا پھر آپ کو تنہائی اچھی معلوم ہونے لگی۔ کئی کئی دن کا کھانا غار حرا میں لیجاتے۔ وہاں عبادت کرتے۔ پھر حضرت خدیجہ رضہ کے پاس آتے۔ پھر اسی طرح جاتے۔ یہانتک کہ وحی کا نزول ہوا۔ یعنے جبرائیل علیہ السلام آئے۔ اور آپ سے کہا پڑھو آپنے

فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ جبرائیل نے مجھے پکڑ کر ایسا زور سے دبایا کہ مجھے تکلیف معلوم ہوئی پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھو۔ میں نے وہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ویسا ہی دبایا پھر چھوڑ کر کہا پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا ہے تک کر پڑھایا **مالم یعلم** تک۔ پس آپ ان آیتوں کو لیکر آئے اور وحی کے دبدبہ سے آپکا جسم مبارک کانپتا تھا آپ یہ فرماتے آئے کہ مجھے کچھ کپڑا اڑھاؤ۔ تو آپ کو کپڑا اوڑھایا۔ تو جب آپ کی کپکپی موقوف ہوئی (بخاری) پھر آپ کی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ یہ حالت دیکھکر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں یہ عیسوی مذہب کا بڑا فاضل تھا۔ اس نے آپ کی حالت سنکر یہ کہا یہ تو جبرائیل ہے۔ جو حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء کیطرف آیا کرتے ہیں۔ اور کوئی خوف کی بات نہیں۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا کہ جب آپکی قوم آپ کو یہاں سے نکال دیگی تو میں آپ کی مدد کرتا۔ آپ نے پوچھا کیا میری قوم مجکو نکال دیگی **(ت ۲۵۷۱) اذا صلی** یعنے ابوجہل مردود نے رسول اللہ کے گلے میں پٹکا ڈال کر نماز پڑھتے ہوئے کعبے سے ہٹا دیا۔ اور کہا کہ پھر کعبہ میں آیا تو گردن توڑ ڈالونگا۔ جس کا بدلہ بدر کی لڑائی میں واقعہ ہوا **(ت ۲۵۷۲) بالناصیۃ**۔ عرب میں غلاموں کی جھونٹر کھا کرتے تھے جب اس کو آزاد کرتے تو جھونٹے کو کاٹ دیتے۔ کیونکہ جھونٹا اطاعت اور غلامی کا نشان تھا۔ ع ۲۱

سورۃ القدر

(ت ۲۵۷۳) لیلۃ القدر۔ ہزار مہینے کے ۸۳ سال چار ماہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے ماموروں مجدد کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسقدر عرصے کے واقعات دنیا میں بخوبی ہوتے جاتے ہیں۔ بلکہ سو برس کے بعد وہ واقعات بھولے جاتے ہیں۔ اس لئے پھر مجدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو جس وقت مجدد آتا ہے تو وہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے رمضان مبارک کے پچھلے عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

مامور کی بعثت کا زمانہ بھی شب قدر ہے محققین کے نزدیک تمام سال میں ہر رات اس کو تلاش کرنا چاہیئے مادر بتجد کے دوام کا یہی ثمرہ ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شبقدر کو دیکھا وہ ایک خاص بات تھی عام نہیں۔ اور نہ ہر شخص کے لئے ہے۔ اور یہ سب باتیں مفسرین کی تقلید سے کہی گئی ہیں اصل تو انزل فیہ القرآن والی بابرکت مبارک شبقدر ہے اور جس شب میں انسان کو اعلیٰ درجہ کی ترقی و کمال حاصل ہو عرف عام میں اسے شبقدر کہتے ہیں ؎

ان شبے قدر کہ گویند اہل خلوت امشب است
یارب این تاثیر دولت از کدامے کوکب است

ع ۲۲

سورۃ بیّنۃ

(ت ۲۵۷۴) لم یکن الخ منفکین کے معنے یہ ہیں کہ اہل کتاب کے تمام فرقے اور مشرکین شرک اور بت پرستی کے اغلال سے کبھی جدا ہونے والے نہ تھے۔ اگر بینہ نہ آتی **(ت ۲۵۷۵)** کتب قیمۃ قرآن شریف میں (۱۱۴) ایک سو چودہ کتب قیمہ ہیں۔ **(ت ۲۵۷۶) الانہار** صحابہ کرام رضہ کو جو وعدے [illegible] گئے تھے وہ صرف آخرت سے ہی مخصوص نہیں بلکہ اس دنیا سے بھی متعلق ہیں چنانچہ اس دنیا کے انہار ان کے لئے جیحون سیحون۔ دجلہ فرات تھے (ت) خالدًا فیہا ابدًا کی شہادت اس وقت تک قبضہ سے موجود ہے ع ۲۳

سورۃ زلزال

(ت ۲۵۷۷) اثقالہا۔ عجیب وغریب خیالات پیدا ہوں گے اور بے انتہا ٹین اور کوئلہ اور فلزات وغیرہ زمین سے نکلیں گے **(ت ۲۵۷۸) مثقال ذرۃ** یعنے نیک و بد کی تمیز پیدا ہو جائے گی اور حکم آجائیگا راست بازوں کے دل حق کو پہچان لینگے ع ۲۴

سورۃ عادیات

(ت ۲۵۷۹) جمعًا۔ یعنے دیکھو گھوڑے تمہارے لئے کسقدر محنت و مشقت اٹھاتے ہیں۔ تم اللہ کا کیا کام کرتے ہو کسی نے کہا کہ اس سے مراد ریل بھی ہے۔ ہاتینا ریل کا ظاہر ہے۔ جس کا اظ[illegible]ین سے ہو رہا ہے۔ چنگاڑیئیں بھی ا[illegible]ہر ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ اور انسان باوجود ایسی آسان سواریوں کے ملنے کے شکر نہیں کرتا۔ اور اس کی عبادتوں میں مشغول نہیں ہوتا۔ عجائب قدرت کا نظارہ دیکھکر بھی غافل ہو رہا ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے۔ ضرور جنگ ہوں گے۔ اور سوار ہئیں کام آئیں گی۔ سواریوں کی فرمانبرداری دیکھکر ناشکری اور تکبر کا پہلو نہ اختیار کرنا۔ (ت ۲۵۸۰) وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْد۔ شدید کے معنے بخیل اور ممسک کے بھی ہیں۔ معنے آ[illegible] دل کے ہر گوشے میں مال کی محبت [illegible] ہے کہ رب کی وفاداری کے لئے کوئی گوشہ خالی نہ رہا۔ ع/۲۸

سورۃ القارعہ

(ت ۲۵۸۱) اس میں پیشگوئی ہے۔ ٹھوک کر درست کیا جائیگا۔ ع/۲۶

سورۃ العصر

(ت ۲۵۸۲) لفی خسر۔ یعنی جس انسان نے آخری لحظہ تک بھی کوئی نوکری اور کام آقا کا نہ کیا وہ ٹوٹے ہی میں رہا۔ مگر چار صفت والے نقصان نہیں اٹھائینگے (۱) ایماندار (۲) نیک عمل والا (۳) سچا علم دوسرے کو سکھانیوالا (۴) معمول کے پیچھے لگا رہنے والا۔ انسان کی عمر بے بدل گھٹ رہی ہے۔ اور ہر ایک چیز کے ساتھ خواہ مملوک ہو یا غیر مملوک انسان کو اپنی عمر اور زندگی میں ہی تعلق ہوتا ہے۔ زمانہ کی رفتار ہمارے تمام تعلقات کو اڑا رہی ہے۔ جنکا نقش قدم بھی باقی نہیں رہتا۔ مگر علم دعوز سے دکھتا ہے۔ مثلاً کسی جگہ بیس سال بستا ہے۔ اب اس کو کوئی ملک مان لو یا عمر مان کو جب ایک سال گزر جائے تو انیسواں حصہ جاتا رہا۔ اسی طرح ہر روز گھٹتی ہی جائیگی۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اے غافل تجھے گھڑیال یہی دیے ہے منادی
خالق نے گھڑی عمر سے ایک اور گھٹا دی۔

نادان سمجھتا ہے میری عمر بڑھ رہی ہے۔ میں کامیاب ہو رہا ہوں حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ اگر اس عمر کو ایمان۔ اور عمل صالح اور مرضیات الٰہی میں صرف کیا جائے۔ تو پھر گھاٹا نہیں پائیگا بلکہ نفع کا مستحق ہوگا۔ آگے خود استثناء فرمایا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ

(ت ۲۵۸۳) وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کی نسبت بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو حق بات جانتا ہے اور بیان نہیں کرتا وہ گونگا شیطان ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسے کو بروز قیامت آگ کی لگام چڑھائی جائیگی۔ (۱) ایمان (۲) اعمال صالحہ (۳) وصیت بالحق (۴) اور وصیت بالصبر جو اسلام کا نچوڑ ہے اس چھوٹی سی سورۃ میں بیان فرما دیا۔ اسی لئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بطور تذکیر ملاقاتوں کے وقت ایک دوسرے کو سنا دیا کرتے تھے احباب بھی اس سنت صحابہ رض پر عمل کریں۔ کوشش زدہ اثرے دارد۔ وصیت بالحق میں اتنا غلو نہ کرے کہ ہمز لمز تک نوبت پہونچ جائے۔ ع/۲۸

سورۃ ہمزۃ

(ت ۲۵۸۴) الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ جو شخص مال کے فکروں میں چور رہتا ہے۔ اسکے دل پر ذرا ذرا سے نقصان کے وقت آگ کی لپٹ کیطرح صدمات شعلہ زن ہوتے رہتے ہیں۔ اسی دنیا میں ایسا شخص زندہ در آتش ہوتا ہے۔ ع/۲۹

سورۃ فیل

(ت ۲۵۸۵) الم تر کے معنے الم تعلم کے ہیں۔ کیونکہ اصحاب فیل کا واقعہ متواتر بیان سے ایسا معتبر اور مشہور تھا کہ رویت اور علم کا حکم رکھتا تھا۔ جس سال اصحاب فیل تباہ ہوئے۔ اسی سال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۲۔ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت کے اصحاب الفیل کا واقعہ بطور نطیہ

تمہید کے تہا۔ مطلب یہ ہے جب ہم نے تیرے آنے سے پہلے
ہی پہلے تیرے وطن کی حفاظت کی تو اب کیا تیرے کو دشمنوں
کے ہاتھ میں چھوڑ دینگے اور کیا تیرے مخالف تجھ پہ غالب ہونگے
ایسا تو کبھی ہوگا نہیں۔ (ت ۲۵۸۶) ابابیل۔ جھنڈ کے
جھنڈ فوج در فوج (ت ۲۵۸۷) ترمیہم شکاری
جانور پتھروں پر ٹپک کر گوشت کھاتے ہیں۔ ترمی کے معنے
سیلاب۔ حصبہ۔ حجری۔ جھوٹے کے بھی ہیں۔ کنکر پتھر کا
پھینکنا۔ ع۔

سورۃ القریش

ت ۲۵۸۸) رحلۃ الشتاء والصیف۔ قریش
تجارت کے واسطے ہر سال دو سفر کرتے ہیں۔ موسم سرما میں
افریقہ۔ ہند۔ یمن کی طرف جاتے تھے۔ اور موسم گرما میں شام
ایران کیطرف جاتے تھے۔ پھر اس میں ایک پیشگوئی بھی مخفی ہے
اے قریش خدا تعالے نے تمہارے واسطے بڑے بڑے
سفر مقدر رکھے ہیں۔ وہ سفر ایسے نہ ہونگے کہ تم جس موسم میں
جاؤ اسی میں تم واپس آسکو۔ بلکہ وہ لمبے سفر ہونگے۔ جنمیں تم
کو سردیاں بھی گذارنی پڑیں گی۔ اور گرمیاں بھی گزارنی ہونگی
(ت ۲۵۸۹) شتاء میں ایران۔ مصر۔ یوروپ میں
اور صیف میں افریقہ ہندوستان۔ چین۔ جاوا۔ عرب
میں چھ جماعتیں تھیں اور یہ چھ طرف مختلف موسموں میں سفر
کرتیں۔ (۱) عراق کیطرف جہاں مجوسی اور صابی رہتے تھے۔
(۲) شام کی جانب جہاں یہودی رہتے تھے (۳) یوروپ کی
طرف جہاں نصرانی رہتے تھے گرمی میں تین جماعتیں ان
ملکوں میں جاتی تھیں (۴) اور جاڑوں میں افریقہ کیطرف جہاں
وحشی قومیں رہتی تھیں (۵) ہندوستان کی طرف جہاں ہندو
اور آریہ رہتے تھے (۶) چین کی طرف جہاں چینی فلاسفر
رہتے تھے۔ ادھر بھی تین جماعتیں جاتی تھیں۔ یہ قوم اسلام
کی اشاعت بھی کرتی تھی۔ جس سے اسلام تھوڑے ہی دنوں میں دور
دراز ملکوں میں پہونچ گیا۔ خدا نے ان قوموں کو مخاطب کر کے
فرمایا کہ تم نے ایسا پاکیزہ مذہب بھی دنیا میں کہیں دیکھا
ہے ع۔

سورۃ ماعون

(ت ۲۵۹۰) تمہید یہ سورۃ لایلف کی تائید میں ہے
کہ جب کھانا اور امن دیا ہے تو تکذیب بالدین یتیم کو دھکے
دینا مسکین کو کھانا کھلانیکی ترغیب نہ دینا۔ نماز نہ پڑھنا سستی
کرنا وغیرہ بہت برا کام ہے (ت ۲۵۹۱) یکذب مکذب
وہ ہے جو خدا تعالے کے حکم کی اطاعت نہ کرے۔ اور اس کی
مناہی سے پرہیز نہ کرے (ت ۲۵۹۲) بالدین۔ دین
سے مراد اللہ تعالی کی طرف سے ثواب اور عقاب ہے
جو کہ انسان کو اسکے اعمال پر ملتا ہے (ت ۲۵۹۳) ویل
اس وادی کا نام ہے جو دوزخیوں کی پیپ سے بہ کر نکلیگی۔
(ت ۲۵۹۴) ساھون کے لفظ میں ان لوگوں کیطرف
اشارہ ہے جو نمازوں کے اوقات میں تاخیر کرتے ہیں۔
ت ۲۵۹۵) ماعون سے مراد۔ طاعت۔ زکوٰۃ
اور صدقہ مفروضہ ہے۔ اور ایسی متاع کو بھی کہتے ہیں جو
لوگ آپسمیں ایکدوسرے کو مانگنے پر بھی دیدیتے ہیں۔ جیسا
کہ دیگچی اور ڈول۔ کلہاڑی اور ایسی اشیاء اور نیز ماعون۔
تھوڑی چھوٹی اور ادنی شئے کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کو
مانگنے سے استعمال [illegible] لے کر
ہر چند ہو اور لینے والے کو فایدہ ہو جاوے ع۔

سورۃ کوثر

(ت ۲۵۹۶) تمہید۔ اس سورہ شریفہ میں آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو نماز اور قربانی کا حکم ہوا ہے۔ مگر زکوٰۃ کا حکم نہیں
ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے پاس مال
جمع نہیں کرتے تھے (ت ۲۵۹۷) کوثر۔ کثرت سے نکلا
ہے۔ اور اس کے معنے ہیں بہت ساری چیز بہت زیادہ اور جنت
کی ایک نہر کا نام ہے اور خیر کثیر کو بھی کوثر کہتے ہیں وہ نہر بھی
خیر کثیر میں سے ہے۔ اور بعض آئمہ سلف نے قرآن شریف سے
بھی مراد لی ہے۔ اور آپ کی پیشگوئیاں اور سچی دعاؤں کا
ظہور اور درود شریف کا پڑھنا یہ تمہ تیرہ سو سال سے تبعین
تا قیامت پڑھے اور پڑھتے رہتے ہیں اور پڑھتے رہینگے

علیٰ ہذا آپ کی دیگر نیک تقلید جو لوگوں کو حاصل ہوئی اور ہر ایک
چیز کثیر ہی ہے (ت ۲۵۹۸) الاخسر تمام قوا کے کو خدا کے
کام میں لگا دینا (ت ۲۵۹۹) الابتر تو تو ایماندار
صدیقین اور شہداء اور صالحین اور انبیاء یعنے منعم علیہ کا
حکمی باپ ہے کیونکہ وازواجہ امھاتھم الخ (پ ۲۱ ع ۱۷)
تو ابتر ثابت نہ ہوا۔ ظاہری یا جسمانی بیٹے کا محتاج نہیں۔
کیونکہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین پ ۲۲ ع ۲) تو وہ خاتم النبیین
مصدق پیغمبران اور نبی گر ہے اور سلسلہ نبوت کا سلالہ۔ اور
ابو الانبیاء اولین و آخرین کا سردار یعنے سید المرسلین ہے ابتر
کیا ۔ ع
۳۴

سورۃ کافرون

(ت ۲۶۰۰) تمہید۔ یہ سورۃ منسوخ نہیں جیسا کہ قرآن
شریف کی کوئی سورۃ یا آیت بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ لکم
دینکم ولی دین۔ یعنے جو جیسا کرے گا ویسا ہی پائیگا۔ نیکی کی
جزا نیک اور بدی کا بدلہ بد فرما کر ہر ایک کی قوت آزمائی اور مقابلہ
کا دین ہی اشارہ ہے اور سیجے کام بازی کا منتظر کیا گیا ہے یعنے میں
کامیاب و غالب ہو جاؤں گا۔ اور تم مغلوب ہو جاؤ گے کیونکہ
والعاقبۃ للمتقین (پ ۹ ع ۵) اور حزب اللہ ھم
الغلبون پ ۶ ع ۱۲) اور کفار کے لئے اولئک ھم
الخسرون پ ع ۳) اور فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین
(پ ع) ع

سورۃ نصر

(ت ۲۶۰۱) تسبیح۔ الحمد شریف اور تسبیح اور تحمید کی تاکید
ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
استغفر اللہ ع

سورۃ لہب

(ت ۲۶۰۲) ابولہب۔ بڑا غضبناک۔ آتش کا پرکالہ۔
شعلہ کا باپ۔ لفظ ابی لہب وصفی نام ہے جسکی وجہ

تسمیہ مفسرین نے مورد خاص کی وجہ سے علما خاص بیان
فرمائی ہے۔ لیکن داب قرآن بوجہ موعظہ حسنہ ہونے کے
عموم کا مقتضی ہے پس معنے ابولہب کے غصیلہ مغرور
متکبر لال پیلا ہونے والے کے ہوئے۔ اسی طرح قرآن
شریف کے بہت سے الفاظ وسعت معلومات کی کمی و
عدم تدبر فی القرآن سے عوام مفسرین نے بے محل بری معنے
تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ جنت۔ شیطان جن مس
شیطان۔ روس الشیطان۔ مودۃ فی القربیٰ
فی النھب۔ کانہ جان۔ کانہ ھو۔ سحر۔ آلاء
نجم۔ خلد۔ سجل و نحس۔ سکر سید۔
عذاب اور ثواب کی صورتیں۔ سجدہ تین اور
زیتون۔ قلیل۔ لا یمسہ الا المطھرون وغیرہ
وغیرہ بہت سے عربی محاورے اور کلام موقعہ اور محاورہ
اور محل کے اعتبار سے عجیب عجیب برجستہ معنے رکھتے ہیں
جنکی تشریحات سے اکثر تفسیریں قاصر ہیں۔ بلکہ منشاء قرآن
کو بوضاحت ظاہر نہیں کرسکتیں۔ قرآن کریم کا مطلب تو
اس طرح بیان ہونا چاہیئے کہ مغضوب اسباب غضب
اگر نہ چھوڑے تو دہیما تو پڑ جائے۔ اور منافق اخلاص میں
ترقی کرے اور کافر مسلمان ہو جائے۔ قرآن مجید عجائب
پرستی کی تعلیم نہیں دیتا جس میں اکثر مفسرین قصص سابقین
کے ساتھ مبتلا ہیں۔ گو وہ قصہ کتنا ہی منشاء قرآن کے خلاف
اور عقلی ونقلی اصول حکمت کے متضاد ہو چنانچہ الفاظ مذکورہ
کے چند معنے حسب ذیل ملاحظہ ہوں: ع
جنت۔ جو متعدد معنی رکھتی ہے۔ گھنے پتے والے یا
دنیا کے۔ بعض قبریں۔ بعض مقام آرام گاہ۔ تفریح گاہ
آخرت کے باغ جو بے مثل صفات رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ
شیاطین: شریر۔ بڑا خطرناک۔ کافر۔ منافق۔ مغضوب
آدمی۔ سانپ کتے۔ ارواح خبیثہ۔ پوشیدہ تدبیر کرنے
والے۔ ڈاکو۔ قطاع الطریق۔ جن: نصیبین کی
ایک قوم۔ بڑے قوی ہیکل۔ امراء (اور اسی سے جہاں
ہندی بولا جاتا ہے) پوشیدہ چیزیں (ڈھال کو عربی میں
جنۃ کہتے ہیں۔ اور پتوں میں ڈھکے ہوئے باغ کو جنۃ) اڑیل

نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا دعوے کیا اور فرمایا
کہ نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا دعویٰ یعنی اللہ کی وحی
سے کرتا ہوں اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم
(سورۂ جمعہ) کا مصداق بھی اپنے کو بتایا اور مبشراً
برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا
الہام دعوی کیا کہ میں ہی اس کا مصداق ہوں کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم احمد ہی نہ تھے بلکہ محمد بھی تھے (صلی اللہ
علیہ وسلم) اور یہ بھی فرمایا کہ جس موعود کی آمد کی خبریں
انبیاء سابق نے مختلف ناموں سے دی ہیں وہ میں ہی ہوں
دیکھو آخر حجۃ من اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین۔

(ت ۲۶۰۳) حمالۃ۔ لکڑیاں اٹھانے والی سے مراد
چغلخور بھی ہے جیسا کہ مشہور ہے ؎

میان دو کس جنگ چون آتش ست
سخن چین بدبخت ہیزم کش ست

سورۃ الاخلاص

(ت ۲۶۰۴) مشبہ۔ یہ عقائد نصاریٰ اور ذی
ولد کہنے والوں کا رد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے بے نظیر پیش گوئی ہے یعنی واحد سے تعلق پیدا کرنے
والا یکتا ہوگا اور صمد سے تعلق پیدا کرنے میں سب سے
بے نیاز ہو جائے گا اور مثل نامہ اور کاملہ میں اس کا
کوئی کفو نہ ہوگا۔ کتاب توحید کا یہ خاتمہ ہے۔

این کتاب ما کتاب وحدت است
وحدت اندر وحدت اندر وحدت است

اس کے بعد دو سورتیں بعد دعا کے ہیں جو کمال کے حصول
اور دائمی زوال نہ ہونے کے لئے ضروری ہیں اسی لئے ان کا
نام تعوذ اور معوذتین ہے بعض نے کہا یہ دو سورتیں
قرآن میں داخل نہیں مگر گزارش ہے کہ مثل سورہ فاتحہ
کے ان کا بھی حال ہے جیسے سورہ فاتحہ شروع قرآن سے
اور تمام قرآن اس کی شرح ہے اور یہ دو سورتیں بطور
خاتمۃ الکتاب کے ہیں جو ایک اعتبار سے خارج اور
ایک اعتبار سے داخل اور ان کے قرآن مجید اور
کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ع ۲

سورۃ الناس

(ت ۲۶۰۵) برب الناس انسان
اور سالک کی تین حالتیں۔ بچہ اور مبتدی جو رب کے
لئے موزون ہے ملک الناس جوان
اور ابن الوقت سے متعلق۔ ۳ الٰہ الناس
جو بڈھے اور صوفی صافی اور ابو الوقت سے متعلق
ہے۔ اسی طرح پہلا درجہ نفس امارہ کا ہے۔ دوسرا
لوامہ کا۔ تیسرا مطمئنہ کا ہے۔

(ت ۲۶۰۶) خناس کھسک کر چھپ جانے
والا لگائی بجھائی کرنے والا۔ خفیہ فتنہ پرداز۔ پوشیدہ
حاسد ع ۵ و ۱

تبلیغ غرہ ماہ شعبان ۱۳۱۸ مسودہ / ۱۳۳۳ المبیضہ مطابق ۲۰ دے / ۹ امرداد
۱۳۱۰ ف / ۱۳۲۴ ف موافق ۲۳ نومبر / ۱۵ جون ۱۹۰۰ / ۱۹۱۵ عیسوی

مرتب و طبع شد

اطلاعی نوٹ

صفحہ ۱۰ کالم ۲ پارہ ۳۰ سورۃ النساء نہیں سورۃ النباء ہے
اور صفحہ ۱۸۰ سطر ۲ کالم ۲ (ت ۲۶۰۰) کے بعد کا حاشیہ کالم اول کے حاشیہ
لکھا جائے۔ ایضاً صفحہ و سطر ۳ کالم اول کا حاشیہ کالم دوم کے حاشیہ پر لکھ
لیا جائے تاکہ جلد بندھوانے میں مضمون غائب نہ ہو جائے۔

تاکید! تاکید!! تاکید!!!

معذرت باُمید اصلاح

افسوس ہے کہ بوجہ غفلت و عدم توجہ کاپی نویسان تینوں حصے بہت
غلط چھپے ہیں اللہ تعالیٰ دوسرے ایڈیشن میں توفیق دے کہ
حتی الامکان تصحیح اچھی کی جائے۔

روزے چند بودہ ایم مگر — کثرتِ فیضِ مقبلان دلم
آن کہ بودہ است تاجِ سرتاجان — فیضِ او در عیان نہان دائم

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سید الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ اعلم نزدِ من

گرچہ محدود بودہ است جہان — فیضِ محمدی کہ بیکران ایم
یک نظر بہ زعمرِ جاویدان — گر میسر شود چہ خوش کاریم

الراقم الراجی الی ربہ العفو المجید

میر محمد سعید

احمدی قادری [illegible] حسینی

پسر حضرت مولانا مولوی میر عبدالعزیز صاحب قدس سرہ الشریف

ہر کہ خواندہ دعا طمع دارم — زانکہ من بندۂ گنہگارم
من نہ نامم نماند این تحریر — یا رب از دعا مکن تقصیر
بدعائے تو سخت محتاجم — رحم کن بندۂ خطاکارم

در سایۂ خویش جائے آوارہ دہید — وز چارۂ کار دل بیچارہ دہید
ہر چند کہ کفارہ ندارد دیگی — نیکی ہمہ را کنید کفارہ دہید

بضاعت نیاوردم الا امید — خدایا ز رحمت مکن ناامید

تفسیر احمدی تمام شد و فی الحقیقت تمام آنگاہ گردد کہ پسندیدۂ درگاہِ الٰہی آید و فیضِ علم و نفع تام

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے بندۂ ناچیز کو یہ توفیق دی کہ اس نے ترجمۃ القرآن اور تفسیر اوضح القرآن مسمی بہ تفسیر احمدی کو سن ۱۳۲۲ھ [illegible] سو اس خدائے ذو الفضل کے احسان کو ظاہر کرنے کے لئے یہ تحفظ فیت ہیں۔ ربنا تقبل منا واجعلہ نافعا غیر ضار فی کل ترتیب القلوب للطالبین آمین یا رب العالمین
(دستخط) خاکسار حافظ روشن علی

تاریخ طبع از مولف — عجب تاریخ نکلی اس کی حافظ — کتاب الحکمت آیتا ہے یہ

۱۳۲۲ھ

در مدح قرآن کریم

از حضرت اقدس علیہ السلام

ہے شکر ربِّ عزّ و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا

وہ رہ جو ذاتِ عزّ و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اس نے ہر اک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دور ہو گئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی کافور

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اٹ گئی

جتنے درخت زندہ تھے [illegible]
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

[illegible]
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

قرآں خدا [illegible]
[illegible] کا کلام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھرا رہے
اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پا رہے

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرہ بھر

پر یہ کلام نور ہے خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوے سے آتا ہے

قصیدہ دیگر از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا